نمبر ۱ — رسالہ — جلد ۸

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

ماہ محرم الحرام ۱۳۲۴ | پندرہ روزہ | مطابق یکم مارچ ۱۹۰۶ء

نیا سال نیا سامان

رسالہ جلد ۸ بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۲۴ حاضر ہوتا ہے۔ انشاءاللہ
آیندہ رسالہ میں ضمیمہ کے طور پر چیدہ چیدہ خبروں کا مجموعہ
۱۸–۲۲ کا نصف تختہ شایع ہوگا۔ اس لئے کہ
ے کرم فرمائے ناظرین انوار الاسلام کو کوئی دیگر اخبار
ئے مطالع خبروں کے نہ خریدنا پڑے۔ ہم تمام ناظرین کو اطمینان
تے ہیں۔ کہ بفضل ایزدی رسالہ وقت پر شایع ہوا کریگا اور خبروں
کا گلدستہ لیکر حاضر ہوا کریگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ تمام سرپرستان
[illegible] چھاپہ شدہ جو رسالہ نمبر ۲–۲۳ کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا اس کو بہت جلد واپس
[illegible] فرماویں گے۔ تاکہ [illegible] آیندہ کے لئے صفائی ہو۔ والسلام

ایڈیٹر

تمام خریداران انوار الاسلام کو

ایک لاکھ روپیہ انعام

یعنی

جو صاحب قیمت سالانہ انوار الاسلام بابت ۲۴-۱۳ اخیر ماہ اپریل ۱۹۰۶ء بھیج دینگے وہ صاحب مفصلہ ذیل کتابوں میں سے مبلغ پانچ روپیہ کی انعامی کتب فرما سکتے ہیں۔ جو صاحب علاوہ ان کتابوں کے اور کتابیں انعام میں طلب فرماویں ان کو ان کے ارشاد کا جواب نہیں دیا جاویگا۔ فہرست کتب یہ ہے۔ جو رسالہ نمبر ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ پر درج ہے۔

مضامین	قیمت	مضامین
قرآن اور وید کی تعلیم کا مقابلہ	۸ر	واقعات درج ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے اہل یسرانکو اتفاق
آریہ مت کی عکسی تصویر	۸ر	میں روسیوں کو متواتر زکیں دیں اور
اسلام اور اس کی تعلیم	۸ر	عظیم الشان فتوحات حاصل کرنے
وید اور اس کی حقیقت	۴ر	سے اسلامی جوش اور ہمدردی کا اظہار
ایک جرمن نو مسلم کے دس لیکچر	عصہ ر	کیا۔ مصنفہ خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر۔ قیمت فی جلد
حسن انجلینا اس میں ترکوں اور روسیوں کی لڑائی کے وہ سچے تاریخی		ثریا وادرجلاوہ حصہ اول۔ مصنفہ عبد الحلیم شرر۔ یہ ایک نہایت

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

اسلام اور اوسکی حقیقت

رسلسلہ کیلیئے دیکھو رسالہ نمبر ۲ جلد ۷)

کیوں کی تعلیم و تربیت بھی لڑکوں کی طرح والدین پر فرض ہے۔ لڑکیوں کو بھی دین
نیاوی تعلیم سے بہرہ ور کرنا چاہیئے۔ گھر کا کام کاج۔ کھانا پکانا۔ سینا
نا۔ ضروری صنعت و حرفت ان کو ضرور سکھانی چاہیئے۔

آن حضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم
مسلمۃ علم کی تلاش ہر ایک مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے
لوگ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت سے خاصکر بہت غافل ہیں۔ اُن کو یاد رکھنا
ہیئے۔ کہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا ثواب اللہ کے نزدیک لڑکوں کی تعلیم و

تربیت سے بھی بڑھ کر ہے ۔ کیونکہ لڑکیاں ایک بیگانے گھر میں جانیوالی
اُن کی تعلیم و تربیت نہایت ضروری ہے ۔ تاکہ وہ سسرال میں خ
اور متبدل حالت میں نہ رہیں ۔ اور ان کا دنیا و دین سنور جا
جناب رسولخدا ؐ نے فرمایا ہے ۔ کہ جس شخص کی کئی بیٹیاں
اُن کے ساتھ حسن سلوک کرے ۔ اُن کی تعلیم و تربیت کے فرض سے
سبکدوش ہو تو وہ لڑکیاں قیامت کے دن اُس کے لئے عذاب د
نجات کا باعث ہونگی ۔

ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا ۔ کہ جو شخص اپنی دو لڑکیوں کی
اچھی طرح تعلیم و تربیت کرے ۔ وہ قیامت کے دن میرا جلیس ہوگا
ایک حدیث میں آنحضرت ؐ نے فرمایا ۔ جس کے ہاں ایک لڑ
بہن ہو ۔ پھر وہ اُسے حقیر و ذلیل نہ رکھے ۔ اور نہ لڑکے پر اُسے
تو اللہ تعالےٰ اُسے بہشت میں داخل کرے گا ۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ بیٹے کے حق میں باپ کی کوئی بخ
و آداب سکھلانے سے بڑھ کر نہیں ۔ اور انسان کا اپنے بیٹے
سکھانا ایک صاع صدقہ دینے سے بڑھ کر ہے ۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکے یہاں لڑکا پیدا
کہ اُس کا نام نیک رکھے اور اچھی تادیب کرے ۔ پھر جب بالغ ہ
کے ساتھ) اُسکا نکاح کرے ۔ پس اگر وہ بالغ ہوگیا اور اُس
اُس کے باپ نے باوجود مقدور نہ کیا تو لڑکا جو گناہ کرے گا ۔
باپ پر ہے ۔

اور فرزندوں کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے ۔ کہ اُن کے
داد و دہش ۔ پیار اور سب باتوں میں مساوات رکھے اور چھوٹے
کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے ۔ ایک صحابی نے کہا میرے دس لڑ

...ھی کسی کے سر پر بوسہ نہیں دیا۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ جس میں رحم
...س پر اللہ تعالےٰ بھی رحم نہیں کرتا۔
...ند کا یہ بھی حق ہے۔ کہ ماں باپ بدخوئی کے سبب سے اُنہیں نافرمانی
...ب نہ لائیں۔ آں حضرت ص نے فرمایا! اللہ تعالےٰ اُس شخص پر رحمت
... جو اپنے بیٹے کو نافرمانی پر نہ لائے۔
...حیاء العلوم میں ہے۔ اولاد ہمارے دلوں کا میوہ اور رشتوں کا
...ے۔ ہم اُن کے حق میں زمین بَر دار اور آسمان سایۂ دار کرتے ہیں
...ڑی مہمات میں ہم انہیں کی خاطر گھستے ہیں۔ اگر وہ کچھ مانگیں تو اُن
... اگر روٹھ جائیں تو مناؤ۔ کہ پھر تم کو دل وجان سے چاہیں گے۔
...سے کمال محبت رکھیں گے۔ اور تم اُن پر بھاری مت ہو اور سختی مت
... ورنہ تمہاری زندگی سے بیزار ہو کر چاہیں گے کہ تم جلدی مرجاؤ۔ اور
...ے پاس اُن کو رہنا بُرا معلوم ہوگا۔

دینی بھائی کے حقوق

...ی اخوت کے یہ حق ہیں۔
... آدمی جو کچھ اپنے واسطے چاہے وہی دینی بھائی کے لئے۔ جو اپنے
...ے ناپسند کرے۔ وہی دینی بھائی کے لئے۔
...نحضرت صلعم نے فرمایا سب مومنوں کی مثال ایک آدمی کی سی ہے
...ب اُس کا ایک عضو دُکھتا ہے تو تمام اعضا کو خبر ہوتی ہے۔ اور سب
...ناک ہوتے ہیں۔
(۲) کوئی مسلمان اُس کے ہاتھ اور زبان سے رنج نہ پائے۔ آنحضرت صلعم

نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں۔

(۳) کسی مسلمان پر مال۔ عزت وغیرہ میں گھمنڈ نہ کرے۔ سب مسلمانوں سے اپنے تئیں حقیر سمجھے اور ماسوا اپنے کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے آں حضرت صلعم نے فرمایا جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اُسے بلند کرتا ہے۔

(۴) کسی مسلمان کے حق میں عیب یا چغلی کی بات نہ سُنے آں حضرت نے فرمایا ہے چغلخور کبھی بہشت میں نہ جائیں گے۔

(۵) کسی مسلمان سے کسی دنیاوی بات پر تین دن سے زیادہ خفا نہ رہے نہ ترک سلام و کلام کرے۔ تیسرے دن سلام کے لئے پہل کرے کہ اسکا اجر عظیم ہے۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ اگر تو اپنے مسلمان بھائی کی خطا معاف کرے گا۔ خدا تیری عزت و بزرگی زیادہ کرے گا۔ اور فرمایا۔ کسی مسلمان کا کام نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے

(۶) یہانتک ہوسکے۔ ہر ایک مسلمان کی خیر خواہی کرے۔ خواہ نیک ہو خواہ بد۔ اگر وہ بد سلوکی کرتا ہے۔ تو بھی اُس کے ساتھ خوش سلوکی کرے۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا جس نے بُرائی کے بدلے نیکی کی۔ اُس نے بدلہ لے ہی لیا۔ یعنے نیکی کرکے شرمندہ کردیا۔ جو ایک قسم کا بدلہ لینا ہی ہے۔

(۷) بوڑھوں کی تعظیم کرے۔ بچوں پر رحم کرے۔ بیواؤں کی دستگیری کرے آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ جس نے بوڑھوں کی عزت نہ کی۔ چھوٹوں پر شفقت نہ کی۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۸) سب مسلمانوں کے ساتھ ملنسار اور کشادہ پیشانی خنداں اور سہل انگیز ... جب کسی مسلمان کو اوسکی ضرورت پڑے اپنے کام کا حرج کرکے ... مصروف ہو۔ حضرت انس رض کہتے ہیں۔ ایک عورت ... جب عورت آں حضرت

نے راہ روک کر کھڑی ہوگئی اور عرض کرنے لگی کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے
نے فرمایا کہ اس گلی میں جہاں تیرا جی چاہے بیٹھ جا۔ میں بھی ساتھ بیٹھوں
ور بیٹھ گئی آپ بھی بیٹھ گئے۔ جب تک اُسنے اپنا تمام حال عرض نہ کیا۔
بیٹھے رہے + -
کسی مسلمان سے وعدہ خلافی نہ کرے۔ عہد کا ایسا پاس کرے کہ جان جائے
ت نہ جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ منافق کے
نشان ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے خلاف کرے
اُس کے پاس امانت رکھی جائے۔ خیانت کرے۔
) ہر ایک کی تعظیم اُس کے مرتبہ کے موافق کرے۔ آنحضرت م نے فرمایا ہے
کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آئے۔ تو اسکی تعظیم کرو۔ بسا اوقات
م اپنی چادر بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک بڑھیا جس نے آپ م کو دودھ
تھا آپ م کے پاس آئی۔ آپ م نے اپنی چادر پر بٹھایا اور فرمایا
ے مادر مرحبا جو تیرا جی چاہے مانگ۔ پھر بہت سا زر و مال آپ نے
فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض ایک سفر میں تھیں جب دستر خوان
۔ ایک فقیر آیا۔ آپ م نے فرمایا اسے ایک روٹی دیدو۔ ایک سوار
آپہونچا۔ آپ نے اُسکا اعزاز اُسکے حسب حال کیا۔
(۱۱) جب دو مسلمان آپس میں خفا ہوں کوشش کرکے اُن میں صلح
ئے۔ آں حضرت م نے فرمایا۔ کہ دو مسلمانوں میں صلح کرانا نماز روزہ اور
قہ سے بھی افضل ہے۔
(۱۲) مسلمانوں کے تمام عیوب اور پوشیدہ بُرائیونکو چھپائے۔ اور پردہ میں
چھپائے۔ آں حضرت م نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ستار ہے۔ جو شخص اس
جہان میں مسلمانوں کی پردہ پوشی کریگا۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس کے
گناہوں کو فاش نہ کرے گا۔

(۱۳) مسلمانوں کے حق میں بدگمانی نہ کرے۔ اُن کو ناحق کسی قسم کی تہمت نہ لگائے۔

(۱۴) اگر مسلمان صاحب جاہ ومنصب تحصیلدار یا ڈپٹی ہے۔ تو دوسرے مسلمانوں کی بہتری وبہبودی میں دریغ نہ کرے۔ صاحب رسوخ مسلمان کو ضرور باقی مسلمانوں کی حمائت ورعایت کرنی چاہیئے۔ اُن کے روزگار کرانے میں سعی کرنی چاہیئے۔

(۱۵) اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے حق میں زبان درازی کرتا ہو یا اوسکی آبرو یا جان ومال کی نسبت بُرا خیال رکھتا ہو اور وہ مسلمان غایب ہو تو اُسکی طرف سے خود نا[illegible] جائے۔ اور اُسے ظلم سے بچالے۔

(۱۶) بُروں کے ساتھ بھی خوش سلو[illegible] رے۔ اگر کسی مسلما[illegible] تکلیف پہونچے۔ تو اُسے معاف کرے۔ اور اپنا معاملہ اللہ [illegible]

(۱۷) فقرا مسلمانوں کے ساتھ بہت صحبت رکھے۔ امیروں [illegible] حتی الامکان اجتناب اختیار کرے۔ آں حضرت ؐ نے فرمایا۔ کہ [illegible] پاس نہ بیٹھو۔ صحابہ رضؓ نے عرض کی یارسول اللہؐ وہ کون لوگ ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا امیر لوگ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت میں جہاں کوئی مسکین دیکھتے۔ اُس کے پاس بیٹھ جاتے۔ اور فرماتے مسکین مسکین کے پاس بیٹھتا ہے۔ حضرت عیسے ؑ کو مسکین کے لقب سے کوئی نام زیادہ پسند نہ تھا حضرت رسولخدا ؐ نے دعا کی۔ کہ اے خدا مجھے جب تک زندہ رکھیو مسکین رکھیو۔ اور جب مارا چاہے مسکین ہی ماریو۔ اور جب حشر کرے تو مسکینوں کے ساتھ حشر کیجیو۔ حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کی خدایا میں تجھے کہاں ڈھونڈوں فرمایا شکستہ دلوں کے پاس۔

(۱۸) مسلمانوں کا دل خوش کرنے اور اُن کی حاجت روائی کے لئے سعی کرے۔ آں حضرت ؐ نے فرمایا جو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پورا کرنے کے

درپے ہوتا ہے اللہ اُس کی حاجت پورا کرنے کے درپے ہوتا ہے۔ اور فرمایا جو کسی غمگین کو راحت پہونچائے۔ یا کسی مظلوم کو ظلم سے چھوڑائے اللہ تعالےٰ اُسے بہتر مغفرتیں عطا فرمائیگا۔

اور فرمایا کہ تو اپنے بھائی کی مدد کر خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کی یا حضرت مظلوم کی مدد تو کی جاتی ہے پر ظالم کی کسطرح مدد کریں۔ آپ ؐ نے فرمایا۔ اُسے ظلم سے باز رکھنا ہی اُس کی مدد ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ کہ تو مسلمان بھائی کا دل خوش کرے

(۱۹) جو مسلمان نظر آئے۔ سلام اور مصافحہ کے لئے ابتدا کرے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے اچھا وہ ہے۔ جو ملنے کے وقت پہلے سلام کرے اور فرمایا کہ پہلے سلام کرنیوالا تکبر سے پاک ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ سوار چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور فرمایا باہم مصافحہ کرو اس سے تکبر جاتا رہیگا۔ آپس میں تحفے تحائف بھیجو اس سے محبت زیادہ ہوگی۔ اور دل کی کدورت دور ہوجاویگی۔

(۲۰) جب کوئی مسلمان بیمار ہو۔ اوسکی عیادت کرے۔ اوسکو تسلی دے ممکن ہو تو لائق طبیب حاضر کرے۔ دوائی وغیرہ لاوے۔ اور جو خدمت ممکن ہو کرے۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ بہشت میں جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ جب کوئی شخص بیمار کے پاس جاتا ہے تو آسمان میں ایک پکارنیوالا پکارتا ہے۔ تیرا آنا مبارک ہو تیرا چلنا مبارک ہو۔ اور تو بہشت میں جائے۔ اور فرمایا کہ بیمار کے پاس بہت دیر تک مت ٹھیرو۔ جس سے وہ اکتا جائے۔

(۲۱) جب کوئی مسلمان چھینک مارے اور الحمدللہ کہے تو یہ یرحمک اللہ کہے۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اوسکو کہنا چاہیئے کہ ہر حال میں خدا کا شکر ہے۔ اور جو شخص جواب دے اسکو کہنا چاہیئے کہ

خدا تم پر رحم کرے۔ پھر اس سے پہلے شخص کو کہنا چاہیئے۔ کہ خدا تم کو ہدایت کرے اور تمہارا حال درست کرے۔

(۲۲) اگر کوئی مسلمان مرجائے۔ تو جنازہ کے ساتھ جائے۔ اگر میت غریب ہو۔ تو کفن دفن کا خرچ بھی بہم پہونچائے۔ اور میت کے وارثوں کو کھانا دینا اور اونکی ہر طرح تسلی کرنا بھی سنت ہے۔

(۲۳) مرنے کے بعد اپنے بھائی مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرے اور اوسکی موت سے عبرت پکڑے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مُردے کے پیچھے تین چیزیں رہ جاتی ہیں۔ عیال مال اور عمل۔ عیال مال تو لوٹ آتے ہیں مگر عمل ساتھ جاتے ہیں۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا جو قبر کو بہت یاد کرے۔ اُس کی قبر جنت کے گلزاروں میں سے ایک گلزار ہوگی۔ اور جو بھول جائیگا اوسکی قبر دوزخ کی غاروں میں سے ایک غار ہوگی۔

دوستوں کے حقوق

خدا کے رستہ میں دوستی بڑی چیز ہے۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے لئے دوستی رکھی۔ اور خدا ہی کے لئے دشمنی اُس نے اپنا ایمان کامل کیا۔

دوست کا درجہ بھائی سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ بھائی وہی اچھا ہے جو دوست ہو جو بھائی دوست نہیں وہ دوست سے کمتر ہے۔

ایک حکیم سے کسی نے پوچھا کہ بھائی اچھا ہے یا دوست۔ اُس نے کہا بھائی اگر دوست ہو۔ ہم یہاں دوست کے حقوق لکھتے ہیں۔

(۱) دل وجان سے دوست کے ساتھ دریغ نہ کرے۔ اپنا مال و زر اسکا ہی سمجھے

بابو بیلی رام صاحب ہداک اللہ

آپکے چھ سوالوں کا جواب دیا جاتا ہے امید ہے کہ آپ غور سے پڑھینگے۔

سوال اول۔ کیا قرآن مجید خدا کا کلام ہے؟

جواب۔ یہود و نصاریٰ کو اہل اسلام سے پہلے خدا کا کلام ملا ہے اور جو کلام یہودیوں اور عیسائیوں کے نزدیک کلام الٰہی ہے اسکو بائیبل کہتے ہیں یعنے مجموعہ جسکے ۶۶ عدد ہیں بابو بیلی رام صاحب آپ کو واضح ہو کہ آپ ہندو دہرم ترک کرکے عیسائی ہوئے ہیں عیسائی ہونے سے پہلے آپکا اور آپکے بزرگوں کا ویدوں پر ایمان تھا چونکہ ویدوں کو آپنے غیر کلام الٰہی جان کر اور بائیبل کو کلام ربانی مان کر تبدیلی مذہب کی ہے حضرت من جن دلایل اور برہان سے آپنے کلام خدا اور کلام بشر میں امتیاز کیا ہے وہ دلایل بیان فرمائیں اور وہ دلایل ایسے بین ہوں جو کلام ربانی اور کلام انسانی میں مابہ الامتیاز بخوبی ظاہر کردیں اور ان دلایل سے اول آپ بائیبل کے ہر ایک صحیفہ کا فرداً فرداً کلام الٰہی ہونا اور خصوصاً کتاب آستر جس بدنصیب کتاب میں اول سے آخر تک مطلق خدا کا نام ہی نہیں کلام الٰہی ثابت کرکے دکھلائیں بعد ثبوت من کل الوجوہ بائیبل کے کلام الٰہی ہونے کے پھر ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ انہیں شرایط مقرر کردہ آنجناب کے پابند ہوکر قرآن شریف کا کلام الٰہی ہونا ثابت کرینگے۔

سوال دوم۔ از روئے قرآن مجید محمد صاحب گنہگاروں کی نجات دہندہ ہیں اگر ہیں تو کوئی نظیر قرآن مجید سے

جواب۔ نجات ایک عربی زبان کا لفظ ہے جسکے معنے رہائی یا چھٹکارا اور خلاصی کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ رہائی یا چھٹکارا اور خلاصی کسی بندھن یا گرفت کے مقابلہ پر بولا جاتا ہے اور وہ بندھن اور گرفت کیا ہے جسے نجات حاصل ہونے کی امید کی جاتی ہے سنا ہے کہ وہ بندھن اور گرفت خداوندی بنی نوع انسان کے بداعمالیوں

کا بدنتیجہ ہے خدا اپنی اس گرفت کو اپنے فضل و کرم سے اپنے خطاکاروں اور مجرموں
کو بشرطیکہ اُن خطاؤں میں حق العباد نہوں یا کسی شفیع کی شفاعت سے جو محرک
نزول رحمت کا باعث ہو معاف کر دے اور بخشدے جو اس معافی اور خلاصی کا
نام نجات ہے اور یہہ نجات دینا خداوند کریم کا کام ہے۔ کیونکہ بعض ہندؤں نے
خدا کی الوہیت کا تاج ناقص البیان آدمیوں کے سرپر رکھ کر خدا کی بغاوت کی ہے
اپنے باغیوں کا قصور وہ آپ ہی بخش سکتا ہے۔ اسلئے ہم اہل اسلام سوا خدا
کے نجات دہندہ کسی انسان کو نہیں مانتے خواہ وہ انسان کامل محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ہوں خواہ حضرت عیسی علیہ السلام۔ نجات دہندہ اور نجات
دلانیوالے میں زمین و آسمان کا فرق ہے جو سوائے موحدوں کے تثلیث پرستوں
کو نظر نہیں آتا۔ کیا کوئی کمزور انسان نجات دہندہ ہوسکتاہے خواہ وہ مسیح ہی کیوں
نہ ہو دیکھو انجیل متی باب ۲۰ آیت ۲۳ میں صاف لکھا ہے کہ مسیح کو تو دائیں اور بائیں
طرف بٹھلانے کا بھی اختیار نہ تھا پھر وہ خود نجات دہندہ کیونکر ہوسکتا ہے۔
اور خط رومیوں باب ۸ آیت ۳۴ میں لکھا ہے۔ وہ تو ہماری سفارش کرتا ہے۔
ظاہر ہے کہ اگر مسیح خود نجات دہندہ مانا جاوے پھر خدا سے مجرموں کی بخشش
کیواسطے سفارش کرنا بالکل غلط ہے۔ اور یہہ بھی واضح ہو کہ جس طرح مسیح کی شفاعت
کا ثبوت خط رومیوں میں مذکور ہے اسی طرح سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام
اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر جا بجا توریت اور قرآن مجید میں
پایا جاتا ہے۔ دیکھو توریت کی کتاب گنتی باب ۱۴ آیت ۱۹ اور کتاب ایضاً باب ۱۱
آیت اول۔ ایضاً باب ۱۶ آیت اول سے ۴۸ تک استثناء باب ۹ آیت ۱۹
خروج باب ۳۲ آیت ۱۱۔ ایضاً باب ۸ آیت ۸ و ۳۰۔ سموئیل باب ۷ آیت ۹
زبور ۱۰۶ آیت ۱۹ سے ۲۳ تک زبور ۹۹ آیت ۶۔ یرمیاہ باب ۱۵ آیت ۱ وغیرہ
قرآن شریف سورہ نساء رکوع ۹۔ سورہ ایضاً رکوع ۱۲ سورہ آل عمران رکوع ۱۷
سورہ توبہ رکوع ۱۳۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹۔ سورہ نور رکوع ۹۔ سورہ ممتحنہ رکوع ۱

سورہ النضی رکوع اول وغیرہ۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ انبیا کرام سچے مومنوں کی شفاعت کرینگے کفار فجار کی شفاعت مطلق نہیں کرینگے۔ انبیاء پاک کا منکر و مکذب بالاتفاق کافر ہے۔ دیکھئے یہود نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت حقہ کا انکار کیا اور آپ پر نازل شدہ انجیل کی تکذیب کی خدا کے کلام اور خدا کے فرستادہ نبی کا انکار کرنا بیشک کفر ہے۔ اسلئے یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے بباعث اپنے کفر اور بے ایمانی کے محروم ہیں یہی حال عیسائیوں کا ہے جیسے یہود نے حضرت مسیح کا انکار کیا ویسے ہی عیسائی نبوت احمدیہ کے منکر ہیں جسطرح حضرت مسیح پر نازل شدہ انجیل کا یہود نے انکار کیا اور کر رہے ہیں ویسے ہی عیسائیوں نے قرآن کا انکار کیا اور کر رہے ہیں ہمارے نزدیک یہود اور عیسائی بباعث انکار کلام الٰہی اور پیغمبری کے سخت کافر ہیں جیسے یہود بعد مبعوث ہونے سیدنا حضرت مسیح اپنے کفر کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے محروم ہو گئے ہیں ویسے ہی بعد مبعوث ہونے پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیسائی بباعث انکار آں حضرت کی نبوت حقہ کے عیسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے خارج ہیں یہی بندوبست خداوندی ہے جو کتب آسمانی میں پایا جاتا ہے فقط

سوال سوم۔ رحم بلا مبادلہ گنہگاروں کی نجات کسطرح ہو سکتی ہے۔

جواب۔ قہر بلا مبادلہ جسطرح عیسائی مانتے ہیں۔ اسکی قدرے تشریح کرتا ہوں گناہ تو کریں عیسائی اور قہر بلا وجہ نازل ہوا ابن مریم پر ٭

اور غضب الٰہی کا نازل ہونا مسیح پر دیکھو کتاب تیغ بسیر عیسوی مطبوعہ ۱۸۹۰؁ کے صفحہ ۱ سطر ۹ میں پادری فورمن صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ غضب الٰہی بھی کیسا لگا ہے اور مسیح نے گناہ کی تمام سزا اٹھائی ہیں وہ اسلئے ایلی ایلی پکارا کر سزا اٹھانے سے نارض تھا بلکہ اسلئے تاکہ سب لوگ جانیں کہ غضب الٰہی بھی اسپر نازل ہوا انتہٰی

سوال چہارم - کیا محمد صاحب نبی اللہ کی طرف سے ہیں - نبی ہونے کی یہ شرطیں معجزہ - مقدم کتابوں میں پیشگوئی چال نیک ہو تعلیم پاکیزہ ۔

جواب جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے ناپا جائیگا - انجیل متی باب ۷ آیت ۲ - سائل صاحب پر فرض ہے کہ جن شرائط سے ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی نبوت حقہ کا ثبوت چاہتا ہے انہیں شرائط سے اول اپنے مسلم اور مقبول رسولوں یعنے مولفین اناجیل کی رسالت ثابت کرکے دکھلائے کیونکہ انصاف اسی بات کو چاہتا ہے کہ جو کوئی پیمانہ یا گز مقرر کرے پہلے اپنے گھر کی چیزوں کو ناپ کر دکھلاوے تا کہ وہ گز یا پیمانہ تسلیم کیا جاوے اور بدوں ناپنے گھر کی چیزوں کے وہ پیمانہ یا گز مشکوک متصور ہوگا - اسلئے آپ کو مناسب ہے کہ اپنے مقرر کردہ شرائط سے اگر یہ شرطیں سچائی پر مبنی ہیں تو بلا دریغ مولفین انجیل کی نبوت و رسالت اپنی شرائط چہارگانہ سے ثابت کردیں - بعد ثبوت رسالت و نبوت مولفین اناجیل کے پھر ہم آنحضرت کی رسالت کا ثبوت دینے کو تیار ہیں - سائل صاحب کے ثبوت کے بعد - اگر ہم انہیں شرطوں سے آنحضرت کی رسالت کا ثبوت نہ دیں تو سائل صاحب کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے تئیں سچا اور ہمیں غلطی پر قرار دے ورنہ بعدم ثبوت ان شرائط چہارگانہ کے مولفین اناجیل کی رسالت کو قابل صد سائل کی ملمع کردہ سرگردانی اور گمراہی مانی جاویگی ۔

پانچواں سوال - از روئے قرآن مجید محمد صاحب معصوم ہیں -

جواب - آں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات بڑھکر کیا مصرح ہے از روئے قرآن شریف تمام شرکیات شرعی سے منزہ ہیں - دیکھو سورہ انبیاء رکوع ۲ میں لکھا ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۔ نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر [illegible]

بات یوں ہے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے سو میری بندگی کرو اور کہتے ہیں رحمان نے کرلیا ہے کوئی بیٹا وہ اس لائق نہیں لیکن وہ بندے ہیں جنکو عزت دی ہے اس سے بڑھکر بول نہیں سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں ؞ **اُس سے بڑھکر نہیں بول سکتے** یعنے جو احکام الہی اُن پر نازل ہوتے ہیں وہ بلا نقص بندگان خدا کو بے کم وکاست پہونچاتے ہیں یعنے تبلیغ احکام الہی میں معصوم ہیں اور **وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں**۔ دیکھئے کام میں تمام فعل جوارح یعنے ہاتھ پاؤں۔ زبان اور قلب سب داخل ہیں جو انبیار کرام سے صادر ہوتے ہیں اُسی کے حکم کی پابندی میں اور مرضی الہی میں صادر ہونے کی وجہ سے وہ عین منشار آلہی کے مطابق ہوتے ہیں جو انبیار پاک کی معصومی کی دلیل ہے دیکھئے دونوں پہلوؤں سے انبیاء پاک کی پاکبازی اور معصومی ثابت ہوتی ہے۔ یعنے احکام آلہی کے پہونچانے میں بے خطا اور فعل افعال جسمانی و روحانی امر آلہی کے مطابق صادر ہونے سے شرعی گناہوں سے پاک پس تمام نبیوں کی معصومی کا جب قرآن شریف میں فیصلہ ہوچکا تو آں حضرت تمام نبیوں کے سردار ہونے کی وجہ سے بطریق اولی معصوم ثابت ہوگئے ؞

سوال ششم۔ گناہ حقیقی اور مجازی کی شرا میں کیا فرق ہے۔

جواب۔ گناہ حقیقی اور مجازی میں یہی فرق ہے جو عیسائی فطری اور شرعی یعنے خلاف احکام آلہی میں تجویز کرتے ہیں۔

آپکے چند سوالوں کے جواب سے جب فراغت ہوچکی تو اب ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بھی پادری جیلی رام صاحب کی خدمت میں چند سوال بامید جواب پیش کریں اُمید ہے کہ پادری جیلی رام صاحب ضرور ہی جواب عنایت فرماینگے۔

سوال اول۔ خدا کی ہستی کا ثبوت منکران خدا یعنے دھریہ پر حجت تمام کرنے کی خاطر دلائل عقلی سے خدا کی پیدا کئے ہوئے کائنات سے دیئے جاسکتے ہیں خدا کی ہستی کے ثبوت پر دلائل عقلی کا بائبل علاوہ کتاب کی کتابوں میں [illegible]

ہے اور علم کلام کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دہریہ کے خیالات ناقصہ کو تار عنکبوت کی طرح توڑ کر دکھلا دیا ہے اور خدا کی ہستی کا ثبوت خدا کی مصنوعوں سے دیا ہے پادری بیلی رام کے ذمہ اور دیگر عیسائیوں کے ذمہ فرض ہے کہ اپنے فرضی خدا یسوع کی خدائی کا ثبوت دہریوں کے سامنے دلایل عقلی سے دکھلائیں کیونکہ نقلی دلیلوں سے منکران خدا پر حجت تمام نہیں ہو سکتی. ظاہر ہے کہ خدا کا کلام خدا کی ہستی کے ثابت ہونے کے بعد منکرین خدا پر حجت ہو سکتا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ عیسائی اپنے مانے ہوئے خدا یسوع کی خدائی کا ثبوت اول براہان عقلیہ سے دے کر دہریہ پر حجت تمام کریں بدوں دلایل عقلیہ کے صرف انجیلی عبارتیں ٹوٹی پھوٹی دھریوں کے سامنے پیش کرنا ہنسی کروانا ہے۔

سوال دوم۔ یسوع پیدائشی خدا ہے یا جب ۳۰ برس کا ہو کر حضرت یوحنا کا مرید ہوا اور دریا یردن میں غوطہ کھایا اور روح القدس شکل کبوتر میں نازل ہوئی دیکھو انجیل لوقا باب ۳ آیت ۲۱- روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کیطرح اس پر یعنے یسوع پر اُتری۔ کیا بروقت نزول کبوتر کے یسوع خدا بن گیا تھا۔

سوال سوئم۔ یسوع کی والدہ اور اُسکے بھائی اُسکی الوہیت یا نبوت پر ایمان کیوں نہ لائے۔ جائے تعجب ہے کہ یسوع کی والدہ صاحبہ نے بدوں مواصلت مرد کے محض خدا کی قدرت سے یسوع کو جنا تھا ایسا صریح کرشمہ دیکھ کر پھر بھی ایمان نہ لانا بہوسکے عقائد باطلہ کی تائید ثابت ہوتی ہے۔ یسوع کی والدہ اور بھائیوں کا ایمان نہ لانا ثبوت اسکا تفسیر خزانۃ الاسرار پادری عماد الدین انجیل متی مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۲۰۳ و ۲۲۱ و ۲۴۴ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

افسوس کی بات ہے کہ پادری بیلی رام صاحب نے چھ سوال تو کر دیئے جواب الجواب سے مُنہ چھپاتے پھرے ہرچند کوشش کی گئی۔ کہ آپ میرے جواب الجواب میں

کچھ لکھیں مگر بیلی رام صاحب میں طاقت کہاں تھی جو زبان سے کچھ بول سکتا یہی حال اس کمزور عیسائی کا ماہ اگست ۱۹۱۶ء میں جب کہ ترین لائل پور میں تھا ہوا تھا پہلے سوال و جواب ہیں اور بیلی رام کے رسالہ انوارالاسلام میں چھپ چکے ہیں۔ اب پھر بذریعہ نامی گرامی رسالہ انوارالاسلام سیالکوٹ کے اس بحث کو طبع کرایا جاتا ہے۔ تاکہ پادری بیلی رام کو کچھ تو شرم و امنگیر ہو۔

شیخ الہ دین الہ آبادی واعظ انجمن حمایت اسلام

قومی مسدس

از منشی مہتاب الدین صاحب سب وائنر ناگڈ امتر الہلو

مناب حزین رنج و غم کو ہٹا دے   تو کیوں بیٹھا ہے چپکے ہو اک کنارے
محبان قوم آج ہیں جمع سارے   انہیں درد دل کی کہانی سُنا دے
غنیمت سمجھ وقت جاتا رہے گا
تجھے درد دل پھر ستاتا رہے گا

میں شاعر نہیں نظم کے گیت گاؤں   نہ ہوں مولوی وعظ کہہ کر رُلاؤں
فقط درد دل کی کہانی سناؤں   عرض حال کر تپش دل کی بجھاؤں
یہاں دیکھتا ہوں میں مرہم کا پھایا
مجھے سخت ہے زخم دل نے ستایا

وہ کیا زخم جو اس قدر جانگدا ہے   تپش جس کی سینے میں ہر دم سوا ہے
مرے دل میں اک تیر ایسا لگا ہے   کہ جسکی تمہارے سے ہی کھلی دوا ہے
وہ کیا تیر ہے جس نے چھیدی ہے چھاتی
سوئے قوم بھائیوں کی کم اتفاقی

یہ کیوں قوم کی حالت ایسی ہوئی ہے   یہ افلاس اپنے ہی حصے میں کیوں ہے
اولاد اپنی کیوں اِسطرح اواگون ہے   یہ کیوں خواب غفلت بھلا جو نکی تولاے

یہ اپنی ہی کرتوتوں کے نگینے
کہ ہم ہوگئے اِس طرح کے کمینے

ہے اسلام کا حکم ہم نے بھلایا   ہدایت جو وہ ہادیٔ دین لایا
اسے مسخری میں ہے ہم نے اُڑایا   ذرا سوچو کیسے اونہوں نے بتایا

جاؤ مسجد میں دن ہو یا رات ہووے
کہ سب بھائیوں کی ملاقات ہووے

تجھی سے مدد مانگتے ہیں خدایا   تیری ہی پرستش کا ہو ہم پہ سایا
نمازی جمع کا جو یہہ لفظ لایا   کسے دوسرا ساتھ اُس نے ملایا

بدربار اس مالک ملک آکر
کرے عرض سب بھائیوں کو ملاکر

کہ اے مالکِ دو جہاں شاہِ عالی   تیرے در پہ آیا ہوں میں بے سوالی
نہیں اپنے ہی واسطے عرض حالی   ہو سب بھائیوں پہ تیری نظر عالی

ہے افسوس اسقدر کیوں جعلسازی
کرے سامنے رب کے جا کر نمازی

عبادت کہاں اپنی منظور ہوگی   قبر کس طرح پیارو پُرنور ہوگی
بہشت بریں پھر نہ کیوں دور ہوگی   رعایت وہاں پر نہ منظور ہوگی

پکڑ لینگے سب جعلسازوں کو بھائی
وہ ہوں گے زبردست جیسے سپاہی

ہماری وہ ہمت وہ شوکت کہاں ہے   ہوا ہوگئی ہم سے غیرت کہاں ہے
ذرا بولی پرانی وراثت کہاں ہے   وہ قومی حمیت وہ اخوت کہاں ہے

ہمیں وراثت کو یوں کھونے والے

ہم ہی خواب غفلت میں ہیں سونیوالے

بزرگوں کے سب کارنامے بھلائے ۔ کبھی بھول کر بھی نہ یاد ہم کو آئے
کسی بھائی کو گر مصیبت دبائے ۔ تو یل بیٹھتے تھے سب اپنے پرائے

نہ جب تک برا ورسے وہ دور ہووے
نہ تھا ایک دل بھی جو مسرور ہووے

رہِ دین میں جانوں کو قربان کرتے ۔ نکل گھر سے جانیں ہتھیلی پہ دھرتے
سعادت سمجھ آگے آگے ہو مرتے ۔ جو نہ کرنا ہو وہ بھی تھے کر گذرتے

سبھی مال و دولت جہنم میں جائے
گوارا نہ تھا دین پہ آنچ آئے

وہ سب مال و دولت لٹا دینے والے ۔ عدو کو جہنم پہنچا دینے والے
بُرے کو بدی کی سزا دینے والے ۔ وہ روتے ہوؤں کو ہنسا دینے والے

وہ صاحب ثروت گئے اب کہاں ہیں
نکمے اپاہج یہ جن کے نشاں ہیں

تے
ہمیں انکی اولاد ہیں اب کہلاتے ۔ ہمیں کیوں ان کے ناموں کو بٹہ لگا
نہیں چلو پانی میں کیوں ڈوب جاتے ۔ اگر اپنے پستوں کو وہ دیکھ پاتے

تو کہتے نہیں یہ اولادیں ہماری
یہ کیوں ہو گئی قوم ایسی نکاری

ہم ہی ہیں جو ایسے نکارے ہوئے ہیں ۔ ہمیں اخوانا کے اشارے ہوئے ہیں
ہم ہی جو جب کو ہارے ہوئے ہیں ۔ یہ کیوں سست و کاہل بچارے ہوئے ہیں

نہیں شرم آتی تباہ ہو رہے ہیں۔
سبھی خواب غفلت میں کیوں سو رہے ہیں

مصیبت جو بھائی کو بھائی جتائے ۔ تو منہ پھیر لیتا ہے جیسے پرائے
سخن اسکے سب مسخری میں اڑائے ۔ خیال اسکا دل میں نہ بھولے سے لائے

اسے بھائی کہنا ہی وہ عار سمجھے
مسلمان کو جس طرح کوئی کفار سمجھے

مجھے اسوقت یاد اک مثل آئی سنو غور سے عرض کرتا ہوں بھائی
ہوئی سب اعضاؤں میں اکدن لڑائی حماقت کی بات انکے دل میں سمائی

کہا کب تلک سب کماتے رہوگے
جو معدے کو چپکے کھلاتے رہوگے

ہمیں مفت کھانے کو ہر دم ستائے بھلا دیکھو کون اس کی مدد کو آئے
جو گھر سے لیا کر اسے آ کھلائے مزا بیٹھنے کا تو کچھ یہ بھی پائے

نہ ہو جب میسرا اسے دانہ پانی
تو کیونکر رہے اس کی پھر زندگانی

کہا پاؤں نے ہم نہ جاویں گے چل کر کہا ہاتھوں نے ہم نہ پکڑیں پکڑ کر
کہا آنکھوں نے سن لو سیرے برادر یہ سب کچھ ہے ہونا ہماری ہی خاطر

کہا دانتوں نے ہم نہ ہر گز چباویں
زباں نے کہا ہم نہ اندر لیجاویں

غرض اس طرح سب نے پکایا کہ کیوں کھاتا ہے معدہ میٹھا بھایا
اکارت ہی جاتا ہے اپنا کمایا اسے بیٹھ کر کھانے والا بنایا

نہ ہرگز کرو کام چپکے رہو تم
مصیبت بھی آئے تو سب یہ سہو تم

غرض حسد کی آگ جب خوب بھڑکی نہ گزرا تھا اس طرح اک دن بھی
کہ زائل لگی ہونے طاقت تھی سب کی لگے ہونے کمزور حالت عجب تھی

وہ عاجز ہوئے کام کرنے سے سارے
جو سمجھے تھے معدہ لگے اپنے سہارے

ہوا حال جب ان پہ ہے آشکارا کہ ہر ایک ہم سے ہوا ہے نکارا

کہا چھوڑو ایسے ارادے خدارا　　وگرنہ نہیں اب گذارہ ہمارا
ذرا غور سے اپنی حالت پہچانو
نہیں دوسرے کی مدد اپنی جانو
غرض اس سے یہ ہے مرے مہربانو　　جو نکتہ ہے اس میں اسے تم پہچانو
مدد قوم کی کرنی اپنی ہی جانو　　وگرنہ مری بات یہ دل میں ٹھانو
کہ بیڑے پہ اپنے جب آوے تباہی
ملیگی نہ اک نفس کو بھی رہائی
بُرا حال اب قوم کا ہو رہا ہے　　ہر اک حسد کی مرض میں مبتلا ہے
سمجھتا دلوں میں یہ چھوٹا بڑا ہے　　کہ اپنا گزارہ تو چلتا بھلا ہے
کریں فکر پھر کیوں ہمیں کیوں پڑی ہے
ہمیں لگ رہی فکر اپنی بڑی ہے
کوئی محو ہے اپنے فیشن میں بھائی　　نہیں خبر رکھتا وہ اپنی پرائی
مزے سے پھرے ہر وہ کالر لگائی　　بلا سے مرے بھوک سے کوئی بھائی
اسے ناز ہے بوٹ کیا بولتا ہے
آواز ایسی پہ ہوتا دل سے فدا ہے
امیروں کے ہیں ٹھاٹھ اپنے نرالے　　پڑے ہیں فقط وہ تو عشرت کے پالے
طریقے امیری کے اچھے نکالے　　ہزاروں جمع مجلسوں میں نرالے
بنایا جنہوں نے خوشامد کو پیشہ
وہ کھائیں اسی طرح سے ہمیشہ
کوئی پانچ دس ہیں فقط حقہ بھرتے　　کوئی اگلدان آگے ہیں دھرتے
کوئی رات کو مٹھی چاپی ہیں کرتے　　کوئی اُن کی خاطر بن آئی ہیں مرتے
وہ کہتے ہیں کیا بات ہے ادسجانہ

خیالات خاں صاحب کے ہیں شہانہ
باقی آئندہ

مکالمہ مسلمان و آریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آریہ۔ کہئے مشفق یہ کیا کتاب ہے؟
مسلمان۔ لیجئے! ملاحظہ کیجئے۔
آریہ۔ آہا! آریہ ساز میگزین !! آپ محمدی ہو کر ان کتابوں سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں؟
مسلمان۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟
آریہ۔ ہر شخص بالطبع اپنی مذمت سے نفرت کرتا ہے اور ان کتابوں میں عموماً ایسی ہی باتیں ہوتی ہیں۔
مسلمان۔ میری دلچسپی اس سے زیادہ قابل تعجب نہیں ہو سکتی کہ آپ سا تعلیم یافتہ منصف مزاج اس عیب کو محسوس کرتے ہوئے بھی ایسی کتابوں کی زور و شور سے وکالت کرے۔
آریہ۔ میں تو کسی عیب کی وکالت نہیں کرتا [illegible]

مسلمان۔ غیر مذہب والوں کی مذمت عیب نہیں؟
آریہ۔ ایک حد تک عیب تو ضرور ہے!
مسلمان۔ کیا آپ اس رسالے کے لفظ بلفظ کی تائید اپنا فرض نہیں جانتے؟
آریہ۔ ضرور!!
مسلمان۔ بس تو آپ ایک عیب کی حمایت کرتے ہیں۔
آریہ۔ اسلامی پرچے بھی تو ایسا کرتے ہیں؟
مسلمان۔ وہ بھی عیب ہے یا کسی نظر پر کوئی برائی بھلائی نہیں ہو سکتی۔
آریہ۔ کیا آپ ان رسالوں کو نہیں دیکھا کرتے؟
مسلمان۔ نہ دیکھتا تو یہ عیب ان میں مجھ کو کیونکر معلوم ہوتا۔ گو بہت کم دیکھتا ہوں۔
آریہ۔ پھر میگزین کو اس شوق سے کیوں دیکھتے ہیں؟

مسلمان - اپنوں کے مونہہ سے اوروں کی برائیاں سننے کی نسبت یہہ بہتر معلوم ہوتا ہی کہ دوسروں سے اپنی برائیاں سنی جائیں -

آریہ - اسکے کیا معنی؟

مسلمان - ایسے پرچے فریقین کے قومی اخلاق کے نمونے سمجھے جاسکتے ہیں - اور کوئی بااخلاق آدمی آریہ ہو یا محمدی ان خرافات کو اس نظر سے دیکھکر شرمندہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ؎

آریہ یہہ وجہ اسلامی پرچوں کے نہ دیکھنے کی معقول ہی مگر میگزین سے دلچسپی کی نہیں ہوسکتی -

مسلمان بیشک! آپنے میرے جواب کی کمی کو پالیا - بات یہ ہے کہ آریہ سافر میگزین کے مطالعہ میں مجھے شرمندگی کا کوئی محل نہیں ہے بلکہ فائدہ ہے کہ اسلام کی قوت وصداقت کا اندازہ خوب ہوتا ہے -

آریہ - (مسکراکر) آریہ سافر میگزین کے دیکھنے سے قوت اسلام کا اندازہ آپنے کیا کیا؟

مسلمان - میرے نزدیک آپ لوگوں کے تمام تردیدی دلائل تنکوں کا کھیل ہیں اور اسلام فولادی قلعہ!!

آریہ (ہنسکر) اس فیصلہ میں آپکی ابتدائی تربیت کا اثر غالب ہے ؎

مسلمان - یہہ کیا بات ہوئی - آپ کی نسبت بھی یہی کہہ سکتے ہیں -

آریہ - انصاف و آزادی سے غور کرنا چاہئے

مسلمان - کرنا چاہئے اور کرتے ہیں - نہ سب مسلمان دیدہ ودانستہ حق سے گریز کرتے ہیں - نہ سب ہندو!!

آریہ - پھر یہہ اختلافات کا گورکھ دھندا کیوں نہیں سلجھتا؟

مسلمان - انصاف و آزادی ایک لفظ ہے اور اسکا محل ہر شخص کے خیالات کے موافق جدا جدا ہے -

آریہ - کوئی مثال تو دیجئے!!

مسلمان - دیکھئے! اسی وقت کی گفتگو میں آریہ میگزین کے طرز کلام کو میں نے معیوب کہا تہا آپکی اسکی تردید کچہہ نہ کرسکے تاہم آپکے انصاف نے اسکو قابل کراہت نہ سمجہا ؎

آریہ - نہیں میں نے سمجہ لیا کہ آریوں کیلئے میگزین کی پالیسی موجب شرم ہے - مگر اس کا انتظام کیا ہوسکتا ہے؟ یتھا پوکچہہ پرتاؤ کرنا

ہی پڑتا ہے"!

م- اس نیتھا یوگ نے ہی تو تباہ کر رکھا ہے یہ تو اس جرم کی ایک وجہ ہے نہ کہ صفائی!!! نیتھا یوگ کی جگہ فریقین کو اس پر عمل کرنا چاہئے کہ اگر دانا بودے کارش بنا داں نرسیدے۔

ا- یہ تو صحیح ہے کہ ایسا کرنا چاہئے مگر نہ کریں تو کیا علاج؟

م- علاج کیوں نہیں ہے- پبلک میں یہ خیال عام کیا جاوے کہ مذمت و مخالفت دو جدا باتیں ہیں- مذمت ہر حال میں سخت عیب ہے اور مخالفت نہایت مفید بلکہ اخلاقی فرض ہے۔

ا- پبلک تو اب بھی اس بات کو جانتی ہے۔

م- جانتی ہے مگر اس طرح جیسے جھوٹا جانتا ہے کہ سچ عمدہ چیز ہے۔ یہ احساس نہیں کہ مذمت کرنا خود کرنے والے کیلئے شرمناک حرکت ہے۔

ا- کتنے ہی اس سے متفق ہوں؟

م- ہاں خواہ لاکھ آدمی متفق ہوں۔

ا- کیا وہ سب اندھے باولے ہوں گے؟

م- جو فعل فی نفسہ برا ہے- فاعل کی کثرت اور معاونوں کی اعانت سے اچھا نہیں ہو سکتا۔

ا- یہ تو درست ہے- مگر ایسی حالت میں فی نفسہ برا ہونا کیونکر ثابت ہوگا؟

م- ایسی حالت میں شاید آپ کی مراد یہ ہوگی کہ آریہ مت کی پالیسی سے اکثر تعلیم یافتہ پروفیشن ڈاکٹر و بیرسٹر متفق ہیں۔

ا- جی ہاں!!!

م- یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے- کالکا و رسانی کے پوجنے والے ہزارہا گریجویٹ ہیں بڑے بڑے قابل اعتبار عہدوں پر ممتاز ہیں- وہ اندھے باولے نہیں ہیں- آریوں سے تعداد میں بھی زیادہ ہیں- علمی لیاقت میں بھی کم نہیں- پھر انکا یہ فعل کیوں آپ کے نزدیک قابل الزام ہے۔

ا- (کسی قدر ندامت کے لہجہ میں) ہاں بیشک فی نفسہ برا ہونے کی وجہ سے!۔

م- بس تو جب یہ ثابت ہوگیا کہ عمداً دل آزاری فی نفسہ اخلاقی عیب ہے تو وہ کیسے ہی عالم فاضل کی طرف سے ہو ضرور قابل نفرت شے ہے- اور بالکل ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص ایک معزز جلسہ میں حاضرین کو خطاب کر کے کہے کہ تم بڑے پاجی اور حرامزادے ہو جو لوگوں کی دلشکنی کیا کرتے ہو کسی کی توہین کرنا بڑی رذالت کی بات ہے۔

ا- ہاں بیشک اخلاق کی تلقین بد اخلاقی کے ساتھ ضرور معیوب ہے۔ مگر یہ عمداً کی شرط آپ نے کیسی لگائی؟-

م۔ عمداً سے میری مراد ہے ایسی نیت یا بے
احتیاطی سے گفتگو کرنا کہ مخاطب کی دلشکنی ہو۔
ا۔ کوئی بات؟ سچ ہو یا جھوٹ۔؟
م۔ بیشک سچی بات ہو یا جھوٹی۔ بری طرح
کہنا ضرور برا ہے۔
ا۔ یہ اصول تو اعلان حق کو روکتا ہے۔
م۔ ہرگز نہیں سمجھ کا پھیر ہے۔ اعلان حق دلشکن
طریق سے بھی ہوسکتا ہے اور نرمی و تہذیب سے
بھی۔ پہلی صورت مکروہ و مذموم ہے۔
ا۔ سچی بات سے بھی کسی کی دلشکنی ہو تو؟
م۔ اول تو ایسا ہوتا ہی نہیں۔ آپ حق کہیں
کہ مادہ اور روح کو مثل خدائے قدیم کے انادی
فرمائیں۔ میری اس میں کچھ دلشکنی نہیں ہے اور
بفرض محال ہو بھی تو جب آپ کی تقریر دل آزار
الفاظ سے پاک ہے تو آپ پر کوئی الزام نہیں
آسکتا۔
ا۔ جو کچھ آپ نے فرمایا میں اس سے لفظ بلفظ
متفق ہوں مگر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اسلامی
پرچے تو اسی طرح سخت کلامی و زبان درازی
کرتے رہیں اور ہم لوگ اگر دانا بودے کار ش
بناداں نہ رسیدے پر عمل کرکے خاموش ہوجایا
کریں یہ تو دنیا ہوا۔
م۔ آپ دنیا سمجھیں۔ مگر ایک شریف طبیعت
اخلاقی نقطہ سے دیکھنے والا اسکو اپنی جیت
جانتا ہے۔
ا۔ عام لوگ تو جیت نہیں سمجھ سکتے بلکہ
اسکا نام ہار ہی رکھیں گے۔
م۔ عام لوگ تو آریہ پن کو بھی بیدینی کہتے ہیں
کیا اسلئے آپ کو اس سے دست بردار
ہوجانا چاہئے؟
ا۔ نہیں چونکہ حقیقتاً یہ دھرم سچا اور پکا ہے
اسلئے عام رائے کی پرواہ عبث ہے۔
م۔ بس یہی اصول یہاں بھی کام لائیے۔
عوام کچھ سمجھیں جب اخلاق کے رو سے آپکی
ہار نہیں تو یہی شعار درست ہے۔
ا۔ آپ محمدی لوگوں کو کیوں نہیں سمجھاتے؟
م۔ سمجھاتا ہوں۔
ا۔ وہ کیوں نہیں مانتے۔
م۔ جس لئے آپ نہیں مانتے۔
ان کے قدر دان بھی یہی کہتے ہیں کہ جو دوسرے
کا اچھا خاکہ اڑا سکتا ہے، جو پھبتیاں عمدہ
کہہ سکتا ہے جو ایسا بول سکتا ہے کہ اکیلا چار کو
چپ کردے۔ اسی کا مذہب حق ہے۔ جس کے
کلام میں ترشی و تلخی زیادہ ہے وہی شخص
جوشیلا دیندار ہے۔
ا۔ اسکے تو یہ معنے ہیں کہ آریہ لوگ بھی سخت

کلامی و بدمزاجی کو دہرم جانتے ہیں۔

م۔ اس میں ذرا شبہ نہیں۔

د۔ کیونکر؟

م۔ ایک سماجک آریہ ہوکر آپکا یہہ سوال تجاہل عارفانہ ہے کیونکہ مسلمانوں کی طرف سے جب یہہ اعتراض کیا گیاہے کہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں غیر ضروری سخت کلامی سے کام لیا ہے! تو آریہ فاضل ہمیشہ یہی جواب دیتے رہے ہیں کہ ایسے دہرماتما سے اس سے زیادہ نرم و شائستہ لفظوں میں ان خیالات کا ادا ہونا ممکن نہ تہا۔ آپ ذرا انصاف سے غور کریں کیا اس فقرہ کا یہہ مطلب نہیں ہے کہ وہ سخت کلامی و تندخوئی دہرم کی شان تہی! یا کہ اگر وہ شائستگی سے اپنے خیالات ظاہر کرتے تو اس درجہ کی دہرماتما نہ سمجھے جاتے اور یہہ بہی کہ اگر سوامی جی سے زیادہ دہرماتما کوئی ہوسکتا ہے تو وہ اس سے بھی زیادہ لتاڑنے اور پھٹکارنیکا مجاز ہے۔

د۔ آخر اس بحثا بحثی کا قرار واقعی انسداد کیا ہوسکتا ہے؟

م۔ میرے آپکے کہنے سے تو کیا ہوسکتا ہے! ہاں طرفین کے کمانڈنگ آفیسر بھی بحثا بحثی مہرو مروت سے کریں۔ تو یہہ رسالے نہ وہ کے رسالے نہ نہیں۔ اور یہہ میگزین رحمت کے میگزین!!۔

د۔ مہرو مروت کی بحثا بحثی کیا ہوتی ہے؟

م۔ میری مراد یہہ ہے کہ جیسے اب حق کی معیار یہہ تجویز کر رکھی ہے کہ جو دوسرے کے زیادہ لتے لیتا ہے وہ بڑا دہرماتما ہے۔ اسکی جگہ یہہ قرار دیا جائے کہ جو جاہلوں کے جور و جفا اور کلام ظالمانہ پر زیادہ حلم و متانت ظاہر کرسکتا ہے۔ وہ بے شبہ حق پر ہے۔

د۔ یہہ تمام گفتگو اب تک آپنے آریوں کے طرز بیان سے متعلق کی ہے۔ اور بالکل بجا ہی مگر اس سے یہہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ اُنکے دلائل ضعیف اور دعوے باطل ہیں۔

م۔ میں نے یہہ کب عرض کیا ہے۔ کہ ان باتوں کا نتیجہ یہہ ہے۔

د۔ آپنے ابتدائی تقریر میں فرمایا تہا کہ آریوں کی دلیلیں تنکوں کا کھیل ہیں۔ اس دعوے کی کیا دلیل ہے؟

م۔ ہر دعوے کی دلیل اور ہر تصفیہ کی معیار قانون قدرت ہے۔ اور جہانتک مجھے علم ہے ہمارے لائق آریہ دوست اس معیار کو زبان سے تسلیم تو کرتے ہیں مگر اسکے موافق فیصلے نہیں کرتے۔

از منشی سید الطاف حسین صاحب ناظم فرید آبادی۔

ایک عیسائی سے میرا مکالمہ

ضلع گجرات میں کنجاہ ایک پرانا اور مشہور قصبہ ہے جو کسی زمانے میں دارالحکومت بھی رہ چکا ہے۔ ہمارے مسیحی مہربان گب جو کنے والے تھے آلہی منادی کے لئے یہاں بھی ایک صاحب کو بھیج رکھا ہے۔ اصلی ذاتوں پر داؤ چلتا نہیں کیونکہ وہ جس مذہب کے تابع ہیں خود اس میں بمقابلہ عیسائیوں کے اتنی خوبیاں ہیں کہ اس موجودہ آبائی مذہب سے نکلنا بہشت سے نکلنا ہے۔ اگر وہاں یسوع نے خدائی اتار لیا تو ہندوؤں کے عقیدے میں بھی کرشن مہاراج اور رام چندر جی برہما ایسے ہی اوتار گذرے ہیں۔ خداوند یسوع کے چیلے تو پہاڑ کو جگہ سے سرکا نہیں سکتے اور نہ کسی پچھلے زمانے میں انہوں نے ایسا کیا۔ مگر رام چندر جی کے ہنومان نے (جیسا کہ لکھا ہے) سچ مچ پہاڑ کو ہلا دیا۔ اگر عیسائیوں میں خداوند یسوع کا خون گناہوں کا کفارہ ہے تو یہاں بھی گنگا کا پانی کم نہیں۔ جو کم از کم جسم کو صاف کرتا تو ہم بھی دیکھتے ہیں۔ باقی رہے مسلمان سو ان کا ایک کامل و اکمل صاحب شریعت زندہ پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) موجود ہے پس وہ اسے چھوڑ کر کیوں ایک خلیفہ اُمت موسوی کے تابعدار ہونے لگیں۔ میں نے اسلام کے نبی کو زندہ اسلئے کہا کہ اس کے اتباع سے اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن میں ایمانداروں کے کامل نشان موجود ہیں۔ جو متقی و غیر متقی میں بطور فرقان ہیں اور ان کے ساتھ روح القدس کام کرتا ہے جیسا کہ فرمایا یجعل لکم الفرقان وتعززوہ اتمشون بہ بخلاف اس کے عیسائیوں کے پاس سوائے خداوند خداوند کہنے کے عملی رنگ میں کیا ثبوت ہے۔ پھر انجیل و توریت میں کوئی ایسی صداقت نہیں پائی جاتی جو قرآن مجید میں نہ ہو پس وہ اکمل کتاب کو چھوڑ کر ناقص کتاب کی طرف کیونکر راغب ہونے لگیں۔ ناقص میں نے نہیں کہا بلکہ خود ان کے خداوند یسوع کا اقرار ہے کہ میں بہت سی باتیں تم سے کہنی چاہتا ہوں مگر تم میں ان کی برداشت نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک اور تسلی دینے والے کا کام تھا۔ جیسا کہ اپنے

موقعہ پر ظاہر ہوا۔
پس ان باتوں سے بایں ہوکر یہہ پادری صاحب چند چوہڑوں کو عیسائی بنالینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ساده ان کے معانی سبق دینے کے لئے خود بدولت بھی انہی کی جھونپڑیوں میں رونق افروز ہیں جو قصبہ کے شمالی گوشے میں واقع ہیں

عید کے روز اتفاقاً میں ایک مہربان دوست کی ملاقات کے لئے چلا گیا۔ عید کا میلا لگا ہوا تھا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ پادری صاحب کچھہ فرمارہے ہیں اور ان کے ارد گرد کچھہ لوگ جمع ہیں۔ جب میں نے ارد گرد کسی اور واعظ کو نہ دیکھا تو میرے دل کو سخت صدمہ ہوا اور میں نے مسلمانوں کی غفلت و سستی پر تاسف کیا۔ خیال آیا کہ اصل میں ایسے ایسے میلوں پر تبلیغ مذہب اسلام کا حصہ تہا اور طریقہ سنت نبوی سے تھا کیونکہ ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ حضرت صلعم اکثر اس طرح تبلیغ فرماتے جب میں قریب ہوا۔ تو کیا سنتا ہوں کہ پادری صاحب چند سادہ لوح زمینداروں سے پوچھتے ہیں کہ **روزہ** سے کیا فائدہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ تمہیں بھوکوں مار کر خوش ہوتا ہے پس تم روزہ کیوں رکھتے ہو؟ جاٹ بیچارے کیا جانیں۔ کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ کوئی کہتا تھا بابو پڑھے نہ ہو کوئی بُرا بھلا کہتا مگر پادری صاحب اپنی خوش اخلاقی جتلانے کے لئے ایسی باتوں سے چشم پوشی کرتے اور تبسم آمیز لہجے میں کچھہ نہ کچھہ کہے جاتے تھے۔ میں نے آپسے آپکے مکان کا پتہ پوچھا اور دوسری صبح ملنے کا وعدہ کیا۔ اور اسوقت اُن کے سوال کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔

دوسری صبح میں اُنکے مکان پر جب حاضر ہوا تو آپ کو بڑا تعجب ہوا۔ ایک دوکان پر ہم بیٹھ گئے کچھہ اور مسلمان بھی جمع ہو گئے۔ پادری صاحب کہنے لگے میں تیار ہوکر آتا ہوں۔ پندرہ بیس منٹ کے گذرنے کے بعد دوبارہ پیغام بھیجے گئے بعد آپ آئے مگر عجب انداز سے۔ رعب ڈالنے کے لئے پانچ چھہ کتابیں ایک نوکر اٹھائے ہوا تھا اور آپکے پاکٹ بھی تین چار رسالوں سے پر تھے۔ اور دو چار پمفلٹ ہاتھوں میں تھے۔ بیٹھتے ہی ایک کتاب سے کچھہ پڑھنا شروع کیا۔

میں نے (جیسا کہ میری طبیعت ہے) بڑی خاموشی اُن کے پڑھنے کو سُنا جب آپ
چھ سات ورق پڑھ چکے تو کہنے لگے جواب دو میں نے کہا جناب من یہ سوال جنکو
ضمن میں تیرہ سوالات ہیں آپکے کس پر کئے ہیں؟ پہلے آپ نے یہ اطمینان تو
کر لینا تہا کہ آیا فریق ثانی مباحثہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ دوم اسکا خلاصہ ہے کہ انجیل
محرف شدہ نہیں پہلے آپ مجھ سے پوچھ تو لیتے کہ آیا میں اسبات کا قایل بھی ہوں
کہ نہیں۔ کہ انجیل محرف شدہ ہے میں تو انجیل کو محرف نہیں کہتا۔ میرے اس فقرے
سے آپ بہت خوش ہوئے لیکن خوشی کی وجہ نہ بتا سکے۔ کیونکہ صرف اتنی بات
مان لینے سے عدم ضرورت قرآن تو ثابت نہیں ہو سکتی تہی۔ جب آپ خوش ہو چکے
تو میں نے اسکا ٹائیٹل پیج دیکھئے کیا لکھا ہے؟ آپ نے پڑھا یا "یونانی زبان سے ترجمہ
کیا گیا"۔ . . . . . . میں نے پوچھا آپکے خداوند یسوع کس زبان میں بولتے تہے؟
جواب دیا **عبرانی** میں۔ پوچھا؟ کیا عبرانی انجیل آپ صاحبان کے پاس ہے؟
کہا نہیں "وہ نہیں ملتی" میں نے کہا سُنئے صاحب جب اصل ہی **آپ کے پاس**
نہیں تو محرف ہونے کے کیا معنے۔ محرف تو جب ہو کہ کچھ اصلیت بھی آپکے پاس ہو
یہاں تو سرے ہی سے کتاب ندارد سال سنی سنائی ہوئی متفرق باتیں اس مجموعہ میں ہونگی
کہنے لگے قرآن مجید میں جو اسکی تصدیق ہے۔ میں نے کہا اول تو تصدیق کے معنے آپ
نہیں سمجھے دوم وہ تو اس انجیل کو نور و ہدایت کہا گیا ہے جو حضرت عیسٰے علیہ السلام پر
نازل ہوئی۔ اور آپ خود اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ مسیح پر کوئی کتاب نازل نہیں
ہوئی وہ خود خدا تہا۔

"یہ خدا کا یا خدا کا بیٹا کیسے ہوا اور صرف اس خطاب سے کیونکر آپ لوگوں کا معبود ٹھہرا
جبکہ یہی خطاب اور بہت سے بنی اسرائیل کو دیا جا چکا ہے۔ جیسا کہ بائبل میں لکھا ہوا
ہے" تم خدا ہو اور یہ کہ تم خدا کے بیٹے ہو بلکہ آپ کے خداوند یسوع نے مریدوں کو بہی ایسا
کہا۔ پہر مابہ الامتیاز کیا ہے۔ کہا "معجزے" سو آپ کوئی معجزہ بتلایئے جو کسی اگلے نبی
نے دکھایا ہو۔ مجھے خوف ہے آپ کہیں یہ معجزہ نہ کہہ دیں کہ صلیب پر چڑھ گئے"

کیونکہ اگر رضامندی سے ایسا کیا تو یہ ایک قسم کی خودکشی کی ہے جو اکثر بزدلوں سے ظہور میں آتی ہے کہ جب بہت تنگ آئے۔ مقصود حاصل نہ ہوا تو جان پر کھیل گئے۔

بغیر رضامندی کے نہ ہونے کے اور بھی کئی ثبوت ہیں مثلاً آپ کا دعا کرنا کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ علاوہ ازیں یہودی موجب لعنت نہ ہوتے کہ انہوں نے انکی مرضی کے مطابق اُسکے ایک کام کی تکمیل میں امداد کی۔ اور اگر بغیر رضامندی ایسا کام ہوا تو یہ عدم قدرت کا ثبوت ہے کہ دشمنوں کے قابو میں آگئے۔ آپ اس تقریر سے بہت سٹ پٹائے اور گھبرا کر رومال سے پیشانی کا پسینہ پونچھتے ہوئے کہنے لگے مجھے سوال لکھا دیجئے میں تحریری جواب دونگا۔ میں نے کہا۔ بہتر ایک تو یہی سوال ہے دوسرا لکھ لیجئے (۲) کفارے پر ایمان انسان کی زندگی پر کیا اثر ڈالتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود اس پر ایمان لانے کے آپ کی قوم میں بھی ویسا ہی فسق و فجور ہے بلکہ ایک اعتبار سے بڑھکر ہے جو دوسری قوموں میں پایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ ابن آدم شیطان کا سر کچلنے کے لئے آیا۔ مگر ہم تو یہی دیکھ رہے ہیں کہ شیطان اپنے پورے سلامت ہے۔ اور اس نے اپنی کارروائی کو بہ نسبت زمانہ سابق زیادہ کامیابی سے چلایا ہے پس اس خون نے کیا نفع دیا۔ (۳) آپکے خداوند یسوع نے اپنے **مومنوں** و مریدوں کا نشان لکھا ہے کہ وہ پہاڑ ٹال کو ہلا سکینگے اور ان پر زہر اثر نہیں کرے گا وغیرہ ...... اور اس امر کو اس تحدی سے پیش کیا ہے کہ اگر ایک رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ ضرور ایسا کرینگے۔ کیا آج دنیا کے پردہ پر کوئی ایسا مرید موجود ہے جو یہ کام کر سکے۔ اگر نہیں کر سکتا تو یا تو یہ قول غلط ہے یا مرید ہی اس تعلیم پر نہیں جو آپ کے خداوند نے دی (۴) ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہوا تھا کہ ایلیا آسمان سے اتریگا مسیح نے کہا کہ وہ یوحنا ہے اب کیا وجہ ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کو بھی اسی قاعدے پر نہ سمجھا جائے؟ اگر مسیح بعینہ آسکتا ہے تو کیا ایلیا نہ آسکتا تھا

معزز ناظرین چار ماہ ہوئے پادری صاحب نے با وجود پختہ وعدے کے ان سوالوں کا جواب نہیں دیا۔ اب میں تمام عیسائیوں کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ ان سوالوں کا جواب شائع کریں۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پرشنوتری

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام۔۔ جلد ۵ نمبر ۲

اینجانب۔ لیجئے مہاراج تحقیقی جواب طیار ہے۔ سنئے۔ ایک وسیع النظر شخص پر یہہ راز صاف آشکار ہے۔ کہ کائنات عالم میں، ہر ادنیٰ، اعلیٰ کا خدمتگار ہے۔ اور ہر ناقص کامل پر جاں نثار ہے۔ جمادات، جو حیات، علم اور ارادہ وغیرہ صفات کمالیہ سے قریب معرا ہیں **نباتات** کی نشوونما کا انہیں پر انحصار ہے اور **حیوانات** چونکہ دونوں کی نسبت کمالات مذکورہ سے زیادہ حصہ رکھتے اسلئے انکو کھانے پینے کیوا سطے انپر پورا اختیار ہے۔ اسی طرح **انسان** جو اشرف المخلوقات اور اکمل الکائنات ہونے کی وجوہات ہیں۔ ان سب کا سردار ہے۔ اپنے لئے ساری موجودات سے ہر ایک ممکن نفع حاصل کرلینے کا مختار ہے۔ میں نہیں جانتا، کہ ایسی سیدھی بات مان لینے میں آپکو کیوں اصرار ہے۔ اور وہ کونسا خدشہ ہے جو باعث انکار ہے۔

آریہ مترّ۔ یہہ تو سب بجا ہے۔ مگر تو بھی ایک جان کی خاطر دوسری کو تکلیف دینا گو یہہ ناقص ہی سہی کسطرح روا ہے۔

اینجانب۔ اگر یہی سمجھنے سے ذہن روشن قاصر ہے۔ تو لیجئے مثال حاضر ہے فرض کر لیجئے مہراج آپ کی گئو ماتا کے جسم کے کسی حصے میں کرم پڑگئے ہیں۔ تو اب

آپ کونسی صورت اختیار فرمائینگے ؟ گائے کو کرموں کی خوراک بننے کے لیے چھوڑ دینگے یا ان ہزاروں ننھی جانوں کو اس ایک قیمتی جان پر قربان کر ڈالیں گے؟ میرے خیال میں ساری گائے کو سڑنے دینا تو درکنار۔ آپ اس کرموں والے عضو کو بھی اگر وہ کرموں کے مارنے سے بچ سکے ضائع نہ ہونے دینگے۔ اور یاد رہے کہ خدا تعالے کے تمام فعلوں اور حکموں میں عام کی بہتری مقصود ہوتی ہے نہ کسی خاص چیز کی بھلائی۔ دیکھئے۔ ایک راہزن کے سزا پانے سے کتنے لوگوں کو امن ہو جاتا ہے۔

آریہ معترض مگر کیا خدا ایسی دنیا نہیں پیدا کر سکتا تھا جس میں صرف بھلائی ہی بھلائی ہو۔

ایجانب۔ کیوں نہیں! اور مسلمان تو ایک ایسے عالم کے قائل بھی ہیں۔ جہاں محض خیر ہی خیر ہے اور اسکو عالم امر اور عالم ملکوت وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں مگر مادی عالم یا عالم جسمانیات جسکو زبان شرع میں عالم خلق کہتے ہیں (چنانچہ قرآن مجید میں ہے الا لہ الخلق والامر) شر سے مطلق پاک نہیں ہو سکتا۔ گو شر اسکی لوازمات میں سے ہے (قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق) اگر ایک شر کو دور کر دیا جائے تو اسکے ساتھ سینکڑوں بھلائیوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑینگے۔ دیکھو آگ لگ جانے سے شہروں کے شہر برباد ہو جاتے ہیں۔ پانی میں غرقاب ہونے سے ہزاروں جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ مگر جہاں ان دونوں کے ہونے سے چند شہروں اور جانوں کی بربادی ہے۔ وہاں ان کے نہ ہونے سے سارے جہان کی تباہی اور خرابی ہے ہاں ایسے پانی کا وجود جو تیرائے تو سہی مگر ڈبائے نہیں ممکنات کی حد سے کہیں پرے ہو تو ہو ورنہ تو نظر نہیں آتا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب لیجئے اس تقریر سے آپکے تناسخ کا بھی تار و پود ٹوٹ گیا۔ ایک پنتھ دو کاج۔

آریہ معترض۔ خیر اب نفس گوشت خوری کے متعلق تو میرے اکثر شبہات رفع ہو گئے ہیں مگر وہ حیوان تو ذبح نہیں ہونے چاہئیں۔ جو دیگر انسانی ضروریات کے

جزو اعظم ہیں تاکہ انکی بیخ ناش نہو جائے۔

اینجانب - بیرے مذہب اسلام نے اس اصل کو بہی فروگذاشت نہیں کیا۔ گھوڑے کے گوشت میں اور کوئی وجہ کراہت وغیرہ کی نہیں پائی جاتی۔ صرف اسی لحاظ سے کہ وہ جنگ وجہاد اور انسان کی دوسری ضروریات میں زیادہ کارآمد ہے۔ اور اسکا گوشت مکروہ کہا جاتا ہے۔

آریہ معترض - اگر یہی بات ہے۔ تو گائے کا گوشت بدرجہ اولے ممنوع ہونا چاہئیے تہا۔

اینجانب - بیشک آپکا فرمان بجا ہے۔ مگر چونکہ اکثر قومیں اس جانور کی پرستش کرنے لگ گئی تھیں۔ اور اب تک کر رہی ہیں چنانچہ آپ لوگوں کے دلوں میں بھی اسکی تعظیم کا خیال پرستش سے کچھ کم درجہ پر نہیں ہے۔ اسلئے غیور اسلام یہ کب روا رکھ سکتا تہا۔ کہ خدائے لایزال کی عظمت و جلال میں ایک کمینہ حیوان بھی شریک و سہیم رہے۔

اور شیوع شرک کی نسبت جو انسان کی ابدی موت اور روحی ہلاکت کا موجب ہے۔ ایک ادنیٰ حیوان کی ہلاکت بدرجہا بہتر ہے۔

آریہ معترض - ابہی ایک امر اور باقی ہے وہ یہ کہ جب تمام ڈاکٹر گوشتخوری کے مضر صحت ہونے پر متفق ہیں۔ تو ایسی چیز کا استعمال عقلا کے نزدیک کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

اینجانب - گوشت خوری کے مضر صحت ہونے پر تمام ڈاکٹروں کا اتفاق محض ترادت المغز کا ایک نتیجہ ہے جو کسی خشک دماغ دیانندی کی جودت طبع کا نمونہ ہے۔ ورنہ کوئی نہیں مانتا۔ کہ دنیا میں بدیہی سے بدیہی باتوں پر بہی آجتک تمام کا اجتماع نہیں ہو سکا۔ نفس الامر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم کون و فساد میں جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں خیر خالص کا وجود ممکن ہی نہیں۔ اسلئے ہر چیز میں جہاں ہزار ہا فوائد سے ہونگے وہاں بعض صورتوں میں چند نقصانات کا ہونا بہی لابدی ہے۔ اس بنا پر بعض

اطبائے مغرب نے اگر کسی خاص حالت کیواسطے ایسی رائے ظاہر کردی ہو تو محل تعجب نہیں۔ مگر ہمارے دیانندی دوستوں نے حسب عادت رائی سے پربت بناکر دکھا دیا۔ ذرا مفردات طبیہ کے ملاحظے کے بعد فرمائیگا۔ کہ دالوں میں زیادہ مفرتیں ہیں یا خوردنی گوشتوں میں؟ ہاں یہ بات البتہ قابل تسلیم ہے۔ کہ جیسے بعض نباتات مفید ہوتے ہیں بعض مضر بعینہ یہی حال گوشتوں کا ہے مگر غذائیت کے لحاظ سے نباتات کبھی گوشت کے ساتھ لگا نہیں کہا سکتیں کیونکہ اور غذائیں مادہ بعید ہیں اور گوشت مادہ قریب۔

خصوصاً اور گوشت خور جانوروں کی طرح انسان کے منہ میں کچلیوں کا ہونا۔ اس امر پر کھلی دلیل ہے کہ انسان بالطبع گوشت خور ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ گوشت خوری کا تیاگ انسان کیواسطے بہت سے نقصانات کا موجب ہے۔ آیئے

اب ہم آپکے مزید اطمینان کیلئے اسبارہ میں انگلستان کے مشہور فلاسفر ہربٹ سپنسر کی رائے سناتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنی کتاب ایجوکیشن میں لکھی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:۔

گوشت کی ایک معین مقدار سے جسقدر غذائیت سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ اس سے زیادہ مقدار کی روٹی سے یا اس سے ہی زیادہ مقدار کے آلوؤں سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دیگر اغذیہ کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے جس قدر کم غذائیت کسی شے میں ہو۔ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس کی مقدار اسی قدر زیادہ کرنی چاہیے۔

اب کیا ہم نمو کرنے والے بچے کی زائد ضرورتوں کا لحاظ نہ کر۔ اسکو ایسی ہی عمدہ خوراک کی کافی مقداریں۔ جیسی کہ بڑوں کو دی جاتی ہے؟ یا اس امر کا لحاظ نہ رکھ کر۔ کہ بچے کی معدہ کو اس عمدہ خوراک کی بھی نسبتاً زیادہ مقدار ہضم کرنی پڑتی ہے" ادنی خوراک کی اس سے زیادہ مقدار دے کر اسکے معدے پر اور بھی زیادہ بار ڈالدیں؟ آئندہ

اس سوال کا جواب کسی قدر صاف ہے ہضم کی محنت میں جسقدر تخفیف ہوتی ہے اتنی

۱؎ ماخوذ از فلسفہ تعلیم۔

ہی دلچسپ تاریخی ناول ہے واقعات تاریخ
اندلس عرف ناول ... ہیں ادا گئی گور
ہیں ۲ ... رعج القدس کی
چالیس مسلمانوں کا سچا اور مہذب جوش مذہبی
دلدادگان نصرانیت کی خود کشیاں گرجوں
اور خانقاہوں کی عیش پسند زندگی کے پورے
تصویر اور سچے حالات درج ہیں قیمت فی جلد عہ

ملک العزیز ورجنا ۔ اس ناول میں
اسلامی شان و شوکت اور دینی جوش کے منظر
نمونے دکھائے ہیں۔ مصنفہ عبد الحلیم شرر۔ عہ

منصور اور موہنا ۔ جس میں سلطان
محمود غزنوی کے جوش اسلامی اور ہندو راجہ
اجمیر کی بہادری کی سچی تصویریں نظر آتی ہیں
مصنفہ عبد الحلیم شرر۔ عہ

دلکش حصہ اول مصنفہ
محمد عبد الحلیم صاحب شرر قیمت ۶ر

دلکش حصہ دوم مصنفہ شرر ۸ر

دلکش حصہ سوم مصنفہ مولوی
الٰہی بخش صاحب لکھنوی ۔ عہ

دلچسپ حصہ اول مصنفہ
عبد الحلیم شرر قیمت فی جلد ۶ر

دلچسپ حصہ دوم فرخ اور
آسی عشق ۸ر

فاروق اعظم یعنی حضرت عمرؓ
کی سوانحعمری جس میں ان کا نام و
نسب ولادت سے لیکر وفات کے حالات
غیر قوموں سے معرکہ آرائیاں فتوحات
مہمات کے حالات ملکی مالی انتظامات
قواعد ضوابط اور عہد خلافت کی
ترقیاں ان کے متعلق اسباب معہ
سنین اور تاریخی بیانات اور اثبات
کے درج کئے گئے ہیں ۔ مرتبہ منور خاں
ساغر۔ اکبرآبادی قیمت فی جلد ۱۲ر

سوانحعمری حضرت علی
یعنی اس اسلامی ہیرو حضرت امیرؑ
کے حالات زندگی جو دنیا کی تاریخی
آسمان کے آفتاب مجمع سلاطین میں
عظیم الشان سلطان معرکہ کارزار
میں یکہ تاز شہسوار ممبر پر ایک شیوہ
زبان اسپیکر علم و فضل کی درسگاہ
میں ایک طلیق اللسان پروفیسر
مسند فقر پر ایک منکسر المزاج فقیر
ہیں قیمت فی جلد ۱۲ر

سوانحعمری حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رح
جس میں آپ کی پیدائش و تعلیم

وتشریف آوری دہلی وکشف وکرامات
وذوق وشوق وریاضات اور ملفوظات
اور وفات کے حالات معتبر کتابوں سے
لکھے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد

سوانحعمری حضرت خواجہ نظام الدین ؒ دہلوی جسمیں
آپ کی پیدائش وتعلیم ملفوظات
اور اخلاق واشفاق اور استغراق
اور تلاوت کلام مجید وکشف کرامات
وسلوک وسماع اور وجد واطاعت
حکم اور کھانا کھانے اور عالم محبت و
ریاضت وعبادات اور آپ کی وفات
حسرت آیات کے حالات معتبر لکھے
گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۸ر

درگمشدہ شہزادی — عجیب ناول مسٹر
محمد عبد الحلیم شرر کی تصنیف ہے قیمت عہر

لیلیٰ المعروف محاصرہ غرناطہ
شاہ ملکہ سپین کے دربار کی شان وشکوہ
یہودی کے قومی انتقام کی تدابیر پر بحال
یہودن اور اسلامی ہیرو موسیٰ کا عشق
یہودن کا شاہ سپین کے دربار میں بطور
یرغمال رہنا شاہزادہ سپین کا اسیر عاشق
ہونا یہودن کا اس سے نفرت کرنا مسلمانوں
اور عیسائیوں کی جانکاہ لڑائیاں بعد ازاں
شاہ سپین کی آخری شجاعت یہودن کا
حسرتناک انجام وغیرہ وغیرہ ...... عہر

حیات ٹیپو سلطان یعنی
میسور کے دوسرے فرمانروا ٹیپو سلطان
کی سوانحعمری جسمیں اسکے عادات و
خصائل نظم ونسق سلطنت لشکرکشیوں
معرکہ آرائیوں ہمت واستقلال ودلیری اور
جان بازی انگریزوں ونظام ومرہٹوں کے
ساتھ جنگ وجدال اُسکی مختلف فوجی مہمات
فتوحات اور شکستوں کا مفصل حال درج
کیا گیا ہے جس سے نوجوانان ملک بہت سے
مفید سبق سیکھ سکتے ہیں۔ قیمت فی جلد ۸ر

سوانحعمری شاہنشاہ بابر یعنی
ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کی بنیاد
ڈالنے والے اور اسلامی حکومت کی بنا کو
مستحکم کرنیوالے شاہنشاہ کے مفصل اور
مکمل حالات۔ انقلاب زمانہ کا فوٹو فتح اور
شکست کی تصویر جرأت۔ استقلال
ثابت قدمی کا بولتا ہوا انسانی جذبات
کا نقشہ قیمت عہر

مرقع عالمگیری یعنی حیات اورنگ زیب قیمت ۱۲ر

منشی کریم بخش ایجنٹ منیجر کے اہتمام سے چھپ کر مفید عام پریس لاہور میں شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ ★ یا اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا اللہ یا اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

رسالہ

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

معزز ناظرین انوارالاسلام

آپ کو معلوم ہے کہ یہ رسالہ **غازی اسلام** خدا کے فضل و کرم سے مخالفین دین اسلام اور اُن کے مزخرفات اعتراضات کے دندان شکن جواب دینے کے لئے نہایت خوش اسلوبی سے کام لے رہا ہے۔ اور اپنی سر توڑ کوششوں سے اسلام کے پاک مذہب کا دنیا میں ڈنکا بجا رہا ہے۔ اور جس دن سے اس اسلامی پہلوان نے دنگل میں پاؤں جمائے ہیں اپنے حریف مقابل (آریہ ہو یا عیسائی) کو قرآن شریف کے روشن دلایل اور براہین ساطع سے ایسا پچھاڑا ہے کہ مُنہ کی کھائے بغیر نہ رہا

بہ دنیائے اسلام میں یہی ایک رسالہ اسلامی ہے جس کی اشاعت ہر ماہ میں دو بار ہے اور جس نے عیسائیوں کے مثلث خدا اور کفارہ کی اچھی طرح قلعی کھول دی اور یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی ہے کہ اب پولوسی صاحبان کے مذہب عیسائی پھیلانے کی سر توڑ کوششیں ماند ہو گئی ہیں۔ اسی طرح دیانندی صاحبان کے وید مقدس کی تعلیم کی حقیقت اور ان کے جونی چکریں گردش کرنے اور نیوگ کی دلآویز تعلیم جو دیانندیوں کے ویدکی اعلیٰ درجہ کی فلاسفی ہے۔ اس اسلامی بہادر نے خوب ہی اس کا فوٹو کھینچا ہے۔ اور یہ غازئے اسلام قرآن شریف کی عزت قایم کرنے اور نادیئے کامل جناب محمد مصطفےٰ صلعم کے دین حق کی اشاعت کرنے کے صلہ میں مرحبا۔ جزاك الله کی دل لبھانے والی صدائیں دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ سے سن رہا ہے۔ اب یہ غازئے اسلام یتیم ہوگیا ہے یعنی اسکے مالک و منیجر و ایڈیٹر جناب منشی کرم بخش صاحب مرحوم و مغفور اس یتیم کو داغ مفارقت دیکر ہمیشہ کے لئے ملک بقا کو چلے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اب اس یتیم رسالہ انوار الاسلام کی سرپرستی ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ اگر اس یتیم کی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دائمی امداد ہوتی گئی تو یہ یتیم جوان ہوکر اپنے دل کی منشا کو پورا کرتا رہے گا۔ آخر میں ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اے مولائے کریم! تو اس یتیم کی محبت ہر ایک مسلمان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دے۔ کیونکہ تیرے پاک کلام قرآن شریف کی منادی کرنے کا یہی یتیم ایک ذریعہ ہے اور ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ معزز خریداران انوار الاسلام کے جان و مال میں دن دگنی رات چوگنی برکت دے کہ اس یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتے رہیں۔ آمین

منیجر

تفسیر نیوگ

آجتک ویدوں کے مطالب کامل طور پر کسی ایک واحد شخص پر ظاہر نہیں ہوئے تھے وید کے مصنف اول تو خود اُس زبان سے ناواقف تھے جس میں بقول دیانند یان ویدک ایشور نے اُن کو الہام کیا۔ وہ صرف ایک آلہ تھے نزول وید کا۔

دیانند خود ستیارتھ پرکاش ص۲۴۳ پر لکھتا ہے۔ کہ دھرماتما یوگی مہرشی لوگ جب جب جس جس منتر کے معنے جاننے کی خواہش سے توجہ کو یکسو کر کے پرمیشور کی ہستی میں سمادھی (مراقبہ) کے اندر قایم ہوئے تب تب پرماتما نے مطلوبہ منتروں کے معنے جتلائے۔ پھر لکھتا ہے کہ جس جس منتر کے معنے کا علم جس جس رشی کو ہوا اور پہلے ہی ہوا جس سے پیشتر اُس منتر کے معنے کسی نے ظاہر نہیں کئے تھے۔ نیز اُسنے دوسروں کو پڑھایا بھی تھا۔ اس توضیح کے لئے آجتک اُس اُس منتر کے ساتھ رشی کا نام بھی بطور یادگار کے لکھا چلا آتا ہے۔ دیانند کی تحریر سے ظاہر ہے کہ مصنفان وید نے منتروں کے معنے کسی پر ظاہر نہ کئے تھے نہ اُنکو منتروں کی باریکیوں سے واقفیت تھی۔ بلکہ اُن کی نسبت چارپایہ بر کتابے چند والی مثال صادق آتی ہے۔ ہزارہا سال تک تو یہی منوسمرتی کے قول (ادھیائے ۲ منتر ۱۰-۱۱) ویدو شاستر سرو شنک کے لایق نہیں اور نہ دلیل کرنے کے لایق ہیں" پر کاربند رہے۔ اور جہاں کسی نے وید پر شک کیا جھٹ ناستک بن گیا اور اس کا بھٹا سا سر الگ جا پڑا کئی آدمی اس ذلیل تعلیم کے صدقے جان سے مارے گئے۔ جب منوسمرتی کا زمانہ آیا تو اُس کا بچن بھی سدھ مانا جانے لگا اور اسپر بھی مہابھارت میں حکم چڑھا۔ کہ منوسمرتی کے بچن کو بھی دلیل و حجت سے کاٹنا نہ چاہئے (آریہ جنتری ۱۹۰۳ء ص۲۱) ان احکام کے ہوتے ہوئے ویدک

عملداری میں کسی کی کیا مجال تھی کہ چوں کرتا۔ آخر وہ زمانہ بھی گیا اور مہی دھر اور بٹ بھاشیہ کاروں کا زمانہ آیا جنہوں نے سب سے اول ویدوں کے منہ پر سے پردہ اُٹھایا اور اُن کی تفاسیر لکھیں۔ پھر کیا تھا ہر سمجھدار اس رہنمائے آتشکدہ سے واقف ہو گیا اور ہزارہا ویدی دوسرے مذاہب کے زیر سایہ چلے گئے۔ اپنے پیروں کی کمی ہوتی محسوس کر کے حضرت (نقل کفر کفر نباشد) شیطان (کیونکہ دیانند ی اسے اپنا حضرت کر کے لکھا کرتے ہیں۔ دیکھو آریہ مسافر ماہ اپریل ۱۹۰۴ء جلد ۶ ص۱۵ گو غیر مذاہب اسے راندہ درگاہ اور مردود کہتے ہیں) کو بڑا رنج ہوا اور اُسکے ہوش و حواس گم ہو گئے۔ آخر اس نے رشی کیش کی چوٹیوں پر ایک کیٹی کر کے تناسخ دہارن کا بندوبست کیا۔ اور نئی آن بان سے عجیب عجیب قسم کے ٹوٹکے دکھانے شروع کئے۔ پھر کیا کہتے ہیں جھٹ پٹ ہزارہا مرید پاؤں چومنے لگ پڑے اور ہند میں اپنی پرانی آن بان شان قایم کر لی چاہی۔ پرانے مسایل پر رنگ آمیزی کر کے نیا ملمع چڑھایا۔ کئی نئے مسئلے نو تعلیم یافتگان کی مزاج مبارک کے مطابق گھڑ کر دید کے ذمے چیپاں کئے۔ معاذ اللہ خدا اور اُس کے رسول کو ناگفتہ بہ شیطان وغیرہ کے خطاب دیئے اور ایک خاصہ بھوس کا قلعہ بنا ڈالا۔ کئی چیلے کاغذی گھوڑ دوڑا رہے ہیں۔ دوسرے دو ورقیاں پھیلا رہے ہیں۔ بعضے زبانی ہی الل ٹپو ہانک رہے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ منجملہ اُن نئے خود ساختہ مسئلوں کے صرف **نیوگ** کا ناشایستہ اور غیر مہذب مسئلہ وید سے نکالا گیا ہے اسکی مفصل تفسیر عوام کی آگاہی کے لئے لکھیں سو یانند کی تصانیف سے وہ حوالے آئینگے جو دیانندیوں کے نزدیک مسلم ہیں۔ نیوگ کا مسئلہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش مستند اُردو ترجمہ اڈیشن دوم ص۱۳۰ سے ص۱۳۷ تک اور بھاشں بھومکا میں ص۱۳۵ سے ص۱۳۷ تک درج کیا ہے۔ ناظرین سے التماس ہے۔ کہ ہٹ دھرمی کو دور کر کے ہماری تحریر پر نظر ڈالیں۔

نیوگ کی تعریف و شرائط از دیانند

جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرا خاوند کی خواہش کر (ستیارتھ ص۱۳۶) ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر تولد اولاد کے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اے مالک اب تولد اولاد کی خواہش مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجئے (ستیارتھ ص۱۳۷)۔

مرد غیر ملک میں دھرم کی خاطر جاوے تو ۸ برس علم و نیکنامی کے لئے جاوے تو چھ برس اور دولت وغیرہ بھوگ کے لئے جاوے تو تین سال تک انتظار کر کے اُس کی عورت غیر سے ہمبستر ہو کر اولاد پیدا کر لے (ستیارتھ ص۱۳۷)۔

عورت بانجھ ہو تو بیاہ سے ۸ برس بعد اولاد ہو کر مر جائے تو دس سال لڑکیاں ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارہ سال بدکلام عورت کی صورت میں جلد ہی اُسی چھوڑ کر غیر عورت سے جماع کرے (ستیارتھ ص۱۳۷)۔

مرد تکلیف دہ ہو۔ تو عورت اُسے چھوڑ کر غیر سے بغل گیر ہو جائے۔ اور اولاد پیدا کرے (ستیارتھ ص۱۳۷)۔

گویا نیوگ کی یہ تعریف ہوئی۔ کہ مندرجہ بالا باتوں میں سے کسی کے ہوتے ہوئے ایک عورت یا مرد کا غیر کی عورت یا بیوہ مرد یا عورت جا گھسنا نیوگ یا ویدک تہذیب ہے۔ اسکے علاوہ عورت کے حاملہ ہونے کی صورت میں بھی اجازت نیوگ ہے۔

دیانندی دلائل نیوگ کی تائید میں

دیانند نے ستیارتھ ص۱۳۷ پر وید کا پرمان نیوگ کے بارہ میں دیا ہے رگوید منڈل ۱۰

سکت ۸۵ منتر ۴۵ - یعنی اے ویرج کے سینچنے کے قابل طاقتور مرد تو اس بیاہی عورت یا بیوہ عورتوں کو نیک اولاد والی اور خوش نصیب کر۔ اس بیاہی عورت میں دس اولاد پیدا کر اور گیارھواں عورت کو مان۔ اے عورت تو بھی بیاہے مرد یا نیوگ شدہ مردوں سے دس بچے پیدا کر اور گیارھواں خاوند کو سمجھ۔

اس حوالہ میں دیانند نیوگن کو دو اولاد اپنے لئے اور آٹھ اولاد دوسرے نیوگیوں کے لئے پیدا کرنے کا حکم دیتے ہیں گویا کل پانچ نیوگیوں کے ساتھ عورت ہمبستر ہو۔ مگر اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ پر گیارہ نیوگیوں کے ساتھ بیچاری نیوگن کو ہمبستر ہونے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ اور ہر دو جگہ وید کا حوالہ اپنی تائید میں دیتے ہیں۔ یہ دیانندی دماغ ہے کہ وید موم کی ناک ہیں جدھر چاہا موڑ لیا۔

قابل غور امر یہ ہے کہ دیانند کے نزدیک نیوگ میں ایسی برکت ہے کہ رات کو نیوگ دوسرے دن ایک نہیں دو نہیں بلکہ دس تک بچے پیدا کئے رکھے ہیں۔ اگر اسے ذرا بھی سمجھ ہوتی تو وہ اس بات پر توجہ رکھتا کہ ان دس نیوگی بچوں کی پیدائش اور دو تین سال تک بچہ کی پرورش بھی اسنے بیچاری نیوگن کے ذمہ قرار دی ہے گویا نیوگی اور نیوگن کی زندگی کا ایک بڑا حصہ نیوگ کی حالت میں ہی گذر جائیگا۔

جس منتر کو دیانند نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے اس کا ترجمہ اسنے بالکل غلط اور اپنے مطلب کے موافق تحریف کر کے کیا ہے۔ اصل وید منتر میں شبد اما نگ (इमाम्) پڑا ہے جو صیغہ واحد ہے۔ تو ہم نہیں جانتے کہ کس صرف و نحو کے قاعدے سے دیانند نے اس کا ترجمہ صیغہ جمع کر کے "بیوہ عورتوں یا نیوگ شدہ مردوں" کیا ہے۔

اور لیجئے اس منتر میں ایک شبد ایکادشم (एकादशम्) ہے۔ جس کا ترجمہ دیانند نے گیارہ کئے ہیں۔ جو ایک معمولی سنسکرت کا صرف نحو دان بھی اس کے معنے گیارہ نہ کریگا۔ اگر اس منتر میں شبد ایکادش

(एकादश) ہوتا تو اسکا ترجمہ گیارہ ٹھیک تھا۔ کیونکہ یہ شبد
نکارانت کا قاعدہ دیاکرن (صرف ونحو) سے بنا ہوا ہونے کے باعث گیارہ کی تعداد
کے معنے دیتا۔ مگر اس منتر میں ایسا نہیں بلکہ ایکادشم ہے۔ جو اکارانت ہے جس کا صحیح ترجمہ
گیارھواں ہے اسکی تصدیق میں پانینی جی کا سوتر ہے (तस्य पूरणे
ڈٹ) کہ گنتی واچک شبدوں سے پورن ارتھ میں ڈٹ (डट्) پرتیہ (प्रत्यय)
آنے سے اکارانت شبد سدھ ہوتا ہے۔ اس لئے ایکادش شبد کا گردان سے ایکادشم
روپ صیغہ مفعول کا ہو جائیگا۔ جو اصل وید منتر میں موجود ہے اور جس کا اصل ترجمہ گیارھواں
ہوتے ہیں۔ شبد ایکادشم صیغہ واحد اور صفت ہے جس کا موصوف اسی وید منتر میں اس سے
پہلا شبد (पतिम्) پتیم ہے جو علانیہ صیغہ واحد ہے۔ اس لئے
موصوف کے صیغہ کے مطابق بھی اسکے معنے گیارھواں ہوتے ہیں۔ اگر
دیانندی من گھڑت معنے گیارہ لئے جاویں تو منتر میں موصوف کا پاٹھ
پتین (पतीन्) ایسا ہونا چاہئے تھا۔ جو ہرگز موجود نہیں اسلئے
دیانند کا خود ساختہ ترجمہ صرف ونحو کے خلاف ہے اور دیانند کی علمیت
بیاکرن ظاہر کرتا ہے۔ واہ رے دیانند۔

اب ہم منتر کا موقعہ اور اُس کا صحیح ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ منتر پرارتھنا
کا ہے جو بیاہ یگیہ کے وقت اندر دیوتا سے کی جاتی ہے جو ہر قسم کے آراموں کا
دینے والا ہے اس لئے اُس سے ایسے نیک موقعہ پر یہ التجا کی جاتی ہے کہ وہ
اس لڑکی کو ایسا بھاگ منتد کرے کہ اُسے دس لڑکے عطا کرے اور گیارھواں
خاوند رہے۔ ترجمہ صحیح یہ ہے "اے اندر۔ پرم ایشور یہ یکت دیو سرب سکھ
کاری پدارتھوں کی سرشٹی کرنیوالے اس کنیا کو پُتروتی اور سوبھاگیہ وتی کر اس بدھو
میں دس لڑکے پیدا کرنے کی شکتی عطا فرما۔ اور گیارھواں پتی (خاوند) ہو"
منتر کے حوالے کے بعد دیانند لکھتا ہے کہ برہمن کھتری ویش ذات کی
عورت مرد دس سے زیادہ پیدا نہ کریں۔ نہ معلوم دیانند کو دو جوں کا واچک

کونسا شبد اس منتر میں ملا ہے۔ اور شودروں کے لئے ممانعت کس لفظ کے ذریعہ سے نکلتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے دیانندی الے دیانند کی منشا اور خلاف آریہ سچائی تحریروں کو یا تو پڑھتے ہی نہیں اور یا اُن کے سمجھنے کا مادہ نہیں رکھتے اور یا صرف تعصب سے ہٹ دھرمی بن رہے ہیں۔ بہرحال ہمیں دیانند کی لیاقت کا پول ظاہر کرنا ضرور ہے۔ اور ہم اپنا فرض ادا کرتے رہینگے۔

پھر دیانند نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۴ پر رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۰ منتر ۲ کے حوالے سے نیوگ کا وید میں پایا جانا لکھا ہے جس کا ترجمہ اُسنے یہ کیا ہے "اے عورت مردو جیسے دیور کے ساتھ بیوہ یکجا ہو اور بیاہی عورت اپنے خاوند سے ہمبستری کر کے اولاد کو بہر طور پیدا کرتی ہے ویسے تم دونو بیاہتا عورت مرد کہاں دن میں بسے تھے۔ کہاں اشیا کو حاصل کیا۔ اور کس وقت کہاں رہتے رہے تمہارے سونے کی جگہ کہاں ہے۔ نیز کون ہو یا کس ملک کے رہنے والے ہو" اس ترجمہ سے براہ راست نیوگ کا کوئی حکم نہیں نکلتا۔ دیانند صرف کنایتاً اس سے نیوگ مراد لیتا ہے۔ چونکہ دیانندی اپنے گرو کا ترجمہ پرانے رشیوں اور پراچین کتب کے مطابق ہونے کا دعوے رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیانند کا ترجمہ نرکت کے عین مطابق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عوام ہندو نرکت کو ویدوں کا صحیح ترجمہ بتانے والا مانتے ہیں جس نے کہ وید کے کئی مشکل مقامات کا ترجمہ کیا ہے۔ اس لئے جب ہم نرکت کو اس منتر کے ترجمہ دیانندی میں گواہ کے طور پر پیش کرتے ہیں تو وہ دیانندیوں کے گرو کے ترجمہ کی صاف تردید کرتا ہے۔ اس نے اس منتر کا پورا ترجمہ کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہے :-

نرکت نیگھنٹک کانڈ ادھیائے ۳ - پاد ۳ - کھنڈ ۳ - صفحہ ۳۱۵ - ۳۱۶ - "ہے اشونی کمارو تم دونوں راتری میں کہاں تھے اور دن میں کہاں تھے جس سے نہ راتری میں نہ دن میں تمہارا درشن ہمیں ملا۔ سنان بھوجن آدمی کی پراپتی کہاں کی۔ کہاں کو اس کرا سر پر تمہاری تو اس برتی جاتی نہیں جاتی۔ شین (سونے) میں ودھوا کی طرح کون

بجان تم کو بری چرن کرتا۔ بھیا۔ کیونکہ پرکیہ (دوسری کا) پتی ہونے سے مشکل سے ارادھنا کرنے یوگیہ دیور کو مرے بھرتا والی تین سے ارادھن کرتی ہے یعنی اس کام کو براجانکر چھپ کر برے تین سے اس سے ملتی ہے اسکی طرح تمکو کس بجان نے ارادھن کرا جو ہم کو درشن نہیں ملا"

ناظرین سے یہ امر مخفی نہیں کہ وید کے ہر ایک منتر کا ایک دیوتا ہوتا ہے جس دیوتا کا اس منتر میں بیان بالترتیب ہوتی ہے وہی اس منتر کا دیوتا کہلاتا ہے چنانچہ رگوید کے اس منتر کا دیوتا اشونی کمار لکھا ہے اور یہ دو دیوتا ہوگے ہیں جو ہندو شاستروں میں ایک ہی نام پر یکجا بیان ہوئے ہیں اسواسطے اس منتر میں شبد ([illegible]) اشونی درج ہے۔ یہ منتر علے الصباح اٹھکر اشونی کماروں کی عبادت کا ہے اور یہی دو دیوتا یگیہ میں پہلے آتے ہیں۔ مثلاً نرکت دیرت کانڈ ادھیا ۱۲۔ پاد اول۔ کنڈ اول۔ یعنی "اب روشن مقام دیوتاؤں کا ذکر کرتے ہیں۔ سب روشن مقام دیوتاؤں کے مدھ میں اشونی کمار دو دیوتا پرتھم یگیہ میں آگمن کرتے ہیں"

اسکے خلاف دیانند نے شبد ([illegible]) اشونی نیو کے معنے عورت مرد کے نرکت کار کے ترجمہ سے اس منتر کے بالکل مختلف معنے کر دیئے ہیں۔ بجائیکہ نرکت کار اس شبد کے معنے دیوتاؤں کے کرتا ہے۔ لہذا ثابت ہے کہ دیانند کا ترجمہ من گھڑنت اور نرکت کار کے خلاف ہونے سے قابل ترک ہی۔ اگر دیانند کا ترجمہ صحیح مانا جائے تو اس سے نیوگ کی موجودگی شادی سے پہلے ثابت ہوتی ہے جسکی پیروی کرنے کا شادی شدہ جوڑے کو حکم دیا گیا ہے۔ اس کے ترجمہ سے متکلم کا ٹھیک پتہ بھی نہیں چلتا۔ کہ ناواقف اور کچھ نہ جاننے والا ایشور ہے یا کوئی لاعلم شخص۔ یا دیانند کی خود کہیں پردیس میں شادی شدہ جوڑے سے ملاقات ہوگئی اور یہ معابیان کیا اگر بالفرض ایشور کا کیا ہوا مانا جائے تو اس سے ویدک ایشور صریحاً اگیانی ثابت ہوتا ہے جو ان سوالات کے جوابات سے محض ناواقف ہے۔ اگر دیانند کا خود ساختہ ترجمہ چھوڑ کر نرکت کار کے ترجمہ کے مطابق اسے مانا جاوے تو اس سے عمدہ مقصد ثابت ہوتا ہے

بہ نسبت دیانندی من گھڑت کے۔ مگر دیانند وغیرہ نرکت کیوں ماننے لگا۔ جبکہ اس سے نیوگ
کی تردید نکلتی ہے اور بیوہ کے دیور سے ملنے کو برا کام کہا گیا ہے۔ دیانندی نیوگ
ظاہر طور پر کرنا ثابت کرتے ہیں۔ مگر یہاں چھپ کر ملنے کی مثال ہے۔ اس لئے وید
کے اس حوالے سے بھی نیوگ ثابت نہ ہوا بلکہ الٹا اس کی تردید ہو گئی۔ دیانندیو! اپنے
سوامی جی کے نرکت کا اور بیاکرن کے مطابق ارتھوں پر نظر توجہ ڈالو۔ کہاں تک
تمہارے گرو نے خود ساختہ نتیجہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

بعد اس کے دیانند نے رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۸ منتر ۸ کا حوالہ نیوگ کی تائید
میں دیا ہے جس کا ترجمہ اس نے یہ کیا ہے "اے بیوہ عورت تو اس مرے ہوئے خاوند
کی امید چھوڑ کر باقی مردوں میں سے دوسرے زندہ خاوند کو حاصل کر اور اس بات کا خیال
اور یقین رکھ کہ اگر تجھ بیوہ کے پانی پکڑنے والے نیوگ کرنے والے خاوند کے تعلق کے
لئے نیوگ ہو گا۔ تو یہ پیدا شدہ بچہ اسی نیوگ کرنے والے خاوند کا ہو گا۔ اور اگر تو اپنے
لئے نیوگ کرے گی تو یہ اولاد تیری ہو گی۔ اسی طرح یقین رکھ اور نیوگ کرنے والا مرد بھی
اسی اصول کی پابندی کرے۔"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۵) اسی منتر کا ترجمہ دیانند نے اپنی پوتھی رگوید آدی بھاشیہ بھومکا
صفحہ ۱۳۶ پر یہ کیا ہے۔ "اے بیوہ عورت! اپنے اس مرے ہوئے اصلی خاوند کو چھوڑ کر زندہ
دیور یعنی دوسرے خاوند کو قبول کر اس کے ساتھ اولاد پیدا کر وہ اولاد جو اس طرح پیدا ہو گی
تیرے اصلی خاوند کی ہو گی جس کو تو نے بیاہ میں اپنا ہاتھ دیا تھا۔ اگر نیوگ کئے ہوئے خاوند
کے لئے اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کیا ہے تو اس صورت میں یہ اولاد اسکی
ہو گی اور اگر اپنے لئے کیا ہے تو وہ اولاد تجھ بیوہ کی ہو گی۔ اے بیوہ عورت تو اپنے
اصلی خاوند کے مرنے پر کسی ایسے مرد کو بطریق نیوگ خاوند قبول کر جس کی بیاہتا عورت
مر گئی ہو اور اس طرح اولاد پیدا کر کے سکھ حاصل کر" ناظرین ان ہر دو ترجموں کا مقابلہ کر کر
دیانندی ترجمہ کی اصلیت پر غور کرو۔ دیانند کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے خاوند
مرنے کے وقت جب وہ رنج و فکر میں مبتلا ہوتی ہے وید کا ایشور اسے سکھ شانتی دیتا ہے

گے کہ امت اور اس مرہونے کا خیال چھوڑ کر زندہ مردوں میں سے اپنی خواہش پوری کرے
یہ دیانند کی علمیت ہے کہ ایسی مصیبت کے وقت عورت کو نیوگ کی تحریک کرتا
ہے حالانکہ وہ ستیارتھ صفحہ ۱۳۱ پر لکھ چکا ہے کہ اول تو برہمچریہ رکھے ورنہ کسی اپنی ذات
والے کا لڑکا گود لے گے مگر یہاں پردہ برہمچریہ اور متبنّے بنانے کو پس پشت ڈال کر وید کے
حوالہ سے بیوہ کو نیوگ کی ہدایت دیتا ہے۔ اس منتر سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ اگر عورت
کی پہلے خاوند سے اولاد ہو۔ تو وہ کیا کرے بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواہ اولاد ہو چکی
ہو یا نہ بہرحال بیوہ کو نیوگ کرنے کی اجازت ہے۔ دیانندی کھینچ تان کو علیحدہ رکھ کر اب قدیم
مترجان وید کا حوالہ دیکھو ساینا چارج نے اس منتر کا یہ ترجمہ کیا ہے "ہے ناری تو پوتر
پوتر سے آمری استھان گھر کو جانے کا وچار کر اس استھان سے اٹھ تو مرے پتی کے پاس
سوتی ہے اس سبب سے آ۔ اپنے گھر کو گمن کر اور جس پانی گرہن کرنے والے تھا تیرے میں
گرکھ کو سنا پن کرنے والے تیرے پتی کے سمبندھ سے تجھ میں آئے ہوئے بننی پن کو جانکر
نے پتی کے مرجانے کو بھی نتیجہ کر لیا ہے۔ اس سے اب چلو اپنے گھر کو گمن کرو" کلپ
سوتر میں اس منتر کے استعمال کا یہ موقعہ بتایا ہے کہ جس عورت کا خاوند مرجاوے اور
اُس کے ماتم کے سبب وہ استری (عورت) اس مرے خاوند کے پاس روتی ہوئی
اُس کے ساتھ ستی ہونے کے لئے تیار ہو رہی ہو اور چتا کو نہ چھوڑتی ہو تو اس کا دیور
یا سمیپ رہنے والا یا پرانا نوکر یا گرو اُسے چتا کے پاس سے ہاتھ پکڑ کر اٹھاوے اور یہ
منتر پڑھے۔ اس منتر میں نیوگ کا واہمہ تک کوئی شبہ نہیں۔ اس حوالے سے بھی دیانندیوں
کا غیر مہذب مسئلہ نیوگ ثابت نہ ہو سکا۔

اب سنیئے اور سند۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۵ اتھروید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۲ منتر ۱۸
"اے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی عورت اس گرہست آشرم میں تو حیوانوں کے ساتھ
بھلائی کرنے والی اچھی طرح دھرم کے اصول پر عمل کرنے والی خوبصورت تمام شاستروں کی
علم سے مزین اولاد پیدا کرنے والی بہادر لڑکوں کے جننے والی دیور کی خواہش کرنے والی
سکھ دینے والی پتی یا دیور کو حاصل کر کے گرہست کے متعلق جو یہ اگنی ہوتر ہے اسکو

ں میں لاتے ٭ اسی منتر کا ترجمہ دیانند نے بھومکا ہندی صفحہ ۲۱۵ پر اس طرح کیا ہے ۔ جو ہے
دھوا استری تو دیورا اور بواہت پتی کو سکھ دینے والی ہو کنتو ان کا اپریہ کسی پرکار سے مت
ور وسے بھی تیری اپریہ کریں اس پرکار منگل کاریوں کو کر کے سدا سکھ بڑھاتی ہو۔ گھر کے
اتھوا آدمی سب پرانیوں کی رکھشا کر کے جتیندریہ ہو کے دھرم یکت سرشیٹ کاریوں کو
ن اد ہو۔ تھا سب پرکار کی ودیا روپ اوتم تیج کو بڑھاتی جا۔ تو سرشیٹ پرجا یکت ہو۔
بڑے بڑے بیر پرشوں کو اتپن کر۔ جو تو دیور کی کامنا کرنے والی ہے۔ تو جب تیرا اپورب
پتی نہ رہے وا روگی تتھا اپنسک ہو جاوے تب دوسرے پرشوں سے نیوگ کر کے سنتان
اتپتی کر۔ اور تو اس اگنی ہوتر آدی گھر کے کاموں کو سکھ روپ ہو کے سدا پتر پتی سے سیوان
کر" اردو ترجمہ۔ اے دیور کی خدمت کرنے والی عورت اور اسے بیاہے خاوند کی فرمانبردار
بیوی تو نیک اوصاف والی ہو (یعنی خاوند کو ہمیشہ سکھ دے اور اس کے ساتھ ہرگز ناچاقی
رکھ) تو گھر کے کاروبار میں عمدہ اصول پر عمل کر اور اپنے پالے ہوئے جانوروں کی حفاظت
اور خود کمال و خوبی اور علم و تربیت حاصل کر۔ طاقتور اولاد پیدا کر۔ اور ہمیشہ اولاد کی پرورش
مستعد رہ۔ اے نیوگ کے ذریعہ سے دوسرے خاوند کی خواہش کرنے والی تو ہمیشہ سکھ دینے
والی ہو کر گھر میں ہون وغیرہ کرنے کی آگ کا استعمال اور تمام خانہ داری کے کاروبار کو
الگ کر بڑی احتیاط سے کر"۔ ہر دو ترجموں کے مقابلہ سے ناظرین کو دیانند کی سنسکرت ودیا
قابلیت اور سچائی ظاہر ہو رہی ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں جن الفاظ کا ترجمہ اس نے
ہے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی عورت" کیا ہے۔ بھاشا بھومکا میں انہیں الفاظ
کا ترجمہ ہے ودھوا استری تو دیورا اور بواہت پتی کو سکھ دینے والی ہو۔ کیا ہے۔ منتر میں
ایسا کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ ودھوا ہو سکے۔ نیوگ کی دھن میں لنگوٹ بند
اتنا بھی خیال نہ رہا۔ کہ جب وہ منتر میں ودھوا عورت کو مخاطب کرتا ہے تو وہ
جو وہ زمانہ میں بواہت پتی (بیاہے ہوئے خاوند) کو کیسے آرام دے سکتی ہے
ودھوا (بیوہ) تو اسے تب ہی کہا جائیگا۔ جب اس کا بواہت پتی (بیاہا ہوا خاوند)
مر گیا ہوگا۔ پھر اسے سکھ دینا کیا معنے رکھتا ہے۔ اس منتر میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا

مطلب یہ ہو کہ اگر پتی مر جاوے تو دوسرے سے نیوگ کر لیتا جس لفظ پر دیانند کو نیوگ کا
جواب نظر آیا وہ لفظ (द्वितीय क्ला है) دیور کا نام معلوم ہوتا ہے۔ جس کا
ترجمہ اُنہوں نے دیور سے نیوگ کرنے والی کر دیا ہے۔ مگر قابل افسوس بات یہ ہے کہ جب آپ
اسی قسم کے دوسرے منتر اتھروید میں دیکھیں گے۔ مثلاً پوترکا ما - دیورکا ما - بھراتری
کا ما - سسر کا ما وغیرہ تو کیا دیانندی اُن کا ترجمہ پوتر سے نیوگ کرنے والی - دیور سے
نیوگ کرنے والی - بھائی سے نیوگ کرنے والی - خسر سے نیوگ کرنے والی کرینگے - دیانند
کی علمیت اور سنسکرت دانی پر صد ہزار افسوس ہے۔ باقی آئندہ۔

عیسوی مذہب کی اشاعت میں رکاوٹیں

ایک عیسائی پرچہ ہارویسٹ فیلڈ کے تازہ نمبروں میں ۶ مختلف مضمون
عنوان بالا کے متعلق چھپے ہیں حسب معمول ان مضامین کے لکھنے والوں نے
جو جو قیاس ممکن تھا کیا ہے لیکن صحیح نتیجہ پر ایک شخص بھی نہیں پہنچا بعض کا خیال
ہے کہ پادریوں کی فوج کی کافی تعداد ابھی تک دنیا میں نہیں پھیلی جس سے شاید
اُن کا یہ منشا ہے کہ جب تک ایک ایک غیر عیسائی انسان کے لئے ایک ایک پادری
واعظ موجود نہ ہو تب تک وہ پادریوں کی تعداد کو کافی نہیں سمجھتے - اس کی تردید
خود ایک دوسرے مضمون نویس نے کر دی ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ پادریوں کی
تعداد اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ خود یہ تعداد ہی عیسائیت کے پھیلنے میں ایک
عظیم الشان روک ہو گئی ہے - اصل بات یہ ہے کہ کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں
ہوا نہ ایسا موجود ہے جس کی اشاعت کے لئے اسقدر تنخواہ یاب واعظین کا
سلسلہ اور اتنے بڑے ذرائع موجود ہوئے ہوں جو کہ عیسائی مذہب کو میسر ہیں

اور باوجود اسکے کبھی ایسی ناکامی ایسے ذرایع کے ہوتے ہوئے کسی مذہب کو نہیں ہوئی جیسی کہ عیسائی مذہب کو ہوئی ہے پادری لوگ بیرونی ملکوں میں نکلکر اپنے دلوں کو ان باتوں سے خوش کر رہے ہیں کہ اتنے سو اتنے آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہو گئے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ اس بات کا افسوس ان کو کیوں نہیں کہ عیسائی ملکوں میں ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی عیسائی مذہب سے نکلے جا رہے ہیں آج انہیں میں ایک مضمون نویس یہ لکھتا ہے کہ تعلیمی مشنوں کا وسیع سلسلہ خدا کی سلطنت کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ ہم بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں بشرطیکہ خدا کی سلطنت کے صحیح معنے لئے جائیں اور اسپر اتنا اور بڑھاتے ہیں کہ تمام مشنیں خواہ تعلیمی ہوں یا غیر تعلیمی خدا کی سلطنت کی سخت ترین دشمن ہیں کیونکہ وہ ایک عاجز ضعیف بیچارہ انسان کو خدائے ذوالجلال کا مرتبہ دے رہے ہیں لیکن ان بگڑے ہوئے معنوں میں جنمیں خدا کی سلطنت سے عیسائیت مراد لی جاتی ہے یہ رائے کسی صورت میں درست نہیں۔ کیونکہ تعلیمی مشن بھی دوسروں کی طرح دن رات اپنے مذہب کی تائید و اشاعت میں مصروف ہیں۔ ساتھ ہی ہم اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اسقدر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ دوسرے مشن۔ کیونکہ جس قدر زیادہ تعلیم یافتہ لوگ ہونگے اسی قدر کم وہ ایک انسان کی الوہیت کے مسئلہ کو ماننے کے لئے تیار ہونگے جس کو اب سب دانشمند آدمی ترک کر رہے ہیں۔ سچ ہے کہ وہ لوگ بھی جو خود عیسائی کہلاتے ہیں تعلیم اور عیسائیت ایک دوسرے کے بالکل مخالف ہیں۔ اور تعلیم کے پھیلنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عیسائی مذہب نیست و نابود ہو جائے۔ یہ امر کہ عیسائی مذہب اس وقت زوال کی طرف جا رہا ہے اور تعلیم یافتہ دلوں سے اسکا اثر کم ہو رہا ہے۔ اسقدر بین ہے کہ اس کا ثبوت دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اخبار رنڈ کور کا ایک اور نامہ نگار یہ رائے ظاہر کرتا ہے کہ سب سے بڑی مخالف طاقتوں میں سے جنکا عیسائیت کو سامنا ہے ایک دوسرے توحیدی مذہب

یعنی اسلام کا وجود ہے جو کہ آہستہ آہستہ تمام متعد طبائع کو اپنی طرف کھینچ
رہا ہے اور پھر ان کو عیسائی مذہب کا اسقدر سخت اور پکا دشمن بنا دیتا ہے کہ ان سے
عیسائی مذہب کو بالکل مایوس ہونا چاہئے۔ یہ رائے بیشک صحیح ہے۔ یہ ایک
مسلم امر ہے اور عیسائی خود ہمیشہ سے اسکو تسلیم کرتے رہے ہیں کہ جہاں اسلام
اور عیسائیت کو اشاعت کا موقعہ ملا ہے باوجود اسکے کہ اسلام کے پاس عیسائی
مذہب کی نسبت بہت کم ذرائع اشاعت کے تھے اور باقاعدہ مشن اور تنخواہ
یاب واعظ بالکل موجود نہ تھے پھر بھی اسلام نے عیسائیت کی نسبت کئی گنا
زیادہ ترقی کی ہے۔ افریقہ ایسا میدان ہے جہاں اسلام اور عیسائیت پہلو
بہ پہلو اشاعت کا کام کر رہے ہیں اور باوجود ان تمام نقصانوں اور روکوں کے
جو اسلام کی اشاعت میں درپیش ہیں اور باوجود ریلوں اور مشنوں کی کثیر تعداد کے
جو عیسائیت کے پاس ہیں۔ عیسائیت نے بمقابلہ اسلام سخت زک اٹھائی
ہے اور ناکام ثابت ہوئی ہے۔ ہندوستان میں بھی بعینہ یہی نقشہ واقعات کا
ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ چنانچہ گذشتہ مردم شماری کی رپورٹ سے یہی
یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم ایسی سیدھی سادھی
اور فطرت انسان کے ایسی مطابق ہے اور برعکس اسکے عیسائیت کا عقیدہ یسوع
کی الوہیت اور کفارہ کا ایسا بیہودہ اور انسانی عقل سے اسقدر دور پڑا ہوا ہے کہ جس
شخص نے ایک دفعہ اسلام کے پاک اصولوں کو سمجھ لیا ہے وہ کبھی عیسائیت
کا رخ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی جب یہ دونوں تعلیمیں اکٹھی پیش ہوں۔ کسی کو اس
امر کے سمجھنے میں کوئی دقت پیش آتی ہے کہ ان دونوں میں سے کونسا سچا
اور کونسا جھوٹا مذہب ہے۔ وہی نامہ نگار یہ بھی لکھتا ہے کہ انگریزی سلطنت ہند
عیسائی مذہب کی اشاعت میں بڑی بھاری روک ہے اور اس کے دو وجوہ
بتاتا ہے۔ اول یہ کہ عیسائی مذہب ہندوستان کے اعلےٰ حکام کا مذہب ہے
ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ کیونکر عیسائی مذہب کی اشاعت میں روک کا باعث ہے

بلکہ برخلاف اسکے یہ امر عیسائی مذہب کا مؤید ہے کیونکہ حکام کے مذہب کی طرف خود بخود میلان ہوتا ہے جس کے وجوہ زیادہ تر اغراض دنیوی ہوتے ہیں اور یہی ایک بڑا آلہ ہے جس سے عیسائی مذہب دنیا میں پھیلا ہے۔

دوسری دلیل جو اس امر کے متعلق راقم مضمون نے دی ہے وہ گورنمنٹ کا ہر ایک مذہبی فرقہ سے بے رورعایت تعلق ہے جس کو راقم ان الفاظ میں ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ کی اس پالیسی نے اس نوبت کو جو حکومت کے ذریعے عیسائی مذہب کو حاصل ہو سکتی تھی قطعی طور پر زائل کر کے نقصان پہونچایا ہے۔ راقم مضمون کو شاید اکسٹیس ایمرسن کے زمانے یاد آ گئے ہیں۔ جب قانون کے دباؤ سے لوگ عیسائی مذہب میں داخل ہوتے اور وہ اس روشنی کے زمانہ میں گورنمنٹ کی بے رورعایت پالیسی کو ایک مضر رسان پالیسی بتاتا ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں سلطنت انگریزی کی بڑی بھاری برکتوں میں سے یہ ایک برکت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائی مذہب بغیر اس کے ترقی نہیں کر سکتا۔ کہ یا تو دنیوی حکومت اس کے ساتھ ہو۔ اور یا کم از کم دنیوی حکام کی طرف سے اسکو ناجائز مدد ملے اور کھلے اور صاف میدان میں یہ مذہب کسی ترقی کے قابل نہیں۔ تعجب آتا ہے کہ پادری لوگ بعض مسلمان بادشاہوں کی شکایت کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کے پھیلانے میں کسی قدر دنیوی طاقت سے کام لیا۔ اور خود اب تک اس امر کے خواہشمند ہیں۔ کہ عیسائیت کے پھیلانے کے لئے ناجائز ذرایع سے فایدہ اٹھایا جاوے۔

اس تمام بحث سے اخبار ہارویسٹ فیلڈ نے دو باتیں چن لی ہیں جو اس کے نزدیک مسیح کی سلطنت کے لئے بڑی رکاوٹیں ہیں اول تو یہ کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان اپنا گنہگار ہونا پورے طور پر محسوس نہیں کرتے۔ اور دوسرا یہ کہ اخلاقی جرأت سے وہ بالکل بے بہرہ ہیں۔ ان دونوں باتوں کو عیسائی مذہب کے ہندوستان میں پھیلنے کے لئے واقعی رکاوٹیں قرار دیا گیا ہے۔ اور اسکا علاج یہ بتایا گیا ہے کہ ہندوستان میں واعظ کے لئے ضروری ہے کہ جیسے وہ خوشخبری دینے والا ہو

ایسے ہی وہ نبی بھی ہو اور جیسے وہ ایمان کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ ویسے
توبہ کی طرف بھی دعوت کرے۔ لیکن یہ حالت اگر واقعی ہندوستان میں موجود
ہے تو اس ملک سے مخصوص نہیں بلکہ تمام دنیا میں یہی حال ہے بلکہ گناہ کا احساس
ناکافی ہونے کی جو شکایت کی گئی ہے اس کا ظہور سب سے زیادہ یورپ میں
ہو رہا ہے جو بدکاریاں یہاں چھپ کر کیجاتی ہیں وہاں لوگ کھلم کھلا اسکے مرتکب
ہوتے ہیں۔ شراب خوری جو تمام بدیوں کی جڑ ہے اور جس سے تمام بدکاریاں پیدا
ہوتی ہیں وہ یورپ میں اس کثرت سے پھیل رہی ہے کہ ہندوستان میں اسکا
اندازہ کرنا بھی مشکل ہے اور ایسا ہی بہت سی اور بدکاریاں ہیں۔ جن میں خود عیسائی
تسلیم کر چکے ہیں کہ عیسائیت سب گذشتہ اور موجودہ قوموں سے بڑھ گئی
ہے۔ پھر اخلاقی جرأت کے نہ ہونے کی شکایت بھی بے جا ہے۔ کیونکہ اگر
یہ امر واقعی عیسائیت کے پھیلنے میں کسی رکاوٹ کا باعث ہے تو ایسا ہی اسلام
کی ترقی کے لئے بھی رکاوٹ کا باعث ہے اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ
یورپ میں بھی کون نہیں جانتا کہ لورپول کے معدودے چند مسلمانوں کے ساتھ
اس زمانہ کے مہذب عیسائیوں نے کیا کیا وحشیانہ سلوک کئے جس کا نتیجہ یہ
ہوا۔ کہ قوم کے افراد پوری آزادی اور جرأت سے اپنے خیالات کو ظاہر کرنے
سے رک گئے۔ مرحوم لارڈ ہیڈلے کے عظیم الشان رتبہ کا ایک آدمی جو اپنی دنیوی
حیثیت کے لحاظ سے کسی کا خوف نہ رکھتا تھا۔ ساری عمر مسلمان رہا۔ لیکن
مرتے دم تک اپنے اسلام کا علی الاعلان اظہار نہ کر سکا۔ کیا یہ واقعات صاف
نہیں بتاتے۔ کہ ہندوستان کے لوگوں کی نسبت انگریز لوگ مذہبی معاملات
میں اخلاقی جرأت کا بہت کم حصہ رکھتے ہیں اور حق کی خاطر ہم اس امر کے
بیان کرنے سے بھی نہیں رک سکتے۔ کہ پادری لوگ جو ہندوستان میں بھیجے
جاتے ہیں ان میں بھی کمزوری اور نقص ویسا ہی پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ خود ان کے
ہم وطنوں میں وہ نہیں جانتے کہ سچائی کیا چیز ہے اور نہ اسکے جاننے کی پرواہ ہے

لیتے ہیں۔ عقائد کا ایک خاص مجموعہ ہے جس کی تعلیم کے لئے وہ نوکر رکھے گئے ہیں اور ان عقائد سے ایک بال کے برابر ادھر اُدھر ہونا منصبی فرائض میں سخت خیانت تصور کیجاتی ہے لاہور کے لاٹ پادری جیسے ایک عہدہ دار کو جس نے تھوڑا عرصہ ہوا ہندوستان کی اخلاقی حالت پر سخت حملے کئے تھے اس قدر اخلاقی جرات نہ ہو سکی کہ ایک اسلام کے اعلےٰ رکن کے مقابلہ میں جو اسلام کی سچائی ظاہر کرنیکے لئے میدان میں کھڑا ہو کر پادری صاحب کو للکار رہا تھا عیسائی مذہب کی سچائی کا کوئی ثبوت پیش کر سکے بلکہ نہایت بزدلی سے مباحثہ سے الگ ہو کر طرح طرح کے بودے اور کمزور حیلے اور عذر تراش کر فرار اختیار کیا اور عموماً ہر ایک پادری کے سامنے جب صداقت پیش کیجاتی ہے یا ان سے اپنی صداقت کا ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو وہ گریز ہی اختیار کرتا ہے۔ دوسری مذاہب کے مقدس پیشوا ؤنکو گالیاں دینے میں سب سے بڑھکر یہ لوگ قدم مارتے ہیں لیکن کسی دوسرے مذہب کی سچائی اور خوبصورتی جب اُن کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو آنکھیں بند کر کے علیحدہ ہو جاتے ہیں سخت تعجب آتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ ہندوستان میں گنہ کا احساس یا اخلاقی جرات کے نہ ہونے کی شکایت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے سامنے جن سے وہ تنخواہیں پاتے ہیں یہ جھوٹے عذر پیش کرتے ہیں کہ عیسائیت کی راہ میں ایسی ایسی روکاوٹیں ہیں

باقی آئندہ!

پشاور میں ۱۲ مارچ کو چار کس ملا مرزا خانصاحب مشنری اسلام کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ اسلامی نام دین محمد۔ فاطمہ بی بی۔ غلام محمد۔ نور بی بی رکھے گئے

ہمدرد ہند بحوالہ ایک اخبار لکھتا ہے کہ نکودر آریہ سماج کے سالانہ جلسے پر سماج نے رہتیوں کے ساتھ کھانا نہیں کھایا۔ اس لئے رہتیوں کے جملہ اشخاص مسلمان ہونے کو تیار ہو گئے۔ ایک شخص بھورام فوراً جا کر مسلمان ہو گیا۔ دیکھیں آریہ سماج کے محقق دہرا تا جو شخص غصے میں تبدیل مذہب کرتے ہیں۔ پہلے ہی ایسا ہی کیا ہوگا

وہ کیا چیز ہے جو عیسائیوں کو اسلام میں نظر نہیں آتی:—

ایک لکچر میں جو بمقام برسٹل کلیسیا کے ایک مجمع میں "عیسائیت اور دوسرے مذاہب" پر ہوا تھا پادری ایچ جی گرے نے جو اس سے پہلے پنجاب میں پادری رہ چکے ہیں۔ اور اب وکلف ہال آکسفورڈ کے پرنسپل ہیں۔ مذہب عیسوی کا اسلام کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ اسلام کی پاک کتاب یعنی قرآن شریف "گناہ کی حقیقت بیان کرنے یا گناہ سے..... چھڑانے کے لئے کوئی نئی چیز نہیں لایا جو معمولی قانون قدرت سے باہر ہو۔ اور اس میں مسیح مصلوب یا مسیح مبعوث.................. جیسی کوئی چیز نہیں ہے"۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ہر ایک مسلمان فخر سے بیان کر سکتا ہے کہ اسلام کا پاک مذہب واقعی کوئی ایسی بیہودگی جیسے کفارہ یا تثلیث ہے نہیں سکھاتا بلکہ وہ طریق بتاتا ہے جو عقل اور قانون قدرت کے مطابق ہے۔ جیسا کہ یہ امر یقینی ہے کہ خدا موجود ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا اور پھر جیسا کہ یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو وہ طریق سکھایا ہے جس پر چل کر وہ گناہوں سے نجات پا سکتے ہیں۔ ایسی ہی قطعی اور یقینی یہ بات ہے کہ کفارہ انسانوں کا اپنا اختراع ہے۔ اور گناہ کا تریاق نہیں بلکہ ایک زہر ہے۔ جو چنگے بھلوں کو ہلاک کر دینے والا ہے۔ کیا عیسائیوں کو کبھی یہ خیال نہیں آتا حالانکہ وہ توریت اور دیگر صحف انبیاء کے الہامی ہونے پر یقین رکھنے کا دعوےٰ کرتے ہیں کہ ہزارہا سال تک خدا تعالےٰ گناہ سے نجات کا ایک طریقہ بذریعہ وحی کے اپنے خاص بندوں کی معرفت بتاتا رہا حالانکہ بموجب اعتقاد عیسائیوں کے وہ غلط طریقہ تھا گویا خدا خود ہی کلام سے انسانوں کو غلطی میں ڈالتا رہا۔ اگر وہ طریق جو اسلام گناہ سے نجات کیلئے پیش کرتا ہے صحیح نہیں ہے تو عیسائیوں کو یہ ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالےٰ نے خود ہی ہزارہا انسانی نسلوں کو یہ طریق سکھا کر غلطی میں مبتلا کیا۔ کیونکہ یہی وہ طریق ہے جو انبیاء بنی اسرائیل کو سکھایا گیا جو بموجب اعتقاد عیسائی صاحبان

مسیح نبی اور خدا کیطرف سے تھے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی اندھیر ہو سکتا ہے۔ اور پھر تعجب پر تعجب یہ کہ یہ علاج جو ہزار ہا سال کے بعد خدا کو بموجب اعتقاد عیسائیاں سوجھا وہ ایسا نکما نکلا کہ صرف اٹھارہ سو سال کے عرصہ کے اندر اندر اس کا پول ظاہر ہو کر تمام عقلمند انسانوں کو اس سے برگشتہ ہونا پڑا۔ اور عیسائی کہلا کر بھی یہ اعتقاد چھوڑنا پڑا بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اس وقت کل عیسائی دنیا باستثنا ئے اُن لوگوں کے جن کو تعصب حق دیکھنے نہیں دیتا اس کفارہ کے عقیدہ سے بیزار ہو چکی ہے۔ اور اس امر کو تسلیم کر چکی ہے کہ کفارہ گناہ کا علاج نہیں اور مسیح کا جی اُٹھنا ایک کہانی ہے۔ بلکہ کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ دار سب اسی بات پر متفق ہیں۔ اور انسکلوپیڈیا ببلیکا اس پر شاہد ہے۔ کہ مسیح کے صلیب کے واقعات جو انجیلوں میں مذکور ہیں۔ ان میں نہایت صریح متضاد بیان پائے جاتے ہیں۔ کیا انہیں ناقابل اعتبار اور ردی بیانات کی بنا پر جو ایک دوسرے کو جھٹلا رہے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ عیسائی مذہب میں مسیح مصلوب گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ حالانکہ ایک بھی قابل اعتبار گواہ صلیب پر مرنے اور جی اٹھنے کا نہیں ہے۔ اس لئے آج کل کے عیسائی لیڈروں کی نظروں میں مسیح مصلوب اور دوبارہ جی اٹھا ہوا مسیح بالکل بے حقیقت اور محض لغو باتیں ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے گناہ سے نجات پا جانا ایک ہو کہا تھا جو اٹھارہ سو سال عیسائی دنیا کو لگا رہا۔ اور اس قدر عرصہ کے گذرنے کے بعد اب اسکی حقیقت بھی طشت از بام ہو گئی ہے پس اگر عیسائی صاحبان کے ہاتھ میں کوئی قطعی اور یقینی ثبوت ان واقعات کا ہے۔ تو ان کو سوائے اس کے اور کچھ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ اسلام کو وہ ایک بڑی بیہودگی سے پاک دیکھتے ہیں۔ کیونکہ اس سے بڑھکر بیہودگی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک آدمی مر گیا تو اس کے ساتھ ہی کل عیسائیوں کے دنیا میں سے خدا کی نافرمانی کی روح ہی مر گئی۔ حالانکہ یہ نافرمانی کی روح عیسائی دنیا کے اندر پرورش پاکر ایسی موٹی تازی ہو رہی ہے کہ جس کی نظیر اور کہیں تلاش کرنا عبث ہے۔ لیکن اگر اتنی بات کا کہ مسیح

مصلوب ہؤا اور جی اُٹھا عیسائیوں کے ہاتھ میں کچھ بھی ثبوت نہیں تو پھر انکو چاہیے کہ بہت جلدی اس دھوکے سے باہر نکلنے کی کوشش کریں جس میں وہ پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ اسلام گناہوں سے نجات کا وہ طریق سکھاتا ہے جو عقل کے مطابق ہے۔ اور جس کا موید خدا کا قانون قدرت بھی ہے۔ اور جو عیسائیوں کے عقائد کے بموجب خود خدا تعالےٰ نے بذریعہ اپنی وحی کے سینکڑوں انسانی نسلوں کو سکھایا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ذوے العقول کہلاکر پھر اس طریق پر عمل کیا جاوے جو عقل کے مطابق ہے +

چند روزہ نکاحوں کی تجویز:۔

یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ عیسائی ممالک آہستہ آہستہ تمام اسلامی اصولوں کی طرف چلے آتے ہیں۔ اور بااینہمہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام مغرب کی تہذیب یافتہ قوموں کے مناسب حال نہیں۔ عیسائیوں کے نزدیک نکاح کا فسخ کرنا قریباً قریباً ہمیشہ محالات سے سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن عملی طور پر یہ تجویز سوسائٹی کے امن میں سخت مخل ثابت ہوئی ہے۔ جیسا کہ اخبار ٹرویتھ سیکر کہتا ہے کہ ہزارہا مرد و عورت کے جوڑے جو اس عیسائی خیال کے منکر ہیں اور نکاح کو انسانی انتظام سمجھتے ہیں یعنی ایسا انتظام جو ضرورت کے وقت توڑا جاسکتا ہے وہ تو موت کے وقت تک خوشی سے اکٹھے رہتے ہیں۔ اور ایسے ہی ہزارہا جوڑے جو نکاح کے معاہدہ کو ناقابل انفساخ سمجھتے ہیں وہ تمام امور میں سوائے کھانے اور سونے کے اور بعض اوقات ان امور میں بھی الگ الگ ہوتے ہیں اور ایسی زندگیاں بسر کرتے ہیں جو دنیا میں وحشی اور حیوانات بسر کرتے ہیں " اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی عقائد کو آخر کار کیسی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انسانی حالات اور تقاضائے فطرت انسانی کے مطابق

نہیں ہیں +

مسٹر جارج میرڈتھ ولایت کا مشہور ناولسٹ نکاح میں ایک ترمیم کی تجویز پیش کرتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ نکاح کچھ عرصہ کے بعد مثلاً دس سال کے بعد خود بخود فسخ ہوجانا چاہئے۔ تاکہ فریقین ازسرنو زیادہ خوشحالی کا انتظام کرسکیں۔ ایسی ایسی تجویزیں جو آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ اس بات پر شاہد ہیں کہ عیسائیت کے قائم کردہ رواجوں پر لوگ بالکل غیر مطمئن ہورہے ہیں۔ اگر اس تجویز کی اصل غرض کو ٹٹولا جاوے۔ تو وہ صرف اسیقدر معلوم ہوگی کہ نکاح زیادہ آسانی سے فسخ ہونیکے قابل ہونا چاہئے کیونکہ انسانی فطرت عیسائی تشدد کی برداشت نہیں کرسکتی۔ اسلئے اگر طلاق کے معاملہ میں عدالتوں کا دخل نہ رہے۔ تو وہی مطلب زیادہ آسانی سے حاصل ہوسکتا ہے اور سوسائٹی اس صورت میں عارضی نکاحوں کے نقصانوں سے بچ رہیگی۔ اگر طلاق کے معاملہ میں عیسائی دنیا صرف اسلامی عقیدہ پر قائم ہوجاوے تو اس کی ساری مشکلات حل ہوسکتی ہیں۔ لیکن اگر خود بخود وہ ان پاک اصولوں کو اختیار نہ کرینگے تو زمانہ مجبوراً اُن کو انہی اصولوں کی طرف لاویگا اور عیسائی اصولوں کے تشدد کے خلاف اس قسم کی تجویزوں کا پیش ہونا صریح علامت اس بات کی ہے کہ وہ دن قریب ہے جب اسلامی مسئلے عیسائی دنیا میں عام طور پر مقبول ہوجاوینگے +

زنا۔ شراب۔ چوری۔ جھوٹ وغیرہ بری خصلتوں کے چھوڑ دینے کے لئے آنحضرت صلعم کی تعلیم

ناظرین خدا غور سے اس تعلیم کی طرف دل لگاویں اور اس کو اپنے دل میں جگہ

دیں کہ کیا مخبر صادقؐ کی اچھی تعلیم ہے (جس کے مقابل میں عیسائیوں کی تعلیم
اور دیانندیوں کی تعلیم بالکل ناگفتہ بہ ہے۔ مثلاً عیسائیوں کی تعلیم کہ عشاء
ربانی وغیرہ میں شراب کا استعمال کرنا اور دیانندیوں کی تعلیم کہ نیوگ وغیرہ
حیا سوز مسئلہ کا جس کی لنگوٹ بند دیانند نے اپنی ستیارتھ پرکاش میں بڑے
حوصلہ سے کھول کھول کر تفسیر کر دی ہے اور مرد کیلئے الگ اور عورت کیلئے
الگ رول بتا دیئے ہیں کوسوں دور ہے) مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
تھوڑی سی بات کے اشارہ سے ان چاروں خصلتوں زنا۔ شراب۔ چوری
جھوٹ وغیرہ کا ایسا قلع قمع کیا ہے کہ جو مسلمان اس تعلیم کی طرف دھیان
لگا وے۔ خدا کے فضل سے یہ چاروں بُری خصلتیں اس سے دور ہونگی اور اُن
کی جگہ نیک خصائل اپنا گھر کرینگے۔ قربان جائیں مخبر صادق صلعم پر کہ ایک دن
ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہؐ میں چار
بُری خصلتوں میں پھنسا ہوا ہوں اول یہ کہ زنا کرنا۔ دوم شراب پینا۔ سوم
چوری کرنا۔ چہارم جھوٹ بولنا۔ میں ان کو یکدفعہ چھوڑ نہیں سکتا۔ آپؐ
ارشاد فرماویں کہ میں انکا کیا علاج کروں کہ میں اُن کو چھوڑ دوں آنحضرتؐ
نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔ اس آدمی نے آسے آسان سمجھا
اُسی وقت جھوٹ بولنے سے کنارے ہوا اور دل سے سچی توبہ کر لی جب رات
کا وقت آیا۔ چاہا کہ شراب پیئے۔ زنا کرے۔ جونہی اس کے دل میں یہ خیال
گذرا۔ کہ صبح کے وقت جب میں رسول اللہ صلعم کی خدمت مبارک میں
حاضر ہونگا اگر آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ رات کو تم نے کیا کیا۔ تو میں کیا
جواب حضورؐ کے پیش کرونگا۔ جھوٹ نہ بولنے کا تو میں نے حضورؐ کے پاس اقرار
کیا ہے تو میں کسطرح جھوٹ بولونگا۔ اگر سچ کہونگا۔ تو شرمندگی اُٹھانے کا سامنا
ہوگا۔ اور لائق سزا ٹھہرونگا۔ یہ دل میں ٹھان کر اُن دو گناہوں سے بھی توبہ
کر لی۔ جب دوسری رات آئی۔ اور لوگ خواب غفلت میں سو رہے۔ اُس

کے دل میں چوری کرنے کا ارادہ غالب ہوا۔ اسی وقت یہی اس کے دل میں یہی خیال آیا جو پہلے آیا۔ کہ صبح کو وقت آنحضرتؐ رسالت پناہ کے حضور پر نور میں جھوٹ بولا تو سبکی اٹھانی پڑے گی اور سزا بھی ملیگی۔ اس خیال کا آنا تھا تو جھٹ چوری سے بھی توبہ کرلی۔ صبح کے وقت جب حضورؐ کے پاس آیا تو عرض کی یارسول اللہ آپ نے مجھ سے ایسی چیز کی توبہ لی کہ جتنے مجھ میں بد خصائل گھر کئے ہوئے تھے سب کے سب چھوٹ گئے۔ آپ حضورؐ کے روبرو آیندہ کے لئے سب سے توبہ کرتا ہوں۔ آپؐ سن کر کمال درجہ خوش ہوئے اور الحمدللہ پڑھا۔

آریوں کے سنیاسی جی!

آریوں کے سنیاسی جی نے جبتک سنیاس نہ لیا تھا آرام طلبی اور عیش پرستی سے دور رہتے صرف ایک چار انگل کا لنگوٹ زیب تن تھا لذیذ کھانوں سے پرہیز تھا مرد عورتوں کے عام جلسہ میں اسی طور سے وعظ فرماتے تھے سب کو دوست جانتے تھے جب سے سنیاس لیا کوٹھی بنگلوں میں رہنا قبول کیا گدے تکیے مع نواڑ کے پلنگ۔ عمدہ سوزنی۔ قالین۔ شال دوشالے۔ کمخواب۔ عمدہ کھانوں کی ضرورت پڑی۔ پان چھالی۔ حقہ توے کا شوق سے پیتے تھے مزے سے پیٹ بھر کر کھانا کھاتے بھکشا کو کہیں ہاتھ نہ پھیلایا بن باشی کبھی نہ ہوئے گرہست آشرم کو اعانت کیا غیر مذہب والوں کو برا کہا سب سوامی جی کی پیشوائیاں مذاہب اور بزرگان قوم کو برا کہا کہتے تھے پاؤں دھلاتا غرض ما ازیں خواہش کم است کراسری گند دیکھو جیون چرتر بیکھراج و منشی رام اور جیون چرتر مطبوعہ بھاوت بھوشن پریس فرخ آباد اور جیون چرتر دلیت رائے جیگراؤں۔

الف۔ ہری پوس جو گلینس پنس پر ہوتا ہے یعنی حشفہ کی ٹوپی ہمیشہ چھپی رہنے سے اُس میں سفید رنگ کی میل جم جاتی ہے۔ جو زیادہ سڑاند مارتی ہے۔ اور یہ میل عورت کے رحم کے واسطے مرض ہے اس سے گردن حشفہ کے ساتھ جڑ جاتی ہے اور سوجاک فانی موسس کا مرض ہو جاتی ہے۔ جس کو کاٹنا پڑتا ہے۔

(**ب**) چونکہ انسان پیشاب کرنے کے بعد خاصکر آپ لوگ پیشاب کو خشک مٹی سے نہیں کھلاتے۔ اسواسطے پیشاب اس ٹوپی سے ٹپک کر رانوں اور کپڑوں پر پڑتا رہتا ہے اور پیشاب کا بوسی نل ہو جاتا ہے۔ مہربانی کرکے اپنی دھوتی کو سونگھ کر تو دیکھیں۔

(**ج**) تیسرا سبب مادۂ آتشک و سوزاک کا اس میں جمع ہو جانا اور تمام آلۂ تناسل کا سڑ جانا ہزار ہا بیمار لاہور میں جاکر دیکھو۔ آپ تشریف لائیے میرے ہسپتال میں تین مریض اُنکے آلۂ تناسل کو ملاحظہ فرمائیے۔ آتشک سے کیسے سڑ رہے ہیں (**دیکھو میری کتاب آئینہ سوزاک**)

(**د**) تمام اقوام دنیا کے مسلمان۔ یہود۔ نصاریٰ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ختنہ ہوا تھا) اقوام چند افریقی کافر بسوٹو۔ مفنگو۔ مکوزا۔ مشنگاں۔ ختنہ کرتی ہیں۔ اگر آپ نہ کریں تو اس سے ختنہ کی برائی ظاہر نہیں ہوتی۔ ہمیشہ جمع وکثیر پر خیال کیا جاتا ہے

نوٹ۔ چونکہ آپ اسی ملک میں ہیں اور میرے ہسپتال سے دور بھی نہیں ہیں کسی روز تشریف لاکر ختنہ شدہ کافروں یا حبشیوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ ذیل کی اقوام اس کمپنی میں ختنہ شدہ ہیں۔ بسوٹو۔ مفنگو۔ مکوز۔ مشنگاں۔ ہوز نبیق۔ کلبین برلمانی۔ منشایا دنسٹرل افریقہ) آپ سمجھ لیں کہ عموماً کل افریقہ کے باشندے مختون ہیں۔ نور حسین صابر

(۱۵) سوال گنگارام صاحب آریہ۔ مرد کو جب کئی شادیاں کرنے کا حکم ہے۔ تو عورت کو کیوں نہیں۔ کیا عورت میں اتنی شہوت نہیں۔ یا خدا کی پیدائش نہیں آخر کس بات میں مرد سے کم ہے۔

جواب صابر: جناب یہ تو حرافہ پن ہے اسلام نہیں۔ ایک عورت کے لئے کئی مرد خدا کے احکام نہیں سراسر دیوثی و بے غیرتی اور بے حیائی ہے۔ خاص صریحاً رنڈی بازی یا چکلہ کی کمائی ہے۔ ہاں ہاں

یہ تو مہابھارت کی نشانی ہے یا پانڈو کوروں کی نادانی ہے۔

دروپدی پانچوں بھائیوں کی مہارانی ہے۔ پانچوں کا خوش رکھنا عجب حیرانی ہے۔

امثال پانچ پانڈو۔ ان کے نام یہ ہیں۔ یدھشٹر بھیم سین۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو۔ ان کی ماں ایک اور باپ دو تھے (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۲۱ مطبوعہ فاروقی دہلی)

ان پانچوں بھائیوں کی پھر جورو ایک تھی جس کا نام دروپدی تھا۔ ہر ایک بھائی سات سات دن تک اُس عورت کے پاس رہتا تھا

(ب) ایک عورت پانچ مردوں کو خوش نہیں کر سکتی۔ فرض کیا ایک کے پاس گئی۔ باقی کی کام راج کا کیا حال۔

(ج) ایک عورت پانچ مردوں کا انتظام خانہ داری نہیں کر سکتی۔ جورو سمجھو یا غلام۔

(د) ایک عورت کئی خصم والی رنڈی یا فاحشہ عورت کہلاتی ہے۔ جا بیٹھے چکلہ کی سیر کیجئے پھر پیدائش ندارد۔

(ہ) ایک عورت اور کئی خاوند مانند پانچ نر یا شد اس کے ہے۔ اس سے ضرور بدبو اُٹھے گی۔

مختلف طبائع ایک جگہ۔ تخم یا سمر کی ملاوٹ۔ ایک خمیر اُٹھے گا۔ کیا عورت نہ ہوئی شراب کا مٹکا ہو گیا۔ یہ تو سراسر دیوثی ہے۔ آزما کر دیکھیں۔

(و) ایک غلام چار مالکوں کو خوش نہیں کر سکتا۔ دو تلواریں ایک میان میں نہیں سما سکتیں۔

(ز) دو بادشاہ ایک ملک پر حکمرانی نہیں کر سکتے۔ رعیت کس کس کا حکم مانے اور خراج دے۔

(ح) ایک لباس اور چار مرد۔ ناممکن اور محال ہے۔ ایک کو شہوت تو دوسرا کیا کرے

ملہ جیسے منو سمرتی میں صاف کئی بیویوں کی اجازت ہے تو عجب ہے کہ یہ لوگ اپنے منو کے برخلاف ایسا اعتراض کرتے ہیں
[illegible]

ایک روٹی چار بھوکھے - دو پنڈتوں میں سر اوہ خراب - ایک انار صد بیمار -
پنجابی مثل (ایک کڑی چار جنجاں - میں کیندے نال ووہجاں) یعنی اگر ایک لڑکی کی اگر
ایک ہی دن میں چار برات آویں تو وہ کس کس کے ساتھ بیاہی جاوے -

ط) اسلام پاک اس کے مسائل طیب ہیں اس میں گڑبڑ اور شہوت و
نفسانی امور کا دخل نہیں -

ایک عورت اور پانچ مرد اسکے نطفہ کی شناخت کیسے - پھر اولاد کس کی - یہ
پرورش کون کرے - اس اولاد کا مالک کون - ایسے سوال کرنے سے شرم نہیں آتی
ہاں البتہ آپکا **مسئلہ نیوگ** خوب جچتا ہے - غور کرکے پڑھو - العاقل
تکفیہ الاشارہ -

عورت مرد سے بہت باتوں میں کم ہے - پیدائش ہی سے مختلف
وضع و شکل - دل - دماغ - جگر - طحال غرض سب مرد سے کم وزن ہوتے ہیں
عورت کو حیض آتا ہے - کیا آپ بھی اس میں شامل ہیں - اگر شادی شدہ ہو تو باقی فرق
خود جان لوگے - کیوں اپنی مٹی خراب کرتے ہو؟ -

(۱۶) گنگا رام - روزہ - قربانی - نماز مکہ شریف کی طرف پڑھنا - عورتوں کا بہشت
جانا پر اعتراض لایعنی کرتے ہیں - تقریر طول فضول ہے -

جواب صابر - نماز عبادت لسانی - روزہ عبادت جسمانی - عبادت مالی
صدقہ و زکوۃ و قربانی ہے -

قربانی و قربان - وہ چیز جو خدا کی راہ میں تصدق کریں - اونٹ گائے اور بکری
بھیڑی جو عید کے دن ذبح کریں - یہ لغوی و لفظی معنے ہیں - دیکھو لغات درسیہ
کشوری - کریم اللغات - غیاث اللغات -

نماز مکہ شریف کی طرف یکجہتی یا اتفاق کی علامت ہے - ہم مکہ شریف کی عبادت نہیں کرتے
بلکہ رب الکعبہ خالق و مالک کی مثل سمجھی - آپ دریائے جمنا یا گنگا کے کنارے کی
سیر تو کریں معلوم ہو جائیگا کہ آپکے بھگت کیا عبادت کرتے ہیں - کوئی تو پانی میں کھڑا ہے

کوئی سورج کی طرف منہ کرکے پانی اچھال رہا ہے۔ کوئی آلکھ لگائے دھونی جمائے بیٹھا ہے۔ اپنی سواہا کرکے ہوم کر رہا ہے۔ کوئی ایک ٹانگ پر گھوم رہا ہے۔ کوئی درخت پر لٹک رہا ہے۔ کہیں ڈھولک بج رہی ہے۔ کہیں ستار و طنبورہ کا مزا ہے۔ کوئی سادھو کسی مہ جبین سے پاؤں دبوا رہا ہے۔ کوئی پری پیکر کو گود میں لئے بیٹھا ہے۔ کوئی بھبوت ملے بدشکل بن رہا ہے۔ کسی پر چندن تو ملتھے پر تلک لگا ہے۔

قرآن شریف کی آیت **فاینما تولوا فثم وجہ اللہ** پر بھی غور کرے۔ جدھر منہ کروگے اُدھر ہی خداوند کریم کی قدرت کا معاینہ کروگے۔ یہ نماز مکہ شریف کی طرف مسلمانوں کی جماعت اور اتفاق کی نشانی ہے۔ نہ کہ آپ کے مذہب کی طرح ہر ایک من بھائی کھانی ہے۔

جواب آخری غور تو تم کو بھی ضرور درجات حسنات ملینگے۔

(۱۷) اعتراض آریہ

کیا توراۃ۔ زبور۔ انجیل بھی آسمانی کتابیں ہیں؟ اگر ہیں تو کس زمانہ میں نازل ہوئیں اور قرآن شریف سے اُن کی تعلیم مطابق ہے یا مخالف؟

جواب صابریہ

یہ تینوں کتابیں آسمانی ہیں۔ اعتقادات و عبادات میں مطابق تعلیم قرآنی ہیں۔ باقی افترا و تحریف یہودی و نصرانی ہیں جو العینی قصہ و کہانی ہیں۔ ہم مسلمان لوگ ان تینوں کو محرف مانتے ہیں۔ اصلی صحیفوں کو کلام الٰہی جانتے ہیں۔

(ب) توراۃ حضرت موسیٰ پر۔ زبور حضرت داؤد پر۔ اور انجیل حضرت عیسیٰ پر۔ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔ **ہمارے رسول برحق صلعم سے اول نازل ہوئی تھیں۔**

(۱۸) اعتراض آریہ

یہ کلمہ ہر کرشبہ (شک) آمدہ کا فرشود۔ آپ کے دین کی کمزوری ظاہر کرتا ہے ورنہ سلیم کو آپ نے کیا ہے۔ بلکہ سچی بات یا حکم [illegible] پر شک کرنے سے چونکہ سچائی کے کھوج کا زیادہ موقعہ مل جاتا ہے۔ اعتقاد بڑھنے کا [illegible] احتمال ہوتا ہے۔ کیونکہ جب تک انسان کا شک ہی رفع نہ ہوا تو اعتقاد کیا خاک کریگا اور شک کا رفع ہونا بغیر اسکے ظاہر کرنے کے کیا ممکن ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ قرآن کے مصنف کو اپنی کمزوری پہلے ہی سے معلوم تھی۔ مدشلیے ڈرونے کی کیا

ضرورت تھی - دیکھو ہم لوگوں کا کیا عمدہ اُصول ہے کہ سنت کو چھوڑو سنت کو مہیٹ کر من کرو -

جواب صابریہ - یہ اعتراض کرکے تو آپنے بالکل اپنی عقل کو جواب دیدیا۔ آریہ پن کو شرمسار کیا - ہر کہ شک آورد کافر شود - بتائیے یہ کلمہ فارسی ہے یا عربی - قرآن شریف کھولکر تو کہیں اس فقرہ کو دکھاؤ - کیوں اپنی لاعلمی و جہالت ظاہر کررہے ہو پہلے کتاب اللہ پڑھو - پھر سوال کرنا سیکھو اگر یہ کلمہ کہیں قرآن شریف سے آپ نکال دیں تو آپ کا چیلا بن جاؤنگا - ورنہ آؤ گمراہی و کفر کے گڑھے سے نکلو - اور سیدھے راہ محمدی صلعم اختیار کرو - اگر جہنمی چکر سے بچنا چاہو - اے آریہ صاحبانِ ہند ذرا اپنے نئے پودے کو سنبھالنا - اُسکو خزاں آرہی ہے - فارسی اور عربی عبارت کی شناخت بھی نہیں کر سکتے - اسپر طرہ یہ کہ ویدک اُپدیشک یا سیوک کا دعویٰ -

خود غلط - املا غلط - انشا غلط کا معاملہ ہے

سُوّر کیوں حرام ہے؟

(۱۹) اعتراض آریہ - (گنگا رام و لیکھرام) بھلا آپ سُوّر کو جو ایک حیوان ہے بد کیوں کہتے ہیں - اس بے زبان نے آپ سے کیا بدی کی ہے یا آپکے حضرت صاحب سے کیا یہ دوسری مخلوقات کی طرح قانونِ قدرت سے نہیں پیدا ہوا - اگر بدشکل ہے اور گندگی کھاتا ہے تو بھیڑ کونسی خوبصورت ہے اور امرت کھاتی ہے - اُسے کیوں حلال کہتے ہو - اس سے ثابت ہے کہ بے ایذا جانوروں کو حلال - باقی شیر - بھیڑیا - سور وغیرہ حرام - اگر قرآن شریف میں اپنی کلام میں خود خدا نے سور کو بد کہنے کا حکم دیا ہے تو خدا سخت ناداں ہے کہ خود ہی اُسے بنایا اور خود اُسے بد کہنے کے واسطے حکم بھیجا - یا یوں سمجھیں کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہی نہیں -

جواب صابریہ - بڑے گرو تو بڑے چھوٹے چیلے سبحان اللہ - پنڈت لیکھرام نے بھی یہی خبط اظہار کیا ہے مگر میرا جواب گرو و چیلے ہر دو کے واسطے باصواب ہے -

مصنف: امت اس تقریر کا جواب لاجواب ہے۔

ب: بدا۔ ابتر۔ یہ لفظ فارسی ہے جیسے بدآموز۔ بد اندیش۔ بدعمل۔ بدنظم۔ بدرام۔ اسکو عربی سے کچھ تعلق نہیں اسکی صورت یا شکل کے لحاظ سے پس تو بھی کل حیوانات کی نسبت بدشکل ہے۔

اگر اسکے خصایل حیوانی کی طرف خیال کریں کہ ایک سورنی پر کئی سور چڑھتے ہیں۔ اور خوب چھلانگیں لگاتے ہیں تو یہی بدخصلت ہے۔

واہ صاحب واہ۔ بھیڑ اور سور ایک ہی صورت بنادی۔ پیشاب اور دودھ ایک ہی حلوا اور گوہ ایک ہے۔ دیگر اگر کچھ بھی علم عربی سے واقفیت رکھتے تو ایسے خرافات نہ بکتے۔ کہاں بد لفظ فارسی اور کہاں قرآن شریف زبان عربی۔

دوسرا چیلنج اس لفظ بد کو ہی قرآن شریف سے نکالو۔ بندہ خدا سرکوبی تو نہ ہوتی۔ چوری سینہ زوری۔

قرآن شریف میں یہ حکم ہے دیکھو سیپارہ دویم۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ یعنی حرام کیا گیا تم لوگوں پر مردہ خون اور گوشت جانور او ذبیحہ بغیر نام اللہ کے۔

حرام اسکے معانی دیکھو لغات کشوری۔ یہ لفظ عربی ہے۔ منع کرنا۔ روکا گیا۔ نامعاسنا شائستہ۔ ناجائز۔ لیجئے حرام کو کوئی بھوت نہ سمجھئے۔ معانی پر خیال فرمایئے۔ بد کہاں سے لائے۔

حلال۔ لفظ عربی ہے جو حرام کی ضد ہے روا جائز درست اس کے معنے ہیں۔

غور سے سنئے۔ حلال وحرام کی بحث پر ہم آپ کی اور آپکے استاد پنڈت لیکھرام کی تکذیب کرتے ہیں آپ لوگوں کی عقل پر پتھر پڑتے ہیں۔

تکذیب لیکھرام۔ جناب پنڈت صاحب آپ کو مقابلہ میں بلا تعلق دانی ہے۔ کیونکہ آپ اپنے اعمال کا بار لیکر مقام ..... میں تشریف رکھتے ہیں اب کبھی

جونی چکر سے خلاصی ہو تو اس تحریر صابریہ پر غور کر کے پھر چکر میں پھنسنا اور خالدین
فیہا ابدا رہنا۔ مگر ہم اب آپکے چیلے چانٹوں کو توجہ دلاتے ہیں اور حلال و حرام
کی بحث سمجھاتے ہیں۔

آریہ صاحبان! آپکو معلوم ہے کہ **فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ** حکیم کا
دانائی سے خالی نہیں ہے۔ یہ حلال و حرام۔ جائز یا ناجائز خوراک میں بھی اس حکیم مطلق
کی حکمت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔

حلال وہ اشیاء ہیں جنسے انسانی بدن کو نقصان نہ پہونچے اُن میں مادہ
زہریلا یا کرم زہریلے جائیں جس سے جسم کی پرورش ہو خون صالح پیدا ہو۔ انسان
تندرست و توانا صحیح و سالم رہکر اپنے مالک کی بھگتی و بندگی بحقہ بجالائے۔
کیونکہ جب بیمار ہوگا تو اس سے عبادت کہاں ہوگی۔ یہ اُس خالق مالک کی کمال
رحمت ہے کہ اپنی مخلوق کو آگاہی بخشتا ہے ورنہ الناس حریص علی ما منع
کا حساب ہے۔ خداوند کریم خالق کل نے ہزارہا چیزیں دنیا پیدا کی ہیں اُس میں نفع و ضرر
ضرور ہے سب کی سب کھانے پینے کی کام کی نہیں۔ حیوانات۔ نباتات
جمادات کا یہی حال ہے۔

(انکے خواص و فوایدہ مفصل دیکھو میری کتاب مفردات صابری اُردو بانصویر مطبوعہ
مصطفائی پریس لاہور)

حرام یا ناجائز وہ اشیاء جو زہریلی ہوں اور انسان کام کاج سے جائے۔ عبادت
سے دور ہو۔ عقل میں فتور ہمیشہ مرض میں گرفتار ہو کسب و حرفت سے لاچار ہو
اسواسطے ہر ایک چیز کے خواص بیان کئے گئے اور بتلائے گئے کہ فلاں چیز مضر
صحت ہے اور فلاں مصلح ہے۔

آپکے پنڈت نے تکذیب میں حرام حلال کا نقشہ اور آیمہ مجتہدین کی مختلف رائے
لکھکر اپنے علم و عقل کی قلعی کھولی ہے۔ اول تو کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ دوسرا
اس میں زیادہ مخالفت بھی نہیں دکھائی۔ جو حیوانات کہ مضر صحت ہیں اُنکو بالاتفاق

سے نے حرام مان لیا ہے۔ دیکھو نقشہ پنڈت۔ ہم لوگ نا صکروہ حیوانات جنکا گذارہ
بہت زیادہ کھاتے ہیں بھیڑ بکری وغیرہ۔ وہ حیوانات جو شکاری ہیں۔ اور
دیگر اشیاء کو مار کر کھاتے ہیں ان کا استعمال ممنوع ہے۔
نجاست خور حیوانات کا گوشت سمیات سے خالی نہیں ہوتا نہ ہم شیر سے ڈرتے
ہیں نہ بھیڑیا سے۔ انسان نے ہر ایک جانور کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔
پنڈت لیکھرام کے حامیان۔ دیکھو میری کتاب طب حسینی۔ مفردات صابری
اردو۔ خواص سوّر۔ دیکھو مخزن الادویہ۔ پوچھو ڈاکٹر صاحبان سے۔ دیکھو میڈیکل جورس
پروڈنس۔
دیکھو امریکن ڈاکٹر کی رائے سوّر پر (ڈاکٹر ایم۔ ڈی فورٹ صاحب کا بلین ہوم کا کتاب)
کل حکماء و اطباء و ڈاکٹران و وید حکیم اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ سوّر میں بہ نسبت دوسری
حیوانات کے زہریلا مادہ اور کرم زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اسکو خدا تعالیٰ نے گند کی
کھانے اور دیگر حیوانات کا چوہڑا مقرر کیا ہے۔ سوائے نقصان کے اس میں کوئی فایدہ
نہیں۔ ہاں ضد کا بھی کوئی علاج نہیں۔

نقصانات لحم الخنزیر

یہ امر مسلمہ طبابت یونانی و ڈاکٹری ہے کہ جو چیز کہ از قسم حیوانات یا نباتات وغیرہ انسان
یا حیوان کھاتا ہے وہ سب کی سب معدہ میں جاکر کیلوس بن کر بذریعہ عروق جاذبہ و
ماساریقا جگر میں جاتا ہے وہاں سے خون غلیظ کیموس بنکر بذریعہ قلب پھیپھڑے میں
صاف ہوتا ہے اور پھر اس تالاب دل سے ہزاروں نہریں نکلتی ہیں جو جسم انسان یا
حیوان کو سیراب کرتی ہیں۔ اس خون سے گوشت پوست ہڈی وغیرہ بنتی ہیں فضلہ
بذریعہ پیشاب و پاخانہ۔ تھوک۔ بلغم۔ پسینہ کے خارج ہو جاتا ہے۔
اس واسطے خوراک نفیس و عمدہ صاف کھانے والے انسان ہمیشہ تندرست اور
وجیہہ ہوا کرتے ہیں۔ ساگ پات چنا۔ جوار۔ دلیا مکی وغیرہ کھانے والے اکثر

اشتہار

باجلاس صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر سیالکوٹ

درخواست مسمات رحیم بی بی بیوہ کالو بیگ قوم مغل ساکن مزنگ شہر لاہور
برائے حصول لیٹر آف ایڈمنسٹریشن نسبت جائداد کالو بیگ ۔

جو کہ سائلہ نے درخواست حصول لیٹر آف ایڈمنسٹریشن گذرانی ہے اور تاریخ پیشی ۱۹ - اپریل ۱۹۰۶ء مقرر ہے - لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے - کہ اگر کسی شخص کو عذر ہو تو تاریخ مقررہ پر کرے ۔

بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۴ - ماہ - اپریل ۱۹۰۶ء جاری ہوا ۔

(مہر عدالت)

پیارے نبی کے پیارے حالات

جلد اول

اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کیسی پیاری کتاب ہے - کوئی مسلمان نہوگا - کہ جسکو اپنے پیارے نبیؐ کے پیارے حالات سے سچی محبت اور پیار نہ ہو - اس کتاب میں آنحضرت صلعم کے حالات بابرکات ولادت سے وفات تک عجیب ڈھنگ سے لکھے گئے ہیں - شروع میں تمام انبیا کے حالات مندرج ہیں - اس کتاب کو کیسا ہی مخالف اسلام ایکدفعہ دیکھے ممکن نہیں کہ بے اختیار آنحضرت صلعم کی نبوت کی صداقت پر گواہی نہ دے اٹھے - بات بات میں آنحضرت صلعم کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے - حجم ۳۰۰ صفحہ - قیمت جلد اول .... ۸؍

ایضاً جلد دوم - حجم ۳۲۰ صفحہ - قیمت .... ۸؍

ملنے کا پتہ - درخواستیں بنام کریم بخش رحیم بخش ایجنٹ سنز ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کو بھیجو

پیارے نبیؐ کے پیارے حالات

جلد اول عہ

اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کیسی پیاری کتاب ہے کوئی مسلمان نہیں
جس کو اپنے پیارے نبیؐ کے پیارے حالات سے سچی محبت
اور پیار نہ ہو۔ اس کتاب میں آنحضرتؐ کے حالات بابرکات
ولادت سے وفات تک ایسے عجیب ڈھنگ سے لکھے ہیں۔ کہ
آجتک اسکی نظیر دنیا میں مل نہیں سکتی۔ شروع میں تمام انبیاءؑ کے
حالات مندرج ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف
میں یہ حالات کیوں مذکور فرمائے ہیں۔ اس کتاب کو کیسا ہی
مخالف اسلام ایک دفعہ دیکھ لے۔ تو ممکن نہیں کہ بے اختیار
آنحضرتؐ کی نبوت کی صداقت پر گواہی نہ دے اٹھے۔ بات
بات میں آنحضرتؐ کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اور توراۃ
اور انجیل و زبور سے بجا بشارات ذکر کی گئی ہیں۔ جو آنحضرتؐ کے
حالات سے صاف صاف مطابقت کھاتی ہیں۔ ایک دفعہ اس کتاب
کو مطالعہ کر جاؤ۔ سارا قرآن شریف آپکی سمجھ میں آ جائیگا۔ بڑے بڑے
علما و فضلا نے اتفاق کر لیا ہے کہ ایسی پیاری کتاب تاحال کہیں طبع
نہیں ہوئی۔ ہر ایک مسلمان کو اسکا منگانا فرض ہے۔ اگر پسند نہ آوے
تو واپسی کا اختیار رہے۔ حجم ۴۴۳ صفحہ کلاں جلد دوم حجم ۲۳۰ صفحہ قیمت ۸عہ

کل درخواستیں بنام کریم بخش رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر رسالہ اقراء الاسلام شہر سیالکوٹ کے
بھیجیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ
یا اللہ ـ رسالہ ـ یا اللہ
انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

ضروری اطلاع

ہم نے سوچا تھا۔ کہ وہ مضمون جس کا عنوان تنویر الاسلام کے نام سے درج
ہوا ہے۔ جو رسالہ انوار الاسلام جلد ۷ نمبر ۱۹ میں صفحہ ۱۱ سے ۲۶ تک اور نمبر ۲۲
میں صفحہ ۲۷ - ۳۸ تک اور نمبر ۲۳ و ۲۴ میں ۵۹ سے ۸۲ تک اور جلد ۸ ع ۱ میں
۸۳ سے ۹۰ تک چھپ گیا ہے۔ اگر یہ مضمون لگاتار اپنے سلسلہ وار نمبروں میں
آیندہ سے طبع ہوتا رہتا۔ تو دیانندیوں کی تردید میں ایک اعلے درجہ کی کتاب بن جاتی
لیکن تنویر الاسلام کے سلسلہ وار ہندسوں کے درج ہونے سے بعض خریداروں
کے ذہن کے مطابق انکو غلطی لگی ہے۔ جس سے پے در پے شکایتیں موصول ہو رہی ہیں آیندہ
ہم نے تنویر الاسلام کے نمبروں کا سلسلہ ہٹا کر سابقہ طور پر رسالہ کے ہندسوں کا سلسلہ شروع
کر دیا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ان تنویر الاسلام کے ہندسوں کو مطابق رسالہ کے
ہندسوں کے بنا لیویں۔ والسلام۔ ایڈیٹر

تاریخ وصال حسرت آل جناب مولوی منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

(افسوس) از طبع مولوی عبد الغفور قیس بوڑیوی خریدار رسالہ نمبر ۵۷۹

۶	وای وائی ہستے دنیا ہو دون	۵۰	۱	انا للّٰہ انا الیہ راجعون	۵۰
۶	وہ کریم بخش مرد باخدا	۱	۲۰۰	رحلت تیرا ہوا سوئے بقا	۱
۴۰	مغفرت کیجیو اسکی اے رب کریم	۴۰	۲	بخش اسکو جنت خلد نعیم	۴۰
۴۰۰	تھا بلا شک حامی دین نبی	۱۰	۱۰	یعنی عابد تھا یہ و مرد متقی	۱۰
۱	اسکے ننھے ننھے بچے ہیں یتیم	۴۰	۱	اور تک ہیں بیوہ باحال سقیم	۴۰
۱	از طفیل سید والا تبار	۲۰۰	۱۰	یا الٰہی ہوے انہیں صبر و قرار	۲۰۰
۴	دید نازِ ظہر وہ مرد سعید	۴	۸	حق ہوا غفر لہ رب المجید	۴
۲	بچ نہیں سکتا ہے کوئی موت سے	۱۰	۲۰	کل نفس ذائقۃ الموت سے	۱۰
۴	دشمنوں کی فوج کو وقت غزا	۱	۱	اسکا چھوٹا رسالہ جب سے بھگا	۱
۴۰	مصرعہ تاریخ رحلت آں ولی	۱۰	۵	ہاتف غیبی پکارا کہہ یہی	۱۰
۳۰۰	شاہ غازی گیا ہے شہید	۴	۶	وہ کہ تھا ہے قیس مرد حق رسید	۴
	۲۴ ۱۳ ھ		۱۰۰	ق	
۸۰۲	+	۳۷۰	۳۶۴	+	۳۷۰

۸۰۲ + ۳۷۰ + ۳۶۴ + ۳۷۰ = ۱۹۰۶ سنہ عیسوی

شاہ غازی تاریخ ہجری اور ان گیارہ شعروں کے اول آخر کے حروف کے اعداد جمع کرنے سے تاریخ عیسوی پیدا ہوگی بشرطیکہ قیس کے خروج قاف کے اعداد ۱۰۰ بھی شامل ہوں

تاریخ مجموعی ۔ کریم بخش طلب غفران و رحمت ۔ ۲۴ ۱۳ ہجری ۔ ۶۲ ۱۹ عیسوی ۔ ۸۶ ۱ ۳۲

ایڈیٹر صاحب کی وفات کا کس اہل اسلام کو رنج نہیں انوار الاسلام جیسے یتیم کا اُن ننھے بچوں کی طرح کہ جنکے سر پر سے سایہ شفقت پدری خورد سالی ہی میں ڈھل گیا ہو۔ ہر اہل اسلام کو حامی بننا ضروری ہے۔ انشاء اللہ تعالی امید ہے کہ اہل اسلام خریداری اس یتیم انوار الاسلام میں کوشش کرینگے تاکہ انکو ان یتیم بچوں کی پرورش و اعانت کا ثواب عظیم حاصل ہو

الراقم احقر العباد ہیچمدان مولوی محمد عبد الغفور فیس پوربوری خریدار

بیویوں کے حقوق شوہروں پر

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۷ نمبر ۲۳ و ۲۴ صفحہ ۱)

حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ میری وصیت عورتوں کے حق میں قبول کرو۔ مومن مرد مومن عورت سے ناخوش نہ رہے اگر ایک خو اسے ناپسند ہے تو کوئی پسند بھی ہوگی۔

پیغمبر صاحب صلعم نے فرمایا۔ بندہ کو ایمان کے بعد نیک بخت عورت سے کوئی چیز بہتر عطا نہیں ہوئی۔

کسی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا۔ مرد پر عورت کا کیا حق ہے۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ جو آپ کھائے اُسے کھلائے جو آپ پہنے اُسے پہنائے۔ اشدنا فرمانی کی حالت میں بھی اُسکے منہ پر نہ مارے۔ اُس کی مذمت نہ کرے اور بغیر گھر کے اُسے اکیلا نہ چھوڑے

ایک دن جناب سرور کائنات صلعم نے فرمایا۔ کچھ عورتیں رات کو میرے گھر میں آئیں اور اپنے شوہروں کی شکایتیں کیں وہ مرد ٹھیک نہیں ہیں۔

مرد کو لازم ہے کہ اپنی عورت کو علم سکھائے۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ عورت کو جاہل رکھنا اور دین پڑھنے سے قایم نہ کرنا بہت بری بات ہو اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اے لوگو اپنے نفسوں کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے

بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں پس مردوں کو فرض ہے کہ اپنی عورتوں اور گھر والوں کو کم از کم ضروریات دین کی ضرور تعلیم کریں اور رسوم کفر و شرک سے باز رکھیں

رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ لوگو سنو! تم سب کے سب رعیت کے نگہبان ہو۔ اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائیگا۔ ایک آدمی اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے اور اُنکے نیک و بدکی بابت پوچھا جائیگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور بال بچوں پر نگہبان ہے۔ اُس سے اُس کی بابت بازپرس ہوگی۔ غلام اور خادم آقا کے مال کا نگہبان ہے اُس سے اُس کی بابت سوال ہوگا۔ انسان اپنے اعضا کا نگہبان ہے۔ اُس سے اُس کے اعضا کی بابت سوال ہوگا۔ کہ آیا شرع کے موافق استعمال کئے یا نہیں سنو تم سب کے سب رعیت کے نگہبان ہو اور اپنی رعیت کی بابت پوچھے جاؤ گے۔

میاں بیوی کی محبت الٰہی محبت ہے۔ کہ حکم الٰہی سے یہ اتحاد قایم ہوا ہے۔ الٰہی محبت والوں کو اللہ تعالٰی قیامت کے دن اپنے سایہ خاص میں جگہ دے گا افسوس ہے کہ جس محبت کا یہ نتیجہ ہو اُس کو آدمی ترک کرے اور بدخلقی اور بدمزاجی سے پیش آئے۔

عورت کا نفقہ۔ لباس۔ مکان وغیرہ مرد پر واجب ہے بقدر اُس کے مقدور کے عورت جو زر و مال آپ کمائے مرد کا اُس پر کوئی دعویٰ نہیں وہ عورت ہی کا ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن مردوں کے لئے وہ حصہ ہے جو وہ آپ کمائیں اور ایسا ہی عورتوں کا بھی یہی حصہ ہے جو وہ آپ کمائیں۔

شرع کی رو سے چار بیویوں تک نکاح میں لانا جایز ہے لیکن اللہ تعالٰی کی طرف سے عدل کی ایک ایسی زبردست قید لگی ہوئی ہے کہ کوئی شخص بمشکل دو بیویوں کی جرأت کر سکتا ہے بہرحال اگرچہ شرع کے رو سے دو یا تین یا چار عورتوں تک جائز ہیں۔ لیکن عواقب[1] اُمور اور عدل کی بازپرس سے ڈر کر سوا اشد ضرورت کے دوسری بیوی جایز

---

[1] عواقب امور سے مراد نااتفاقی پیدا ہونا اور لڑائی جھگڑا اور تکلیف اور زندگی بادِ ہوا و غفلت اور پہلی عورت کی دل شکنی وغیرہ ہیں ۱۲

نہیں ہے۔ کثرت ازدواج کے جواز کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کوئی لازمی امر ہے صرف ایک اختیاری بات ہی جسے اگر قیامت تک کوئی بھی نہ کرے تو دنیائے اسلام گنہگار نہیں ہوسکتی۔

شرع میں جس قدر امور جائز ہیں سب اختیاری امور ہیں اور اُنکے جواز کی حکمت صرف یہی ہے کہ عندالضرورت دنیا تنگی نہ ہو۔ اولاد کے نہ ہونے یا ایک عورت کے دائم المریض ہونے کی حالت میں اگر دوسری کی ضرورت پڑے تو انسان زنا کی طرف نہ جھکے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ عدل کی باز پرسی کی پروا نہ کرکے خواہ مخواہ کثرت ازدواج کا بوجھ سر پر اٹھایا جائے۔ مزاج کے موافق لائق اور صالح عورت اگر ایک ہی مل جائے تو دوسری کا نام بھی نہیں لینا چاہیئے۔

اشد ضرورت کی حالت میں اگر دو یا زیادہ بیویاں کیجائیں تو اُن کے درمیان عدل کرنا واجب ہی ہر ایک بیوی کے پاس باری باری سے رہے۔ ایک طرف ہرگز نہ جھکے۔ کہ گناہ کبیرہ ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ایک ہی عورت کی طرف جھک جائیگا۔ قیامت کے دن اُس کا آدھا دھڑ مارا ہوا ہوگا۔

آں حضرت صلعم کے صحابی جن کی دو دو بیویاں تھیں ایسے محتاط اور عادل تھے۔ کہ ایک صحابی کی کسی وبا میں دونوں عورتیں ایک ہی وقت میں فوت ہوگئیں تو اُس کو اتنی جرأت نہ ہوسکی۔ کہ پہلے کسی خاص عورت کا کفن دفن کرے۔ آخر قرعہ اندازی ہی ایک عورت کو پہلے غسل دیا گیا۔

ہمسایہ کا حق

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کوئی ہمسایہ ایسا ہے جس کا ایک ہی حق ہے وہ ہمسایہ کافر ہے۔ کوئی ایسا ہے جس کا دوہرا حق ہے وہ ہمسایہ مسلمان ہے۔ کوئی ہمسایہ ایسا ہے جس کے تین حق ہیں وہ ہمسایہ رشتہ دار ہے۔ اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے

اچھا دوست وہی ہے جو اپنے دوستوں کے ساتھ اچھا ہو اور سب سے اچھا ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھا ہو۔

اور فرمایا کہ مجھے ہمیشہ جبریل ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ جبریل کسی وقت ہمسایہ کو وارث ہی کر دیگا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمسایہ کیسا ہی بددین اور کافر ہو تو بھی اُس کے ساتھ خوش سلوکی کرو۔ وہ اگر دُکھ بھی دے تو بھی خوش سلوکی سے باز نہ رہو۔ ایک شخص نے ابن مسعودؓ کے پاس آکر شکایت کی کہ میرا ہمسایہ مجکو دُکھ پہونچاتا۔ گالیاں دیتا۔ اور سخت دق کرتا ہے انھوں نے کہا کہ وہ تیرے حق میں خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو جا کر اس کے حق میں خدا کی فرمانبرداری کر یعنی اُس کے ساتھ عمدہ سلوک کر۔

ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم ایک عورت نماز پڑھنے روزہ رکھنے اور خیرات دینے میں بہت مشہور ہے۔ مگر اپنے ہمسائیوں کو اپنی زبان درازی سے دُکھ دیتی ہے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔

اُس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلعم ایک اور عورت ہے جو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے اور خیرات دینے میں کمی کرتی ہے مگر اپنے ہمسائیوں کو بُرا بھلا نہیں کہتی آپ صلعم نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

اور فرمایا کہ اگر تو اپنے ہمسائیوں کو یہ کہتے سُنے کہ تو نے بھلائی کی تو بے شک تو نے بھلائی کی۔ اور اگر یہ کہتے سنے کہ تو نے بُرائی کی تو بیشک تو نے بُرائی کی۔

ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ خوش سلوکی کرے۔ ہمیشہ جس بات کی اُسے ضرورت ہو اُس کے مہیا کرنے میں دریغ نہ کرے۔ ہمیشہ راحت و آسایش پہونچائے کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔ بلکہ جو تکلیف اس کی دیکھے۔ اس کے رفع کرنے میں سعی کرے اگر وہ غریب ہو حتی الوسع کھانا بھیجنے سے دریغ نہ کرے کھانے وغیرہ کی جو چیز لائے کسی قدر اُس کے گھر میں بھی پہونچا دے۔

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہے جو آپ پیٹ بھر کر کھاوے

اور اُس کا ہمسایہ پہلو میں بھوکا پڑا ہو۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں میرے دوست حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ جب تو کچھ پکائے تو اُس میں سے تھوڑا یا بہت سا پڑوسی کا حق نکال ہمسایہ کو دکھ پہونچانا کبیرہ گناہ ہے۔ اُس کی عورت کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا بڑا بھاری گناہ اور ناقابل معافی جرم ہے۔

رسول خدا نے فرمایا ہے کہ وہ شخص بہشت میں داخل نہ ہوگا کہ جس کی برائیوں سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔ اور فرمایا کہ جس نے پڑوسی کے کتے کو مارا اُس نے پڑوسی کو ایذا دی۔ اور فرمایا کہ چالیس گھر تک ہمسایہ کا حق ہے۔

آنحضرتؐ نے صحابہ سے پوچھا تم جانتے ہو پڑوسی کا کیا حق ہے؟ یہ حق ہے کہ اگر تم سے مدد چاہے تو مدد کرو۔ اگر قرض مانگے تو قرض دو۔ محتاج ہو تو خدمت کرو۔ بیمار ہو تو عیادت کرو۔ مرجائے تو جنازے کے لئے ساتھ جاؤ۔ خوشی میں تہنیت اور غمی میں تعزیت بجالاؤ۔ اپنے گھر کی دیوار بلند نہ اٹھاؤ۔ کہ ہوا اُس سے رُکے۔ اگر میوہ خریدا ہے تو اُسے بھی بھیجو۔ اگر نہیں بھیج سکتے تو پوشیدہ کرو۔ اور اپنے لڑکوں کو میوہ ہاتھ میں لیے ہوئے باہر نہ جانے دو۔ کہ ہمسایہ کے لڑکے کو رنج نہ پہونچے۔ باورچیخانہ کے دھوئیں سے اُسے رنجیدہ نہ کرو۔ مگر یہ کہ اُسے بھی کھانا بھیجو۔ کوٹھے پر سے اُس کے گھر کی طرف نہ جھانکو اُس کی عورتوں سے آنکھ چھپاؤ۔ وہ اگر تیری دیوار پر شہتیر رکھتا ہے تو اُسے منع مت کر۔ اُس کا پرنالہ بند نہ کرو۔ اگر تمہارے گھر کے سامنے مٹی ڈالتا ہے تو اُس سے نہ لڑو اور جو کچھ اُس کا عیب سنو اُسے چھپاؤ۔ جلی کٹی کھانے کی کوئی بات اُس کے ساتھ نہ کرو۔ ایسا شخص ہمسایہ کے ساتھ اس عیب کے اُسکو بدکو۔

آنحضرتؐ کے اخلاق فاضلہ

آنحضرت صلعم بےچھنے جو کے آٹے کی روٹی کھایا کرتے تھے اور کسی کھانے کو کبھی

بُرا نہیں فرمایا بلکہ اگر اچھا معلوم ہوا تو کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کھانے کے بعد اپنی انگلیاں اتنی چاٹتے کہ سرخ پڑ جاتیں اور اپنا ہاتھ مبارک رومال
سے نہ پونچھتے جبتک کہ ایک ایک انگلی چاٹ نہ لیتے اور فرماتے کہ معلوم نہیں کہ کون سے
کھانے میں برکت ہے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے الحمد للہ اللھم
لک الحمد اطعمت فاشبعت و سقیت۔ آنحضرت صلعم باوجود قدرت کے
مجرم کا قصور معاف فرماتے اور آپ سب لوگوں سے زیادہ حلیم اور باوجود قدرت کے عفو
قصور میں سب سے زیادہ راغب تھے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا
شروع کیا۔ صحابہ رض اُسپر چڑھ گئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اُس کا پیشاب مت روکو
پھر اُس سے فرمانے لگے کہ مسجدیں اس قابل نہیں کہ وہاں پیشاب یا پاخانہ کیا جاوے
ایک دفعہ آپ کی خدمت میں نوّے ہزار درم آئے آپ نے اُن کو بوریئے پر رکھ
دیا۔ پھر ان کو تقسیم کرنا شروع کیا اور کسی سائل کو نہ پھیرا۔ یہاں تک کہ اُن سے فراغت
پائی۔ اور آپ بیمار کی عیادت فرماتے اور جنازہ کے ساتھ تشریف لیجاتے اور غلام
کی دعوت منظور فرماتے۔ اور اپنے پاپوش مبارک کی آپ خود مرمت کر لیا کرتے اور
اپنے کپڑے کو پیوند لگا لیتے۔ اور اپنے مکان میں گھر والوں کی حاجت میں ان کے
شریک ہو کر کام کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوابگاہ میں کبھی عیب نہیں
لگایا اگر کسی نے بچھونا بچھا دیا تو لیٹ رہے اور اگر بستر نہ ہوا تو زمین پر ہی لیٹ رہے
آپ خوشبو کو بہت پسند فرمایا کرتے اور بدبو کو مکروہ جانتے۔ فقیروں کے ساتھ
بیٹھا کرتے۔ مساکین کو ساتھ کھلایا کرتے۔ جو لوگ اخلاق میں افضل ہوتے اُنکا
اکرام کرتے۔ کسی مسکین کو اُس کے مفلس اور اپاہج ہونے کے سبب سے حقیر نہ جانتے۔
ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں
مگر تجھکو جو ضرورت ہو وہ کسی شخص سے میرے نام پر قرض لے لے جب ہمارے پاس
کچھ آجیگا ہم ادا کر دینگے۔

عیسوی مذہب کی اشاعت میں رکاوٹیں

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۲ صفحہ ۳۰

اب ہم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ گناہ کا سچا احساس پیدا کرنے کے لئے پادری روسٹ فیلڈ کیا علاج پیش کرتا ہے اور وہ کہاں تک درست ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ ہندوستان میں واعظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی بھی ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا واعظ اپنی مرضی سے یا اپنی کوششوں سے نبی بن سکتے ہیں نبی کا کام جیسا کہ اس اخبار میں لکھا ہے صرف یہ نہیں ہے کہ وہ گنہ پر لوگوں کو سخت ملامت کرے۔ اور خدا کے وعیدوں سے ڈراوے اگر واقعی نبی کا کام اس سے بڑھ کر کچھ نہیں تو ہمیں اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں کہ پادری صاحبان نبی بن سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہے بڑے سے بڑا گنہگار جو خدا کی ہستی کو مانتا ہے اس امر سے انکار نہیں کرتا۔ کہ گناہ کی سزا ہو گی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود اس علم کے کہ گناہ کے لئے سزا ہے۔ گنہ دنیا میں اس کثرت سے پھیلا ہوا ہے۔ اُسکا اصلی اور واقعی سبب یہ ہے کہ گناہ کی ہستی پر اور نیک و بد کی جزا سزا پر درحقیقت لوگوں کو یقین نہیں ہے۔ باتیں تو بہت کر لیتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں اور جزا سزا پر ایمان رکھتے ہیں لیکن یہ اُنکے نفس کو ایک دھوکا لگا ہوا ہے۔ کوئی شخص جان بوجھکر آگ میں نہیں کودتا جبکہ اُسکو یہ علم ہو کہ آگ جلا دیگی اور نہ ایک خونخوار شیر کے سامنے آتا ہے۔ جبکہ اُسکو یہ علم ہو کہ وہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اور نہ ایک زہریلے سانپ کے سوراخ میں ہاتھ ڈالتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُسے ڈس لے گا۔ پھر کیونکر وہ گناہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ خدا موجود ہے اور وہ اُسکو اس گناہ کی سزا دیگا۔ سچ بات یہ ہی

کہ اکثر لوگ دعوی ایمان کا کرتے ہیں مگر اُن کے دلوں میں ایمان نہیں۔ خدا اور اُس کی
جزا و سزا کے متعلق ایسا یقین اُنکے دلوں میں نہیں ہے جیسا کہ مادی چیزوں کے
متعلق ہے جنکو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ
آگ اُس چیز کو جلا دیتی ہے جو اس میں ڈالی جاتی ہے اگر ایسا ہی یقین انکو اس امر
کے متعلق بھی ہوتا۔ کہ خدا ضرور ہے اور وہ اُن کو اُن کی بدکاریوں کی ضرور سزا دیگا تو وہ
یقیناً آگ سے بھی زیادہ گناہ سے بچتے اور ڈرتے۔ کیونکہ آگ کا ضرر تو چند روزہ ہے
لیکن گناہ کا ضرر ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے بیشک ایک نبی کی ضرورت ہے مگر
نہ اس امر کے لئے کہ وہ لوگوں کو اُن کے گناہوں پر ملامت کرے اور خدا کے وعید سے
ڈراوے۔ جیسا کہ ہورسٹ فیلڈ لکھتا ہے بلکہ جیسا کہ وجوہات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے
اس امر کے لئے کہ وہ خدا کی ہستی اور اُس کی جزا و سزا کی نسبت اُن کے دلوں میں یقین
واثق پیدا کرے وہ نبی جو ایسا یقین پیدا نہیں کر سکتا اور گنہ گاروں کو اُن کے گناہوں پر
لعنت کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں کر سکتا۔ وہ اس منصب کے لئے شایاں نہیں
اور ایک ہزار ایسے نبی (بلکہ اُن کو خالی واعظ کہنا چاہیئے کیونکہ اُن پر نبی کے نام کا اطلاق
کرنا غلطی ہے) دنیا کا کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتے۔ خدا کی ہستی پر وہ یقین جس سے لوگ
گناہ سے بچ سکیں محض دھمکیوں اور ڈراووں سے پیدا نہیں ہو سکتا جس کا نام اصطلاح
میں توبہ کی طرف دعوت کرنا رکھا ہوا ہے مشکل تو یہ ہے کہ مادی راحتیں اور فوائد ایسی
چیزیں ہیں جنکو انسان صاف صاف دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔ لیکن نیک و بد کی جزاء
و سزا ایک خدناک انسانی مادی آنکھ سے پوشیدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ گناہ کرتے ہیں
اسقدر دلیر ہیں حالانکہ مادی آسایشوں کے لئے جو ان کو مل سکتیں وہ ہر طرح کے حیلے کرتے
ہیں اس لئے خدا تعالی اپنے نبیوں کو بھیجتا ہے تا وہ خدا کی ہستی آسمانی نشانوں سے
ثابت کرکے اُن کے دلوں میں نیک و بد کی جزا و سزا کے متعلق یقین پیدا کریں سوائے
آسمانی نشانوں کے جنسے صاف اور صریح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک ایسی ہستی
موجود ہے جو علم اور طاقت میں انسانوں سے بڑھکر ہے یہ یقین کبھی پیدا نہیں

ہو سکتا۔ بلکہ ایسا یقین اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جبکہ انسان یقیناً یہ جان لے
کہ ایک ایسا خدا موجود ہے جو اسکے دل کے خفیہ رازوں کو جانتا ہے اور جس کو کہ بدیوں کی
سزا دینے پر پوری طاقت حاصل ہے اور ایسا یقین پیدا ہونے کے بعد انسان گناہ سے
ایسا بچتا ہے جیسا کہ وہ جلتی ہوئی آگ سے بچتا ہے اور بدی سے وہ ایسی نفرت کرتا ہے
جیسا کہ دنیا میں بری سے بری چیز سے نفرت کرتا ہے۔ مثلاً شراب خواری ایک ایسی بدی
ہے بلکہ بدیوں کی ماں ہے جو انسانیت کے لئے ایک سخت دھبہ ہے ہزارہا لوگ
یہ کوشش کر چکے ہیں کہ اس بدی کو دنیا سے دور کریں لیکن انکی کوششیں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔
یہ بدی جزیرہ نما عرب میں عین اسوقت میں پورے زور میں تھی جب کہ آنحضرت صلعم
پیدا ہوئے۔ دس ہزار لکچرار وہ پاک تبدیلی پیدا نہ کر سکتے تھے جو آنحضرت صلعم کے پاک الفاظ
نے پیدا کی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ مدینہ میں شہر کے ایک سرے سے لیکر دوسرے
سرے تک یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مسلمانوں کے لئے شراب آئندہ حرام ہے اور کہ
آنحضرت صلعم نے شراب پینا منع کر دیا ہے اسکا اثر چند ہی منٹوں میں یہ ہوا کہ شراب
کے تمام مٹکے اور برتن توڑ ڈالے گئے۔ اور مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہہ
نکلی اس آواز میں یہ جادو بھرا اثر کہاں سے آیا۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ لوگ یقیناً
اس بات کو جان گئے کہ شراب پینے میں اس خدا کی ناراضمندی ہے جس کا پیغامبر
وہ آنحضرت صلعم کو جانتے تھے اس قسم کے نبی کی واقعی دنیا کو ضرورت ہے۔ نہ اس
پادری نبی کی جس کو سوائے برگزیدوں اور پاک مذہبی اصولوں کو برا بھلا کہنے کے اور کچھ
نہیں آتا۔

یہ بات تو اب صاف ہو گئی ہے کہ جن رکاوٹوں کا ذکر کیا گیا ہے واقعی
طور پر مذہب عیسوی کے پھیلنے میں وہ سد راہ نہیں۔ اس مذہب کا غیر عیسائی ملکوں
میں کم ترقی کرنے کا سبب انہیں واقعات میں سے تلاش کرنا چاہئے۔ جو اس کے
عیسائی ممالک میں زوال کا موجب ہو رہے ہیں۔ ایک ہی سبب ہے جو دونوں صورتوں
میں عمل کر رہا ہے یعنی ایک جگہ تو ایک مذہب کی ترقی کو روکنے کا کام کر رہا ہے۔ اور

دوسری جگہ اُس کے زوال کا موجب ہو رہا ہے۔ اس مذہب کی اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ اس میں ضروریات زمانہ کو پورا کرنے کے قابل جوہر نہیں رہے اور اسکی اندرونی قوت دن بدن زایل ہوتی چلی جاتی ہے۔ جو لوگ فہم صحیح اور عقل سلیم اور دیانت کی اوصاف سے قدرتاً آراستہ ہیں وہ عیسائی مذہب کے مسایل کو انسانی عقل کیموافق ہونا محال اور ناممکن سمجھکر اُسکو خیرباد کہہ رہے ہیں اور جو لوگ ابھی تک اس سے چمٹے ہوئے ہیں وہ اُس کی کسی صداقت پر سچا ایمان لاکر اُس کے مقلد نہیں بلکہ محض رسم اور علاوت کے طور پر اور سوسایٹی کے تعلقات میں پھنسے پھنسائے عیسائی چلے آتے ہیں عیسائی عقاید اس وقت تباہی کی حالت میں ہیں اور اب ایسی حالت میں جبکہ اس مذہب کی اپنے ہی گھر میں گانٹھیں ڈھیلی ہو رہی ہیں تو اس سے یہ اُمید کرنا کہ باہر دنیا میں مذہبی فتوحات حاصل کر سکے گا۔ یہ خیال محال ہے۔ عیسائی مذہب کی صداقت کے مسئلہ کی بنیاد ایک ناتوان ضعیف انسان کی الوہیت پر ہے اور اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ کہ ایسے بیہودہ عقاید معقولی دنیا میں قوت پکڑ سکیں۔

ریویو

تفسیر نیوگ

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۲ صفحہ ۱۵

اب ہم اس منتر کا اصل ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جیسا قدیم ترجمان وید نے کیا ہے ہے بالی (یعنی نو عمر لڑکی۔ بالی کے معنے سنسکرت میں نوخیز نو عمر لڑکی کے ہیں) تو خاوند اور دیور کو سکھ دینے والی بردھی کو پراپت ہو اور تمام دیور آدی کنبیوں سے درود و مست کرنا اس گرہست آشرم میں حیوانات کے لئے کلیان کاری اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے والی روپ گن ہو تم ستر پونے آدی ہست بہادر پوتروں کی پیدا کرنے والی دیور کی کامنا کرنے والی دیور کا آرام چاہنے والی سکھ پوربک اس گرہست سمندھی اگنی

ہوتر کو سیون کیا کرے" یہ منتر جیسا کہ دیانند نے خود بھی سنسکار ودھی میں لکھا ہے۔ کنیا لڑکی
کو بیاہ کے موقعہ پر پڑھا طلب کر کے پڑھتا جاتا ہے یہ اُن اتھروید کے ۱۳۹ منتروں
میں سے ایک ہی جن میں بیاہ کے متعلق پانی گرہن۔ اگنی کریا وغیرہ بہت سے کاموں کا
ذکر ہے۔ کیا ایک عاقل تھوڑی دیر کے لئے اس بات کو ذہن میں لا سکتا ہے کہ بیاہ
جیسے نیک موقعہ پر لڑکی کے والدین و پیارے رشتہ داروں کے سامنے لڑکی کو نیوگ کا
اُپدیش دیا جاوے اور اُسی اپنے مرد کی صورت کا نقشہ ایسے نیک موقعہ پر دکھایا جاوے۔ افسوس ہے
دیانند کی موٹی عقل پر۔ شاید دیانندی اپنے گرو کے حکم کے مطابق لڑکی کو بیاہ کے
موقعہ پر نیوگ کا اُپدیش دیتے ہونگے۔ میری دانست میں کوئی ہندو ایسی غیر مہذب
تعلیم کو ایسے نیک موقعہ پر جائز نہیں رکھ سکتا۔ دیانندیوں سے تعجب نہیں۔ وید
سے جتنے منتر دیانند نے نیوگ کی تائید میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی اس کی
تائید نہیں کرتا۔ بلکہ صرف دیانندی ڈھکوسلہ بازی ظاہر کرتے ہیں۔ اب دیانند اپنی تائید
میں منوسمرتی کو پیش کرتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۵ منو ادھیائے ۹ شلوک ۶۹ "جو اکشت
یونی استری بیوہ ہو جائے تو خاوند کا چھوٹا بھائی بھی اس سے بیاہ کر سکتا ہے" اس شلوک
کے نصف ٹکڑہ میں باکرہ عورت کا کوئی لفظ نہیں۔ پھر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۰ پر دیانند نے
لکھا ہے کہ جس باکرہ کا خاوند مر جاوے۔ تو اس کا کسی دوسرے مرد سے ازدواج ثانی ہونا چاہئیے
دیانند کا یہ حوالہ نیوگ کی تائید میں بالکل نہیں اور سلسلہ مضمون کے خلاف ہی نیوگ
کے ثبوت کے بجائے اس سے پنر وواہ (ازدواج ثانی) ثابت ہوتا ہے۔ دیانند ستیارتھ پرکاش
صفحہ ۱۴۲ پر بحوالہ نرکت ادھیائے ۳ کنڈ ۵ لکھ آیا ہے۔ کہ دیور اس کو کہتے ہیں کہ جو بیوہ کا
دوسرا خاوند ہوتا ہے چاہے چھوٹا بھائی یا بڑا بھائی اپنے ورن یا اپنے سے افضل
ورن والا ہو جس سے نیوگ کرے اُسی کا نام دیور ہے" مگر یہ حوالہ منوسمرتی دیور
و نیوگ کو چھوٹے بھائی کے ساتھ محدود کر رہا ہے۔ منوسمرتی کے پورے شلوک کا
ترجمہ یہ ہے" جس کنیا کا بانی سے ورن کرنے پر پتی مر جاوے۔ اُسکو بواہ کی ودھی سے
پتی کا چھوٹا بھائی بیاہ کر لیوے" اس شلوک میں لفظ کنیا آیا ہے نہ دیانند کا لفظ

عورت داکھشت یونی استری) مطلب یہ ہوا کہ جس نا شادی شدہ کنیا کا کرپانی گیا ہوا بھرتا مر جاوے اس سے خاوند کا چھوٹا بھائی بیاہ کرے۔ فرمایئے کہاں گیا دیانند کا نیوگ۔ لفظ ودھوا کے معنے ہی ظاہر کر رہے ہیں کہ عورت روکی جاوے کیونکہ جس مصدر रुधिर् आवरणे سے یہ لفظ نکلا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ خاوند کے مرنے سے عورت روکی جاتی ہے۔ یعنی ہر کام سے جو وہ خاوند کی زندگی میں کر سکتی ہے روکی جاتی ہے۔

اگر یہیں تک دیانند نیوگ پر بس کرتا تو خیر تھا مگر غضب تو یہ ہے کہ وہ وید سے نیوگن کے خاوندوں کے نام بھی گنواتا ہے اور رگوید منڈل۔ ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۴۰ ستیارتھ ص ۱۳۵ کا حوالہ دیکر اس کا ترجمہ یہ کرتا ہے۔ کہ اے عورت تجھ کو جو تیرا پہلا بیاہتا خاوند ملتا ہے اس کا نام کنوارپن وغیرہ اوصاف والا ہونے سے سوم جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا ہے وہ گندھرب ایک عورت سے ہمبستر ہو چکنے سے گندھرب جو دو کے پیچھے تیسرا خاوند ہوتا ہے وہ بہت حرارت رکھنے سے اگنی نام والا اور جو تیسرے چوتھے سے لے کر گیارھویں تک نیوگ سے خاوند ہوتے ہیں وہ منش نام سے موسوم ہوتے ہیں اور جیسے اس منتر سے گیارھویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے ویسے مرد بھی گیارھویں عورت تک نیوگ کر سکتا ہے۔ اس منتر میں ایسا کوئی جملہ نہیں جس کے معنے جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا ہے وہ گندھرب ہوں یہ دیانند کی گھڑنت اور اپنا پنتھ چلانے کا لٹکا ہے۔ منتر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوم۔ گندھرب۔ اگنی وید نے بطور خاصیت جسمانی نیوگیوں کے نام رکھے ہیں مگر اس کے بعد یعنی چوتھے سے گیارھویں تک سب کو منش جاتی کے نام سے بیان کیا ہے۔ پھر پرسہ اول میں تو جسمانی صفات کے رو سے فرق پڑتا گیا۔ مگر باقی آٹھ میں کیا فرق نہیں ہوتا ضرور ہوتا ہے۔ دیانند نے تیسرے نیوگی کو حرارت زیادہ ہونے سے اگنی کا خطاب دیا ہے جو بالکل غلط ہے بلکہ سب سے پہلے میں حرارت زیادہ ہوگی بہ نسبت اس کے جو دو عورتوں سے مباشرت کر کے اپنی شہوت کم کر چکا ہو بہر صورت تیسرا بوجہ کم شہوت ہونے کے اگنی نہیں کہا جا سکتا

ہاں اگر دیانند کا مطلب اگنی نام رکھنے سے یہ ہے کہ اُسے گرمی کی مرض کا گمان ہوتا ہے تو وہ جلائے۔ بات یہ ہے کہ گو دیانند اپنی کتب میں لکھ گیا کہ آگا پیچھا سمجھکر معنے کرنے چاہئیں مگر خود اُس نے ایکدفعہ بھی اس مقولہ پر عمل نہیں کیا۔ اگر وہ ذرا سمجھدار ہوتا تو کم از کم اتنی بات تو سوچ سکتا تھا۔ کہ کیا پہلے تین خاوند منش نہیں ہیں کہ ویدک ایشور نے پہلوں کو صفات کے رو سے نامرد قرار دیا اور باقیوں کو منش کہدیا۔ سناتن دھرم کے عقیدے کے مطابق پہلے ہر سہ نام یعنی سوم۔ گندھرب۔ اگنی دیوتاؤں کے نام بیان ہوئے ہیں۔ اور چوتھا خاوند کا نام ہے یعنی سوم دیوتا لڑکی کو حیا و شرم گندھرب خوبصورتی وجوانی اگنی حرارت غریزی دیتا ہے۔ اس کا ترجمہ ساینا چارج نے یہ کیا ہے۔ "ہے کنیا پرتھم کمار اوستھا میں تیرے کو سوم دیوتا پراپت ہوا اور جب سندر انگ پرتیگ ہوئی تب گندھرب تجھے لیتا ہے اور بواہ کرم میں تیسرا پتی تیرا اگنی ہے۔ بواہ کے بعد چوتھا خاوند منش ہے۔" اس منتر سے اگلا منتر صاف طور پر اس منتر کے مدعا کو واضح کرتا ہے۔

آگے دیانند نے رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۴۵ میں واقعہ شدہ لفظ **اکادش** کے معنوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ناظرین سے مخفی نہیں کہ وہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۲ پر اکادش کے معنے دس پوتر اور گیارھواں پتی کر آیا ہے۔ مگر اس دروان کو جلد ہی اپنی بات فراموش ہو گئی اور اب یہاں پر اسکے معنے گیارہ خاوند کرتا ہے اور خود ہی سوالاً اعتراض کرتا ہے کہ ایکادش کے دس لڑکے اور گیارھواں پتی کیوں نہ مراد لیں بجواب اسکے خود ہی کہتا ہے کہ جو ایسا ترجمہ کرو گے تو ان وید کے حوالہ جات سے برخلاف معنے ہونگے۔ کیونکہ ایسا ترجمہ کرنے سے یعنی دس لڑکے اور گیارھواں پتی دوسرے خاوند کا ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کا فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ دیانند کے ہر دو مذکورہ بالا معنوں میں سے کون سے صحیح ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح دیانند نے منو ادھیائے ۹ شلوک ۸۹ - ۵۸ - ۱۵۹ سے نیوگ کا حوالہ دیا ہے مگر جب ہم منو کے اگلے پچھلے شلوک بغرض اصل مطلب دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ منو نیوگ کے خلاف ہے۔ خلاصہ یہ کہ دیانند کے درج کردہ شلوکوں کے ٹکڑے ہرگز دیانند کی تائید میں نہیں ہیں

بعدازاں دیانند نے مرد کے جیتے جی بھی عورت کو دوسرے مرد سے وید کے حکم کے ذریعہ سے نیوگ کرنے کا حکم دیا ہے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۶ رگوید منڈل ۱۰ اسکت ۱۰ منتر ۱۰ - اپنی تائید میں پیش کیا ہے اور اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو - تب اپنی عورت کو اجازت دے - کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر" کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہو سکے گی تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے لیکن اس بیاہے مہاشے خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر تولد اولاد کے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اے مالک آپ تولد اولاد کی خواہش مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کیجئے جیسے کنتی مادری وغیرہ وغیرہ نے کیا"

ناظرین دیانند کا پیش کردہ منتر رگوید کے ایک منتر کا چوتھا حصہ ہے افسوس کہ اُسنے اتنی چالاکی سے کام لیا اگر وہ منتر کا پورا ترجمہ کردیتا تو اُسکی علمی سنسکرت کی قلعی کھل جاتی اس لئے ہم سب سے پہلے منتر کا پورا ترجمہ لکھکر بعدازاں دیانند کے دعوی پر غور کرینگے اصل ترجمہ یہ ہے "وے اوتریگ آوینگے جن یگوں میں بھگنیاں (بہنیں) بھگنی سے علیحدہ سمبندہت کرم کو کرینگے اسواسطے ہے سوبھاگیہ والی میرے سے انیہ پتی کی اچھیا کر اور اس پتی کے واسطے اپنے باہی کو گرہن کرا" ناظرین اس سوکت کے شروع میں بھاشیہ کار نے مضمون کی سُرخی یمی یم کا سمباد لکھا ہے جو آپس میں بہن بھائی تھے بھائی بہن کو کہتا ہے کہ ایسے زمانے آئینگے جس میں بھائی بہن ہمبستری کرینگے - مگر اب جو تو مجھ سے خواہش رکھتی ہے یہ ادھرم ہے تو مجھ سے علاوہ کسی اور مرد سے رغبت کر - گیارھواں منتر یمی کا جواب ہے - بارھویں میں یم صاف انکار کرتا ہے کہ میں کبھی تم سے اپنا جسم نہ ملاؤنگا کیونکہ لوگ کہینگے کہ بہن سے ہمبستری کرتا ہے اسلئے مجھ سے علاوہ کسی اور مرد سے خواہش کر اس منتر میں صاف طور پر بھائی (بھراتا) کا شبد لکھا ہے دیانند کا ترجمہ بمطلب از سرتا پا جعلی ہے اور قدیم بھاشیہ کاروں کے خلاف ہے - باقی پھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسٹر بزاف ٹرنی ٹی

باب اوّل

اسرار التوحید سلطنت آسمانی اور گورنر جنرل توحیدی مشن

جس خدا اللہ کریم واحد لاشریک نے انسان کو پیدا کر کے اور تاج شرافت پہنایا۔ اُسی نے اُسکو نیک و بد کی تمیز و عقل عطا کی۔ تا کہ دنیا میں رہکر وقت مقررہ تک اپنے خالق اور مالک کی پوجا اور پرستش کرے۔ اُسی کو اپنا رازق جانے۔ اور اُسی سے اپنے کاروبار اپنی حاجات بلیّات و آفات میں مدد مانگے اور اپنے ایک ہی مالک کا بندہ ہو کر اُسی کی معرفت حاصل کرے جب اُس کی تمیز و عقل نے خطا کیا اور اُس کی محدود عقل کی رسائی نہوئی اور ساتھ ہی اغوائے شیطانی نے اُسکو راہ راست سے اغوا کر کے راہِ ضلالت پر چلایا اور اصلی مالک کو بالکل بھلا دیا۔ اور اُسکو طریقہ شرک و بدعت۔ بُت پرستی کا سکھایا۔ تو دریائے موجِ رحمت نے ایک سخت طلاطم کھایا اور بدعت و شرک و ضلالت کو رفع کرنے اپنی مخلوق کو جہنم سے بچانے کے لئے ایک قہر و غضب رسالت کے گرانے کے

اور اپنے پودوں کو باد خزاں سے امن دینے کے لئے ہر قوم اور ہر ملت میں یکے بادیگرے
نبی و رسول مقدس و معصوم علیہم السلام ہدایت کے واسطے بھیجے تاکہ گم گشتگان راہ
ضلالت کو صراط ہدایت دکھائیں اور اپنے حقیقی و ازلی مالک کا راستہ بتائیں اور فراری باغی
نوکروں و غلاموں کے عصیان اپنے مولی و آقا سے معاف کرائیں۔

پس حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر جناب نبی آخر الزمان
سرور عالمیان و صفوۂ آدمیاں صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی سلسلہ چلا آیا ہے۔ ہر ایک نبی یا
رسول یا پیغمبر اپنے وقت میں توحیدی مشن کی منادی کرتا رہا ہے۔ اسی ایک مالک اور
خالق کی عبادت کرتا رہا ہے خواہ وہ عبادت قیام میں ہو یا رکوعی یا سجودی۔ یہی
گورنر جنرل سلطنت آسمانی کلمہ لا الٰہ الا اللہ یعنی سوائے خداوند حقیقی کے اور کوئی لایق
عبادت نہیں ہے کی منادی کرتے رہے ہیں جس قوم نے اسپر عمل کیا اسکا بیڑا پار
ہوا اور نجات ابدی کو حاصل کر گئے۔ مگر جس قوم نے اس کلمہ کو چھوڑ کر دوئی یا تثلیث پر
کمر باندھی۔ درختوں۔ پتھروں۔ انسانوں۔ رہبانوں۔ عناصروں کی پرستش ٹھان لی۔ وہ
عمیق گڑھے ضلالت و گمراہی میں گر کر عذاب ابدی کے وارث بن گئے ہیں انہی
اقوام پر غضب الٰہی مختلف علامات میں نازل ہوتا رہا ہے کبھی قہر الٰہی طوفان میں ظاہر ہوا
کبھی کڑک و رعد و بجلی میں کبھی صاعقہ۔ باد تند کبھی وباؤں کی طغیانی۔ کبھی حیوانات درندہ
میں کبھی شمشیر میں۔ اس سلطنت آسمانی اور گورنر جنرلوں کے باغیوں کو ہمیشہ سزائے صعب
دی گئی ہیں تاکہ باقی مخلوق ان سے عبرت حاصل کرکے ایک ہی خداوند واحد لاشریک کی
خالص عبادت بجالائیں۔

(۱) واذ قلنا للملئکة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابے
واستکبر وکان من الکافرین۔ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ
آدم کی تعظیم کرو سر کو جھکاؤ سب فرشتوں نے سر جھکا دیا سر تسلیم خم کیا۔
مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور و تکبر کو کام میں لایا۔ اور وہ منکروں میں سے ہوگیا۔
سلطنت آسمانی کے خلیفہ اول و گورنر جنرل سے بغاوت و ہتک سے اول ہی

اول شیطان کو سزا ملی کہ وہ ملعون و رجیم ہوا۔ اور قیامت تک اسکو لعنت پڑتی جائے گی۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

(۲) انا ارسلنا نوحاً الی قومہ ان انذر قومک من قبل ان یاتیہم عذاب الیم۔ ترجمہ ہمنے نوح ؑ کو اسکی قوم کی طرف بھیجا تاکہ اپنی قوم کو ڈرائے اس سے پہلے کہ انپر سخت عذاب واقعہ ہو۔ سو سلطنت آسمانی کے گورنر جنرل نے نوسو پچاس سال تک توحیدی مشن جاری رکھا اور توحید الہی کی طرف انکو بلاتے رہے۔ مگر قوم نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام پر پتھر پھینکے انکو دیوانہ کہا اور بے عزتی کی انکے مشن کو قبول نہ کیا۔ گویا خدا تعالی کو قبول نہ کیا۔ جس کی طرف سے جناب سیدنا نوح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ آخر عذاب الٰہی آیا۔ کہ تمام کفار طوفان باران میں غرق ہو گئے۔ اور چند موحدین مومنین بچ گئے۔

(۳) حضرت سیدنا ابراہیم علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نمرود اور اسکی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔ مگر نمرود اور اسکی قوم نے توحیدی مشن کو نہ مانا جس سے نمرود اور اس کی قوم مٹ گئی۔ فی النار جہنم خالدین فیہا ہوئی۔

(۴) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی بہت اصلاح کرنی چاہی جو اغلام میں مصروف تھی۔ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے اغلام کرتے تھے مگر ان لوگوں نے گورنر جنرل سلطنت آسمانی کا کہنا نہ مانا۔ تو صبح کو عذاب الٰہی میں سب گرفتار ہو گئے۔ آسمان سے پتھر برسے اور تمام شہر زیر و زبر ہو گیا۔ کذبت قوم لوط بالنذر۔ قوم لوط نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا۔ آخر نتیجہ کیا اٹھایا۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام۔ قوم فرعون و فرعون کی طرف روانہ کئے گئے۔ مگر فرعون اور اسکے وزرا نے توحیدی مشن کو نہ مانا اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبی برحق نہ مانا۔ آخر دریائے نیل میں معہ لشکر کے غرق ہو گیا

(۶) حضرت ہود علیہ الصلوۃ والسلام قوم عاد کی طرف ہادی و رہبر بھیجے گئے

مگر اس قوم نے عمل نہ کیا۔ آخر کار باد بانجھ نے تسلط کر کے سب کو فنا کر دیا۔ فکذبت عاد فکیف کان عذابی ونذر۔ فرمان الٰہی ہے کہ قوم عاد نے پیغمبر وقت کو جھٹلایا۔ پس کیونکر میرا عذاب اور ڈرانا ہوا۔

(۷) ولقد ارسلنا الی ثمود اخاھم صالحا۔ کذبت ثمود بطغوٰھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا۔ مگر قوم ثمود نے جناب اقدس علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اور آپ کے معجزہ اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں آخر ان پر عذاب سخت طاری ہوا مختلف الوان کی شکلیں تبدیل ہو کر سب فی النار والسقر ہوئے۔

(۸) حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا آخر غصہ کھا کر اس بستی سے چل نکلے۔

(۹) مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے اور اس بستی والوں کو اپنے احکام سنائے۔

(۱۰) وقتل داؤد جالوت واتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشآء۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بادشاہت اور دانائی ملی۔

(۱۱) حضرت سلیمان علیہ السلام نے قوم بلقیس کو صراط مستقیم دکھایا اور توحید کا مشن سنایا۔

(۱۲) حضرت زکریا و یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی توحیدی مشن جاری رکھا۔

(۱۳) بعدہٗ جب بنی اسرائیل نے تورات کے احکام میں گڑبڑ کر دی۔ اور صراط مستقیم پر کانٹے دھر دیئے۔ رہبانوں کی طرف سے غلو ہونے لگا۔ مبادل میں تحریف تو اللہ پاک نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انکی ہدایت کے واسطے بنی اب سے بھیجا جنہوں نے آکر تورات کی تصدیق کی توحیدی مشن

جاری رکھا۔ اُن کو تحریف سے بچایا۔
وہی سیدھا راستہ الٰہی جس پر تمام انبیاء علیہم السلام چلے آئے تھے بعد جنکی منادی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی اور تورات اُن کے حوالہ کی تھی اسی پر جناب مسیح ؑ نے اُن کو چلانا چاہا۔ مگر کمبخت یہودیوں نے ہرگز نہ مانا بلکہ درپے قتل جناب سیدنا مسیح علیہ السلام ہو گئے۔ آخر کار جناب مسیح علیہ السلام کے اس انکار سے تمام یہودیوں کی سلطنت برباد ہو گئی ۷۰ سنہ ع سے کچھ پیشتر بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہزاروں یہودی قتل کئے گئے بے سروسامان وخانماں ہو گئے۔
(۱۴) جناب سیدنا مسیح علیہ السلام کے ساتھ یہودیوں نے سخت عداوتیں کیں آپ پر ہزاروں تہمتیں لگائیں اور ناشایستہ اقوال بکتے تھے جناب صدیقہ والدہ مسیح پر زنا کی تہمت لگائی۔ اُدہر نصاریٰ نے حواریوں کے بعد پولوسی مذہب اختیار کیا۔ جناب مسیح ؑ کو خدا کا بیٹا اور کبھی خدا بنایا۔ اور قریب دوسو کے فرقہ نصاریٰ ہو گئے جنکے مختلف خیالات ہوتے گئے۔ اُدہر دنیا نے وہی بُت پرستی۔ عناصر پرستی۔ اوتار پرستی۔ درخت پرستی اور اگنی۔ وایو۔ اگرہ پرستی۔ اہرمن پرستی ویزدان پرستی۔ سنگ پرستی۔ گنگا پرستی۔ جمنا پرستی۔ وید پرستی۔ مچھی پرستی۔ شیو لنگ پرستی۔ دنیا پرستی کا نقشہ جما دیا اور جہان میں ضلالت وگمراہی کی تاریکی چھا گئی۔
(۱۵) جب تمام دنیا شرک وبدعت میں نصاریٰ ویہود تثلیث میں گرفتار تھے پس ایسے وقت میں نہایت ضروری تھا کہ خدا کی طرف سے سلطنت آسمانی کا گورنر جنرل ہادی۔ رہنما رہبر۔ رہبر ہوتے تاکہ دنیا کو اُنکے مادہ عقلی کو حجاب سفلی سے پاک صاف کرکے اُن کے ملکوتی صفات بنادیں اور صراط مستقیم سے کانٹے اٹھا کر اُنکو سابقہ اصلی راستہ بنا دے اور کھرا کھوٹا کر دکھا دیں۔ اہل یہود ونصاریٰ کے رمند انہ جنگ وجدال تو ہمات فاسدہ کو مٹا دے اور حضرت سیدنا عیسیٰ ؑ کی بشریت کو اظہر من الشمس کرے اور قول تعمیل کرتا ہو پس اس ضرورت کو پورا کرنے کے واسطے حضرت اقدس رسالتماب حضور انور رحمۃ للعالمین بدعائے خلیل علیہ السلام وبشارت عیسیٰ علیہ السلام۔

خاتم النبیین۔ امام المتقین سیدنا و مولانا۔ حبیبنا و شفیعنا محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور ان کی وساطت سے قرآن شریف نازل ہو کر بنی آدم کے دلوں سے اُنکے سب بیہودہ خیالات اور فسادات کو دور کر دیا۔ یہود اور نصاریٰ میں ایک قطعی قول فیصل کر دیا کہ حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ تھے اور آپکی والدہ ماجدہ زاہدہ عابدہ مقدسہ و مطہرہ تھی۔ یہی سبب تھا کہ جناب رسالتمآب صلعم عرب شریف میں مبعوث ہوئے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اس ملک کی طرف بکثرت تھے۔ اور چھ سو سال سے اُن کے جنگ و جدل چلے آتے تھے قتل و غارت خونریزی ہمیشہ ہوتی چلی آتی تھی۔ اُدھر دین عیسائی میں دن بدن تحریف ہوتی تھی۔ ہر زمانہ اور ہر صدی میں نئے فرقے اور نئے نئے عقیدے نکلتے چلے آتے تھے اُدھر پوپوں کی طاقت بڑھتی جاتی تھی اور وہ روح القدس بنتے جاتے تھے۔ اِدھر شرک و کفر کا زور۔ مسجد خلیلی میں بت لات و عزیٰ کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ پس قرآن شریف نے نازل ہو کر شرک کفر اور تثلیثی عقاید کی جڑ اُکھیڑ دی اور اقانیم ثلاثہ۔ باپ بیٹا روح القدس کی دھجیاں اُڑا دیں۔ پھر خلقت کو ضلالت و ظلمات سے نکال کر ہدایت و نور کی راہ پر چلایا۔ تصدیق انبیاء سابقہ بجا لایا۔ نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس و انزل الفرقان پس قرآن شریف نے توریت و انجیل کی تصدیق کی۔ سلطنت آسمانی میں پھر توحید ی مشن جاری ہوا۔ ایک خدا کی عبادت ہونے لگی۔

مسٹریز آف ٹرینی ٹی یا اسرار التثلیث

فصل اوّل عقاید اسلام بابت توحید باری تعالیٰ جل شانہ

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے ہزارہا عقائد تھے۔ کوئی ستارہ پرست تھا۔ کوئی آفتاب پرست

کوئی چاند پرست کوئی برہما بشن۔ مہادیو۔ رام لچھمن کو اوتار مانتا۔ کوئی یہود حضرت عزیرؑ
کو ابن اللہ کہتا۔ نصاریٰ حضرت مسیحؑ کو خدا کہتے۔ کوئی فرقہ خدا کا بیٹا جانتا۔ کوئی فرقہ
حضرت بی بی مریم کو والدہ خدا گردانتا غرض توحیدی عبادت بالکل عنقا تھی۔ عناصر
پرستوں تثلیث کے بندوں نے توہمات باطلہ کو مالک سمجھکر اُسی کو خدا مان رکھا تھا
اس حالت تاریکی میں قرآن شریف نے نازل ہوکر یہ فیصلہ کر دیا۔ حق کے
طالبو غور سے سنو۔

(۱) فلا تجعلوا للہ انداداً و انتم تعلمون۔ سیپارہ اول۔ سورہ
بقر۔ ترجمہ اللہ کے برابر کوئی نہ ٹھیراؤ اور تم جانتے ہو۔ وہ ایک ذات ہی۔ واحد لاشریک ہے
اُس کی ذات میں دوئی کی گنجایش نہیں تثلیث تو کجا۔ اُسکا جزو نہیں ہوسکتا اور نہ
وہ ٹکڑے ہوسکتا ہے نہ وہ مرکب ہی نہ تحیچر۔ اسکے برابر نہ تو مادہ جڑ پدارتھ ہے نہ ہی روح
چیتن ہے نہ ہی اُسکے برابر پرکرتی ہے۔ اور نہ حضرت عیسیٰؑ جس کو تم لوگ خدا کہتے
ہو یا بیٹا یا اقانیم کا تیسرا جزو۔ نہ اُسکے برابر کوئی ازلی ہے نہ ابدی ہے نہ طاقت ور ہی
نہ خالق نہ مالک۔ اُس کی شان اور عظمت سب سے اعلےٰ ہے۔ کوئی اُس کا وزیر اور
مشیر نہیں نہ اُس کی سلطنت میں کوئی شامل ہے۔ وہ خود ہی خالق مالک رازق ہے
اور وہی نجات دینے والا ہے۔

(۲) قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد و لم یولد۔ و لم یکن لہ
کفواً احد۔ سیپارہ ۳۰۔ کہہ اے نبی مقدسؐ ان یہودیوں نصرانیوں اور مشرکوں کو
کہ اللہ ایک ہی۔ واحد ہے۔ اُس میں نہ تین اقنوم ہیں نہ کوئی اُس میں جزو ہے۔ نہ مادہ نہ روح
نہ بیٹا نہ روح القدس۔ وہ بے نیاز ہے۔ سب اُسی کے محتاج ہیں وہی اُن کو کھانا کھلاتا ہی
پانی پلاتا ہے۔ راحت دیتا ہے۔ مال دولت۔ ملک بادشاہت صحت و تندرستی
بخشتا ہے اعمال صالحہ کی جزا و سزا دیتا ہے۔ سب بندے اُسی کی مخلوق و محتاج
ہیں۔ نہ اُس نے کسی کو جنا۔ نہ اُسے کسی نے جنا اور نہ کوئی ہی اُسکے رشتہ میں ہے
اور نہ کوئی اُس کا قریبی ناطہ دار ہے نہ ہی ہمسر ہے۔ جننا۔ جنانا۔ ناطہ داری و رشتہ

بہ سبب انسانی صفات ہیں۔ خداتعالیٰ ان صفات سے بری و پاک ہے۔ نہ اس کی کوئی جورو ہے کہ بچہ جنے۔ پھر جو رو زیور پہنے گی۔ بادشاہت مانگے گی۔ تمام دنیا کا سیر کرنا چاہے گی۔ عوام الناس کی عورتوں کو اپنا نخرہ تخرہ دکھائے گی۔ بچہ جو ہوگا وہ بھی شریک سلطنت ہوگا۔ بادشاہی کرے گا۔ حکمران بنے گا۔ بوڑھا باپ مریگا تو اس کا وارث بنے گا۔ بوڑھا باپ اپنے اکلوتے بچے کو کھلاتا پھرے گا۔ ہوا خوری کرائیگا۔ کھانا کھلائیگا رشتہ داروں میں گزر ہو رہے گی۔ کبھی رنج و خوشی۔ سلطنت کی شرکت۔ پس خداوند کریم ان تمام مفوات اور لغویات اور لغو خیالات سے پاک و منزہ ہے۔ اس سورت شریف سے بڑھ کر اور کسی کتاب انجیل ہو یا وید تعلیم توحید نہیں ہوسکتی اس کی تفسیر کے واسطے کئی جلدیں ضخیم درکار ہیں۔

(۳) والٰهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم۔ پارہ ۲ رکوع ۹
ترجمہ رب اکیلا ہے۔ اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ بہت مہربان بخشنے والا ہے۔ اس سے تمام کرانی پورانی ویدی عقاید کافور ہوگئے۔

(۴) الله لا اله الا هو الحی القیوم لا تاخذہ سنة ولا نوم له ما فی السموات وما فی الارض الخ پارہ ۳۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ وہ پاک ذات ہے کہ جس کے سوائے کوئی لائق عبادت نہیں وہ ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قایم ہے نہ ہی اسکو اونگھ آتی ہے نہ ہی نیند ستاتی ہے۔ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی کی بادشاہت ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرسکتا۔ نہ کفارہ گنا ہوں کا ہوسکتا ہے وہی ایک دنیا کا اگلا پچھلا حال جانتا ہے اس کی مرضی کے بغیر اسکی قدرت و معلومات پر کسی کو دخل نہیں اس کی سلطنت کی کرسی چوکی میں زمین و آسمان سارے ہیں ان کی حفاظت سے وہ تھکتا نہیں اس کی علو شان و عظمت کا بیان ناممکن ہے۔ وہی اعلیٰ و بزرگ تر ہے۔

حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام خود پوجا کرتے تھے۔ دعائیں مانگتے تھے۔ پس وہ شریک عبادت نہیں ہوسکتے۔ وہ عابد تھے نہ کہ معبود۔ حضرت اقدس کو موت نے گھیرا

حمایل شریف مترجم

طول ۶ ۱/۲ انچہ عرض ۴ ۱/۳ انچہ

یہ حمایل شریف وہ ہے جو پہلے مطبع انوار احمدی پریس میں قریب دو ہزار کے طبع ہو کر بہت ہی قلیل عرصہ میں فروخت ہو گئی تھی ؛ تاجروں سے دستیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے انھوں نے اُسی کو دوبارہ عمدگی سے طبع کیا ہے۔ اس حمایل شریف میں مفصلۂ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں:-

(۱) کاغذ عمدہ سفید چکنا۔
(۲) لکھائی نہایت عمدہ اور خوشخط۔
(۳) صحت میں کامل و مکمل۔
(۴) ہر ایک پارہ ۳۲ صفحہ پر ختم ہوتا ہے۔
(۵) ہر ایک پارہ کے شروع میں بیل کی ہوئی ہے جس سے ہر ایک شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہاں سے پارہ شروع ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ اردو بامحاورہ از جناب شاہ عبدالقادر صاحب
مرحوم دہلوی جس کو تمام علمائے دین قبول فرماچکے ہوئے ہیں۔
جس کے ساتھ کا تا حال کوئی بھی ترجمہ نہیں ہوا۔

(۷) متن حمایل شریف کا بھی عربی خط کرا دیا گیا ہے۔

(۸) یہ حمایل شریف جلد چرمی پر ہولی معہ جزبندی اس وقت ہمارے
ہاں چودہ سو کاپی موجود ہے۔ اور ہم نے وعدہ کیا ہے کہ

تمام ناظرین انوار الاسلام کو

بہت ارزاں قیمت پر

دیویں گے بشرطیکہ اخیر ماہ مئی ۱۹۰۶ء تک طلب
فرماویں ورنہ بعدہ پانچ روپیہ سے کم نہیں ملے گی۔

اس وقت

قیمت مجلد معہ جزبندی صرف عہ

تمام درخواستیں بنام محمد اسحٰق اینڈ برادرس
شہر سیالکوٹ آنی چاہئیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

رسالہ

جلد ۸ نمبر ۴

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ
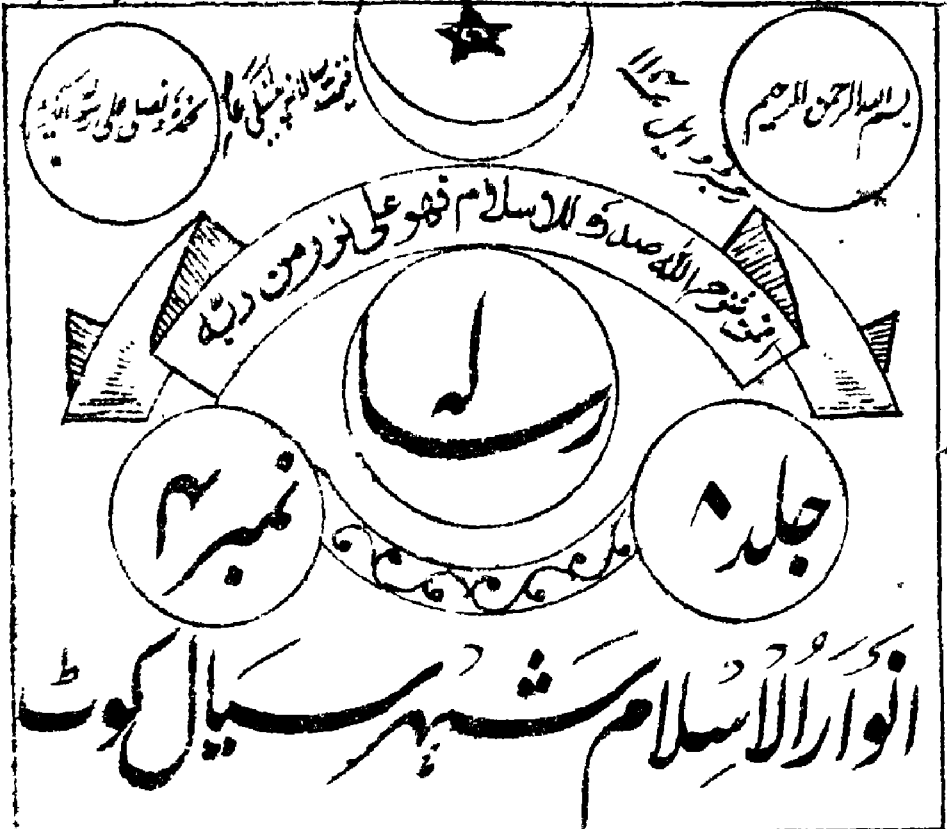
۱۵-اپریل سنہ ۱۹۰۶ء | پندرہ روزہ | مطابق صفر سنہ ۱۳۲۴ھ

منشی کریم بخش صاحب مرحوم کے بیٹوں اور وارثوں کی طرف سے شکریہ

اس وقت بڑی ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ خریداران انوارالاسلام اپنی اپنی واجب الطلب قیمتیں بھیج دیں اور اپنا سابقہ ولاحقہ تمام حساب بیباق کریں۔ تا کہ

کے حق میں یہ مدد بڑی کافی ہے اور اس کی نسبت
خریداران انوار الاسلام کی خدمت میں گذارش کی گئی
تھی۔ باوجودے کہ خریداران انوار الاسلام کو کسی
زاید چندہ یا مدد یتامے کے لیے ہرگز تحریک نہیں کیگئی
پھر بھی چند صاحبوں نے منشی کریم بخش مرحوم کے یتامے کو
کچھ رقمیں عطا فرمائی ہیں جنکا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا
ہے۔ خدا انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

(۱) جناب مولوی محمد نصیر الدین صاحب محلہ سرائے ہڑھہ
بنارس مبلغ چار روپیہ ماہوار۔ اور رسالے کی قیمت بجائے
دو روپیہ کے ہمیشہ تین روپیہ سالانہ۔

(۲) جناب شیخ کریم اللہ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس
میرپور براہ جہلم بجانب ریاست جموں مبلغ صہ

(۳) مولوی فضل الدین صاحب خریدار نمبر ۴۷۵۶۔
مبلغ تین روپیہ۔
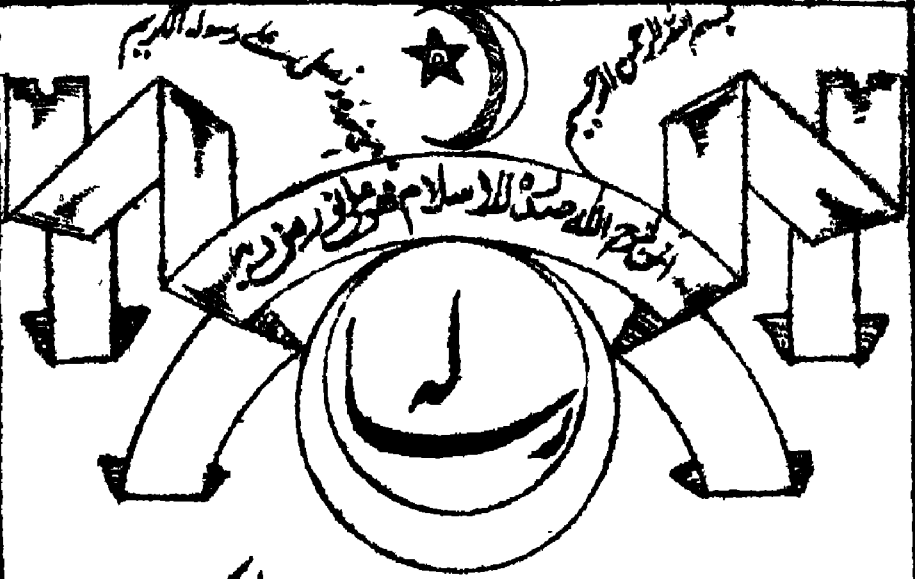
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

جناب ایڈیٹر صاحب مفصلہ ذیل مضمون کو اپنے رسالہ میں جگہ دیں اور پبلک پر احسان کریں

آریوں کی گستاخی اور درندگی کا جواب

میرا ارادہ نہ تھا اور نہ ہے کہ آریوں سے مخاطب ہوں اور بیفائدہ تضیع اوقات کروں لیکن جب مخالف پہلو سے چند اشتہارات مثل عطر قرانی و دین محمدی و پھکڑ بازی وغیرہ وغیرہ نے مسلمانوں کے دلوں کو بہت مجروح کیا اور اپنے الفاظ نہ اور دردناک سے توہین مذہب اسلام کی کمی نہ چھوڑی کہ پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور دل پاش پاش ہوتا ہے تو عوام کے اشتعال کے دور کرنے کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ پبلک پر ظاہر کروں کہ یہ فعلہ بدحاشیت اور کتاب مغنالیم میں ہے کہ جاسوسی اور کمینہ پن کی

کے متعلق ہو اپنیشد ہر سنسکار کے متعلق وید منتروں کا انتخاب) چھند (علم عروض) و یاکرن (علم صرف و نحو) نرکت (علم لغت) جیوتش (علم ہیئت) و ہندسہ جس میں ریاضی کی تمام شاخیں یعنی حساب مساحت اقلیدس اور جبر و مقابلہ طبقات الارض (جیولاجی) اور جغرافیہ وغیرہ ..... (باقی تین فرائض بخوف طوالت نہیں لکھ سکتے۔ جبکہ یہ لوگ عملاً آریہ ہی نہیں تو پھر ناحق تضیع اوقات سے کیا حاصل مفصل دیکھو رسالہ اختیار الاسلام حصہ دویم و سویم۔

(۱۳) جو بطریق مذکورہ بالا سندھیا اوپاسن نہیں کرتا اور چھ سال کے اندر وید (کے تومہ طوامہ) کو ختم نہیں کرتا ...... اسکو گھر بار سے نکال کر شودروں کے گھروں میں بھیج دینا چاہئے۔ ستیارتھ صفحہ ۱۱۵ و ۱۲۷۔

(۱۴) بعد ازاں بوڑھے والدین اپنی خدمت کے لئے غیروں کے لڑکے رکھ لیں اور انہیں بیٹے تصور کریں ستیارتھ صفحہ ۱۱۱ (غیروں کے جوان لڑکے اس بڈھے کی جوان لڑکیوں اور مال و دولت سے کیا سلوک کرینگے؟ (چپ ہی بھلی) مفصل دیکھو رسالہ اختیار الاسلام۔

(۱۵) ساز بجانا۔ ناچنا۔ گیت گانا۔ سُر لگانا وغیرہ وغیرہ آریوں کو ضرور سیکھنا چاہئے ستیارتھ صفحہ ۹۱ (کیا عورتوں کو بھی؟ بیشک سگر وہ عورتیں آریہ ہوں اور دیانند سرستی کی نافرمان اور دشمن نہ ہوں۔ نلو)۔

(۱۶) برہمنوں کے برہمن اور شودروں کے گواہ شودر اور عورتوں کی گواہ عورتیں ہی ہوا کریں ستیارتھ صفحہ ۱۷۲ (اگر کوئی برہمن یا ویش شودروں کے محلہ میں جو کسی کنیا کو ناپاک کر نکلے یا کوئی عورت برہمنوں کے محلہ میں کسی کا گلا گھونٹ جاوے۔ تو کیا اسکو رہائی دیدیں کیونکہ کوئی عورت یا اسکی ذات کا گواہ میسر نہیں آسکا خدا اس قانون والوں کو طاقت نہ دے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ "خدا گنجے کو ناخن نہ دے" وغیرہ ......)۔

(۱۷) کلاو دیانند سار وید کا معتقد نہ تھا۔ بلکہ بقول سناتن دھرمیوں کے نصف وید یعنی برہمن بھاگ کا منکر اور روگردان تھا۔ سو جیسے اس نیک بخت نے وید کا انتخاب کیا ویسے ہی منو کے بعض اقوال لایعنی اور خرافات بے معنی کو ترک کر کے مطلب کی کی باقی کو جواب۔ جیسے ستیارتھ سے ظاہر ہے۔

قبول اسلام

از طرف مولوی مقصد علی خاں قصبہ شاہ آباد محلہ مولا گنج ضلع ہردوئی۔

اڈیٹر صاحب تسلیم۔ ۹ فروری ۱۹۱۰ء کو ایک مسمی پوسن قوم کاچھی ساکن سکندر پور تحصیل جلال آباد ضلع شاہجہان پور۔ بمقام قصبہ شاہ آباد جامع مسجد میں جمعہ کے دن مشہورہ انجمن اسلامیہ متین نام کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ یہ شخص بیان کرتا تھا کہ میں بہت جگہ تیرتھ و جاترا کو گیا۔ مگر میں نے مذہب ہنود میں کوئی رونق اور حقانیت نہ پائی اور میں ابھی تیرتھ کئے ہوئے آتا ہوں ابھی اپنے مکان پر بھی نہیں گیا۔ میں بخوشی خاطر اسلام کا زندہ مذہب قبول کرتا ہوں اور کفر چھوڑتا ہوں۔ کفری نام پوسن اور اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا۔ عمر ۳۰ سال۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپکو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ میرے اس ناچیز خط کو اپنے رسالہ الانوار الاسلام میں جگہ دیکر ممنون و مشکور فرما دیں۔ ایک عورت قوم چمار مذہب ہندو عمر ۲۴ سال بوقت ۱ بجے دن کے بعد نماز جمعہ بکمال اصرار کے ساتھ چند مرتبہ تذکرہ اور خوشامد کر کے خود بخود اسلام قبول کر کے اس ناچیز کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی۔ اسلامی نام رحیمن رکھا گیا اور کفری نام بتیسا تھا۔ مولا کریم اسکو اسلام پر قایم رکھے۔ الراقم سید ابو عبد الرحمان پیرمکان تحصیلدار صاحب

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب — مدد فتحپور

بعد سلام مسنون عرض پرداز ہوں کہ میرے اس ناچیز خط کو اپنے رسالہ میں ضرور چھاپ دیں۔ تکودر میں آریہ سماج کا جلسہ ہوتا تھا اور وہ اسلام جیسے پاک مذہب پر ناجایز حملے کر رہے تھے ایک آریہ نے جس کا نام لبھو تھا صدق دل سے اسلام قبول کیا اور اسکا اسلامی نام طفیل محمد رکھا گیا۔ اس سے چند روز پہلے دو شخص کروب میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ شکر ہو

۱۹۱۶ء

اللہ تعالیٰ کا کہ ہمیشہ اسلام کی ہی فتح ہے۔ مرسلہ مولوی سید امانت علی شاہ مفتی کوٹ ضلع جالندھر

مخدوم بندہ زاد عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے دو خریدار آپ کے پرچہ انوار الاسلام کے لئے مہیا کئے ہیں۔ مقام اندور بروز جمعہ جامع مسجد میں مسمی سری کرشن قوم برہمن عمر ۱۹ سال ساکن جبلپور میرے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ اسلامی نام فضل الرحمن رکھا گیا۔ یہ شخص پہلے آریہ تھے ہندی اور انگریزی میں حسب ضرورت واقفیت رکھتے ہیں۔ بعد مسلمان ہونے فضل الرحمن کے ایک سید صاحب مدینہ شریف کے رہنے والے نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھ کر سنایا تمام مسلمان محظوظ ہوئے۔

عریضہ نیاز سید قطب الدین شاہ احمدی حسینی واعظ ردنصاریٰ و آریہ

از مقام اندور ملک مالوہ متصل موتی بنگلہ بین پولیس اسٹیشن۔

ایک فروہ - آج بروز منگل بتاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۱۶ء ایک عیسائی نے جو کہ ابا و اجداد سے مذہب ہنود سے عیسائی تھا، مولوی عبد العزیز صاحب امام جامع مسجد موضع دال دینانگر کے ہاتھ اسلام قبول کیا اسلامی نام عبد الواحد رکھا گیا۔

خواب میں اُنکو ایک خزانہ نظر آیا تھا جب کسی سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ تو بتلایا گیا کہ خدا تمہارے نصیب میں قرآن شریف کریگا۔ واقعی دین و دنیا میں سوائے قرآن شریف اور کیا خزانہ ہوسکتا ہے من اوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔

یہ خواب یا اشارہ ادبی کچھ ایسا اثر کر گیا۔ کہ باوجود کئی رکاوٹوں کے علانیہ اسلام قبول کرلیا۔ خدا اسلام پر ثابت رکھے۔ آمین (احمد دینانگر)

لالہ ارجن آریہ اپدیشک نے برضا و رغبت خود تین سال کی تحقیقات کے بعد اسلام کو قبول کیا اور ۲۰۔ اپریل کو بوقت ۶ بجے شام مسجد محمد ساں میں قبول اسلام پر دو گھنٹہ تک ملکو مجلس بذریعہ مناوی بیلک کو اطلاع دیگئی تھی نامل کلمہ آخر اثنا تقریر میں مخالفین کو چیلنج بھی دیا کہ اگر کسی نے کوئی اعتراض کرنا ہو تو کرے۔ مگر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اسلامی نام شیخ عبد الرحمان رکھا ہے آریہ مت اور اسلام کی تعلیم کا مقابلہ کیا۔

حدوث روح

آجکل جس دیانندی اخبار یا رسالہ کو دیکھئے ویدک سدھانت کی تعریف میں عجیب بے تکے راگ گائے جاتے ہیں۔ جہاں دیکھئے۔ قانون قدرت کی مانگ توڑی جا رہی ہے۔ گھر کی خبر نہیں دوسرے مذاہب پر بیجا حملے ہو رہے ہیں۔ جس دیانندی نے دو حرف پڑھے اور سمجھ وان بن گئے۔ اب کیا تھا افلاطون زمان ارسطو دوران بن بیٹھے لگے دوسروں پر بغیر سمجھے بوجھے اعتراض کرنے اور جب جواب معقول پایا۔ تو ویدک تہذیب کو کام میں لا کر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔

افسوس! ہمارے دوستوں نے عقل کو استعفا دیکر اس سے کام لینا چھوڑ دیا۔ ورنہ اگر ذرا غور کریں تو روح کو قدیم ماننے میں جتنی خرابیاں واقع ہوتی ہیں سب ان پر روشن ہو جاویں۔ پرمیشور کی مالکیت کو قدیم مانتے ہوئے ان کو ضرورت معلوم ہوئی کہ اس کی مملوک کو بھی قدیم مانیں۔ مگر اس سے کوئی شخص نہیں کہ قدامت کے لئے کیا ضروری ہے۔ پیارے ناظرین! ذرا غور کیجئے روح کسی چیز کا نام ہے۔ جس کا تعلق جسم سے ہے۔ اور وہی جسم سے منشرف ہے۔ لیکن قابل غور یہ ہے۔ کہ کیا ایک ہی روح ہے جسکا تعلق جملہ ابدان کے ساتھ ہے یا ہر ہر بدن کے ساتھ علیحدہ روح متعلق ہے۔ ایک ہی روح کے تعلق کو شاید کوئی ذی عقل نہ تسلیم کریگا۔ کیونکہ بالبداہتہ ہم دیکھتے ہیں کہ زید کے علوم اور محسوسات سے عمرو کو اصلاً خبر نہیں ہوتی اگر دونوں کی روحیں ایک ہی ہوتیں تو وہ سب حالتیں جو زید کو پیش آتیں۔ اور ان کا ادراک زید کی روح کو ہوتا۔ عمرو کو بھی ہو جاتا۔ گو زید و بکر کے درمیان میلوں کا فاصلہ ہو یا زید و عمرو مختلف حالتوں میں ہوں مثلاً زید کے جملہ علوم عمرو کو بھی معلوم ہو جاتے بغیر قوت کو صرف کئے اور تعلیم کو کام میں لائے ہوتے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ

ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو ہمارے سماجی دوست ہمارے تصنیفات
اور دلائل سے خود بخود آگاہ ہو جاتے اور ہماری طرح راہ راست پر آجاتے
مگر نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور ایک کے علوم ہی دوسرے کو معلوم ہو جانا
چاہئے۔ اتنا ہی بس نہیں بلکہ ایک فرد کے محسوسات کا ادراک بھی دوسرے افراد
کو ہو جانا چاہئے۔ مثلاً جون کا مہینہ ہے۔ اور دوپہر کے وقت آفتاب سمت الراس
پر ہونیکے زمین پر اپنی سیدھی کرنیں ڈال رہا ہے زمین کرۂ آتشین بنی ہوئی ہے
اور اس کی اٹھتی ہوئی گرمی نے ہوا کو بھی دور تک گرم کر دیا ہے۔ لو کے تیز
اور زہریلے جھونکے حیوانات اور نباتات کو جھلسائے دیتے ہیں ایسے وقت میں
ایک امیر اپنے ضروری کاموں سے فارغ خسخانہ میں بیٹھا ہوا ہے اور پانی
برابر چھڑکا جا رہا ہے پنکھے چل رہے ہیں لو کے جھونکے گو بہت سے وہاں آتے
ہیں مگر ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ اسی وقت ایک مزدور جنگل سے لکڑی کا
گٹھا سر پر رکھے ہوئے بھوکا پیاسا چلا آرہا ہے۔ اس کے پیروں کو زمین
جلائے دیتی ہے۔ ہوا کے گرم جھونکے اس کے بدن کو جھلسائے دیتے ہیں مگر وہ
اس تکلیف کو برداشت کرتا ہوا چلا آرہا ہے جب زیادہ پریشان ہوتا ہے
کسی مرجھائے ہوئے درخت کے سایہ میں دم لینے کو ٹھہر جاتا ہے۔ اتحاد روحی
کا مقتضا تو یہ تھا کہ دونوں ایک ہی حال میں ہوتے یا تو وہ امیر بھی ایک اس
تکلیف کو برداشت کرتا ہوا چلا آرہا ہے جب زیادہ پریشان ہوتا ہے کسی
مرجھائے ہوئے درخت کے سایہ میں دم لینے کو ٹھہر جاتا ہے۔ اتحاد روحی کا
مقتضا تو یہ تھا کہ دونوں ایک ہی حال میں ہوتے یا تو وہ امیر بھی ایک اس تکلیف
میں باوجود خسخانہ میں بیٹھنے کے مبتلا ہو جاتا ہے۔ یا یہ مزدور خسخانہ
کا لطف اٹھاتا۔ مگر یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس ایسے ایسے لچر خیال کے ہمارے
سماجی دوست قائل نہ ہونگے گو ان کے معتقدات تو اس سے بھی بڑھ
چڑھ کے ہیں جنکو ناظرین بخوبی جانتے ہونگے۔

یہ لوگ بذریعہ تناسخ اعمال کی سزا دلواتے ہیں۔ اسمیں تو متعدد اروا حوں کا ماننا ضروری ہے۔ نہیں تو بعضوں کو سزا اور بعضوں کو نجات کیونکر ہو سکتی ہے؟ اسکی خرابی پہلے مقدمات سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

اب غور طلب یہ ہے۔ کہ یہ اختلاف اور تمائز ارواح میں آیا کہاں سے لامحالہ یہ کہنا ہوگا۔ کہ تشخص اور صورت اُن کی جدا جدا ہے اب آپ غور کریں کہ ارواح بھی ایک ما بہ الاشتراک ہو اور ایک ما بہ الامتیاز جس کی وجہ سے باہمی امتیاز حاصل ہوئی۔ اس کو ما بہ الاشتراک کا غیر ہونا ضروری ہے وہی شے مشترک جس نے ما بہ الامتیاز کو قبول کیا ارواح کا مادہ ہوگی۔ تو لامحالہ یہ ارواح مسبوق بالمادہ ہونگی۔ یعنی ان کے قبل مادہ کا ہونا ضروری ہے۔ پھر ارواح قدیم کیونکر ہو سکتی ہیں لامحالہ حادث ہونگی۔

جبکہ صورت اصلے یعنی جملہ ارواح کا ایک ہونا خلاف عقل اور تعدد ارواح کی صورت میں حدوث ارواح لازم پھر نہیں معلوم کیونکر ہمارے سماجی دوست ارواح کے قدیم ہونیکے قائل ہو گئے؟ مگر ہاں ان کو نیوگ فلاسفی کے بیان کرنے سے کہاں فرصت جو ایسے عقلی دلائل پر غور کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ دیانندی پنتھ کے ریفارمر یا تو روح کی قدامت سے انکار کرینگے۔ یا ایک مرتبہ متحدہ کوشش سے اس اشکال کو دفع کرنیکی کوشش کرینگے گو کامیاب نہ ہوں۔

جو سماجی بھائی ہمت کریں۔ خاکسار کو بھی پرچہ بھیجکر مطلع کریں۔ تاکہ ان کی پوری تشفی کر دی جاوے۔

دیانندیوں کا بہی خواہ بشیر ستیا پوری

کیا نیستی سے ہستی ممکن ہے

پنڈت دیانند جی رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۶۰ پر پیدائش عالم

کے بیان میں یوں ارشاد کرتے ہیں کہ (یہ تمام کائنات جو نظر آتی ہے اس کو پرمیشور نے بنایا ہے وہی اس کی حفاظت کرتا ہے اور پرلے (فنا) کے وقت اس کے ذروں کو الگ الگ کر کے غیر محسوس کر دیتا ہے) آگے چل کر بحوالہ رگوید اشٹک ۸ ادھیائے ۷ ورگ ۷ منتر ۱ تحریر کرتے ہیں کہ (جس وقت یہ ذروں سے ملکر بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی تو یعنی شونیہ اکاش بھی نہیں تھا کیونکہ اس وقت اس کا کچھ کاروبار نہ تھا۔ اُس وقت ست (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرے) تھے ورات (کائنات) میں جو اکاش دوسرے درجے پر آتا ہے۔ وہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اُس وقت صرف پربرہم کی سامرتھیہ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر (پرم) بے علت (ارکان) ہے موجود تھی)

اس کے متعلق بابو نہال سنگھ صاحب مترجم بھومکا نوٹ دیتے ہیں کہ (پرلے میں جو مادہ کی حالت ہوتی ہے وہ بیان میں نہیں آسکتی۔ اس لئے اس کے لئے کوئی اصطلاح بھی قائم نہیں ہو سکتی۔ پرکرتی اکاش شونیہ (خلا) وغیرہ تمام الفاظ موجودہ حالت عالم میں مستعمل ہو سکتے ہیں۔ منوسمرتی ادھیائے اول شلوک ۵ میں اس حالت کو ناقابل احساس و تمیز بے نام (الکش) بتایا ہے اس ابتدائی حالت مادہ کو اس منتر میں لفظ سامرتھیہ (قدرت) سے بیان کیا ہے)

مگر پنڈت صاحب موصوف اپنے ایجاد کردہ پانچویں وید (ستیارتھ) کے صفحہ ۲۴۴ پر تحریر کرتے ہیں کہ (جو نیست ہے یعنی جس کا وجود نہیں اس کا ہست ہونا بالکل غیر ممکن ہے)

اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۴ پر لکھتے ہیں کہ (کبھی نیستی کی ہستی اور ہستی کی نیستی نہیں ہوتی۔ ان دونوں کی تحقیق باریک بین لوگوں نے کی ہے دیگر متعصب

ضدی ناپاک باطن جاہل لوگ اس بات کو آسانی سے کیسے جان سکتے ہیں)

پس اب ہم اپنے دیانندی دوستوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ پنڈت صاحب موصوف کے پہلے قول پر کہ مادہ اپنی حالت اول میں غیر محسوس تھا۔ غور کریں کہ اسمیں احساس کہاں سے آیا۔ جو یہی موجود ہے جب اسمیں احساس جو پہلے نہ تھا اور بعد کو آگیا۔ تو کیا یہ نیستی سے ہستی نہیں؟ اور کیا پنڈت صاحب کے الفاظ نہ تھی نہ تھے نہ تھا جن کو ہم نے زیر خط کر دیا ہے لفظ نیستی کا ترجمہ نہیں؟ اگر ایسا ہوا تو پنڈت صاحب کا دوسرا قول مندرجہ ستیارتھ ص۲۵ غلط ٹھہرتا ہے اور اس اجتماع نقیضین سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب نے مغربی خیالات کے امنڈتے ہوئے طوفان میں پھنس کر بغیر غور و خوض کئے ہوئے لکھی پر لکھی مار دی ہے اور کچھ وچار نہ کر کے اپنے مخالفین کیلئے ویدک تہذیب کے مہذب الفاظ استعمال کئے ہیں جو اس صورت میں ان کی ذات پر بھی چسپاں ہوتے ہیں۔

اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دیانندی دوست متحدہ کوشش سے اس الزام کو دور کرنیکی کوشش کرینگے اور کوئی معقول تاویل بذریعہ انوار الاسلام یا ضیاء الاسلام یا تیغ اسلام وغیرہ کے پیش کر کے اپنے گرو کو ان مہذب الفاظ سے مستثنیٰ کرنیکے علاوہ ہم کو ممنونی ظاہر کرنے کا موقع دینگے۔

دیانندیوں کا بہی خواہ بشیر سیتاپوری

روح و مادہ کیلئے وجہ ناقختی کیا ہے

یہ ایک سوال ہے جو موحدین کی طرف سے دیانندی دوستوں پر کیا جاتا ہے کہ جب ایشور۔ جیو اور کائنات کی علت مادی (پرکرتی) ازلی ہیں ستیارتھ ص۲۰۳

توجیو اور علت کیلئے وجہ ماتحتی کیا ہے جس کے جواب میں ہمارے دیانندی دوست وہی چند شلوک جنکا دفعیہ ایک ادنیٰ غور پر موقوف ہے مثل فونو گراف کی آواز کے دہرا دیتے ہیں یا کہدیا کرتے ہیں کہ سوامی جی نے خود ستیارتھ پرکاش ہی اسکو حل کر دیا ہے۔ جسکو ہم بجنسہ نقل کرکے اپنے دوستوں کو اس کے جواب کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

سنئے سوامی جی ستیارتھ صفحہ (۲۶۱) سوال سلسلہ میں لکھتے ہیں جب یہ جیو اور پرکرتی کے تتو ازلی اور پرمیشور کے بنائے نہیں ہیں تو پرمیشور کا اختیار بھی ان پر نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ سب آزاد ہوئے۔ آگے جواب لکھتے ہیں۔ جیسے راجہ اور رعیت ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں اور راجہ کے ماتحت رعیت ہوتی ہے ویسے ہی پرمیشور کے ماتحت جیو اور مادی اشیاء ہیں جب پرمیشور سب مخلوق کا بنانے والا اور جیووں کے اعمال کا ثمرہ دینے والا سب کا ٹھیک ٹھیک محافظ اور لامحدود طاقت والا ہے۔ تو محدود طاقت والا (جیو) اور مادی اشیاء اس کے ماتحت کیوں نہ ہوں ؟

یہ ہے جواب سوامی جی کا اب احقر کی گذارش سنئے یہ قول یا تو فرض محض ہے تو ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس کے خلاف فرض کرے۔ اور اگر واقعی ہے اور وہ غیر محدود طاقت والا ہے اور دوسرا محدود طاقت والا تو یہ جنگ و جدال کے بعد ثابت ہوا ہوگا دونوں خم ٹھوک کر اکھاڑے میں اترے ہونگے اور عجب نہیں کہ سوامی جی نے بھی کسی جون میں بوجہ قدامت ترکیب یہ تماشا دیکھا ہو اور اسی وجہ سے قائل ہو گئے ہوں اس کے علاوہ اگر کوئی ہمارے دیانندی مہربان وجہ ماتحتی میں ثبوت رکھتے ہوں تو بذریعہ انوار الاسلام یا ضیاء الاسلام یا تیغ اسلام وغیرہ کے اطلاع دیں۔ ہم ممنون ظاہر کرینگے ؟

دیانندیوں کا بہی خواہ بشیر سیتاپوری

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۳ صفحہ ۹

بادشاہ کا حق رعیت پر

بادشاہ اپنی قوم میں سے ہو۔ یا غیر قوم میں سے۔ ہم مذہب ہو یا غیر مذہب کا۔ رعیت کو اس کی خیرخواہی اور اطاعت کرنی فرض ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر تم پر حبشی دکالا) آدمی بھی ہو کر آئے۔ جسکا سر انگور کی طرح چھوٹا ہو اس کی بھی اطاعت کرو۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو اللہ اور رسول ؐ اور اپنے حکام وقت کی اطاعت کرو۔

حاکم جو سزا انصاف کے ساتھ دے اُسکا برداشت کرنا فرض ہے اگر صریحاً ظلم کرتا ہو تو اُس وقت ادب اور نرمی کے ساتھ اُسے سمجھانا چاہئے نہ مانے تو صبر کرے اللہ تعالےٰ اجر دیگا۔ حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بادشاہ عدل کرے رعیت شکر کرے اگر ظلم کرے تو رعیت صبر کے ساتھ برداشت کرے۔ بادشاہ کے مقابل بغاوت اور خروج ہر حال میں حرام ہے۔

ایک شخص نے آں حضرت صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم اگر ہم پر ایسے لوگ حاکم ہو جائیں جو اپنا حق ہم سے مانگیں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو اس صورت میں آپ ؐ کیا فرماتے ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ سنو۔ اور اطاعت کرو ان کے ذمہ ان کا فرض ہے۔ تمہارے ذمہ تمہارا۔ اور فرمایا کہ جو شخص اپنے حاکم سے کوئی بات ناگوار دیکھے اس کو صبر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص قوم سے ایک بالشت جدا ہوتا ہے۔ اور مرجاتا ہے اس کی موت کافروں کی سی ہوتی ہے

اور فرمایا مسلمانوں کو گوارا ہو یا ناگوار۔ ہر حال میں سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے جب تک کہ کسی گناہ کے کام کا حکم نہ دیا جائے۔ اور اگر ایسا حکم دیا جائے تو سننا اور اطاعت کرنا لازم نہیں ہے اطاعت صرف بھلی باتوں میں لازم ہے۔

اور فرمایا اپنے قوم کے سردار کی تعظیم کرو۔

اور فرمایا کہ بلا شبہ بوڑھے مسلمان کی اور قرآن پر عمل کرنے والے کی جو نہ حد سے تجاوز کرتا ہو نہ اس سے روگردان ہو اور منصف بادشاہ کی تعظیم عین خدا کی تعظیم ہے۔

انسانوں کو پاک ہونے کے بارے میں جو کچھ وید نے سکھلایا ہے اس کی تمام حقیقت نیوگ کی تعلیم سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ آریہ اپنی منکوحہ عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے مرد سے ہم بستر کرا سکتا ہے اور جب تک وہ عورت شدہ کام سے گیارہ بچے حاصل نہ کرے وہ اس بیگانہ مرد سے ہر روز ہم بستر رہ سکتی ہے۔

عیسائی عقیدہ کی رو سے خدا تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے کیونکہ جس حال انسان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا قرار دیا گیا ہے اور وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ میں جو خدا کا بیٹا ہوں مجھے قیامت کا علم نہیں ہے۔ پس اس سے بجز اس کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خدا کو قیامت کا علم نہیں کہ کب آویگی۔

لطف یہ کہ پادری صاحبان اپنے خدا کو خود نہیں سمجھتے کیونکہ الٹا خدا اپنے مخالفوں کے ہاتھوں سے مار کھاتا رہا۔ زندان میں داخل کیا گیا۔ کوڑے لگے۔ صلیب پر کھینچا گیا اگر وہ قادر ہوتا تو اتنی ذلتیں باوجود خدا ہونے کے ہرگز نہ اٹھاتا اور نیز اگر وہ قادر ہوتا تو اس کو کیا ضرورت تھی کہ اپنے بندوں کو بچانے کیلئے یہ تجویز سوچتا کہ آپ مر جاوے اور اس طریق سے بندگی پاویں جو شخص خدا ہو کر تین دن تک مرا رہا اس کی قدرت کا نام لینا ہی قابل شرم بات ہے کہ خدا تو تین دن تک مرا رہا لیکن اس کے بندے تین دن تک بغیر خدا کے ہی جیتے رہے۔

ایک گھونٹ پیالہ نے جناب مسیح کے روح کو نہ ڈرا۔ حضرت مسیح سوتے تھے کھانا کھاتے تھے۔ بیت الخلا میں حاجت رفع کے لئے جاتے تھے۔ طہارت بدنی کرتے تھے۔ کسی چیز پر اُنکو اختیار نہ تھا۔ خشک انجیر کو سبز نہ کر سکے شیطان کے کہنے پر پتھروں کو روٹی نہ بنا سکے۔ کورٹ میں جواب تک نہ دے سکے۔ علم غیب نہ جانتے تھے۔ اپنے دامن سے چھونے والے کو معلوم نہ کر سکے۔ نہ کوئی اُنکی بادشاہت تھی چڑیوں۔ پرندوں کو گھونسلا تھا۔ آپ کو یہود آرام نہ کرنے دیتے تھے اور یہودیوں سے بھاگے پھرتے تھے۔ آپکو کہیں آرام اور بسیرا نہ ملتا تھا پس وہ کسی طرح نہ خدا ہو سکتے ہیں اور نہ ہی خدا کے بیٹے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اسرار التوحید

(۵) قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ سیپارہ ۳۔ آل عمران۔ تو کہہ اے نبی اے کتاب والو یہود و نصاریٰ ہمارے تمہارے درمیان کی ایک سیدھی بات پر آؤ۔ کہ سوائے اللہ کے کسی کی بندگی نہ کریں اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اپنے میں سے ایک ایک کو سوائے اللہ کے رب نہ پکڑیں۔

(۶) وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماواہ النار وما للظالمین من انصار۔ اور مسیح نے کہا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بیشک جس نے اللہ کا شریک کیا سو اللہ نے اُس پر جنت کو حرام کیا اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور گنہگاروں کا کوئی مدد کرنے والا نہیں۔

اگر اہل کتاب نصاریٰ اپنی ضد و تعصب کو دور کر کے کچھ تھوڑا بھی غور فرماویں تو صداقت اپنا راستہ جلد کرلے گی اور تثلیثی عقائد سب کافور ہو جائینگے۔ سنو اسی کے مطابق حضرت سیدنا عیسیٰؑ فرماتے ہیں خوب غور سے متوجہ رہو۔

(الف) سب حکموں میں اول یہی ہے کہ اے اسرائیل سُن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے

ایک ہی خداوند ہے مرقس ۱۲/۲۹ ۔
(ب) ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا جانیں اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے پیغمبر جانیں ۔ انجیل یوحنا ۱۷/۳ ۔
(ج) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا میں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا ۔ مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھایا ہے میں وہی باتیں کرتا ہوں (یوحنا ۵/۱۹ و ۸/۲۸) ۔
(د) اس گھڑی کی بابت سوائے باپ کے نہ فرشتے اور نہ بیٹا کوئی نہیں جان سکتا ۔ مرقس ۱۳ باب ۳۲) ۔
(ہ) مجھے نیک مت کہو کوئی نیک نہیں مگر ایک جو خدا ہے ۔
پس مذکورہ بالا آیات انجیل کا تطابق قرآن شریف سے کرکے تثلیثی عقائد سے دست بردار ہو جائیں ورنہ ہمیشہ جہنم میں رہنا پڑیگا ۔
اور حضرت مسیح علیہ السلام تمہاری تثلیث سے صاف انکار کریں گے جب حضور انور سے روز قیامت کو پوچھا جائے گا ۔ سن لو ۔
(۷) واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم ۔ سورۃ المائدہ سیپارہ ۷ جب کہیگا اللہ تعالی اے عیسی ابن مریم کیا تو نے لوگوں کو سکھلایا کہ مجھکو اور میری ماں کو سوائے اللہ کے معبود ٹھیراؤ ۔ مسیح صاف کہیں گے ۔ میں نے نہیں کہا انکو مگر جو کچھ تو نے حکم کیا ہے کہ صرف اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے (فیصلہ ہو گیا) ۔
(۸) سیپارہ ۱۸ المومنون ۔ ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلا بعضھم علی بعض ترجمہ اللہ نے کوئی لڑکا نہیں ٹھیرایا ہے اور نہ اسکے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے ۔ اگر ایسا ہوتا تو اسوقت ہر معبود جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے اسے لیکر چلا جاتا اور بیشک بعض معبود بعض پر چڑھائی کرتے ۔
(۹) وقالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ بل لہ ما فی السموات والارض کل لہ قانتون (البقرہ)

اور کہتے ہیں اللہ بیٹا رکھتا ہے وہ پاک ہے سب سے نرالا جو کچھ زمین آسمان میں ہے سب اُس کی
پیدایش اور سب اُس کے آگے ادب سے ہیں۔

(۱۰) الذی له ملك السمٰوٰت والارض ولم یتخذ ولدًا ولم یکن له شریك
فی الملك وخلق کل شیئ فقدره تقدیرًا۔ پارہ ۱۸۔ الفرقان۔ ترجمہ۔ وہ اللہ
جس کی سلطنت زمین و آسمان میں ہے اُس نے کوئی بیٹا نہیں پکڑا اور نہ اُس کی سلطنت میں
کوئی شریک ساجھی ہے اُس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ہر ایک چیز ٹھیک ماپ کر۔

یہ عقاید اہل اسلام کے اور یہ ہے مسلمانوں کا خدا جو تین اقنوم سے پاک ہے نہ اُس کا
کوئی بیٹا ہے نہ جورو نہ باپ نہ ماں نہ ساس نہ نانی۔ نہ اس کے ساتھ روح القدس شریک
ہے۔ نہ حضرت مسیح۔ وہ اکیلا ہے۔ بے مثل بغیر شکل اور بغیر ضد کے ہے۔ وہ محیط کل ہے۔ وہ
غیر محدود ہے۔ محدود نہیں ہو سکتا وہ انسانی جامہ یا چولا میں اوتار ہو کر محدود نہیں ہو سکتا
وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے وہ عالم الغیب ہے۔ صفات خلق سے بالکل پاک ہے۔ وہ ازلی ابدی
حی قیوم۔ دایم قایم ہے نہ اُس کی کوئی صورت نہ شکل نہ مثل نہ نظیر ہے نہ اُس کا کوئی وقت
نہ زمانہ نہ قبل نہ بعد۔ وہ قادر مطلق ہے کہ حضرت مسیح جیسے کروڑ ہا مخلوق بغیر باپ کے
پیدا کرے اُس نے حضرت آدم کو و حضرت حوا کو بغیر اسباب پیدا کیا۔

مسٹری آف ٹرینٹی۔ یا اسرار التثلیث

فصل دوم

عقاید نصاریٰ۔ بابت توحید باری تعالیٰ

(۱) نامہ نگار آف کیمن کو ناگاہ کیا جاتا ہے کہ دنیا میں کوئی قوم۔ کوئی ملت کوئی مذہب
ایسا نہیں جو اس بیہودہ بیانات عقیدہ رکھتا ہو جیسے کہ نصاریٰ عیسائی یا کرسچین لوگ
عقاید میں کوئی مذہب سناتن دھرم یعنی ہندو ہو یا آریہ۔ برہمو سماج ہو یا دیو دھرم۔ یہ نہیں بنتا

کہ خدا کا کوئی بیٹا ہے یا خدا تعالیٰ کے تین ٹکڑے ہیں سوائے مذہب عیسائی کے نگران کرسٹانوں میں ایک فرقہ ہے جو یونی ٹیرین کہلاتا ہے۔ وہ اس عقیدہ بد سے باہر وہ خدا تعالیٰ کو واحد اور حضرت عیسیٰ ؑ کو نبی برحق انسان سمجھتا ہے۔ اسی فرقہ میں حضرت عیسیٰ کی اصلی تعلیم کا کچھ حصہ پا یا جاتا ہے مگر یہ فرقہ تعداد میں بہت تھوڑا ہے۔ باقی سب عیسائی فرقہ کے لوگ جو تعداد میں دو سو کے قریب ہیں حضرت عیسیٰ ؑ کو نعوذ باللہ خدا کا بیٹا یا خود خدا جانتے ہیں رومن کیتھولک یا پراٹسٹنٹ یا متقاد وسٹ ہوں یا پریس بی ٹیرین سب کے سب ایک ہی عقیدہ باطلہ پر جا رہے ہیں یہ مختلف عقائد حضرت عیسیٰ ؑ کے بعد پہلی ہی صدی میں گڑبڑ ہونی شروع ہو گئی تھی۔ رفتہ رفتہ سب کے سب گمراہ ہو گئے۔

(۲) تثلیثی عیسائی توحید فی التثلیث یا تثلیث فی التوحید کے قایل ہیں یعنی تین میں ایک اور ایک میں تین۔ یہ لوگ مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے تین ٹکڑے یا جزو ہیں ایک تو خدا کا حصہ دوسرا حصہ حضرت مسیح ؑ کا تیسرا حصہ روح القدس یا سپرٹ یا ہولی گھوسٹ کا۔ یہ سب برابر ملکر ایک خدا بنتے ہیں پس خدا، حضرت مسیح، روح القدس تینوں ایک خدا کامل تھے۔ حضرت مسیح کو کبھی تو خدا مانتے ہیں اور کبھی خدا کا بیٹا۔ پس یہ گورکھ دھندا اور مداری کا کھیل ان عیسائیوں میں چلا کرتا ہے۔

پھر ان تینوں کو برابر صفات سے موصوف اور غیر محدود مانتے ہیں۔

(۳) عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کا ازلی بیٹا ہے۔ لیکن خدا کے برابر صفات و کمالات میں یکساں ہے اور خدا سے ہرگز مقدم و موخر نہیں

(۴) عیسائیوں کا عقیدہ باطلہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کامل انسان اور کامل خدا ہے۔ دنیا میں انسانی جامہ میں روپ دھارا۔ اوتار بنا اور لوگوں کی نجات کی خاطر سولی پر چڑھا۔ تین روز دوزخ میں رہا۔ ملعون بنا۔ پھر گناہ کا کفارہ ہوا۔ جو کوئی حضرت مسیح پر ایمان لاویگا خواہ وہ زانی ہو شرابی۔ فاسق فاجر۔ بدمعاش۔ گنہگار ہو۔ حضرت مسیح اسکو بخشوا دینگے نعوذ باللہ من ذالک۔

(۵) عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ روح القدس سپرٹ۔ ہولی گھوسٹ ہی خدا اور مسیح سے پیدا

ہوئی ہے لیکن وہ بھی اُن کے برابر صفات میں ہے۔
یہ ہیں عیسائیوں کے عقاید پر مکاید جس کو وہ تثلیث یا ٹرینی ٹی کہتے ہیں ای عزیز یاد رکھ کہ یہ تثلیث نہ تو حضرت عیسیٰ کی تعلیم ہے اور نہ حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی۔ بلکہ ایک یہودی پولوس نام کی کارستانی ہے جو پرائے نام عیسائی ہوا۔ اور دین عیسوی میں گڑبڑ ڈالدی تمام عیسائیوں کو سچی حقیقی توحیدی راستہ سے جس کے واسطے تمام نبی علیہم السلام چلے آتے تھے۔ پھر اکر گمراہ کر دیا اور اصلی توحیدی عبادت کو مٹا دیا پس سب عیسائی اسی پولوسی مذہب کے پیرو ہیں۔ اور اسکو اعظم الحواریین میں سے جانتے ہیں۔ جیساکہ رافضی لوگوں کو عبد اللہ بن سبا یہودی نے مغالطہ میں ڈالا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام اعلےٰ و افضل تھے نبوّت اُن پر اتری مگر وحی جبرئیل ؑ نے غلطی سے جناب رسالتماب سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپ دی نعوذ باللہ من ذالک۔

(۶) عیسائیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ تمام پیغمبر رسول اور نبی معصوم نہ تھے ایک نے ایک گناہ ضرور کیا۔ اسواسطے وہ قابل شفاعت نہ رہے۔

(۷) کرسانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی پیدا نہ ہوگا یہ لوگ خاتم النبیین جناب مسیح کو جانتے ہیں اور جناب اقدس رسالتماب خلاصہ موجودات سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل منکر ہیں۔ جیساکہ یہودی رسالت مسیح سے متنفر ہیں پس یہ ہر دو فرقہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

فصل سوم اسرار التثلیث

عقاید اسلام بابت ولادت مسیح علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش محض امر الٰہی سے دنیا میں ایک نرالے وانوکھے طور پر ہوئی تھی۔ چونکہ ایسا واقعہ پیشتر کبھی نہ ہوا تھا۔ کہ کوئی لڑکا بغیر باپ کے پیدا ہو۔ اسواسطے یہود نے جو ہمیشہ سے سرکش و مغرور و قاتل انبیا علیہم السلام چلے آئے ہیں۔ اپنی شوخی و شرارت سے

جناب صدیقہ عابدہ مقدسہ حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کو زنا کی تہمت لگائی۔ کیونکہ بیت المقدس میں صرف بھی ایک ہی باکرہ جوان لڑکی تھی۔ جو اس معبد یعنی مسجد کی پوجارن تھی ادہر نصاریٰ نے یہودیوں کے مقابلہ میں اسقدر عقیدہ بڑھایا کہ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا بنا دیا۔ پھر طرفین فریقین یہود و نصاریٰ میں اسی بات کا جھگڑا چلا آتا تھا اور ہمیشہ لٹھ بازی و جنگ و جدل ہوتی رہتی تھی۔ ادہر یہودیوں نے مسیح کو سب و شتم و تہمت لگانے میں کوئی کسر نہ رکھی ادہر عیسائیوں نے مسیح کو تہمت سے بچانے کی خاطر کئی لغو خیالات پیدا کر دیئے پس قرآن مجید نے نازل ہو کر ان دونوں فرقوں کے اعتقاد کو رد کر دیا۔ اور حضرت مسیح کو مقدس اور پاک ہونے پر حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی دی اور صاف فرما دیا کہ جو ناجائز مولود سمجھتے ہیں وہ بھی گمراہ ہیں اور جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا جانتے ہیں وہ بھی گمراہی اور غلطی پر ہیں بلکہ وہ خدا کے بندے اور انسانوں کی طرح ہیں اور خدا کی ایسی مخلوق ہیں جیسے حضرت آدم اور حضرت حوا جنکے ماں اور باپ دونو نہ تھے۔ زمین۔ آسمان۔ آفتاب۔ ماہتاب۔ ستارے وغیرہ وغیرہ یہ سب کلمہ کُن سے پیدا ہوئے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے کہ ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون۔ یہ قرآن شریف بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کے اکثر اختلافی امور میں فیصلہ کرتا ہے۔

دوسری جگہ فرمان ہے وبکفرھم وقولھم علی مریم بہتانا عظیما ہم نے یہودیوں کو ان کے کفر کرنے (انکار نبوت) اور مریم پر بہتان باندھنے کے سبب پھٹکارا پس قرآن شریف نے نازل ہو کر جناب مسیح کو تہمت سے بچایا اور حضرت بی بی مریم کی عصمت و پاکدامنی ثابت کر دی۔ اگر قرآن شریف فیصلہ نہ کرتا تو دنیا میں ہمیشہ خونریزی رہتی۔ جنگ و جدل رہتی۔ تمام دنیا ملحد کافر و مشرک ہو جاتی۔

یہ عیسائیوں پر اسلام کا احسان ہے۔ عیسائیوں کو اسلام کا شکر گذار و احسان مند ہونا چاہیئے مگر افسوس کہ انصاف کے دشمن۔ تہذیب کے عدو۔ احسان فراموش۔ قرآن شریف سے صاف انکار کرتے ہیں۔ جناب اقدس رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے شان مبارک پر

زبانِ طعن و سب و شتم دراز کرتے ہیں۔ [illegible] ان پر موسیٰ ... طوطا چشمی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اسلام
تو ان جیسے ناانسوں کی حمایت کرے [illegible] سوائے صادق [illegible] اور یہ لوگ اُلٹا اپنے مخبر صادق اور
مصدق حقیقی کو گالیاں نکالیں [illegible] کا نام شقاوت ازلی و ضلالت ابدی ہے۔ فافہم فتدبر۔

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ اگلے یہود کے زمانہ میں بجائے کعبہ حج کی جگہ بیت المقدس یا یروشلم
مقام تھا جو کہ مکہ معظمہ سے ۲ ماہ کے سفر پر ہے۔ اور آجکل ایک بڑا شہر ہے جس میں تمام مذاہب کے
لوگ یہود و نصاریٰ و مسلمان بستے ہیں۔ وہاں مسجد فاروقی حضرت امیر المومنین عمر
رضی اللہ عنہ کے نام پر عالی شان عمارت ہے۔ اسی جگہ تمام زیارات حضرت عیسیٰ ع ہیں۔ بقول
نصاریٰ یہاں پر یہودیوں نے حضرت عیسیٰ ع کو صلیب پر کھینچا تھا۔ غرض جیسا کہ مکہ معظمہ جائے ولادت
جناب سیدنا سرورِ دو جہان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مسلمانوں
کی جائے حج ہے۔ ویسا ہی بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ یا یروشلم یہودیوں اور نصاریٰ کے حج کی جگہ ہے۔ اکثر
انبیا علیہم السلام علاقہ شام میں بیت المقدس پر مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اوّل ہی اوّل مسلمانوں کا
قبلہ و کعبہ یہی بیت المقدس تھا۔ اُسی کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ مگر بعدہٗ امر ربی سے مکہ معظمہ
خانہ کعبہ قبلہ مقرر ہوا۔

پس اسی بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ میں تارک الدنیا رہبان زاہد (یہودی لوگ جو حضرت موسیٰ ع کے
اُمت میں اور جو توریت پر عمل کرتے ہیں رہا کرتے تھے) امیر و متمول لوگ ان لوگوں کی پرورش کرتے
تھے۔ پس جو کوئی تارک الدنیا ہونا چاہتا تھا وہ اسی زمرۂ رہبان و زاہدوں میں شامل ہو کر عبادت الٰہی
شریعت موسوی کے مطابق بجا لاتا اور رات اور دن وہیں مسجد میں بسر کرتا۔ پس اسی طرح حضرت مریمؑ
بھی اس مسجد اقصیٰ میں داخل ہو گئیں۔ اسی جگہ پرورش پائی۔ اسی جگہ آپ کی عبادت و زہد و تقویٰ و عصمت
کی دھاک تمام گرد و نواح میں پہنچ گئی۔ لوگ ہمیشہ جوق در جوق آ کر آپ کی زیارت کرتے تھے۔ حضرت مریم کو صدیقہ
و مقدسہ جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے

اذ قالت امرأت عمران رب انی نذرت لك ما فی بطنی محررا فتقبل منی انك
انت السميع العليم فلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثى۔ واللہ اعلم

بما وضعت ولیس الذکر کالانثیٰ وانی سمیتہا مریم وانی اعوذھا بک و
ذریتہا من الشیطان الرجیم فتقبلہا ربہا بقبول حسن وانبتہا نباتاً حسنا و
کفلہا زکریا۔ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندھا رزقاً۔ قال یمریم انی
لک ھذا قالت ھو من عند اللہ۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ آل عمران رکوع
سیپارہ ۳۔ ترجمہ (مریم جب اپنی والدہ کے پیٹ (رحم) کریں تھیں حسب دستور یہود کہ پہلا بیٹا اکلوتا
رہبان وزاہد بنے اور بیت المقدس میں پرورش پائے) والدہ مریم عمران کی عورت نے خدا کے حضور میں التجا کی۔
کہ اے خداوند جو میرے شکم میں ہے بیٹے تیری نذر کیا اور تو اسے قبول کر تو سننے اور جاننے والا ہے جب
مریم پیدا ہوئیں تو والدہ مریم نے عرض کی کہ اے خداوند میرے تو لڑکی پیدا ہوئی۔ اور خدا کو معلوم ہے جو پیدا
ہوا اگر لڑکا ہوتا تو تیرے حضور اچھا ہوتا۔ میں نے اسکا نام مریم رکھا۔ میں شیطان ملعون سے اس کی اور اسکی
ذریت کے بارے میں پناہ مانگتی ہوں خداوند کریم نے اس نذر کو قبول کرلیا کہ یہ لڑکی لڑکوں سے بہتر ہے
مریم زکریا علیہ السلام کے سپرد کی گئیں جب زکریا محراب کے پاس آتا تو مریم کے پاس کھانا رزق پاکر دریافت کرتا
تھا۔ کہ اے مریم یہ طعام تمنے کہاں سے پایا۔ مریم نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ہے بتحقیق اللہ تعالےٰ
جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

ولادت مسیح علیہ السلام

پس حضرت مریم تبولہ اسی مسجد اقصیٰ میں بکفالت حضرت زکریا علیہ السلام رہیں اور عبادت الٰہی بجا
لاتیں یہاں تک کہ جوان ہوگئیں اور بارہ سال کی عمر میں پہونچیں خدا تعالیٰ نے اپنا ارادہ ازلی پورا کرنا
چاہا اور سرکش و مغرور یہودیوں کی سرکشی کو توڑنا چاہا اور انکی اصلاح کرنی چاہی تو یوں ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
حکم الٰہی سے حضرت عابدہ عابی بی مریم کو یہ آکر کہا :۔

واذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ اصطفٰک وطہرک واصطفٰک علیٰ نساء العلمین۔
یمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الرٰکعین۔ اذ قالت الملئکۃ یمریم
ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیہاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔
ویکلم الناس فی المہد وکہلاً ومن الصٰلحین۔ قالت رب انیٰ یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر

قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ كُنْ فَيَكُونُ

آل عمران سیپارہ ۳ - رکوع ۵ -

ترجمہ - جب فرشتہ وحی جبرئیل نے مریم کو کہا - کہ اے بتول محض اللہ تعالیٰ نے تم کو برگزیدہ کیا اور پاک کیا اور تمام جہان کی عورتوں سے تو برتر ہے - اے مریم اپنے رب کی عبادت کر اور سجدہ کر اور نماز و عبادت کرنے والوں کے ساتھ عبادت کیا کر - جب فرشتہ نے مریم کو کہا - کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم کو ایک نشانی کی بشارت دیتا ہے کہ تجھ سے ایک لڑکا نامی مسیح عیسیٰ پیدا ہوگا - وہ دنیا اور آخرت میں بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کے مقربین سے ہوگا وہ مائی کی گود میں لوگوں سے باتیں کریگا عمر پوری میں اور مرد صالحین سے ہوگا (مریم بتولہ نے اس عجیب بشارت پر تعجب سے کہا کہ اے رب میرا کیونکر لڑکا ہوگا مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا (نہ میری منگنی ہوئی اور نہ ہی شادی ہے جبرئیل نے کہا کر (بے خاوند کے لڑکا اللہ تعالیٰ دیگا) اسی طرح جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے - اللہ تعالیٰ جس وقت ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے پیدا کرنے کے واسطے تو اس کے لئے کہتا ہے ہو جا پس وہ چیز نمودار ہو جاتی ہے - اس سے آگے اللہ تعالیٰ اس مولود کی صفات بیان فرماتا ہے - کہ وہ لڑکا لوگوں کو کتاب حکمت - توریت اور انجیل سکھائیگا اور وہ بنی اسرائیل یہودیوں کی طرف رسول ہوگا (کیونکہ ان لوگوں نے دین موسوی میں تحریف و گڑبڑ کر دی ہے) اور اس سے معجزات واقع ہونگے - مٹی کی چڑیاں بنائیگا - اس میں پھونک دیگا وہ چڑیاں بحکم اللہ اڑ جایا کریگی - کوڑھی آدمیوں کو اچھا کرے گا - اندھوں کو بینائی اور مُردوں کو زندہ کرے گا ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے ◆

یہ پیدائش مسیح علیہ السلام بیت المقدس سے باہر جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے واقعہ ہوئی - جیسا کہ قرآن شریف کا فرمان ہے - اور پیدائش کے وقت بھی دوبارہ فرشتہ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور وہی کلمات فرمائے - جیسا کہ پیشتر فرما چکے تھے چونکہ اسوقت حضرت مریم تنہا اکیلی تھی اور دردِ زہ میں مبتلا جیسا کہ صفات خاص حق اس واسطے ایک گونہ تسلی خاطر بھی کرنی لازم تھی -

واذکر فی الکتاب مریم. اذ انتبذت من اهلها مکانا شرقیا ۔
فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا ۔
قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا ۔ قال انما انا رسول ربک
لاهب لک غلاما زکیا ۔ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر
ولم اک بغیا ۔ قال کذلک قال ربک هو علی هین ولنجعله اٰیة للناس
ورحمة منا وکان امرا مقضیا ۔ فحملته فانتبذت به مکانا قصیا ۔
فاجاءها المخاض الی جذع النخلة قالت یالیتنی مت قبل هذا
وکنت نسیا منسیا ۔ فناداها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربک
تحتک سریا ۔ وهزی الیک بجذع النخلة تسقط علیک رطبا جنیا ۔
فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا ۔ فقولی
انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا ۔ فاتت به قومها
تحمله قالوا یمریم لقد جئت شیئا فریا ۔ یاخت هارون ماکان
ابوک امرا سوء وماکانت امک بغیا ۔ فاشارت الیه قالوا کیف
نکلم من کان فی المهد صبیا ۔ قال انی عبد الله اٰتنی الکتاب وجعلنی
نبیا وجعلنی مبارکا این ماکنت واوصنی بالصلوٰة والزکوٰة مادمت
حیا (سورہ مریم پارہ ۱۶)

ترجمہ (اے نبی محمد صلعم) مریم کا حال کتاب میں سنا دے۔ جب وہ گھر والوں سے ایک مشرقی
مکان میں کنارہ ہوئی پس اس نے پردہ بنالیا۔ پس ہم نے اس کی طرف اپنی روح (روحی
جبرئیل) کو بھیجا جو اسکو پورا انسان ہو کر نمودار ہوا۔ مریم بولی میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں
اگر تجھے خدا کا خوف ہے۔ وہ بولا میں تو خدا کا فرشتہ ہوں تجھے ایک پاک لڑکا دینے کو آیا ہوں
مریم بولی مجھے لڑکا کیسے ہوگا۔ مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار رہی ہوں
فرشتہ نے کہا خدا کی شان ایسی ہی ہے خدا نے فرمایا ہے کہ یہ امر مجھ پر آسان ہے اور میں اسکو
لوگوں کے لئے نشانی قدرت اور اپنی رحمت بنانا چاہتا ہوں اور یہ کام ہوا ہوا ہے یا تب

(یعنی اُس کہنے کے متصل ہے وہ حاملہ ہوتی اور اُس حمل سے وہ دور کے مکان کی ہوئی۔ پس شکم درد زہ نے ایک درخت خرما کے تنہ میں پہونچایا اور مریم نے کہا کاش میں اس پیشتر مر جاتی اور بھولی بسری ہوتی۔ اُس کے نیچے کی جانب سے جبرئیل نے پکارا تو غم نہ کر۔ تیرے نیچے خدا تعالیٰ نے ایک نہر جاری کردی ہے تو اس تنہ کو ہلا۔ یہ تازہ کھجوریں گرائیگا اس میں سے کھا اور پانی پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو (اشارہ) سے کہدے کہ میں نے خدا کی نذر مانی ہے آج میں انسان سے کلام نہ کرونگی۔ پس وہ لڑکے کو قوم کے پاس لائی۔ یہود لوگ بولے۔ اے مریم یہ تو بہتان باندھ لائی۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی (پھر بغیر باپ کے یہ بچہ کہاں سے پیدا ہوا) مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کردیا۔ یہود بولے کہ ہم اس سے کیونکر کلام کرینگے جو گود میں لڑکا ہے۔ وہ لڑکا (حضرت مسیح) خود ہی بول اُٹھا میں خدا کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب دی ہے اور نبی کیا۔ جہاں میں ہوں مجھے مبارک کیا۔ اور مجھے وصیت کی جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں۔

نبوت حضرت مسیح علیہ السلام

جناب صدیقہ عابدہ بتول حضرت مریم نے ظاہر میں اور کو باطن مغرور و سرکش یہودیوں کے مطاعن سب و شتم محلہ والوں کی قیل و قال افترا و بہتان کو بڑے صبر و استقلال سے برداشت کیا۔ آپ کا دل ہمیشہ رنجیدہ رہا کرتا۔ آپ کی نظر ہمیشہ جھکی رہتی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جناب مسیح کو نبوت و معجزات عطا کئے تاکہ تہمت لگانیوالی یہودیوں کو راہ راست پر لاویں اور اُن کو اصلی دین حقیقی و شریعت موسوی سکھائیں اُنکے جور و ظلم سے عوام الناس کو چھڑائیں پس تیس سال کی عمر میں جناب اقدس نے توحیدی مشن جاری کیا۔ یہودیوں کو راہ حق بتایا۔ اور تمام تحریف و تبدیل تورات کو الگ کر دکھایا۔ سب سے اول مسیح پر وہ بی ایمان لائے۔ جنکو حواری کہتے ہیں وہ تعداد میں بارہ تھے اور وہ ایمان میں کامل بنے۔

(۱) فرمان الٰہی ہے وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (البقر)

بیٹے مریم کو ظاہر معجزے اور روح پاک کے ساتھ قوت دی۔
(۲) وجعلنا ابن مریم وامہ اٰیۃ واٰوینا ھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اُس کی ماں کو قدرت کی نشانی بنایا۔ ہم نے انکو زمین بلند اور جاری پانی کی طرف جگہ دی۔ (المومنون)
(۳) وقفینا بعیسی ابن مریم واٰتیناہ الانجیل وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافۃ ورحمۃ (الصف) ہم عیسی ابن مریم کو پیچھے لائے اور اُس کو انجیل دی ہم نے اس کے پیروؤں کے دلوں کے درمیان اُس کی شفقت اور مہربانی پیدا کر دی۔
(۴) انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القٰھا الی مریم وروح منہ (النساء پارہ ۶) سوائے اس کے کہ نہیں مسیح عیسی بیٹا مریم کا۔ اللہ کا پیغمبر ہے اور اللہ کا حکم ہے جو مریم کی طرف ڈالا گیا اور اُس کی طرف سے روح ہے۔
(۵) ومریم بنت عمران التی احصنت فرجھا (التحریم) اور مریم بیٹی عمران کی جس نے اپنی پاکدامنی کو بچایا یا عصمت برقرار رکھی۔
پس مذکورہ بالا آیات بینات سے جناب مسیحؑ کی ولادت۔ نبوت اور پاکیزگی ثابت ہوتی ہے اور جناب صدیقہ کی عصمت و پاکدامنی۔ مگر افسوس کہ کور باطن اور مشرک عیسائی جناب مسیحؑ کو نہ ہی معصوم اولوالعزم ثابت کرتے ہیں اور نہ ہی حضرت مریمؑ کو عصمت مآب۔ دیکھو انجیل مروجہ
پس جناب مسیحؑ توحید باری تعالیٰ کی منادی فرماتے رہے اور جو کچھ کہ پہلے نبیوں اور رسولوں نے احکام جاری کئے تھے اسی کو دہراتے رہے۔ جناب مسیحؑ کو معجزات دیئے گئے تاکہ ان کی شان نبوت برقرار رہے اور لوگوں کے عقاید باطلہ وخیالات فاسدہ معدوم ہو جائیں۔ مگر سرکش ومغرور یہودیوں نے جناب کو آرام نہ لینے دیا۔ جانی دشمن ہو گئے۔ قتل پر آمادہ ہوئے۔ کئی دفعہ آپکو بے سبب دشمنی کیا۔ مارا اور پیٹا۔ برابر تین سال تک جناب کو تکلیف دیتے رہے تو جناب کو رہنے کے لئے جگہ ملی اور نہ ہی پیٹ بھر کھانے کو

طعام۔ بھلا شادی وبیاہ کہاں کرتے۔ آخر آپکے حواریوں میں سے ایک حواری یہودا اسکریوطی یہودیوں کے ساتھ مل گیا اور تیس روپے لیکر رومی سپاہ کو مسیحؑ کا پتہ بتایا۔ اسوقت مسیح ایک باغ میں لوگوں کو توحید کی منادی کر رہے تھے کہ اتنے میں سپاہ آموجود ہوئی۔ یہودا اسکریوطی نے دور سے مسیحؑ کی طرف اشارہ کیا۔ معاً اشارہ ہی سے یہودا کی شکل بدل گئی اور لوگوں کی نظروں میں حضرت مسیحؑ نظر آنے لگا اور اُسی کو بعد فیصلہ صلیب دی گئی۔ پس اسی روز سے عیسائیوں نے اُسی جعلی مسیح یہودا کی پیروی شروع کی اور دھوکے میں پڑ گئے۔ علماء کے طومار کے طومار چھانٹ دیئے اور جعلی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ قرآن شریف نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کو نہ سولی دیا ہے اور نہ قتل کیا۔ سنو

وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم۔ وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ۔ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن۔ وما قتلوہ یقینًا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزًا حکیمًا + النساء سیپارہ ۶ رکوع ۲۲

ترجمہ۔ یہودیوں کا کہنا کہ انہوں نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول خدا کو قتل کیا۔ (غلط ہے) نہ ہی اسکو قتل کیا اور نہ ہی صلیب دی لیکن وہ شبہ میں پڑ گئے۔ اور وہ لوگ جو اسمیں اختلاف کرتے ہیں اسمیں ان کو شک ہے۔ ان کو کچھ بھی خبر نہیں صرف خیالی پلاؤ ہے اور یقیناً مسیح کو نہیں قتل کیا۔ لیکن اللہ تعالے نے اسکو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالے عزیز اور حکیم تھا۔

پس یہ ہیں سچے و حقیقی حالات جناب سیدنا مسیح علیہ السلام جن کی قرآن شریف نے نازل ہو کر شہادت دی اور لوگوں کو راہ شک و وہم سے چھڑایا جن لوگوں نے غور کیا۔ وہ تو راہ نجات پا گئے۔ باقی ظاہر بین تثلیث کے بندے ہمیشہ غلطان و پریشان رہے۔

فصل چہارم عقائد نصاریٰ بابت ولادت و نبوت مسیح علیہ السلام از مروجہ انجیل

(۱) ناظرین پر روشن ہو کہ جسطرح قرآن شریف نے ولادت و نبوت جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ کیا ہے نہ اُسمیں بھول بھلیاں نہ تثلیث نہ کوئی گورکھ دھندا بالکل اصل واقعات کو بیّن و ظاہر کردیا ہے۔ اس طرح عیسائی لوگ نہیں مانتے۔ بلکہ ان کی تمام اناجیل مختلف طور پر بیان کرتی ہیں۔ اسطرح پر کہ بی بی مریم علیہ السلام حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے خاندان سے تھی۔ مگر یہ گھرانا زہد و تقویٰ و تارک الدنیا ہو کر مفلس ہو گیا تھا۔ حضرت مریم علیہ السلام جب جوان ہوئیں۔ تو اس کے والدین نے ایک بوڑھے اسّی سال کے عمر نامی یوسف (ترکھان) نجار سے منگنی کردی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ہم بستر ہوئی وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ اس کے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تھا اسکی تشہیر نہ کرنی چاہی۔ اور ارادہ کیا کہ اس حاملہ بی بی مریم کو چپکے سے چھوڑ دے۔ وہ انہی اندیشوں میں تھا کہ یکایک خدا کے فرشتہ نے خواب میں اُس پر ظاہر ہو کر کہا۔ اے یوسف ابن داؤد (کیونکہ یہ بھی خاندان نبوت میں سے تھا) تو اپنی جورو مریم کو اپنے پاس رکھنے سے مت ڈر اس لئے کہ اُس کا جو حمل ہے سو روح قدس سے ہے۔ اور وہ بیٹا جنے گی تو اسکا نام یسوع رکھنا۔ کہ وہ اپنے لوگوں کو گناہ سے نجات دیگا۔

پس اسی طرح جو کچھ خدا نے نبی کی معرفت کہا تھا۔ وہ پورا ہوا کہ دیکھو

ایک کنواری حاملہ ہوگی) اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوئیل رکھا جائیگا۔ تب یوسف نے سونے سے اٹھکر جیسا کہ خداوند کے فرشتہ نے کہا تھا کیا اور اپنی جورو کو یہاں لے آیا۔ پھر جب تک کہ وہ اپنا پہلا بیٹا نہ جنی اسے نہ جانا۔ اور اس کا نام یسوع رکھا (دیکھو متی کی انجیل باب اول۔ آیات ۱۸ سے ۲۵ تک

(۲) انجیل لوقا۔ باب ا۔ آیات ۲۶ سے ۳۷ تک اسطرح لکھا ہے۔ جو انجیل متی سے بالکل مخالف ہے۔ چھٹے مہینہ میں جبرئیل فرشتہ خدا کی طرف سے جلیل کے ایک شہر میں جسکا نام ناصرت تھا۔ ایک کنواری پاس جو یوسف نام ایک مرد سے جو داؤد علیہ السلام کے گھرانے سے تھا۔ منسوب ہوئی تھی بھیجا گیا۔ اس کنواری کا نام مریم تھا۔ اس فرشتہ نے اُس پاس آکر کہا اے پیاری خدا کا سلام ہو تو عورتوں میں مبارک ہے وہ اسے دیکھکر اُس کی بات سے گھبرا کر سوچنے لگی۔ کہ یہ کیسا سلام ہے تب فرشتہ نے اسے کہا کہ اے مریم ۲ مت ڈر۔ کہ تو خدا کے پاس پیاری ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی۔ بیٹا جنے گی اور اسکا نام یسوع رکھے گی وہ بزرگ ہوگا۔ اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا اور ہمیشہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہی کرے گا۔ اور اس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی۔ تب مریم نے فرشتہ سے کہا۔ میں مرد کو نہیں جانتی ہوں تو یہ کیونکر ہوگا۔ فرشتہ نے اسے جواب میں کہا روح قدس تجھ پر نازل ہوگی۔ اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سایہ ہوگا۔ اس لئے وہ پاک فرزند جو تجھ سے پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا اور دیکھ تیری رشتہ دار خالہ زاد الیشبع کو بھی بڑھاپے میں بیٹے کا حمل ہے اور اُس کے حمل کا جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے کہ خدا کے آگے کچھ ناممکن نہیں (انتہےٰ) ۔

(۳) جب حضرت مسیح ؑ پیدا ہوئے تو بادشاہ ہیرودیس یہودی کے خوف سے

یوسف نجار (ترکھان) اپنی عورت اور فرزند یسوع کو لے کر بیت اللحم سے مصر کی طرف بھاگ گیا۔ کیونکہ بادشاہ نے نجومیوں سے سنا تھا کہ ایک لڑکے کی پیدائش سے تیری سلطنت جاتی رہے گی۔ سو وہ نوزاد بچوں کو قتل کرتا تھا۔ بعد فوت ہونے بادشاہ کے یوسف پھر مریم اور یسوع کو گدھی پر سوار کر کے یروشیلم کی طرف آیا۔ اور یسوع مسیح کا ختنہ کیا بموجب رسم یہود اور حضرت یحییٰ علیہ السلام (سینٹ جان) نے حضرت مسیح کو بپتسمہ دیا۔ اور جب سینٹ جان بپتسمہ دے رہا تھا۔ تو روح القدس کبوتر بن کر یسوع مسیح پر اتری۔ اور آسمان سے آواز آئی کہ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے اس سے میں بہت خوش ہوں (انجیل متی)

(۴) جب روح القدس سے یسوع مسیح بھر گیا۔ تو جنگل میں چالیس روزے رکھے اور شیطان اس کو اٹھا لے گیا۔ اور کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو ان پتھروں کو روٹی بنا دے + لیکن یسوع نے کہا کہ انسان صرف روٹی پر گذارہ نہیں کرتا بلکہ احکام الٰہی پر۔

(۵) شیطان اُس کو ایک بڑے مندر پر چڑھا لے گیا اور کہا کہ اگر تو سچا خدا کا بیٹا ہے تو اپنے آپ کو اس سے گرا دے لیکن یسوع نے جواب دیا کہ میں خدا کے ساتھ مخول نہیں کرتا۔ خدا آزمایا نہیں جاتا

(۶) پھر شیطان یسوع مسیح کو ایک بلند پہاڑ پر لے گیا۔ اور تمام خزانہ دنیا کے دکھا کر کہا کہ اگر تو مجھے خدا مانیگا میرا سجدہ کریگا تو میں تم کو تمام خزانہ شاہی دیدونگا۔ لیکن یسوع مسیح نے کہا کہ یہ لکھا ہے کہ تو صرف اکیلے خدا کی پرستش کریگا اور اسی کی عبادت بجا لائیگا پس شیطان نے یسوع مسیح کو ہر طرح آزما کر چھوڑ دیا اور وہ لوگوں کو مختلف معجزے دکھاتا رہا۔ (انجیل متی۔ لوقا۔ مرقس اور یوحنا)

نوٹ افسوس عیسائی لوگ کچھ بھی شرم و حیا نہیں رکھتے کہ جناب مریم علیہ السلام کو روح القدس جو رات کو مرد کی شکل میں بنکر ہم بستر ہوا ہو اسکا حمل قرار دیکر پھر خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ حالانکہ جسکا حمل ہوا اسی کا بیٹا کہلانا چاہیئے۔ یعنی ابن روح القدس + زیادہ آگے دیکھو + بیان ابن روح القدس۔

عیسائیوں کے ایمان کی حقیقت

(از مروجہ انجیل)

لوقا ۱۷ باب ۶ میں مسیح صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو تو جب تم اس توت کے درخت کو کہو کہ جڑ سے اکھڑ کے دریا میں لگ جا تو تمہاری ماننے گا۔

متی ۱۷ باب ۲۰ میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہونے سے پہاڑ کہنے سے چلتا ہے اور ہر ایک بات ہو سکتی ہے۔

ہم نہیں جانتے کہ حال کے عیسائی صاحبوں میں سے ایک آدھ بھی ایسا نکلے جو رائی کے دانہ کے برابر ایمان رکھکر کسی بیمار کو ہاتھ لگانے سے تندرست کر دے یا کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے چلا سکے یا کہنے سے درخت اکھاڑ ڈالے۔ اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان رکھنے والا عیسائی الٹی جوتی کو صرف کہنے سے سیدھا کر دے تو ہم جانیں یہ عمل تو یہ پولوسی فرقہ ہر ایک مذہب کے ایمان و عقاید پر اعتراض کرتا ہے۔

یوحنا ۱۴ باب ۱۲ میں یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ جو مجھپر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا اور ان سے بھی بڑھ کر کام کرے گا۔

اسپولوسی صاحبان کو لازم ہے کہ باوجود یسوع پر ایمان لانے اور اپنے ایماندار ہونے کے دعویٰ مسیح جیسے کام تو کر دکھاویں تاکہ انکے ایمان کی پرکھ ہو جاوے۔ اگر پولوسی صاحبان باوجود موجودگی ایمان کوئی بھی کرامت نہ دکھلا سکیں تو مذکورہ بالا آیت سے صاف معلوم ہوگا۔ کہ یسوع میں کوئی معجزہ نہ تھا۔ کیونکہ ایماندار عیسائی مسیح جیسے کام بلکہ اس سے بھی بڑے کام کر سکتا ہے جبکہ بڑے کام کرنے والے میں کوئی کرامت نہ ہوئی تو یسوع صاحب سے کس طرح کوئی معجزہ ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ مسیح کے معجزات کا ثبوت موجودہ عیسائی صاحبان اگر کوئی معجزہ دکھاویں تو ضرور یسوع صاحب کا فرمانا اور انکا صاحب معجزہ ہونا مان لینگے۔ بعدم کرامت عیسائیوں کے مسیح کا معجزہ بھی ثابت نہ ہوگا۔ فضل دین

ہمیں افسوس تو اس بات کا ہے کہ جو لوگ چوہڑے۔ سکھ۔ ہندو یا مسلمان وغیرہ عیسائی
ہوئے ہیں وہ کیوں نہیں بموجب یوحنا ۱۴ باب ۱۲ کے عیسائی ہونے سے پہلے
عیسائیوں کے ایمان اور کرامت دکھانے کا امتحان کر لیتے۔ اگر انکو واقفیت ہو تو شاد
ور غلانے والے سے پوچھ لیں کہ اگر تو مذکورہ بالا آیت کے مطابق ایماندار ہے تو ہمیں کرامت
دکھا۔ پھر ہمیں عیسائی بنا ورنہ نصیحت دینے والے سے کوئی پوچھتا ہے کہ تو جو مجھکو
ایماندار کہتا ہے تو پہلے ایمان کے ارکان و شرائط و صفات جو کہ ایمان کی علامات تمہاری
کتاب میں یسوع صاحب لکھ گئے ہیں اپنے آپ میں دکھا۔ ورنہ مجھکو بے ایمان نہ کر
ہمارے نزدیک جو چوہڑے چمار سکھ یا اور کوئی جو پڑھا لکھا بھی ہو عیسائی ہوتا ہے سب کی
نظر روٹی کپڑے اور دنیا کمانے کی طرف ہوتی ہے اگر ہماری بات کو جھوٹ تصور کریں
تو کوئی دو چار سال کا عیسائی ہی بتا دے کہ کیا سمجھکر عیسائی ہوا اور کیا ایمان حاصل کیا
اور کفارہ کیا چیز ہے اور مسیح کی الوہیت کی کیا حیثیت ہے اور نجات کس طرح ہوگی۔
اجی بتائیں گے کیا وہ تو صرف باورچی بن گئے اور کوٹ پتلون پھٹا پرانا مل گیا۔ چلو چھٹی ہوئی

ایک غلطی کی اصلاح

مخدوم بندہ۔ السلام علیکم

التماس ہے کہ انوار الاسلام نمبر ۲۳-۲۴ جلد ۷ میں جو تاریخ آپنے وفات
حسرت آیات مولوی کرم بخش صاحب مرحوم کی شائع فرمائی ہے۔ اس میں نیاز مند
کی یا کاتب صاحب کی غلطی سے آخر مصرعہ غلط ہو گیا ہے جس سے تاریخ ہجری
بحساب ابجد درست نہیں آتی۔ غرض پرداز ہوں کہ کسی آئندہ پرچہ میں اصلاح یوں
کر دی جاوے:- بہر تاریخ آج کہدو اہل دین غمگین ہیں

۱۳ ۔ ۲۴

راقم بندہ ابن صغیر فرخان چندہ بروی خریدار نمبر ۲۹۵۴

کریم بخش رحیم بخش [illegible] پرنٹر [illegible] کے اہتمام سے چھپکر مفید عام [illegible] شہر سیالکوٹ سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

جلد ۸ — نمبر ۵

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۶ء | پندرہ روزہ | مطابق ربیع الاول سنہ ۱۳۲۴ھ

ہمدردان اسلام

اور

عاشقان حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت
بابرکت میں نہایت ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ آجکل مختلف
مذاہب مختلف عقاید و فرق کی گھٹا ٹوپ اندھیری نے
دنیا میں ایک تہلکہ مچا رکھا ہے کہ جس سے حق و باطل میں
تمیز نہیں ہوتی۔ اسی غرض سے ہم نے یہ اسلامی رسالہ

انوار الاسلام نکالا ہوا ہے جس کا اعلیٰ فرض یہ ہے کہ مخالفین اسلام آریہ ہو یا عیسائی کے بیہودہ اعتراضات کا جو وہ آئے دن اسلام پر کیا کرتے ہیں نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دے۔ سو خدا کے فضل سے یہ رسالہ انوار الاسلام اس خدمت اسلامی کو پورا کر رہا ہے۔ اُمید ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اس رسالہ کو حرز جان بنائیں گے اور اس کی ترقی کو اپنا دین و ایمان سمجھیں گے۔ اور مولا کریم کے آگے ہماری یہ التجا ہے۔ کہ دنیا کا ہر ایک شخص انوار الاسلام کی اس نورانی شمع کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر اسلام کے نور سے مستفیض ہو اور اپنے دل کو منور اور جسم کو سراسر نور بنائے۔ اور ہماری یہی التجا ہے کہ اے مولا کریم! تو اس اسلامی صداقت کے آفتاب کو ہر ایک دل میں جگہ دے اور کفر و شرک کی ظلمت کو دلوں سے دور کر اور کل تاریکیاں اسلام کے نور سے مبدل کر۔ آمین

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۵ نمبر ۴ صفحہ ۱

رعیّت کا حق بادشاہ پر

بادشاہ رعیت کو امانت الٰہی سمجھے اور یقین جانے کہ میں صرف خدا کی طرف سے چند روز کے لئے اُنکا پاسبان مقرر ہوا ہوں۔ اور اُن کے یدونیک امن و آسایش کا ذمہ وار ہوا ہوں۔ بادشاہ عدل و انصاف کو کبھی اور کسی حالت میں ہاتھ سے نہ دے۔ غصہ اور خوشی میں یکساں انصاف کرے۔ خویشی و بیگانگی کا مطلق خیال نہ کرے۔ سب کے ساتھ یکساں منصف ہو۔ اپنی ذات کے ساتھ بھی انصاف کرنے سے نہ چوکے۔ رعیت کی خیر خواہی اور ہمدردی میں ہمہ تن مصروف رہے۔ اپنے تئیں تکلیف میں ڈالکر بھی رعیت کی آسایش کا فکر کرے اور اپنے دل میں غور کرے کہ صرف میری محنت اور تکلیف کے اٹھانے میں ایک جہان کو راحت و آسایش ہے اور میری غفلت اور سستی میں ایک دنیا کو دکھ اور تکلیف ہے پس ایک شخص کا تکلیف میں پڑنا بہتر ہے بہ نسبت

اس کے کہ سارا جہان مصیبت میں پڑے۔ جناب رسول کریم ؐ نے فرمایا ہے۔ کہ سید القوم خادمھم کہ جو کسی قوم کا سردار ہوتا ہے وہ سب کا خادم ہوتا ہے بادشاہ پر رعیت کی خدمت گذاری فرض ہے۔ منصف حاکم قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ کے نیچے ہوگا۔ اور ظالم بادشاہ رحمت الٰہی سے نہایت دور۔

آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ جو حاکم ایسی حالت میں مرگیا کہ اُس نے اپنی رعیت کی خیرخواہی نہ کی۔ اُس پر جنت حرام ہے۔

ایک حدیث شریف میں آپ ؐ نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن سب سے پیارا اللہ تعالیٰ کو حاکم عادل ہوگا۔ اور سب سے بڑھ کر دشمن بادشاہ ظالم۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے بادشاہ زمین میں ظل اللہ (سایہ خدا ہے) خدا تعالیٰ کا ہر ایک مظلوم بندہ اُس کی طرف پناہ پکڑتا ہے۔ پس اگر انصاف کرے اُسے اجر ہے۔ اور رعیت پر شکر واجب ہے۔ اور اگر ظلم کرے تو اس پر عذاب اور رعیت پر صبر۔

اور فرمایا۔ کوئی آدمی دو شخصوں میں کا فیصلہ نہ کرے۔ جبکہ غصہ کی حالت میں ہو۔

سائل کا حق

مسلمانوں پر سائل کا یہ حق ہے کہ اگر وہ بے ضرورت سوال کرتا ہو تو اُسے ایسے ذلت کے کام سے روکیں کیونکہ آنحضرت ؐ نے بے ضرورت سوال کرنے سے سخت ممانعت فرمائی ہے اور اُسے نہایت ہی ذلت اور کمینہ پن کا کام قرار دیا ہے۔

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے اُن کے مال میں سے اس لئے مانگے کہ اُس کا مال بڑھے وہ آگ کا انگارا مانگتا ہے تھوڑا مانگے یا بہت۔

اور حتی الامکان سوال نہ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص سوال کرنے سے بچے خدا اُسے ذلت سے بچا لیتا ہے۔ جو شخص بے پرواہ ہونا چاہے۔ خدا اُسے بے پرواہ کر دیتا ہے۔ جو شخص صبر کرنا چاہے۔ خدا اُسے صابر بنا دیتا ہے۔ سچ ہے۔ کہ صبر سے زیادہ اچھی اور وسیع نعمت کسی کو عطا نہیں ہوئی۔

اور پھر فرمایا کہ سوال کرنا بمنزلہ زخم کے ہے جس سے انسان اپنے چہرہ کو زخمی کرتا ہے۔ سوال وہی کرنا چاہیے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔

اور پھر فرمایا۔ کہ سب سے بڑا خزانہ قناعت اور دولتمندی دل ہی کی دولتمندی ہے تونگری بدل است نہ بمال۔

ضرور ہے کہ سوالی کو سوال کرنے کی ذلت سے بچا کر کسی محنت اور پیشہ کی طرف راغب کریں آنحضرت صلعم سوال کرنے کو بہت برا سمجھتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ کسب کیا کرو کسب ہی میں برکت ہے۔

اور فرماتے کہ کوئی شخص اس سے بہتر کھانا نہیں کھا سکتا۔ کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے۔ حضرت داؤد پیغمبر (باوجود بادشاہ ہونے کے) اپنے ہاتھ ہی کی کمائی کھایا کرتے تھے۔

اور فرمایا۔ کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی محنت سے لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آتے اور اس کو بیچ ڈالے اور اس سے خدا اس کی آبرو محفوظ رکھے۔ تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے جو اسکو دیں یا نہ دیں اور سوال کی ذلت سے چھڑانے کا آنحضرت صلعم کو یہاں تک خیال تھا۔ کہ بسا اوقات سائلوں کو نفس نفیس محنت اور پیشہ کی طرف راغب کر دیا کرتے۔ اور یہی قوم کی ترقی کا بڑا گہرا راز ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری آنحضرت صلعم کے پاس آیا اور کچھ مانگنے لگا آپ صلعم نے پوچھا۔ کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں اس نے کہا کیوں نہیں؟ ایک چھوٹی کملی ہے جسکو تھوڑا سا اوڑھتا اور تھوڑا سا بچھاتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں آپ نے فرمایا۔ کہ وہ چیزیں میرے پاس لے آ۔ وہ دونوں چیزیں آنحضرت صلعم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ صلعم نے ان کو ہاتھ میں لیکر فرمایا۔ کوئی ہے جو ان دونوں کو خریدتا ہو۔ ایک شخص نے کہا۔ میں ایک درہم کو لیتا ہوں آپ نے فرمایا (دو یا تین دفعہ) کوئی ہے جو ایک درہم سے زیادہ دے سکتا ہو۔ ایک شخص نے کہا میں دو درہم کو لیتا ہوں آپ نے دونوں چیزیں اس کو دیدیں اور دو درہم اس سے لیکر انصاری کو دیئے۔ اور فرمایا کہ ایک

درہم کا کھانا لے کر اپنے گھر پہونچا دے اور ایک درہم کی کلہاڑی خرید کر کے میرے پاس لے آ۔ جب کلہاڑی لے آیا۔ تو آپ نے ایک لکڑی ٹھوک دی۔ پھر فرمایا کہ جا لکڑیاں کاٹ اور بیچ۔ اب سے پندرہ دن تک میرے پاس نہ آیو وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کر بیچنے لگا۔ جب آنحضرت صلعم کی خدمت بابرکت میں دوبارہ حاضر ہوا۔ تو اس کے پاس دس درہم جمع ہو گئے تھے۔ اس نے کچھ درہموں کا کپڑا لیا۔ اور کچھ درموں کا کھانا مول لیا۔ رسول اللہ صلعم نے اس سے فرمایا۔ کہ یہ کام تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن آئے اور تیرے چہرہ پر سوال کا داغ ہو۔ سوال کرنا تین آدمیوں کے سوائے کسی کو جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جو سخت محتاج ہو۔ ایک وہ جس کے ذمہ تاوان ہو۔ تیسرا وہ جس کی گردن پر خون بہا ہو۔ جو عام طور پر تکلیف دہ ہوتا ہے۔ باقی آئندہ

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب انوار الاسلام شہر سیالکوٹ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ براہ مہربانی مندرجہ ذیل سطور رسالہ میں درج فرما کر خاکسار کو مشکور فرماویں۔ خاکسار محمد حسین از سیا نمبر چھاونی۔

ویدک تعلیم کا فطرتی ضروریات کیلئے ناکافی ہونا

یوں تو ہمارے آریہ سماجی مہاشے گن جو دیا نند جی کو ان کے حکم اور منشا کے خلاف مہرشی اور بانی آریہ سماج ملتے ہیں۔ اور ان کے بہت سے گن گاتے ہوئے ان کی کوششوں کو جو کہ انہوں نے ویدک تعلیم کے پھیلانے اور اس پر عملدرآمد کرنے کی کی ہیں بڑی عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ہر ایک اتوار کو ڈھولکی طبلہ وغیرہ لیکر سماج رچا کر بھجن وغیرہ گا کر

ف ۱ سیانمبر کے ایک غیر معمولی جلسہ میں جو شرمان جگدمبا پرشاد صاحب نو مسلم عبدالعزیز صاحب مصنف ترک ویدزم کے لکچر کے جواب دینے یعنی انکے ان اعتراضوں کے جواب کیلئے جو انہوں نے

بہت سے نوجوانوں کے دلوں کو مسخر کرنے کے بہت بہت سے وسایل مہیا کرکے اُن کے
دلوں کو اپنے سماج کا گرویدہ کر لیتے ہیں مگر جہانتک ہمارا خیال ہے اور ہم نے تجربہ کرکے دیکھا ہے
ان سماج نشینوں میں ایسے آریہ بہت کم بلکہ معدوم کا حکم رکھتے ہیں جو کہ سماج کے ممبر ہو کر آریہ سماج
کے سدھانت کی کما حقہٗ تو الگ بات ہی موٹی موٹی سی باتوں پر عملدرآمد کرتے ہوں عوام کا تو ذکر
جانے دیجئے وہ تو کسی میں بھی نہیں یعنی نہ ۲ میں نہ ۳ میں بلکہ آپ بڑے سے بڑے ہیٹ والی
آریہ کو لے لیجئے وہ بھی ہرگز ہرگز آریہ سماج کے بانی کے بیان کئے ہوئے ویدک احکام کی جو
اُن کے فہم میں وید سے استنباط کرکے لکھے گئے ہیں عامل نہیں ہیں ہیں ہم بات کے ماننے
کو تو تیار ہوں کہ باریک باریک حکموں پر ہر ایک کو دمہ کا چلنا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے مگر وہ احکام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) سوامی جی دیانند مہاراج کی کتاب ستیارتھ پرکاش وغیرہ سے نکالکر پیش کئے
تھے اپنے بیانیہ کے لکچر میں یعنی یہ کہ ایک جگہ سوامی جی فرماتے ہیں کہ "ایشور کو تینوں زمانوں کا (یعنے ماضی
مستقبل و حال) بھاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۳ کیونکہ زمانہ ماضی وہ ہی
جو ہو کر رہے اور مستقبل وہ ہے جو نہ ہو کے ہووے (یعنے پہلے سے نہو مگر بعد میں ہووے) اور دوسری جگہ
فرماتے ہیں کہ پرمیشر تری کالی درشی (ہر سہ زمانہ (ماضی مستقبل یا حال) کا جاننے والا ہے) بھومکا صفحہ ۵ غرض اس اس قسم
کی بہت سی متضاد باتیں بیان کرکے جواب کے لئے آریہ پرشوں کو توجہ دلائی تھی اور ہیڈ ماسٹر لالہ کھنیا لعل
نے اُسیوقت کھڑے ہو کر کہا تھا کہ کل ہم جواب ان باتوں کا دینگے۔ دوسرے دن جب اُنکے سماج میں ہم لوگ
مسلمان جواب سننے کے لئے گئے تو بجائے اسکے اُن باتوں اور اعتراضوں کا معقول جواب دیا جاتا۔ صرف
باتیں اودھر اودھر کی کرکے وقت ضایع کیا گیا اور اُسی لایعنی لیکچر میں سکرٹری آریہ سماج میانیہ نے اول تو
اپنے بہت سے تعریف کی اور بعد اس کے سوامی جی کی تعریف ان الفاظ میں کی کہ سوامی جی کی ہرگز منشا اور
خواہش نہ تھی کہ اُنکو گرو بنایا جاوے وغیرہ مگر افسوس کہ سوامی جی کے نافرمان چیلوں نے نہ صرف اُنکو گرو بنایا بلکہ رشی
اور مہرشی بھی بنا دیا اور خصوصاً ۱۰ انمبر بھی تحریر کرتے ہیں جس کا مطلب ہی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ اگر آریہ دیا سمجھا

دیوے تو اچھا ہوگا۔ حاشیہ در حاشیہ۔ ہو کر نہ رہے اور نہ ہو کے ہووے سے ثابت ہوا کہ نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے مگر خود
یہ اقرار کیکے پھر بھی سوامی جی اور اُن کے چیلے اس سے منکر ہیں۔ فتدبر۔ منہ

جو ہمارے روزمرہ کے کام میں آتے ہیں اُن سے بھی اگر ہم چشم پوشی کریں تو حیف ہے ہماری حالت پُرملالت پر آریہ مہاشے کہیں یہ خیال نہ فرماویں کہ بندے ایک بیجا نکتہ چین کی شکل میں اپنی آپ کو ظاہر کرنا چاہا ہے۔ یا بیجا نکتہ چینی کے لئے قلم اُٹھائی ہے۔ میرے نزدیک ہرگز یہ بات نہیں اگر نہ آپ لوگ اس خیال کو گوشۂ دل میں جگہ دیویں۔ کیونکہ میرے نزدیک بیجا نکتہ چینی کرنا پکشپاتی (متعصبی) کا کام ہے اور کہ میرے نزدیک موقعہ اور محل پر بات چیت کرنا اور بھول چوک پر عملاً ویدک سدھانت کے (against) اگینسٹ (برخلاف) چلنے والے کے وجود اور کارروائی سے سماجی مہاشوں کو آگاہی دینا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ آریہ سماج جو کہ سوامی جی کے دھن باد کہنے والے اور وید کو ست ودیاؤں کی پستک سمجھ کر بغل میں دبائے ہوئے ست کے گرہن کرنے اور اسَت کے تیاگنے کو ظاہر کرنے کے مدعی ہیں اُن کے امتحان لینے کا یہ ایک صریح وقت اور موقعہ ہے۔

آریہ سماج کے لکچرار اور اُپدیشک اپنے اپنے لکچروں اور اپدیشوں میں وید کو انسانی فطرتی ضروریات کے لئے کفیل ہونا اس شد و مد سے بیان فرماتے ہیں کہ گویا تجربتاً اُنہوں نے اُسکا انسانی فطرت کے قانون کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کر کے دیکھ لیا ہے مگر جہاں تک ہمارا خیال ہے اور تجربہ ہوا ہے اُس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وید کی تعلیم اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ آریہ مہاشے اُس پر عملدرآمد کر سکتے ہی نہیں۔ مثلاً وید کی تعلیم یہ ہے کہ " **اہنسا پرمو دھرما** " یعنی دھرم یہ ہے کہ کسی جیو کو دکھ نہ دیا جاوے۔ اور اُس کی **تفصیل** سوامی دیانند جی مہاراج بانی آریہ سماج نے بھومکا میں یوں کی ہے کہ **اہنسا** کسی جاندار کو بالکل ہی کبھی ایذا نہ دینے کو کہتے ہیں " بھومکا صفحہ ۱۰۹۔ اُن پاپوں کو جو بےخبری یا غفلت میں ہنسا کی وجہ سے ہونے میں چھوڑ کر ایذا اور پاپ سے خالی اہنسا کے دھرم کو اختیار کرنا چاہئے " بھومکا صفحہ ۱۰۹ " ہمیشہ ایسی بات کہی جس سے جانداروں کی بہبودی منظور ہو اور ایسی بات کبھی نہ کہے جس سے جانداروں کو نقصان یا ضرر پہونچے۔ اگر ایسی بات کہی جاوے جس سے جانداروں کی فنا یا تباہی ہی منظور ہو تو اُسے سچ نہیں کہہ سکتے ایسا کرنے سے پاپ ہی ہوتا ہے " بھومکا صفحہ ۱۰۹۔ ہر جاندار چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ جسم کے ساتھ

قائم رہیں یعنی کبھی نہ مریں اور یہ عالم و جاہل ادنیٰ سے ادنیٰ جانوروں میں برابر پایا جاتا ہے“ بھومکا ۱۱۸۔

ان سب مذکورہ بالا احکامات کا نتیجہ ہے جو آریہ مہاشے بکری اور گائے کے ذبح کرنے سے روکتے ہیں اور گوشت خوری کو عیب اور مہاں پاپ مانتے ہیں اور سنسکار ودھی مصنفہ پنڈت دیانندجی مہاراج کے دیکھنے سے ان احکامات کا پایہ کسی قدر بعد بھی وسیع ہو جاتا ہے۔ جہاں لکھا ہے کہ ”چلتے وقت دیکھ دیکھ کر قدم دھرے تاکہ کوئی کیڑا پتنگا نہ مر ڈالے۔ اور ہمیشہ کپڑے سے چھان چھان کر پانی پیوے“۔ سنسکار ودھی ص ۱۹۵۔

اگرچہ آریہ سماج کے ممبروں نے گائے اور بکری کے ذبح نہ کئے جانے کے بارے میں ان احکامات پر کسی قدر عملدرآمد کرنے میں فراخ حوصلگی سے تو کام لیا ہے مگر چونکہ مذکورہ بالا احکام میں جاندار اور جانور کے الفاظ ظاہر کرنے میں کہ نہ تو کسی آدمی کے نقصان پہونچانے کا کام زبان اور ہاتھ سے کیا جاوے اور نہ کسی جانور کیڑے مکوڑے پتنگے درخت وغیرہ وغیرہ کا۔ مگر بحیثیت جہاں تک غور کی نظر دوڑا کر دیکھا جاتا ہے تو صاف عیاں ہوتا ہے کہ یہ احکام اس قسم کی سختی اپنے اندر رکھتے ہیں کہ سماج کے ممبر اس پر چلنے سے عاری ہیں اور نہ تو اور بلکہ سوامی جی نے خود اس پر عملدرآمد نہیں کیا۔ چونکہ وید کا حکم ہے کہ ایسی بات نہ کہی جاوے کہ جس سے جانداروں کی فنا یا تباہی ہو اور نہ ایسی بات کہو جس سے جانداروں کو نقصان یا ضرر پہونچے وغیرہ وغیرہ جیسا کہ اوپر نقل احکامات ہو چکے ہیں تو اس سے سماجی ممبروں کا اور سوامی جی مہاراج کا فرض تھا کہ کسی مذہب کے پیشوا پر ناجائز حملہ نہ کرتے اور نہ اُن کے مذہب کی عیب گیری کرتے نہ انکو ضرر یا نقصان پہونچاتے۔ کیونکہ وید کا فیصلہ ہے کہ ”ایسا کرنے سے پاپ ہی ہوتا ہے“۔ بھومکا ص ۱۹۰۔

پس سخت افسوس کی بات ہے کہ ایسی بات کو پاپ مان کر پھر خود ہی اُس پاپ کو سیٹھا اور اکٹھا کیا جاتا ہے۔ پھر یہ حکم کہ چلتے وقت دیکھ دیکھ کر چلے اور پانی ہمیشہ چھان چھان کر پیوے۔ اگرچہ اس پر عملدرآمد ہونا تو کسی قدر ممکن ہے کہ چلتے وقت دیکھ دیکھ کر قدم دھرے مگر پانی کی چھان سے کیسے پانی کے کیڑے ہلاکت سے محفوظ رہ سکتے ہیں سامل تو ان کا

چھاننے سے نکلنا مشکل امر ہے اور بفرض محال نکلے تاہم وہ ہلاک ضرور بضرور ہونگے۔ کیونکہ اُن کی پانی میں زندگی ہے اور انکا جسم در اصل پانی کا ایک جزو ہے۔ پس یہاں پر مذکورہ بالا احکام کیسے سخت اور کٹھن معلوم ہوتے ہیں جو فطرت کے بالکل برخلاف ہیں کیونکہ فطرت کی خاطر نے پانی پر انسان کی زندگی کی بنیاد رکھی ہے اور وید کہ آگیا ہے کہ ایسی بات اور کام نہ کرے جس سے جانداروں کی تباہی اور فنا ہو تو یہاں پر اب اگر فطرتی ضرورت کو پورا کیا جاوے تو وید کی آگیا پالن سے محروم ہو گیا اور وید آگیا پالن کے تو فطرتی امور میں فیل ہو کر جان سے گیا گذرا ہونا پڑتا ہے۔ بہر کیف یہاں پر یہ بات پورے طور پر اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ویدک تعلیم انسان کی فطرتی ضروریات کے خلاف لیجانے کی تعلیم دیتی ہے آگے چلئے اور بھی سُن لیجئے اور پڑھ لیجئے کہ ہوا میں کسقدر کیڑے ہیں جو کہ ہمارے سانس کے لینے سے ہزار در ہزار ہلاک و تباہ ہو کر ہم کو پاپی بناتے ہیں ایسا ہی آگ کے ذریعہ یعنے آگ جلانے اور روٹی پکانے سے جس قدر تباہی اور ہلاکت لازم آتی ہے یہ اپنے تعداد میں اسقدر مقدار رکھتی ہے کہ اکونٹ فار یعنی حساب میں نہیں آ سکتی۔ پھر گوشت تو اس لئے چھوڑا کہ جیو ہتیہ ہے مگر سبزی بھی جیو ہتیہ ہے۔ کیونکہ لکھا ہے "جو شخص بذریعہ جسم کی چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بد کام کرتا ہے اُس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں جاتا ہے"۔ اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۸ تک اس سے صاف ظاہر ہے کہ سبزی بھی دراصل انسان ہی تناسخ سے مسخ ہو کر بن گئے ہیں اور اس طرح انسان کا سبزی کھاتا یا گوشت کھانا دراصل ایک بات ہی بلکہ سبزی کھانا اور پانی وغیرہ پی کر گوشت کا انکار کرنا اور اُسکو جیو ہتیہ جاننا ایسا ہے جیسا کہ مچھر کا چھوڑ دینا اور اونٹ کا نگل جانا۔ کیونکہ ایک بکری یا گائے کے ذبح ہونے سے بہت سے آدمی گوشت کھا سکتے ہیں مگر ایک سبزی کے درخت سے مثلاً پالک کے ساگ کو لے لیجئے یا میتھی کے ساگ کو اس کے ایک درخت میں کچھ نہیں بنتا۔ اور ایسا ہی ایک بوند (قطرہ) پانی میں ثابت کیا گیا ہے کہ بہت سے کیڑے ہوتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ پانی کی ایک بوند سے کچھ نہیں بنتا تو اب جبکہ پانی سے ہزاروں جانور اور سبزی نے ایسے ہی ہزاروں

جانداروں کو ہلاک اور تباہ کر دیا گیا تو کیا اونٹ کا نگلنا اور مچھر کے چھوڑنے والا معاملہ نہیں ہوتا ہے؟ اور پھر جبکہ درخت کے پتے اور پھول پھل وغیرہ کھا لئے جاتے ہیں اور گائے بکری کا دودھ۔ دہی۔ مکھن۔ گھی وغیرہ ہضم کر لیا جاتا ہے اور چمڑے کی جوتی پہن لی جاتی ہے تو گوشت میں کیا گھس جاتا ہے کہ اس کے کھانے سے زیادہ پاپ ہو جاتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا ہدایات گوشت خوری کے برخلاف پیش کی جا سکتی ہیں یا تو سبزی کے برخلاف بھی تو پیش ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ اس میں درخت یا حیوان کہکر علیحدہ اسکو نہیں کیا گیا۔ بلکہ صرف جاندار اور جانور کا استعمال کیا ہے جس سے بموجب مسئلہ تناسخ مسلمہ آریہ صاحبوں کے درخت سبزی چرند پرند انسان حیوان وغیرہ سب لئے جا سکتے ہیں جیسا کہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۳۳ کی عبارت میں دکھایا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب وہی انسان بسبب اعمال بد کے کوئی گائے بکری بن گیا اور کوئی درخت وغیرہ بن گیا تو جیسا کہ گائے بکری کا کاٹنا ویسا ہی درخت کا کاٹنا کیونکہ روح میں کچھ فرق نہیں روح سب میں چیتن ہے۔ ہاں اتنا فرق تو ضرور ہوا کہ انسانی جسم کی چونکہ اشرف المخلوقات ہے ایسی حفاظت اور پالن اور رکھوالی نہیں ہوتی جیسے کہ اس کی اس حالت میں ہوتی ہے جبکہ وہ بذریعہ جسم کی چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت کرے یا نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بدکام کرنے کے سبب۔ انار۔ ناخ۔ انگور۔ کشمش۔ سنترہ۔ لیمو۔ کیلا۔ اخروٹ۔ آم وغیرہ وغیرہ میوہ جات کے درخت اور گلاب۔ بیلا۔ چنبیلی۔ سوسن۔ گیندا۔ یاسمن۔ نرگس وغیرہ وغیرہ اعلےٰ درجہ کے پھولوں کے درخت بنے۔

ناظرین غور کر سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کی سزا ہوئی کہ الٹی اعلےٰ درجہ کی حفاظت ہوتی ہے اور خاصکر ان پھولوں کے درختوں اور میوے کے درختوں کی جو ریلوے سٹیشنوں پر اور باغوں میں ہوتے ہیں کہ ان کے واسطے خاص خاص مالی و رکھوالے رکھے جاتے ہیں اگر پرمیشر ایسے بدکاروں کو اسی قسم کی سزا دیا کرتا ہے تو منصف تو خوب ہوا۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ انسان کا جسم مرنے کے بعد زمین میں دابنے یا آگنی کنڈ میں ڈالنے کے سوا اور کچھ کام نہیں آتا۔ مگر درختوں کے پتے اور شاخیں اور کھال اور لکڑی وغیرہ وغیرہ سب کام میں آ جاتے ہیں

مثلاً ایک کیکر کے درخت کو ہی ملاحظہ فرمایا جاوے تو اُس کا وجود ہی کیسا مفید اور کار آمد ہے گوند۔ کھال۔ پھول وغیرہ سب کام آجاتا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ ایک ڈاکٹر نے جریان منی کے واسطے صرف تین چیزیں شکر میں ملا کر کھانے کو مفید بتلایا ہے یعنی کیکر کے پھول۔ کیکر کا گوند۔ کیکر کا پوست ہر سہ ہموزن لیکر باریک پیس کر ہموزن شکر سفید ملا کر کھانا مفید ہے۔ ایسا ہی نارنگی کو لیجئے کہ پھل کھایا جاتا ہے اور چھلکے کا ٹنکچر انٹیاتی اور سیرپ انٹیاتی وغیرہ بنتا ہے۔ علٰے ہذا القیاس تمام درختوں اور جڑی بوٹی کا یہی حال ہے اور یہ سب نعمتیں بدکاری کا نتیجہ ہیں کیونکہ اگر بدکاری نہ ہوتی تو یہ ایسے اعلےٰ درجہ کی مفید اشیا کا ملنا معدوم کا حکم رکھتا ہے۔ خیال فرمانا چاہئے کہ یہ کس قسم کی سزا ہوگی۔ اگر اس قسم کی سزا کسی کو گورنمنٹ کی طرف سے ملے یعنے مثلاً کوئی آدمی کسی کی عورت سے زنا کرے یا کسی نیک آدمی کو قتل وغیرہ کر دے اور گورنمنٹ اُسکو ایک بہت عمدہ باغ عطا کر دے یا اُسکو کوئی ایسا بڑا عہدہ دیدے کہ اُس کے وجود سے بہتوں کو فائدہ پہونچے تو ہم نہیں خیال کر سکتے۔ کہ آریہ سماجی گورنمنٹ کے اس فعل کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور خیال کریں کہ گورنمنٹ نے انصاف کیا بلکہ صاف طور پر یہی الزام لگائینگے کہ سخت درجہ پر بے انصافی کی گئی ہے مگر وید مقدس کی بیان کی ہوئی ایسی ایسی سزائیں جو پرمیشر جی دیتے ہیں وہ سراسر انصاف سے مملو ہیں پھر یہ بھی غور طلب امر ہے کہ جس حالت میں جیو کو دکھ دینا پاپ ہی۔ اور تمام کرموں کا پھل ملے گا خواہ وہ بھول و نر بھول سے ہوا ہو یا دیدہ و دانستہ (دیکھو کلیات آریہ مسافر در بیان ثبوت تناسخ صفحہ ۵۴) تو اس صورت میں تو ہر ایک آریہ کو چاہئے تھا کہ گھوڑے بگھی وغیرہ پر چڑھنا چھوڑ دے تاکہ جیو ہنسیہ سے بچے۔ مگر یہ بات ہونا بھی بڑی کٹھن ہے کیونکہ گھوڑی وغیرہ پر چڑھنا تو الگ رہا فٹ بال اور کرکٹ کھیل کھیل کر ہزاروں جانداروں کو تباہ کیا جاتا ہے اور ویدک احکام بھول جاتے ہیں پھر اور غور فرمائیے۔ کہ سوامی جی نے ویدک حکم کے بموجب برہمچریہ کرنے کے بارہ میں تاکید شدید کی اور اس کے فوائد بھی بیان کئے مگر نیوگ کے بیان میں ہم کو ایسے سبق پڑھائے کہ اول تو یہ شرط نہیں لگائی کہ نیوگ وہی کر سکتا ہے جو کہ برہمچاری رہا ہو۔ اور دوسرے اقرار کیا۔ کہ ایشور کے سلسلہ

کے بیانات کے مطابق عورت اور مرد کا فطرتی عمل ترک ہی نہیں ہو سکتا۔ ستیارتھ صفحہ ۱۴۹۔ ہم
حیران ہیں کہ جب فطرتی عمل ترک نہیں ہو سکتا تو برہمچریہ کیسے ہو سکتا ہے اور جبکہ انسان کو فطرتاً
ایسے قویٰ فطرت کی خاطر نے دیئے ہیں تو انکو ایک بیہودہ طور پر روکنا گویا فطرت کے فاطر
پر یہ جتلانا منظور ہے کہ اُس نے یہ کام لایعنی کیا ہے۔ ہمارے خیال میں نہیں آسکتا کہ جبکہ فطرت
کے فاطر نے ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان عقل دماغ وغیرہ وغیرہ قویٰ اور قوتیں اسی لئے
کام میں لگائیں کہ وہ اپنے اپنے محل اور موقعہ پر چسپاں ہیں۔ اور عورت اور مرد کا نیچرل
تعلق بھی ایسا ہی پیدا کیا ہے تو کیوں اُس تعلق کو بیہودہ طور پر رد کرنے کا حکم دیا جاتا ہے
کیا یہ فطرت کے فاطر کی اس بات کے ثابت کرنے کے لئے بتلایا گیا ہے کہ یوں نہیں بلکہ
یوں کرنا چاہئے تھا کہ بعض افراد کو مرد پیدا کیا جاتا اور بعض افراد کو قوت مردی اور رجولیت اور
عضو مردی سے بے نصیب کیا جاتا۔ غرض برہمچریہ کرنے اور سکھانے والا اپنے عملی نمونہ سے
یہ دکھلانا چاہتا ہے کہ یہ فضل پرمیشر کا اُس کی ذات کے لئے عبث ہے اور فطرت کے
فاطر کو چاہئے تھا کہ وہ عضو اُس کے جدا رکھتا۔

پھر ایسا ہی یوں تو سماجی مہاشے وید وید گاتے ہیں اور اُسکو سب ودیاؤں کی پستک
بنا کر انسان کی تمام ضروریات کی جامع ٹھیراتے ہیں مگر جب ایسا وقت آتا ہے کہ جس میں
اُن کی اس ڈھنگ کا امتحان لیکر اُن کے زبانی عقائد کا عملی رنگ میں نمونہ دیکھا جاوے تو اُس
وقت اس قسم کی لغزش ظہور میں آتی ہے کہ جس سے صاف طور پر ترشح ہوتا ہے کہ وہ خود اصل
وید کو اس قابل نہیں پاتے کہ وہ اُن کی فطرتی ضروریات کے لئے مکتفی ہو۔ جس قدر آریہ مہاشے
ہیں بجز چند ایک معدودے مہاشوں کے سب کے سب سناتن دہرم سے اس لئے اُٹھ کر
آریہ بن ویدک دھرم کی شرن میں آئے ہیں۔ کہ اُس میں پتھر پرستی ہوتی ہے نیز اور اور کئی
طرح کی بہت سی خرابیاں ہیں مگر جب یہاں یعنی آریہ سماج میں داخل ہو کر کوئی ایسا موقع آ
جاتا ہے کہ اُس میں سماجی دھرم اُن کے لئے کوئی ایسا حکم لگاتا ہے جو اُن کی فطرت نہیں
منظور کرتی تو پھر فوراً کوئی تو اُن میں سے اپنے بیزار شدہ سناتن دھرم کی شرن میں آ کر
اُسکو پورا کرنا چاہتے ہیں اور کوئی ایسا پہلو اختیار کرتے ہیں کہ جو نہ آریہ دھرم کے مطابق

ہوتا ہے اور نہ سناتن دہرم کے بلکہ وہ ایسے لوگوں کے نقش قدم پر ہوتا ہے جنکو وہ سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور شودر اور ملیچھ وغیرہ کہتے ہیں۔

چونکہ ہمارے یہاں سیالکوٹ چھاؤنی میں دو واقعات اسی قسم کے ہوئے ہیں جنکی کارروائی ہمارے اس مضمون سے تعلق رکھتی ہے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کا کسیقدر حال لکھ دیں مگر ہم بعض وجوہات سے نام† لکھنا پسند نہیں کرتے صرف ان کے گذشتہ عہدوں کا ذکر کرکے ان کے وجود کا پتہ دیتے ہیں ایک تو ان میں سے پریزیڈنٹ اور ایک سکرٹری رہ چکے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ ان دونوں بیچاروں کی استریاں بقضائے الٰہی دار فانی سے دار ملک بقا کی طرف رحلت کر گئیں سو اب چونکہ ویدک حکم کے بموجب ان کے لئے دوسری عورت کو بطور زوجہ اپنے گھر میں بسانے کا کوئی حکم نہیں ہے اس لئے یہ دونوں معزز عہدداروں نے اس موقعہ پر سخت ٹھوکر کھائی۔ کہ اول الذکر نے تو ایک اکشت یونی استری (باکرہ عورت ہی) سے منگنی کر لی ہے اور بیاہ عنقریب ہونے والا ہے جو کہ آریہ دہرم جس کو ویدک مذہب سے منتخب کرکے سوامی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں درج کرکے عملدرآمد کرنے کے لئے ہدایت فرمائی ہے صریحاً برخلاف ہے جیسا کہ ہم آگے چلکر ثابت کرینگے اور موخر الذکر نے ایک بال ودھوا استری سے جو غالباً اکشت یونی (باکرہ عورت) استری تھی پنر وواہ (مکرر شادی) یعنے بیاہ کر لیا ہے جو کہ بالکل آرین ویدک اصول کے خلاف اور سناتن دہرم کے اصول کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ ذیل میں ثبوت دیا جاتا ہے۔

ناظرین نے بھی سنا ہوگا اور اکثر عوام میں بھی یہ بات آریہ سماجیوں نے مشہور کر رکھی ہے کہ آریہ سماج میں عورت کی دوبارہ شادی کرنے کی آ گیا ہے مگر یہ بات ان لوگوں پر جو آریہ سماج کی کتابیں دیکھنا نہیں چاہتے یا کسی وجہ سے ان کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتے چھپ سکتی ہیں لیکن جو آریہ سماج کی سدھانت کے واقف اور آریہ سماج کی تصنیفات کے دیکھنے والے ہیں

---

† یہ ذکر فرضی نہیں ہے بلکہ جن کا ذکر ہے وہ صاحبان یہاں اب تک موجود ہیں اور سرکاری ملازم بھی ہیں ۱۲

اُن سے ایسی باتوں کا چھپنا مشکل ہے اور اس لئے وہ پوری واقفی اور آگاہی رکھتے ہیں کہ آریہ سماج میں مرد اور عورت کی دوبارہ شادی ہونے کی ہرگز ہرگز آگیا نہیں ہے۔

ہندوؤں نے صرف عورتوں پر یہ ستم ڈھایا ہے کہ اُن کی دوبارہ شادی نہیں کرتے خواہ وہ اکشت یونی (باکرہ) اور خواہ وہ کشت یونی (مجامعت کی ہوئی) ہوں مگر مردوں کی نسبت اُن کے فطرتی قوی کا لحاظ کر کے اُن کو اس امر کی اجازت دیدی کہ وے عورت کے مر جانے پیچھات (بعد) دوسری شادی (دواہ) کرلیں اگرچہ یہ اُن سے سخت لغزش ہوئی کہ عورت کے فطرتی قوی کا لحاظ نہ کیا مگر آریہ سماج نے تو دونوں کے حقوق ایسے تلف کر نیکا بندوبست کیا کہ کوئی دشمن سے دشمن انسانی نسل کا انسانوں پر ایسا نہیں کر سکتا۔

چونکہ ہمارے دو معزز آریہ پُرش جو کہ دونوں کے دونوں اعلےٰ عہدہ دار رہ چکے ہیں۔ اپنی استریوں کے مرنے کے بعد آریہ سدہانت پر چلنے میں کچے نکلے اس لئے ہمنے صرف اسی لحاظ سے کہ آیا فی الحقیقت ویدک تعلیم اس قسم کی واقع ہوئی ہے یا کہ نا عاقبت اندیش دشمنوں نے اُسکو ایسا مشہور کر رکھا۔ اس کی پڑتال کرنے کے لئے ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتب کا مطالعہ کیا اور اول اس امر کو دریافت کرنا چاہا کہ آیا یہ بات سچ ہے کہ جھوٹ کہ ویدک دھرم مردوں کو پنر وواہ کو جائز رکھتا ہے یا کہ نہیں چنانچہ جانچ پڑتال کرنی پر ہمکو ستیارتھ پرکاش میں ذیل کی عبارت ملی کہ جس عورت یا مرد کا پانی گرہن مات سنسکار ہوا ہو محض رسومات شادی ادا ہوئی ہوں) اور میل نہوا ہو یعنے جو اکشت یونی استری (باکرہ عورت) اور اکشت ویرج مرد ہو اُنکا دوسری عورت یا مرد کے ساتھ پنر وواہ (دکرر ازدواج) ہونا چاہئے۔ اس سے کیا نتیجہ نکلا کہ برہمن کشتری اور ویش ورنوں میں کشت یونی عورت اور کشت ویرج مرد (جن کی مجامعت ہو چکی ہو) کا پنر وواہ (مکرر بیاہ) نہ ہونا چاہئے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۰

پھر ایسا ہی عبارت ذیل ستیارتھ پرکاش میں دیکھنے میں آئی۔ کہ

سوال۔ مرد کو نیوگ کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ دوسرا بیاہ کرلے گا۔"

جواب ہم لکھ آئے ہیں کہ دوجوں میں عورت مرد کا ایک ہی بار بیاہ ویدادی

شاستروں میں لکھا ہے دوسری بار نہیں کنواری اور کنوارے ہی کے بیاہ ہونے میں انصاف ہے اور بیوہ عورت کے ساتھ کنوارے مرد اور کنواری عورت کی ساتھ رنڈوے مرد کے بیاہ کرنے میں بے انصافی ہے۔ پھر جیسے بیوہ عورت کے ساتھ مرد بیاہ کرنا نہیں چاہتا ویسے ہی بیاہ شدہ عورت مجامعت کئے ہوئے مرد کی ساتھ کنواری بھی بیاہ کی خواہش نہ کریگی" ملاحظہ ۔ جب بیاہ کئے ہوئے مرد کو کوئی لڑکی اور بیوہ عورت کو کوئی کنوارا مرد پسند نہ کریگا تب مرد اور عورت کو نیوگ کرنے کی ضرورت ہوگی اور یہی دھرم ہے کہ جیسے کے ساتھ تیسے کا رشتہ ہونا چاہئے" ملاحظہ ۔

اب اس تمام عبارت سے عیاں ہے کہ کنوارے اور کنواری ہی کا وواہ (بیاہ) ہو سکتا ہے اور کنوارے اور کنواری کے ہی فطرتی قویٰ کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مگر رنڈوے مرد اور بیوہ عورت کے فطرتی قوے کا بالکل لحاظ و پاس نہ کر کے اُن کو اس قسم کے کام کی طرف توجہ دلائی جس کا نام نیوگ ہے۔ اب تلاش کرنی پڑی کہ نیوگ کیا ہے اور نیوگ اور بیاہ میں مابہ الامتیاز کیا ہے کیونکہ بعض آریہ دھاندلی سے اُن لوگوں کے آگے جنہوں نے آریہ سماج کی کتابیں نہیں دیکھی ہیں نیوگ کے معنے مکرر بیاہ کے تا کہ نیوگ کی حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب ہم ذیل میں ستیارتھ پرکاش سے وہ فرق نکالکر ناظرین کے آگے پیش کرتے ہیں جو کہ سوامی جی مہاراج نے نیوگ اور بیاہ میں بتلایا ہے اور اس بات کی ضرورت ہمکو محسوس نہیں ہوتی۔ کہ اس پر کچھ رائے ظاہر کریں کیونکہ ناظرین پڑھ کر خود نتیجہ نکال لینگے۔ کہ مکرر بیاہ کیا عمدہ طریقہ ہے اس وینبرہ سے اور وہ یہ ہے۔

سوال۔ پنروواہ (مکرر بیاہ) اور نیوگ میں کیا فرق ہے ؟۔

جواب۔ پہلا۔ بیاہ کرنے میں لڑکی اپنے باپ کا گھر چھوڑ خاوند کے گھر جاتی ہے اور اس کا باپ سے زیادہ تعلق نہیں رہتا مگر بیوہ عورت اُسی بیاہے خاوند کے گھر میں رہتی ہے گو نیوگ ہو جاوے۔

دوسرا۔ اُسی بیاہی عورت کے لڑکے اُسی بیاہے خاوند کے وارث ہوتے

ہیں مگر نیوگیا عورت (جس نے نیوگ کیا ہو) کے لڑکے ویرج داتا کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں نہ اُس کا گوتر ہوتا ہے اور نہ اُسکا اختیار اُن لڑکوں پر رہتا ہے بلکہ وے متوفی خاوند کے بیٹے کہلاتے ہیں اُسی کا گوتر رہتا ہے اور اُسی کی جایداد کے وارث ہوکر اُسی کے گھر میں رہتے ہیں۔

تیسرا۔ بیاہے عورت و مرد کو باہم خدمت و پرورش کرنی لازم ہے مگر نی بحیت (نیوگ شدہ) عورت مرد کا اس قسم کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔

چوتھا۔ بیاہے عورت مرد کا تعلق دونوں کی موت تک رہتا ہے مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق کاریہ کے بعد چھوٹ جاتا ہے۔

پانچواں۔ بیاہے عورت مرد باہم گہر کے کاموں کو سرانجام دیتے ہیں کوشش کیا کرتے ہیں اور نیوگ شدہ مرد عورت اپنے اپنے گہر کا کام کیا کرتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش ص ۱۴۷ ۔

اب جبکہ اس بات کا سوامی جی نے تصفیہ کردیا ہے کہ آریہ سماج میں دوسری شادی مرد اور عورت کی نہیں ہے اور نہ نیوگ اور پنر وواہ ایک ہیں اور نہ پنر وواکشت ویرج مرد کا بال ودھوا اکشت یونی استری سے ہو سکتا ہے۔ تو اب ہم حیران اور ششدر ہیں کہ مذکورہ بالا معزز عہدہ داران آریہ سماج نے کیوں ایسا کیا کہ ایک نے تو ایک کنواری لڑکی کے ساتھ اپنی منگنی کی اور دوسرے نے استری مرتے ہی دوسری راج دلاری کو گھر میں لا بسایا۔ کیا یہ ویدک سدھانت (اصول) کے مطابق تعلق پیدا کرکے استری بنائی گئی ہے ہرگز نہیں پھر کیوں لڑکی کے والدین نے ایسا فعل کیا جو نہ تو سناتن دہرم کا حکم ہے اور نہ آریہ ویدک دھرم کا حکم ہے۔ کیونکہ سوامی جی مہاراج نے جبکہ کامل طور پر ستیارتھ پرکاش میں فیصلہ کردیا ہے کہ اکشت یونی استری کا کشت ویرج مرد کے ساتھ ایسا تعلق نہیں پیدا ہو سکتا جس کو کہ بیاہ کہہ سکتے۔ نیز یہ کہ رنڈوے اور بیوہ عورت کا بجز نیوگ کے علاج نہیں ہے اور نیوگ اور بیاہ کا فرق اوپر دکھلایا جاچکا ہے تو یہ کیسا وتیرہ اختیار کیا گیا ہے جس سے ویدک دہرم سے سراسر بغاوت ہی کیا آریہ سماج کے معزز لیڈر اس بات پر کچھ نہیں کرسکتے کہ اپنے نام کے آریوں کو سمجھا دیں یا بتلا دیں

کر تم کس قسم کے آریہ کہلاتے ہو جو کہ ویدک سدھانت کو نباہ ہی نہیں سکتے۔ ہماری رائے میں
ایسے امور پر آریہ سماج کے لیڈروں کو ضرور نوٹس لینا چاہئے کیونکہ باریک امور پر چلنا تو
الگ ہی اور یہ تو روزمرہ کا کام ہے۔ اسپر بھی اگر جو موٹی موٹی باتیں ہیں نہ چل سکے تو پھر
باریک پر کیسے چلینگے اور کس طرح مکتی حاصل کرینگے اور یہ تو ظاہر ہے کہ انسانی جون میں
آنا بڑی بھاری نعمت ہے اگر اس جون میں آکر بھی اس کی قدر نہ کی اور سوامی جی کے حکم
سے انحراف کیا تو نہ معلوم پھر کب انسانی جون نصیب ہو اس لئے چاہیئے کہ ان معزز
آریوں کو سمجھایا جاوے۔ مگر ایک کا سمجھنا تو اب مشکل ہے کیونکہ اُس نے تو راج دولاری کو گھر
میں بسا ہی لیا ہے مگر دوسری چونکہ ابھی کسی راج دولاری سے دوچار نہیں ہوئے۔ اُن کا راہ پر
لانا سہل ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں یہ بھی وصیت
کی ہے کہ دھرم پر نہ چلنے والی عورت لڑکی بہن مرد وغیرہ آریوں کے گھر میں بود و باش نہ
رکھیں دیکھو صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵۔ اور جبکہ صاف صاف اور کھلے کھلے ویدک اصول کے
خلاف اُن کی کارروائی عمل میں آتی ہے۔ تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ اُن کو آریہ سمجھا
جاوے۔

دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ مذکورہ بالا دو معزز آریوں میں جس نے بال ودھوا استری کو
اپنے گھر میں بطور زوجہ لا بسایا ہے۔ چونکہ وہ ویدک دھرم کے بموجب نہیں اُس میں سے
جو اولاد پیدا ہوگی وہ کس قسم کی اولاد کہلائی جاویگی۔ کیونکہ جو مذہب اور دھرم کے اصول
کے برخلاف تعلقات مرد و عورت میں ہوتے ہیں اُن میں کی اولاد اس قابل نہیں ہوتی ہے
کہ اُنکو جایز اولاد کہا جاوے جیسا کہ مسلمانوں میں نکاح کی شرط ہے اور جو کوئی مرد اور عورت
نکاح کے بغیر اپنے تعلقات رکھکر اولاد پیدا کرتے ہیں وہ اولاد اس قابل نہیں ہوتی کہ اُسکو
جایز اولاد کہا جاوے پس ایسا ہی بموجب اصول وید کے چونکہ دوسری شادی جایز نہیں
اور نہ کنواری اور کنوارے کے سوا کسی دوسرے کا ایسا تعلق ہو سکتا ہے اور رنڈوے
اور بیوہ عورت کو صرف اس صورت میں جبکہ اولاد نہ ہو یا رہا نہ جاتے تو نیوگ کرنے کی
اجازت دیا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ یہ تعلقات جو لگائے گئے ہیں چونکہ وید کے بموجب ہرگز نہ

نہیں ہیں اس لئے جو اس تعلقات سے اولاد ہوگی وہ کس قسم کی اولاد ہوگی ؟ کیونکہ ویدنے اکشت یونی استری (باکرہ عورت) کا کشت و بیج مرد کے اس قسم کا تعلق کرنا منع کیا ہے اور دو جوان میں (برہمن کشتری ویش) ہرگز ہرگز پنر دواہ کا حکم نہیں اور رنڈوے اور بیوہ عورت کا صرف نیوگ کرنا کرانا لکھا ہے۔ غرض یہ تعلقات مذکورہ بالا منفرد آریوں کے سخت ویدک اصول کے برخلاف اور اُن سے بغاوت ہیں۔ چنانچہ جب اس کا تذکرہ ہوا تو ہم نے مذکورہ بالا آریہ سے جس نے بال ودھوا کے ساتھ پنر وواہ کرلیا ہے دریافت کیا اور ستیارتھ پرکاش کے پرمان (حوالہ جات) سنائے تو اُس نے اقرار کیا کہ میں نے ویدک سدھانتوں کے (اصولوں کے) برخلاف کارروائی کی ہے اور کہا کہ ویدک اُصول بڑے اعلے درجہ کے اُصول ہیں جو بالکل ودّیا سے پُر ہیں۔ اور کہ اس پر چلنا بہت مشکل ہے اس پر میں نے کہا کہ اعلے درجہ کے اصول تو وہ ہو سکتے ہیں کہ جس پر انسان چل سکے اور جو انسانی فطرت کے مطابق ہوں مثلاً انسانی فطرت طبعاً اس بات کی ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ اُس کے لئے ایک مونس اور یار و غمگسار ہو۔ اور اسی فطرتی پیاس کو بجھانے کے لئے نکاح کیا جاتا ہے اور نکاح کے فوائد دو قسم کے ہوتے ہیں۔

اوّل شخصی منافع۔ دوئم نوعی مقاصد۔ شخصی منافع ہیں مثلاً حفظ صحت بعض بیماریوں میں آرام یار و غمگسار کے ساتھ ہوتے ہیں۔ قوائے شہوانی کے اقتضا کا طرفین سے بلا مزاحمت پورا ہونا۔ ان قوائے انسانیہ کا نشو و نما جنکے باعث انسان دوسرے سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ یاکسی کا لحاظ کرتا ہے۔ حلم و مروت و بردباری کا اسی مدرسہ میں سبق حاصل ہوتا ہے۔ اُمور خانہ داری کی اصلاح۔ حفظ ننگ و ناموس و حفظ مال و اسباب۔ نوعی مقاصد حفظ نوع۔ تربیت اولاد۔ کیونکہ بے تحقیق نطفوں کی علی العموم خبرگیری نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔ غرض انسان طبعاً اس امر کا خواہشمند ہے کہ اُس کے لئے ایک ساتھی ہو اور اس کے قوای بھی اسبات پر دلیل ہیں سگر وید نے بجز کنوارے اور کنواری کے اس قسم کا تعلق جو بیاہی اور بیوی میں ہوتا ہے نہیں رکھا اور رنڈوے مرد اور بیوہ

عورت کو اول تو خلاف نیچر ملانا چاہا ہے یعنے کہا کہ مرد رنڈوا ہونے کے بعد اور عورت بیوہ ہونے کے بعد برہمچریہ کریں لیکن اگر برہمچریہ نہ کر سکیں تو نیوگ کریں اور نیوگ صرف اولاد کے لئے یا دوسری اغراض کے لئے ہے نہ کہ فطرت انسانی اور قوائے انسانی کی فطرتی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے جو فطرت کے فاطر نے اُس کی فطرت کو لگا دیا ہے۔

مذکورہ بالا آریہ مہاشہ نے یہ بھی کہا تھا کہ نیوگ کا یہ زمانہ نہیں ہے اور کہ نیوگ کے لئے شرط ہے برہمچریہ کرنے کی یعنے ۲۵ برس تک برہمچاری رہکر جو شادی کرے اُسکو نیوگ کرنے کی آ گیا ہے۔ اسپر میں نے کہا کہ اگر یہ زمانہ نیوگ کے لئے کافی نہیں ہے تو سوامی جی نے نیوگ پر کیوں اسقدر زور دیا۔ کہ نیوگ کے روکنے والے کو پاپی اور گناہگار ٹھیرایا۔ جیسا کہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۹ میں سوامی جی مہاراج فرماتے ہیں ایک سوال کے جواب میں کہ گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہوتا ہے کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائنات کے مطابق عورت مرد کا فطرتی عمل رک ہی نہیں سکتا“۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس شخص کو نیوگ کرنے کرانے کی ضرورت ہو اور وہ نیوگ نہ کرے اور نہ کرائے تو وہ پاپی ہے اور ایسا ہی یہ کہ اگر یہ زمانہ نیوگ کا نہیں ہے تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ ویدک اصول عالمگیر اصول اور تمام زمانوں کے لئے کافی نہیں ہے۔ کیونکہ بقول دیانند جی مہاراج عورت و مرد کا فطرتی عمل رک نہیں سکتا“ اور یہ نیوگ کا زمانہ نہیں اور بنر رنڈوا دو بیوہ کو میں جائز نہیں تو اب کیا علاج کریں جبکہ برہمچریہ بسبب اس کے کہ وہ فطرتی اصول کے برخلاف ہے نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ کہ سوامی جی نے نیوگ کے مضامین اور احکامات لکھتے وقت اُس میں کہیں بھی اسبات کا ذکر نہیں کیا نیوگ سوائے اُن لوگوں کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا جنہوں نے برہمچریہ کیا ہو۔ اور بالغرض محال اگر ہو بھی تاہم ویدک اصول ہر ایک زمانہ کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب کہ نیوگ کے لئے برہمچریہ شرط ہے اور برہمچریہ کرنے والے قریباً معدوم کا حکم رکھتے ہیں تو چونکہ رنڈوے اور بیوہ کی دوسری شادی کا حکم نہیں ہے پس معلوم ہوا۔ کہ وید نے اُن کے لئے کچھ علاج نہیں بتلایا اور ویدک اصول اور تعلیم فطرتی ضروریات

کے لئے ناکافی ہوئی۔ خیر بڑی ردو قدح کے بعد اُس مہاشہ آریہ نے یہ بات مان لی کہ میں نے ویدک اصول کے بالکل برخلاف اور ناجایز کام کیا اور اس اقرار سے گویا خود اس بات پر مہر لگادی کہ ویدک اصول انسانی فطرتی ضروریات کے لئے ناکافی ہیں۔ فہو المراد۔ راقم خاکسار م ح از میانہ جالندھری ۔

اسلامی پرچوں کے ایڈیٹروں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی اسکو اپنے اپنے پرچوں میں درج فرماویں۔ خصوصاً ہمدرد اسلام آگرہ امداد الاسلام جالندھر وغیرہ وغیرہ

نراکار (جسم سے بری) پرمیشور سے حروف والے وید کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں؟

مندرجہ عنوان اعتراض کا جواب پنڈت دیانندجی نے اپنی مشہور پوتھی رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں یہ دیا ہے کہ سرو شکتیمان (اپنے کاموں میں دوسرے کی مدد کی خواہش نہ رکھنے والا) پرمیشور کی نسبت ایسا اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ منہ اور سانس وغیرہ اوزاروں کے بغیر بھی اسکے کام کرنے کی طاقت کو ہم ہمیشہ ظاہر دیکھتے ہیں دوسرے یہ بھی ہے کہ جس طرح من میں سوچنے کے وقت سوال و جواب وغیرہ حروف کی آواز ہوتی ہے اسی طرح ایشور میں بھی ماننی چاہیئے جو یقیناً سرو شکتیمان ہے۔ وہ کام کرنے میں کسی کی بھی مدد نہیں لیتا۔ جس طرح پر کہ ہم لوگوں میں بلا مدد غیرے کام کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس طرح پر ایشور کی حالت نہیں ہے۔ جس طرح پر کہ نراکار (غیر مجسم) ایشور نے کل جہان بنایا اسی طرح وید کے بنانے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس طرح کی لطیف صنعت کو ویدوں میں کی ویسی ہی حیرت انگیز صنعت جہان میں کی ہے ؛

اس جواب کی صحت و عدم صحت کا اندازہ کرنے کے لئے امور ذیل تنقیح طلب ہیں۔

(۱) کیا پرمیشور یقیناً سرو شکتیمان ہے۔
(۲) کیا فی الحقیقت ہم کو اسکی بلا اوزار کام کرنے والی طاقت ظاہر نظر آتی ہے؟
(۳) کیا کسی مضمون پر غور کرنے کے وقت دل میں حروف وغیرہ کی آواز ہوتی ہے؟
(۴) کیا جو باتیں انسان وغیرہ میں ہوں انکا خدا میں بھی ماننا لازمی ہے؟
(۵) خدا نے جہان اور روح و دل کو کس طرح بنایا؟۔

امر اول کی نسبت جہانتک ہمنے سوامی جی کی تالیفات میں غور کیا ہے۔ ہمیں صرف ایک اُدھورے سے پرمیشر کا پتا ملا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ادھورا پرمیشور ہرگز سروشکتیمان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ادھورے ہی شکتی بھی ادھوری ہی ہوگی۔ اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو سنئیے:۔ ہمارا یہ ہر وقت کا مشاہدہ ہے کہ اس عرصہ عالم میں کوئی چیز کسی دوسری چیز کو خواہ وہ دوسری چیز اُس کی ہمجنس ہو یا غیر جنس اپنے احاطہ جمعیت و وجود میں داخل ہونے نہیں دیتی۔ جہاں ایک چیز موجود ہے وہاں دوسری چیز معدوم ہے اسی طرح جہاں روح و مادہ کا قدیم وجود ہوگا۔ وہاں پرمیشور کا عدم ایک لازمی امر ہے۔

اس کا جواب ہمیں یہ دیا جاتا ہے کہ جیسے اگنی کل چیزوں میں ویاپک ہے ویسی ہی ایشور جیو اور پرکرتی میں ساری ہے۔ مگر یہ بھولے مانس شاید اتنا نہیں جانتے کہ جن اجسام میں اگنی کا سرایت مانا جاتا ہے۔ اگنی ان مرکب اجسام کا ایک جزو ہی ہوتی ہے۔ پس جس قدر جس چیز میں جزو ناری زیادہ ہوگا۔ اُسی قدر اُس میں آگ کا سرایان کامل ہوگا اور جتنا کم ہوگا اتنا ہی سرایان میں نقصان ہوگا۔ پس اگر یہ لوگ پرمیشور کو بھی جیو اور پرکرتی کے وجود کا ایک جزو ہی سمجھتے ہیں تو ہمیں بھی اُسکو ویاپک تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہیں مگر ساتھ ہی یہ ماننا بھی پڑیگا۔ کہ ان دونوں کے وجود کے وہ حصے جو پرمیشور سے غیر ہونگے پرمیشر کے وجود میں رخنہ انداز رہیں گے اور پرمیشر کا محدود بعض جگہوں سے معدوم ادھورا اور ناقص ہونا برقرار رہے گا۔

اور نیز وہ ہستی جو جیو اور پرکرتی کے سہاتیا کے بغیر ایک چیونٹی تک پیدا کرنے سے درماندہ

ہے وہ پنڈت جی کی تعریف کیمطابق ہرگز سروشکیتمان نہیں کہی جا سکتی۔ کیوں پنڈت ؟ آپ
جناب کا یہ دعوی کہ پرمیشور چونکہ سروشکیتمان ہے اس لئے اُس کی نسبت ایسا اعتراض
پیدا نہیں ہوتا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

(۲) پنڈت جی مہاراج نے اپنے ان کے اثبات کیواسطے کہ پرمیشور بلا آلات تکلم
حروف کو ادا کر سکتا ہے یہ نیا دعوی پیش کیا کہ "منہ اور رسالنی وغیرہ اوزاروں کے بغیر
بھی اسکے کام کرنے کی طاقت کو ہم ہمیشہ ظاہر دیکھتے ہیں"۔

ہم نہیں جانتے کہ پنڈت جی مہاراج کس عالم کی خوابیں لے رہے ہیں۔ جہاں اُن کو
پرمیشور کی طاقت اوزاروں کے بغیر بھی کام کرتی نظر آ رہی ہے۔ اور وہ کونسے کام ہیں
جنکو پرمیشر استعمال آلات کے بغیر اپنی خالص شنکاری سے تیار کر رہا ہے یہ سب بھنگ
کی ترنگیں ہیں ورنہ اس عالم کون وفساد میں تو کوئی چیز بھی نہ بلا علل و اسباب بنتی ہے اور نہ
بگڑتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خدا نے پانی برسایا۔ غلہ اگایا۔ پیدا کیا۔ اور مارا۔ مگر سوال یہ ہے
کہ کیا یہ سب کام بلا اسباب و آلات ہو رہے ہیں کیا طبعیات کا یہ مسئلہ غلط ہے کہ سورج
کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اُڑتا ہے۔ اور پھر سردی پا کر اپنی اصلی صورت میں
زمین پر اُتر پڑتا ہے۔ کیا خدا ان وسائط کے بغیر بالذات ہی پانی برسا دیتا ہے۔ کیا
خدا خاک۔ پانی۔ ہوا۔ اور سورج وغیرہ کی وساطت بغیر دانوں کو اُگا دیتا ہے۔ ہاں وہ
کونسی چیز ہے جو بغیر کسی علت کے پیدا و ناپید ہوتی ہے۔ اور پھر پنڈت جی کی
بھی تو صاف شہادت دے رہی ہے کہ پنڈت جی گو ہٹ دھرمی کے باعث زبان
سے کچھ کہہ ڈالیں مگر دل سے ہمارے ہی ساتھ متفق ہیں۔ فتفکروا یا اولی الالباب۔

(۳) پھر پنڈت جی مہاراج فرماتے ہیں جس طرح من میں سوچنے کے وقت
سوال و جواب وغیرہ حروف کی آواز ہوتی ہے" الخ۔ دیا نند بو سچ کہنا۔ کیا یہ ہوش
کی باتیں ہیں؟ کبھی کسی نے سوچنے کے وقت بھی حروف کی آواز کانوں سے سنی
ہے۔ حروف و الفاظ کو من سے کیا تعلق؟ من میں تو محض خیالات پیدا ہوتے ہیں
جب تک وہ من میں ہیں انہیں حروف و الفاظ کی کوئی ضرورت نہیں ہاں جب

ہم ان خیالات و تصورات سے اپنے ابنائے جنس کو روشناس کرنا چاہتے ہیں تو انہیں حروف و الفاظ کے لباس سے مزین کر کے باہر نکالتے ہیں۔ اگر الفاظ و معانی میں ایسی ہی یگانگت ہوتی جیسی ہمارے بھولے پنڈت نے سمجھ رکھی ہے تو ہم ایک خیال کو متفرق طریقوں اور مختلف لفظوں سے سمجھانے اور سمجھنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکتے بہروں کو دیکھو آخر وہ بھی تو کچھ نہ کچھ سوچتے ہی رہتے ہیں۔ کیا اُن کے دلوں میں بھی سوال وجواب وغیرہ حروف کی آواز ہوتی ہے۔؟

(۴) اس کے بعد پنڈت جی کا چوتھا دعوی ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح من میں سوچنے کے وقت سوال وجواب وغیرہ حروف کی آواز ہوتی ہے اسی طرح ایشور میں بھی ماننی چاہیئے۔"

اب سوال یہ ہے کہ **کیوں**؟ کیا افعال وخواص انسانی کا ایشور میں بھی ماننا ضروری ہے؟ اگر یہ صحیح ہے۔ تو وہ کھانا بھی کھاتا ہوگا۔ پانی بھی پیتا ہوگا۔ اور صبح کو اُٹھکر نہاتا بھی ہوگا۔ کیوں نہ ہو جب انسان ضعیف البنیان باینہمہ ناتوانی یہ سب کام کر لیتا ہے۔ پھر وہ تو مہاراج! سرشکتیمان ٹھہرے وہ جو کر گذریں سو تھوڑا ہے

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ ابھی ایک پرشن اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ آواز پیدا ہوتی ہے اجسام کی تھرتھراہٹ سے اور خدا جسمانیت اور جنبش دونوں سے مبرا۔ پھر **آواز کیونکر پیدا ہوگئی**؟ سچ ہے۔ شعر

بدعوی خصم راحجت شکستن * بخس پیلاب را شد راہ بستن

وہ پھر مہرشی جی گوہر افشاں ہیں "کہ جس طرح نراکار ایشور نے کل جہان بنایا۔ اسی طرح وید کے بنانے میں بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ جس طرح کی لطیف صنعت ویدوں میں کی ویسی ہی حیرت انگیز صنعت جہان میں کی ہے۔ تم کلامہ۔

یہ پنڈت جی کا پانچواں دعوی ہے۔ لیکن انکو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر دعوی کے ثبوت میں نئے دعوی پیش کرتے چلے جانا اُن کی کسی خانگی منطق کا اصول ہو تو ہو مگر خصم کی صورت میں قبول نہیں کر سکتا۔ اتنا بڑا دعوی کرنے سے پہلے ذرا ایشور کو

تو ذرا آکار (غیر مجسم) ثابت کر لیا ہوتا۔ بھلا خیال تو فرمایئے۔ کہ جو پرانما مادہ وغیرہ کے بغیر ایک بھنگا پیدا کرنے سے عاجز محض ہے وہ بلا اعضاء و آلات و اتنی بڑی سرشٹی بنانے پر کیونکر قادر ہو سکتا ہے۔ باقی دارد۔ عبدالحق عباس طالب علم از بستی دانشمنداں جالندھر

نظم

ای عزیزو! پردۂ غفلت اٹھانا چاہیئے
نیند کے ماتو! اٹھو یہ خواب غفلت تا کجا
اے مسلمانو! ہے تم پر نصرت حق فرض عین
نغمۂ توحید کی دھن ہے گراے ترسا تجھے
ذات میں ہو یا صفت میں شرک آخر شرک ہے
رائی بھر ایماں پہاڑوں کو جو دیتا ہے ہلا
روح و مادہ بھی انادی اور خدا بھی لاشریک؟
وید گر علم و ہنر کی کان ہیں اے ویدیو
کرکے ان کا ترجمہ ملکی زباں میں مستند
وید میں ہے آ چکا مدت سے پیغام خدا
دشمنوں کو مار کر بان و تفنگ و توپ سے
روح کو یکساں نباتات اور حیواں میں کہی پر
ہو اگر عقلی ترقی کی انہیں کچھ آرزو
آگیا جب آگئی ہے وید میں بہر نیوگ
یہ سیاہ کاری کہاں تک باز آ عباس بس

اس دل خفتہ کو اب جلدی جگانا چاہیئے
ہاں سراغ شاہراہ حق لگانا چاہیئے
ایسے بھاری فرض سے کیوں جی چرانا چاہیئے
تو نہ پھر تثلیث کا کھڑاک گانا چاہیئے
شرک سے اپنے تئیں یارو بچانا چاہیئے
کچھ نمونہ اس کا ہم کو بھی دکھانا چاہیئے
یہ معما آریو حل کر دکھانا چاہیئے
عیب کی مانند کیوں انکو چھپانا چاہیئے
(کیوں چھپاتے ہو) تمہیں جلدی چھپانا چاہیئے
ہے منشو! تار بھی تمکو بتانا چاہیئے
اپنا سکہ سارے عالم پر بٹھانا چاہیئے
ایک سے پرہیز رکھنا اک کو کھانا چاہیئے
ہر سماجی مرد و زن کو سر منڈانا چاہیئے
پھر بھلا تعمیل سے کیوں ہچکچانا چاہیئے
کچھ تو اے مرد خدا حق سے لجانا چاہیئے

عبدالحق عباس المتعلم از بستی دانشمنداں جالندھر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرمانے کو بیٹھتے تو اپنے دونوں زانو اور دونوں قدم ملا لیتے جیسے نمازی بیٹھتا ہے مگر زانو پر زانو اور قدم پر قدم نہ ہوتا تھا

اور فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں کھاتا ہوں جیسے بندہ کھاتا ہے اور بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے اور گرم کھانا آپ نہ کھاتے اور فرماتے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے ہمکو آگ نہیں کھلائی سو اسکو ٹھنڈا کر لو۔ اور اپنے قریب سے آپ کھایا کرتے۔ اور تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور بعض اوقات چوتھی سے سہارا لیتے اور دو انگلیوں سے نہ کھاتے اور فرماتے کہ یہ طور شیطان کے کھانے کا ہے۔

اکثر کھانا آپ کا پانی اور خرما ہوتا اور کبھی آپ ایک گھونٹ دودھ کا لیتے اور اوپر سے ایک خرما کھاتے۔ پھر اسی طرح کھاتے اور دودھ اور خرما کو اطیبین فرماتے۔ اور سب سے زیادہ محبوب کھانا آپکے نزدیک گوشت تھا اور فرماتے تھے کہ گوشت شنوائی کی قوت بڑھاتا ہے اور دنیا اور آخرت میں کھانوں کا سردار ہے اور اگر میں اپنے اللہ سے درخواست کرتا کہ مجکو ہر روز گوشت عطا کرے تو وہ بیشک عطا فرماتا اور آپ روٹی گوشت اور کدو کے ساتھ کھاتے اور کدو کو آپ پسند فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ کدو کا پیڑ میرے بھائی یونسؑ کا ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آپ ارشاد فرماتے کہ جب تم ہنڈیا پکاؤ تو اس میں کدو بہت ڈالا کرو کہ وہ غمگین دلکو تقویت دیتا ہے۔

ایک بار آپؐ کی خدمت میں ایک برتن آیا جس میں شہد اور دودھ تھا۔ آپؐ نے اس کے پینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ دو پینے کی چیزیں ایک دفعہ میں اور دو سالن ایک برتن میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں انکو حرام نہیں کرتا ہوں۔ مگر مجکو اور دنیا کی فضول کا قیامت میں محاسبہ ہونے کو برا جانتا ہوں۔ اور تواضع کو پسند کرتا ہوں کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو بلند کرتا ہے۔

ایک شخص کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے تو وہ آپؐ کی ہیبت سے کانپ گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ خوف مت کر میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو قریش میں کی ایک عورت کا فرزند ہوں۔ جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ پروردگار کے کروڑوں درود ہوں اُس سچے نبی پر صلے اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

آریوں کی شکست

قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ یہ جلسہ بمقام منڈی قیصر گنج واقعہ قصبہ ابوہر تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور بتقریب میلہ مویشیاں ۲۵ و ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو بڑے زور سے ہوا حکام وقت اور ہر مذہب و فرقہ کے لوگ اس موقع پر بکثرت موجود تھے۔ ۲۵ تاریخ کے جلسہ میں آریہ صاحبان نے ہر ایک مذہب کی مذمت اور توہین میں مختلف لیکچروں کے بعد نعوذ باللہ یہ بھی مشتہر کیا کہ اس پاک اور قدیم مذہب آریہ اور مقدس کتاب وید کے سوائے جملہ مذاہب عالم وکتب ادیان مردود و متروک ہیں۔ گو آریہ صاحبان کا یہ چیلنج ہر ایک فرقہ کو سخت ناگوار گذرا۔ مگر سوائے اہل اسلام کے کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ الحمد للہ کہ ۲۶ تاریخ کو مسلمانوں کی طرف سے جناب مولانا مولوی محمد عبد الفتاح صاحب قیرالوی خریدار ضیاء الاسلام مخالفین کے مناظر مقرر ہوئے۔ اور آریہ صاحبان کی جانب سے پنڈت لچھمنداس صاحب منتخب ہوکر ۴ بجے شام کے مناظرہ شروع ہوا۔ مولانا صاحب موصوف نے سوالات اربعہ مندرجہ ذیل مخالفین کے پیش کرکے جوابات مدلل طلب فرمائے وہ کیا وید کا قدیم اور آسمانی کتاب ہونا خاص وید کے کسی منتر سے ثابت ہے اور نیز یہ بھی کہ ابدالاباد تک صرف اسی پر عمل رہیگا اور کتاب نازل نہ ہوگی

مسئلہ تناسخ میں (کہ جس کو براہین ساطع وقاطع سے عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی) دلائل ارتفاع موانع ومقتضیہ تناسخ پیش کریں۔

مادہ اور روح کی قدامت کا کافی ثبوت عقلی ونقلی دیں۔

کیا نیوگ وید کا حکم ہے اور اگر ہے تو اس فضیحت اور بے حمیتی کے سوائے کیا دنیا بھر میں بیحیائی کا کوئی اصول اس کے ہم پایہ میں ہے۔

اگرچہ آریہ صاحبان نے چند بیہودات بے اصل اور من گھڑت پیش کئے۔ مگر ہر ایک

جواب کے جواب میں ہزیمت کہا کر سوائے ہزلیات کے جوان کا شیوہ ہے کافی ثبوت نہ دے سکے۔ اثنائے بحث میں آریہ صاحبان نے یہ بھی کہا کہ بذاتہ خدا ہر ایک چیز میں ہے کہا گیا کہ کیا پاخانہ میں بھی ہے! انہوں نے دعوے سے کہا کہ ہاں پاخانہ میں بھی ہے حاشا وکلا ؎ بریں عقل ودانش بباید گریست۔

سبحان اللہ وید کی توحید کا کیا عمدہ ترشح ہے۔ تعالے اللہ عن ذالک علوا کبیرا آخرالامر تائید غیبی سے پچھلی رات کے چار بجے ہر آریہ صاحبان کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ آریہ صاحبان کی سراسمگی اور انفعال کی حالت جو اس وقت اُن کے چہروں سے نمودار تھی۔ والا ایک تفصیل کی محتاج ہے۔ ہر فرقہ کے حاضرین نے بڑی خوشی سے اہل اسلام کو پر جوش مبارکباد دی۔ اور مولوی صاحب کو کہا کہ ؎ آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو

اہل اسلام کی طرف سے تکبیر اور تہلیل کے نعرے بلند ہونے سے ابر رحمت نے جوش دیا الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ ض۔ م۔

گداگری اور ہمارا بیجا طریقۂ خیرات

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ ہدایات صدقہ وخیرات۔ اعانت یتامیٰ۔ دستگیری مساکین اور مروت عامہ کی موید ہیں اور اسلامی قوانین زور شور سے تاکید کر رہے ہیں۔ کہ سچے دل سے مساکین۔ مسافروں اور سائلوں کے ساتھ بوجہ احسن سلوک کرو۔ تاہم باوجود ان تعلیمات اور تاکیدات کے اسلام دست سوال دراز کرنیکا سخت مخالف ہے۔ اور کبھی بھی اسکا یہ منشا نہیں ہوا۔ کہ مسلمانوں میں گداگروں اور مفت خوروں کی جماعت میں روز افزوں ترقی ہو۔ بھلا کون شخص لب کشائی کر سکتا ہے۔ کہ مسلمان افلاس اور تنگدستی کا نشانہ نہیں بن

چکے۔ اور سستی اور کاہلی میں دوسری ہمسایہ قوموں سے گوئے سبقت نہیں لے گئے۔ اور حمیت اور غیرت اسلامی کو خیرباد نہیں کہہ چکے۔ یہی اسباب ہیں جن کے باعث گداگروں اور مفت خوروں کی کاہل الوجود جماعت روز بروز ترقی پذیر ہے۔ اور یہ حالت بتدریج ایک پیشہ کی صورت پکڑتی جاتی ہے۔ اس ارذل ترین پیشہ میں ایسے ایسے خاندانوں کے اصحاب بھی فخر شمولیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ جنکی غیرت اور حمیت کسی زمانے میں شہرۂ آفاق تھی۔ مثلاً خاندان سادات اور علما۔ مؤخر الذکر فرقے کے بعض افراد تو بلے شہری کا برقعہ اوڑہکر اس ذلیل پیشہ گداگری میں وہ وہ روپ بھر کر آتے ہیں۔ کہ انکی حالت دیکھکر ایک سنگدل بھی موم ہوئے جاتا ہے۔ اور خواہ مخواہ گرہ ڈہیلی کرکے ان کے دست نگر پر کچھہ نہ کچھہ دہر ہی دیتا ہے۔ کوئی صاحب تو نہایت عاجزی اور اور انکساری کو کام میں لاکر یوں دام تزویر بچھاتے ہیں۔ کہ حاضرین مجلس مجھہ مصیبت زدہ آفت رسیدہ کی داستان للہ بگوش ہوش سنئے۔ میں وطن سے حج کے مبارک ارادے سے نکلا تہا۔ اور کافی زاد راہ میرے پاس تہا۔ مگر شومئے قسمت سے میں مارے تہکان کے غافل ہوکر سوگیا۔ اور گرہ بُر موقعہ پاکر میری گرہ کاٹ لے گیا۔ اب میں نہ آگے جانے کے قابل ہوں اور نہ وطن مالوف کو پہونچ سکتا ہوں۔ نہ پائے رفتن و نہ جائے ماندن والا معاملہ درپیش ہے۔ اب میرا سوال ہے کہ کوئی خدا کا سخی مجھے یا تو مکہ معظمہ تک پہونچادیوے اور میرے نصف حج کا مالک بنے نہیں تو مجھے وطن تک پہونچا کر ثواب دارین حاصل کرے۔ کوئی صاحب واپسی حج سے بے خرچ ہوجانے کا چکمہ دیتے ہیں۔ کوئی دوران پند اور وعظ میں سیرت و اخلاق نبوی بیان کرتے کرتے اپنے وعظ کو نہایت متانت سے اس طرز پر بدل دیتے ہیں۔ جس سے ان کو اپنی دلی مراد برآنیکی توقع ہوتی ہے۔ کافی تسخیر قلوب ہو چکنے پر وہ نہایت لجاجت اور چرب زبانی سے اختتام وعظ پر اسطرح اپنے مطالب کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ

سامعین میں ایک ضروری کارِ خیر کی تکمیل کی خاطر گھر سے نکلا ہوں اور وہ یہ
ہے۔ کہ ہمارے شہر میں مسلمانوں کی محض توجہ خاص کی امید پر ایک جامع مسجد
کی بنا رکھی گئی ہے جسکی فراہمی چندہ کا بار قوم کی طرف سے میری گردن پر دیا گیا
ہے۔ آپ لوگوں سے پوری توقع ہے۔ کہ آپ حسب توفیق میری امداد فرما کر
شریک ثواب عظیم ہونگے کوئی صاحب ہندو سے مسلمان ہونیکا اظہار
کرکے اپنی ابتری حالت کا فوٹو دکھاتے ہیں۔ کوئی صاحب خود کو خاندان
سادات کا چراغ ثابت کرکے اپنی بے بسی ظاہر کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ غرض
ایسی ایسی جگر خراش باتیں سنکر ایک سچے مسلمان کے دل پر سخت گہرا
اثر پڑتا ہے اور اس عبدالرحیم گروہ کی پیچیدہ باتوں کی لپیٹ میں آکر
حسب التوفیق کچھ نہ کچھ دے ہی گذرتا ہے۔ مولوی صاحب ہیں کہ ٹکٹ بٹور دوسرے
شہر کو چلد یئے۔ اور وہاں جا کر کسی دوسرے طرز کا جال بچھایا۔ غرض گداگروں
کے یہ سر برآوردہ اصحاب بھولے بھالے مسلمانوں کو پھنسانے اور اپنا
دامن مراد بھرنے کی خاطر نت نئی تجاویز سوچنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اکثر
کرکے ان اصحاب کا ششماہی دورہ ہوتا ہے۔ جسکے بعد وہ ایک زر کثیر وصول
کرکے وطن مالوف کو مراجعت فرما ہوتے ہیں۔ اور بجائے تعمیر مسجد یا دیگر کار خیر
کے جن کے بہانے سے ان قومی جونکوں نے قوم کا خون چوسا تھا۔ قوم کی گاڑھی
کمائی کا روپیہ نہایت بے دردی سے اپنے مکان عالیشان بنوانے یا دیگر
ضروریات میں صرف کر دیتے ہیں۔ سچ ہے مال مفت دل بے رحم یہ شرمناک
ترقی جس پیمانہ پر ہو رہی ہے۔ وہ لاریب دامن اسلام پر ایک قابل شرم دھبہ
ہے۔ علاوہ ازیں دیگر مسلمان گداگر جس بے شرمی اور کشادہ پیشانی سے دوسری
قوموں کے سامنے کوڑی کوڑی کے لئے ہاتھ پھیلاتے پھرتے ہیں۔ اس طرح
ایک ہندو گداگر مسلمانوں کے سامنے ہرگز دست سوال دراز کرنا گوارا نہ کریگا۔
اگر کریگا بھی تو اس کے چہرے سے ضرور شرم ٹپکتی ہوگی۔ مگر ہمارے مسلمان بھائی

ہیں کہ اپنی ہمسایہ قوموں کے فیاض دروں سے بُری طرح دھتکارتے جاتے ہیں۔ مگر افسوس ان کو غیرتِ اسلام کے مفقود ہو جانے کے باعث حس تک نہیں ہوتی۔ ہمارے ہادیئے برحق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم تو یہ ہو کہ خدا کے بندو اپنی بزرگی اسطرح بسر کرو کہ تمہاری آنکھ بھی کسی اور کے سامنے نہ جھکے۔ کیا ہی خوب سیلف ہلپ کی تعلیم ہے۔ مگر برخلاف اس کے ہمارے مسلمان بھائی ہیں کہ سیلف ہلپ کو پس پشت ڈال کر جنگی بھر آٹے کے لیئے دریوزہ گری کر رہے ہیں۔ اور غیروں اور بیگانوں کے سامنے ذلت اور بے شرمی سے سر جھکاتے پھرتے ہیں۔ خود کام سے جی چراتے ہیں۔ اور دوسروں کی کمائی کو شیر مادر سمجھتے ہیں۔ برخلاف قانون اسلام ان جرائم کے ارتکاب کا باعث اور اس بے شرمی اور بے غیرتی کے کفیل زیادہ تر ہم ہی ہیں جنہوں نے بیجا طریقہ خیرات جاری کر رکھا ہے اور اسلام کے ایک بہت بھارے گروہ کو اس سہل الحصول طریقۂ معاش گداگری پر کمربستہ کر دیا ہے جو کہ تعلیم نبوی اور منشائے ایزدی سے بالکل برخلاف ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مساکین اور یتامیٰ کی خبرگیری واجب الامداد لوگوں کی دستگیری غربا کی تسکین وہی۔ خویشوں اور بیگانوں سے مروت ہر مسلمان کا عین فرض ہے۔ اور اسلام کی ان وسیع اغراض کے لحاظ سے مسلمانوں پر واجب ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی واجبی امداد کریں۔ اور تکالیف اور مصائب میں ان کا سہارا ہوں۔ اگر کوئی مسلمان باوجود ثروت اور برکت کے اپنے بھائیوں کا ممد اور معاون نہیں ہوتا۔ تو گویا وہ خدا کی نعمائے عظمیٰ کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے دنیاوی کاروبار کے علاوہ ہمارے دینی کام بھی روز بروز ریا و نمود سے ملوث ہوتے جاتے ہیں ہمارا صوم وصلواۃ۔ صدقہ و خیرات سب کچھ دکھلاوے کی خاطر ہے۔ ہم اس کام کے کرنے سے جی چراتے ہیں جسمیں ریا و نمود کا دخل نہو۔ حالانکہ ریا و نمود

جس پر ہم مرمٹ رہے ہیں۔ اور جس نے ہمارے آئینہ قلوب کو اسدرجہ مکدر کر رکھا ہے کہ ہمیں نیک و بد کی تمیز ہی نہیں رہی۔ اس مالک ارض وسما کو ہرگز ہرگز منظور نہیں ہمارے خیرات دینے کا منشاد آجکل صرف یہ آ ٹھرا ہے کہ ہمارا نام ہمارے ابنائے جنس اور ہم مشارب میں فخر کے ساتھ لیا جائے اور بس حالانکہ اسلام اس قسم کی امداد اور معاونت کا سخت مانع ہے۔ اور وہی عمل جا ئنیا ہے۔ جو خالصاً للہ ہو نہ او سمیں نمائش ہو اور نہ نمود۔ ہمارے بیجا طریقہ خیرات نے جو ہمنے حصول نمود کی خاطر جاری کر رکھا ہے۔ ایک نیا گروہ پیشیہ ور گداگروں اور مفت خوروں کا پیدا کر دیا ہے جو کہ مستحقین خیرات کے حقوق کا سخت غاصب ہے اور خیرات کے اصل مطلب کا فوت کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ بغیر سوال کے بھی دیگر وسائل سے اپنی حاجت روا کر سکتا ہے اور اسکا سستی اور کاہلی کی وجہ سے پیشیہ کے طور پر سائل ہونا گویا ان سائلوں اور غریبوں کا حق تلفی کرنا ہے۔ جو بوجہ واقعی حالات اور اضطرابی مجبوری کے امداد کے مستحق ہیں۔ مثلاً لولے لنگڑے۔ اپاہج۔ اندھے۔ مریض۔ بیکس۔ مفلوک الحال بیوہ عورتیں وغیرہ جنکی گذران کی کوئی سبیل نہیں۔ اگر ہے تو بھی بوجہ کثیر العیال ہونے کے ناکافی ہے۔ شادی مرگ کے موافقہ پر ہم بے دریغ نمود کی خاطر زر کثیر خود گرہ سے یا کہ قرض لے کر لٹا دیتے ہیں۔ اور اس کو خیرات سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ عمل دائرہ خیرات سے کوسوں دور ہے۔ ہمیں اپنی خیرات کی بے قاعدگی اور بے ضابطگی کا جلدی تدارک کرنا چاہیئے۔ تاکہ مفت خور گداگروں کی تعداد رُو بہ کمی ہو اور کسی نہ کسی کام میں لگ جانے سے یہ بدنما دھبہ گداگری دامن اسلام سے چھٹ جائے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہٹے کٹے موٹے تازے دریوزہ گروں کو اس حقارت آمیز عادت سے نفرت دلانے کی کوشش کر کے مزدوری کی جانب راغب کرنا چاہیئے۔ تاکہ

مزدور ملنے آسان ہوجاویں۔جن کے دستیاب نہ ہونیکی آجکل ہر طرف چیخ پکار رہے ہے۔اور گداگروں کا فرقہ نیست ونابود ہوجاوے۔ س۔ ر۔

مذہب سے غرض کیا ہے!! بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا۔ اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اس سے دور رہنا اور سچی محبت اس سے نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انواع واقسام کے رنگوں میں ظاہر ہوگا اور اصل مقصود اس راہ میں یہ ہے کہ اُس خدا کی ہستی پر پورا یقین حاصل ہو اور پھر پوری محبت ہو۔ ایسا دیکھنا چاہیئے کہ کونسا مذہب اور کونسی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے یہ غرض حاصل ہوسکتی ہے۔ انجیل تو صاف جواب دیتی ہے کہ مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے اور یقین کرنیکی راہیں مسدود ہیں۔ اور جو کچھہ ہوا۔ وہ پہلے ہوچکا اور آگے کچھہ نہیں مگر تعجب کہ وہ خدا جو ابتک اس زمانہ میں بھی سنتا ہے وہ اس زمانہ میں بولنے سے کیوں عاجز ہوگیا ہے کیا ہم اس اعتقاد پر تسلی پکڑ سکتے ہیں کہ پہلے کسی زمانہ میں وہ بولتا بھی تھا۔ اور سنتا بھی مگر اب وہ صرف سنتا ہے مگر بولتا نہیں ایسا خدا کس کام کا جو ایک انسان کیطرح جو بڈھا ہو کر بعض قویٰ اس کے بیکار ہوجاتے ہیں امتداد زمانہ کی وجہ سے بعض قویٰ اس کے بھی بیکار ہوگئے اور نیز ایسا خدا کس کام کا کہ جب تکتکی سے بندھ کر اس کو کوڑے نہ لگیں اور اس کے منہ پر تھوکا نہ جاوے اور چند دن اسکو حوالات میں نہ رکھا جاوے اور آخر اسکو صلیب پر نہ کھینچا جاوے تب تک وہ اپنے بندوں کے گناہ نہیں بخش سکتا۔ ہم تو ایسے خدا سے سخت

دنیا میں جس پر ایک ذلیل قوم یہودیوں کی جو اپنی حکومت بھی کھو بیٹھی
تھی غالب آگئی ہم اس خدا کو سچا خدا جانتے ہیں جس نے ایک مکہ کے
بیکس کو اپنا نبی بنا کر اپنی قدرت اور غلبہ کا جلوہ اسی زمانہ میں تمام جہان کو
دکھا دیا یہاں تک کہ جب شاہ ایران نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی گرفتاری کیلئے اپنے سپاہی بھیجے تو اس قادر خدا نے اپنے رسولؐ کو
فرمایا کہ سپاہیوں کو کہدے کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خداوند
کو قتل کر دیا ہے اب دیکھنا چاہئیے کہ ایک طرف ایک شخص نے خدائی کا
دعوی کر دیا ہے اور اخیر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ روم کا ایک سپاہی
اس کو گرفتار کر کے ایک دو گھنٹہ میں جیل خانہ میں ڈال دیتا ہے اور
تمام رات کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور دوسری طرف وہ مرد ہے کہ
صرف رسالت کا دعوی کرتا ہے اور خدا اس کے مقابلہ پر بادشاہوں کو
ہلاک کرتا ہے یہ مقولہ طالب حق کیلئے نہایت نافع ہے کہ یار غالب شو
کہ تا غالب شوی۔ ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مردہ مذہب ہے ہم
ایسی کتاب سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا
کیا فیض پہنچا سکتا ہے جو مردہ خدا ہے پس ایسا ٹوٹا پھوٹا خدا عیسائیوں
کو مبارک ہو۔

دنیا دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات خدا کے اس قانون
قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے فعل سے دنیا میں پایا جاتا ہے۔ اور جو انسانی فطرت اور
ضمیر میں منقوش ہے عیسائی صاحبوں کا خدا صرف انجیل کے ورق میں محبوس ہے اور جس تک انجیل نہ
پہنچی وہ اس خدا سے بیخبر ہے لیکن جس خدا کو قرآن شریف پیش کرتا ہے اس سے کوئی شخص
ذوی العقول میں سے بیخبر نہیں اس لئے سچا خدا وہی خدا ہے جس کو قرآن نے پیش کیا۔
جسکی شہادت انسانی فطرت اور قانون قدرت دے رہے ہیں۔ منہ

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

جیسی مترجم حمائل شریف بامحاورہ جس کی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں جس میں ۱۳ خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزوں ہے یعنی ۵ انچ لمبی ۳-۱ انچ چوڑی جو جیب میں آسانی آسکتی ہے شائقین کلام مجید کے پاس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے رہ سکتی ہے (۲) ترجمہ حمائل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے ایک صفحہ پر پہلی متن اور دوسرے صفحہ پر اس کا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گھچ مچ نہ ہو جاوے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اس کا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف الٹنا نہیں پڑتا۔ یہ خوبی آج تک کسی مترجم قرآن شریف میں نہیں ہے (۶) عربی تحریر نہایت ہی اعلے درجہ کی خوشخط ہے اور اعلے درجہ کے کاتب سے لکھوائی گئی ہے (۷) ترجمہ جدید بامحاورہ زبان حال کے اردو کے موافق کر دیا گیا ہے۔ ترجمہ ایسا شائستہ اور لطیف ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھ دیئے گئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمائل شریف کے شروع میں سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دی گئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں تمام قرآن شریف کے مضامین کی فہرست ہے جو واعظوں خطیبوں اور تمام مسلمانوں کے لئے کارآمد ہے (۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک جگہ سارے حوالے لکھ دیئے گئے ہیں (۱۱) کاغذ سفید اور نفیس ڈی لگایا گیا (۱۲) جلد سنہری نہایت خوبصورت لگائی گئی ہے (۱۳) اسپر قرآن شریف اور ایسا ہی [illegible] لگایا گیا ہے۔ قیمت فی جلد [illegible] قیمت مجلد معہ [illegible] ۵ جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت۔ ملنے کا پتہ

[illegible] حکیم [illegible] ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

جلد ۸ — نمبر ٦

رجسٹرڈ ایل ۱۲۱

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ۲ روپیہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

۱۵ مئی ۱۹۰٦ء | پندرہ روزہ | مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

ہمدردان اسلام

اور عاشقان حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں نہایت ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ آجکل مختلف مذاہب اور مختلف عقائد و فرق کی گھٹا ٹوپ اندھیری نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا رکھا ہے کہ جس سے حق و باطل میں تمیز نہیں رہی۔ اسی غرض سے ہمنے یہ اسلامی رسالہ **انوار الاسلام** نکالا ہے جسکا اعلیٰ فرض یہ ہے کہ مخالفین **اسلام** آریہ ہو یا عیسائی کے بیہودہ اعتراضات کا جو وہ آئے دن **اسلام** پر کیا کرتے ہیں نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دے۔ سو خدا کے فضل سے یہ رسالہ انوار الاسلام اس خدمت اسلامی کو پورا کر رہا ہے۔ امید ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اس رسالہ کو حرز جان بنائیں گے اور اس کی ترقی کو اپنا دین و ایمان سمجھیں گے۔ اور مولا کریم کے آگے ہماری یہ التجا ہے۔ کہ دنیا کا ہر ایک شخص **انوار الاسلام** کی اس نورانی شمع کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھکر اسلام کے نور سے مستفیض ہو اور اپنے دل کو منور اور جسم کو سراسر نور بنائے۔ اور ہماری یہ بھی التجا ہے کہ اے مولا کریم! تو اس اسلامی صداقت کے آفتاب کو ہر ایک دل میں جگہ دے اور کفر و شرک کی ظلمت کو دلوں سے دور کر اور کل تاریکیاں اسلام کے نور سے مبتلا کر۔ آمین

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

جیبی مترجم حمائل شریف با محاورہ جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں اور جسمیں ۱۳ خوبیاں نمبر وار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزون ہے یعنی ۵ انچہ لمبی ۳ انچہ چوڑی جو جیب میں باآسانی آسکتی ہے مشائقین کلام مجید کے پاس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے رہ سکتی ہے (۲) ترجمہ حمائل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے - ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے صفحہ پر اُس کا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گھچ پچ نہ ہو جاوے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں وقت نہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اُسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے - جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف الٹنا نہیں پڑتا - یہ خوبی آجتک کسی مترجم قرآن شریف میں نہیں ہے (۶) عربی تحریر نہایت ہی اعلے درجہ کی خوشخط ہے اور اعلے درجہ کے کاتب سے لکھوائی گئی ہے (۷) ترجمہ جدید با محاورہ زبان حال کے اُردو کیموافق کر دیا گیا ہے - ترجمہ ایسا شائستہ اور لطیف ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھ دیئے گئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہو اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمائل شریف کے شروع میں سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دی گئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں تمام قرآن شریف کے مضامین کی فہرست ہے جو واعظوں خطیبوں اور تمام مسلمانوں کیلئے کارآمد ہے (۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے اُنکی نسبت بھی ایک جگہ سارے حوالہ لکھ دیئے گئے ہیں (۱۱) کاغذ سفید اور نفیس ولایتی لگایا گیا ہے (۱۲) جلد سنہری نہایت خوبصورت کرائی گئی ہے (۱۳) اُسپر قرآن شریف لا یمسہ الا المطہرون کا لفظ لگایا گیا ہے قیمت بے جلد ۱۲/ قیمت مجلد معہ مہنی ۱۴/ دو جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت -

ملنے کا پتہ

کریم بخش رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ ص

سائل کا حق

اور فرمایا کہ اگر مانگنے ہی کی ضرورت پڑے۔ تو بھلے لوگوں سے سوال کرے ؎

اگر گوئی غم دل با کسے گو ✤ کہ از رویش بہ نقد آسودہ گردی۔

اور جو لوگ کسب نہ کر سکتے۔ انہیں آپ کبھی اور کسی حال میں اپنے دروازہ سے محروم نہ پھیرتے۔ اُن کا سوال پورا کر ہی دیا کرتے۔ اس بارہ میں ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ نرفت لا زبانِ مبارکش ہرگز۔ مگر باشھدان لاالہ الا اللہ۔

اور فرمایا کرتے کہ الید العلیا خیر من الید السفلی۔ اوپر کا ہاتھ (دینے والا) نیچے کے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔

ایک حدیث میں آپ صلعم نے فرمایا۔ سائل کو دو۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آوے۔ دیکھنے بظاہر صاحب اقبال معلوم ہوا

ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آں حضرت صلعم کے پاس کوئی سائل یا محتاج آتا۔ تو آپ صحابہ رضؓ کو فرماتے کہ سائیوں کیلئے سفارش کیا کرو اجر اور ثواب پاؤ گے۔ فیاضی اور سخاوت میں آپ بہتے ہوئے دریا کی طرح تھے چنانچہ بسا اوقات آپ ریوڑ کے ریوڑ بکریاں ایک ہی سایل کو عطا فرمایا کرتے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وات ذالقربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ولاتبذر تبذیرا۔ قرابت والے محتاج اور مسافر کو اس کا حق دیدے۔ اور بیجا مت اوڑا۔ اگر ایک وقت کچھ پاس نہ ہو۔ تو نرمی سے جواب دو۔ دھمکانا اور ڈانٹنا بڑا گناہ ہے سفاما السایل فلا تنہر۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

اور آپ فرماتے۔ کہ مستحقوں کو مانگنے سے پہلے دو۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی خبر گیری کرتا ہے۔ اس کا ثواب ہے۔ جو خدا کی راہ میں سعی کرتا ہے۔

صدقات اور اسکی اقسام

آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا جو شخص لوگوں کی خطا معاف کرتا ہے۔ خدا اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ جو شخص خدا کے واسطے تواضع کرتا ہے خدا اسکے مرتبہ کو بلند کرتا ہے۔

اور فرمایا کہ ہر ایک نیکی صدقہ ہے۔ اور یہ بھی ایک نیکی ہے۔ کہ تو ہر مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرے اور اسکے برتن میں اپنے ڈول سے پانی ڈالدے۔

اور فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ دینا لازم ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر صدقہ دینے کو کچھ نہ ہو۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ کہ اپنے بازو سے محنت کرے۔ اور اپنی ذات کو فایدہ پہنچائے اور خیرات کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ ہوسکے۔ آپ

نے فرمایا کہ مصیبت زدہ اور محتاج لوگوں کی مدد کرے۔ لوگوں نے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ نیکی کی باتیں بتائے لوگوں نے عرض کیا۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے آپ ؐ نے فرمایا ایذا رسانی سے باز رہے۔ یہی اس کیلئے صدقہ ہے۔

اور فرمایا کہ جو کوئی مسلمان دوسرے مسلمانوں کو کپڑا پہنا دے جب تک اس کپڑے کی ایک دھجی بھی اس کے بدن پر رہے گی خدا اس کو ہر بلا سے محفوظ رکھے گا۔

اور سب سے اچھا صدقہ یہ ہے کہ تم ایک بھوکے کا پیٹ بھر دو اور فرمایا کہ جو کوئی مسلمان درخت لگائے یا کھیتی بوئے اور اس میں سے انسان یا پرندے یا چوپائے کھائیں۔ تو وہ اُس کے لئے صدقہ ہوجائیگا۔

اور فرمایا کہ سب سے اچھا صدقہ وہ ہے جو بے پرواہی سے دیا جائے۔ اور سب سے پہلے اس کو صدقہ دینا چاہیئے جس کا نفقہ تمہارے ذمہ ہے۔

جب کوئی مسلمان اپنے گھر والوں کو ثواب کی نیت سے دیتا ہے تو وہی اس کے لئے صدقہ ہوجاتا ہے۔

اور فرمایا ایک روپیہ وہ ہے جس کو تم خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ ایک روپیہ وہ ہے۔ جس کو غلاموں کے آزاد کرنے میں صرف کرو۔ ایک روپیہ وہ ہے۔ جس میں سے محتاجوں کو خیرات دو۔ اور ایک روپیہ وہ ہے جس کو تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ ان سب میں سے بڑا ثواب اس روپیہ کا ہے جس کو تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ محتاجوں کو صدقہ دینا۔ ایک ہی صدقہ ہے۔ مگر قریبی محتاجوں کو صدقہ دینا دو صدقہ ہیں۔ ایک صدقہ دوسرے صلہ رحم۔

اور فرمایا اگر انسان اپنی زندگی میں ایک درہم خیرات کرے تو اس سے بہتر ہے۔ کہ بعد مرنے کے سو درم خیرات کئے جائیں۔

بجواب خلاف جہاد مندرجہ مسافر

ہمنے جہانتک آریہ اخبارات کی تحریریں دیکھی ہیں اوسنے مترشح ہے کہ یہ حضرات بلا سوچے سمجھے متکلم کے خلاف منشاء بایجاد خود اور طرہ یہ کہ بلا دلائل صحیحہ براہین قطعیہ ازراہ تمسخر کے مضمون پر اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ اور بزرگان دین و علمائے شرع متین کے شان میں اعلےٰ درجہ کی درفشانی جو کہ مہذب لوگوں کو شایاں نہیں کرکے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ انصاف پسند خود خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے منہہ لگنا اور جھگڑے میں جواب دینا کوئی عقل پسند نہیں کر سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ صاحبان تہذیب اس طرف رخ کرتے ہیں۔ ہاں اگر مناظرہ و مباحثہ بطلب امر حق ہو۔ اور فریقین کا منشاء اظہار صداقت پر مبنی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ورنہ بے سری الاپنا اور اپنی ہی گائے جانا اہل علم کی نظروں میں وقعت نہیں پاتا۔ اوسپر شکائیت یہ کہ اہل اسلام سخت کلامی سے جواب دیتے ہیں۔ مثل ہے۔ کما تدین تدان۔ جیسا برتاؤ آدمی خود کرتا ہے ویسا ہی بدلہ پاتا ہے۔ حسب رویہ متذکرہ اڈیٹر صاحب مسافر نے ۸ر اکتوبر ۱۹۰۸ء میں بخلاف جہاد کے عنوان سے جناب مولانا مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب بالقابہ کے مضمون پر بہت ہی دلانارانہ و بے باکانہ حملہ کیا ہے۔ مولوی صاحب کی تحریر وغیرہ تو کچھ لکھی نہیں مطلب بھی کہ سمجھے نہیں۔ اور اعتراض کرنیکے شوق میں اخبار کا صفحہ مہمل دیا دگوئی میں بھر ڈالا۔ اگر کسی کو کسی امر میں شک ہوتا ہے۔ تو وہ بہت ہی مہذبانہ پیرایہ میں دریافت کر لیتا ہے نہ غلط باطل کہکر زبان درازی شروع کر دیجاوے۔ ناظرین با تمکین اصل یہ ہے کہ جہاد کا مسئلہ اصل میں عیسائی صاحبان کا اعتراض ہے۔ مسلمانوں سے تو اوسکے جواب دئیے گئے ہیں۔ مگر خدا کی شان کہ بعض حق بین عیسائیوں نے بھی جواب شافی دیدئیے۔ چنانچہ

اپالوجی سے ورلیجینز آف دی سورڈ (مصنفہ شیخ الاسلام عبداللہ کوئیلیم
سے یہ مضمون اظہر من الشمس ہے کہ مخالفین کا یہ حملہ کہ اسلام بزور شمشیر
پھیلایا گیا کسقدر پوچ اور لچر ہے - اس مضمون پر ابتدا سے بحث ہو چکی ہے
اور دیانندیوں نے بھی یہ اعتراض عیسائیوں ہی سے لیا اور انہیں کی
تقلید سے یہ اعتراض پیش کرتے ہیں - چنانچہ دیانندجی سرسوتی نے اپنی
کتاب ستیارتھ پرکاش میں جہاد پر اعتراض کیا جسکا جواب حق پرکاش میں
دیا گیا ہے - حق تو یہ مقتضی تھا کہ یہ صاحبان پہلے ان کتابوں کا جواب
الجواب دیتے اور اگر اسکا جواب نہ دیا جاتا تو سوال کرتے اور جو چاہتے لکھتے
حالانکہ ہمنے دیکھا ہے کہ آجتک کسی عیسائی نے نہ کسی آریہ نے اسکا جواب الجواب
لکھا ہے - ہاں وہی مضامین بار بار دُھراتے ہیں جسپر جواب دینا محض تضیع
اوقات نہیں تو اور کیا ہے یا بقول سوامی جی جو ہٹ دھرمی سے سوال کرے
اسکا جواب دینا نہ چاہیے اگر ایسے نامہ نگاروں کو باوجود ان جوابات واضح کے بھی
کچھ نظر نہیں آتا یا مذہب و تعصب کی تاریکی میں پھنسکر عقل زائل ہو گئی ہے
(ستیارتھ پرکاش صفحہ) تو کوئی چارہ نہیں نہ ہماری جوابات کے شان میں کچھ
نقص آسکتا ہے کیونکہ ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
مختصر یہ کہ چونکہ جہاد کے متعلق دندان شکن جواب ہو چکے ہیں نامہ نگار صاحب
پہلے اسکا جواب دیں ورنہ انکو حق نہیں کہ سوال کریں - ہم ہرگز ان جوابات
کو نہ اعادہ کرینگے اور یہ بھی واضح ہو جاوے کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ ہم جواب
دینے سے پہلو تہی کرتے ہیں نہیں ہرگز نہیں ہم اپنا بیش قیمت وقت ایک مضمون
کو دوہرا کر ضائع کرنا نہیں چاہتے ورنہ مایہ و بساط اعتراض تار عنکبوت سے
زیادہ نہیں - - - - - -

ہاں اوڈیٹر صاحب فی مکر اللہ پر جو اعتراض کیا ہے اوسکا جواب البتہ دینگے
اس صاحب نے مولوی ابوالوفا صاحب کے شان میں لکھا ہے کہ تاویلات کا

روغن قرآن مجید پر چڑھانے میں مشتاق ہو گئے۔ مکر اللہ میں مولوی وارنش کیا۔ مگر تہذیب کے شعاع سے وہ روغن اڑ گیا۔

ترک اسلام کے جوابات بہت سے چھپے ہیں معلوم نہیں کہ اوس صاحب نے کیوں نہ دیکھا کہ معنے قریب قریب ایک ہے۔ جواب دیا ہے اور کس کس حوالہ سے لکھا ہے۔ مولوی صاحب نے یا کسے شخص نے جو لکھا وہ متقدمین کے اتہار یئے اور حوالہ سے لکھا ہے۔ اگر اعتبار نہ آوے تو تفسیر کبیر کے اردو ترجمہ سراج المنیر وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ رہی تہذیب آپکی اسکو خدا کے فضل سے تعلیب الاسلام نے چہلنی کر دیا۔ لہذا آپکا وارنش وغیرہ اوٹھانا دروغ بیفروغ ہے کیونکہ ابھی تک آپکی طرف سے تعلیب کا جواب نہیں دیا گیا۔ اگر کچھ جرأت ہو تو تشریف لائیے میدان مناظرہ میں آئیے جوہر دکھلائیے۔

ناظرین! جسوقت قرآن شریف عرب میں نازل ہوا فصاحت عرب منتہائے عروج پر تھی جسکا ثبوت اونکے یہ ہے کہ اہل عرب دیگر اقوام کو عجمی (گونگے) کہتے تھے۔ ایسے ایسے فصحا قرآن مجید کا لوہا مان گئے تھے اور اوسکے بلاغت و فصاحت پر عش عش کر گئے اور باوجود قرآن پاک کے دعوے فاتوا بسورة من مثله کے آج تک کسے سے جواب نہوا۔ اور حق یہ ہے کہ ایک لفظ اسکا بدائع و صنائع سے خالی نہیں اس لفظ مکر اللہ میں بھی ایک عجیب صنعت ہے۔ جسپر ہمارے مہربان آریہ نافہمی سے اعتراض کرتے ہیں سچ ہے سے واذا اتتک مذمتی من ناقص + فہی الشہادة لی بانی کامل۔ یعنے جب ناقص لوگ میری ہجو کریں اور اپنے کوتاہ عقلی کی وجہ سے مجھکو صدمہ پہونچا دیں۔ تو وہی میرے کمال کی دلیل ہے۔ ایسے لچر و پوچ اعتراضات سے قرآن پاک کا کچھہ ہرج نہیں ہوتا ہے اور نہ اسکی شان میں نقص آتا ہے۔ خیال فرمایئے کہ جیسے رات تاریک زیادہ ہوتی ہے ستاروں کی روشنی و ضیا اور ترقی کرتی ہے۔ خیر آمدم برسر مطلب وہ صنعت

مشاکلہ ہے۔ دیکھئے حدیقۃ البلاغت مصنفہ میر شمس الدین دہلوی "مشاکلہ و ایں صنعت چناں است کہ چیزے را ذکر کنند بلفظ غیری بہ سبب وقوع آں چیز در صحبت آں کقولہ تعالے وجزاء سیئۃ سیئۃ ومکروا ومکر اللہ پوشیدہ نماند کہ حق تعالے اعذاب را بلفظ سیئۃ ومکر تعبیر فرمودہ بجہت مشاکلہ آں با سیئہ و مکر کفار" پس معنے آیۃ اول کے یہ ہوئے کہ جزائے بدی عذاب است و معنے آیت دوم یہ ہوئے کہ کافروں نے مکر کیا اور حق تعالے نے عذاب کیا اونکو (دیکھو بائبل یہ بھی تاویل ہے؟) کقول الشاعر

قالوا اقترح شیئا نجد لک طبخہ
قلت اطبخوا لی جبۃ وقمیصا

یعنے کہا کہ کوئی چیز بتلا کہ تیرے واسطے پکاویں۔ جواب دیا کہ میرے واسطے جبہ و قمیص پکاؤ۔ اسجگہ بھی پکانے (طبخ) کے لفظ سے دوختن یعنے سینے کو ذکر کیا ہے۔ "وازیں قبیل است ایں بیت صائب ۔ لب سوال سزا وار بخیہ بیشتر است عبث بجز تہ خود بخیہ میزند درویش" خموشی کو بخیہ لب سے تعبیر کیا ہے۔ بجہت مشاکلہ"

اللہ اللہ نثار ہونا چاہئے اس فصاحت پر اور اس اعجاز پر بلا شک ع
سر اک حرف میں اسکے بہار جاوداں پیدا ۔ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم + کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است + اسپر کسی کم فہم کا اعتراض ایسا ہے جیسے آفتاب پر خاک ڈالنا۔ اگر اسپر نہ وہ سمجھے تو اوس بت کو خدا سمجھا جیا دا؟ اعتراض کرتے ہوئے رال ٹپکتی ہے کیا نہیں دیکھتے کہ اسلام نے جو حقوق غیر قوموں کو دیئے وہ آجتک کسی نے نہ دیئے۔ آج امریکہ اسٹریلیا اور سارا جہان اس اسلام کے آفتاب عالمتاب کے نور سے منور ہے لور پول اور لندن بھی اس نیر اعظم کے ضیائے سے جگمگا رہے ہے۔ بتلایئے ان ممالک میں کون جہاد کو گیا کس نے تلوار چلائی۔ اسے جانے دیجئے آجکل حالانکہ مسلمانوں میں نہ دولت

کیوں آئے دن غیر اقوام مسلمان ہوتے جاتے ہیں۔کس چیز کا لالچ ہے۔ نیوگ ایسا پوتر مسئلہ ہے تو نہیں جو کوئی شہوت پرست آکر پھنس جاوے۔ کیا یہ دین حق کا اعجاز نہیں؟ بیشک

اسکے جلو میں باران رحمت

ہاں اسلامی تلوار

تھا۔ جسنے دنیا کو آج سرسبز کر دیا خس وخاشاک دور کر دیا جملہ عالم کو سرہرا کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے کسقدر گمراہی اور ضلالت سے لوگ مبتلا تھے۔ بت پرستی اور شرک کی قبیح رسمیں تہذیب کو کسقدر مانع تھیں۔ کیا اسلام کے فیض سے دنیا نے ترقی نہیں کی۔ اگر اسلام نے شرک کی بیخکنی کی سواد فاسد کو جو سالہا سال سے مجتمع تھا اور عالم کو صحت نہیں بخشنے دیتا تھا نکال دیا جس سے عالم کے بہبودی ہوگئی۔ کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ مواد فاسد کا نشتر لگا کر نکالدینا مریض کو صحت بخش نہیں۔ اس اسلام کی طفیل ہے کہ دنیا یہ ترقی کر رہی ہے۔ کیا اسلام سے پہلے دنیا میں تہذیب ترقی پر تھی۔ دیکھو تواریخ کے اوراق ہماری تائید میں رطب اللسان ہیں۔ ہاں جزیہ لیا وہ بھی حفاظت جان امن دامان کا ٹیکس تھا۔ جس سے جزیہ لیا اسکی حفاظت میں جانسے بھی دریغ نکیا۔ خیر اب ہم سمند طبع کو روکتے ہیں اگر اڈیٹر صاحب یا اُنکے معاونین کسی پیرایہ میں پھر درشن دکھا دینگے تو ہم بھی انشاء اللہ تشریف لا وینگے۔

اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر + پھر ملینگے اگر خدا لایا +

والسلام علےٰ من تبع الہدےٰ + آریوں کا رہبر الور از ستیا پور +

" خداوند تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ پرہیزگاری اسی بات کا نام ہے کہ ہم اپنے آپ کو کامل طور پر خدا کے حوالے کریں۔ قایم الصلوٰۃ والصوم رہیں۔ غریبوں کو خیرات دیویں اُن کی مدد کریں جو ہم سے مدد کے خواستگار رہوں اور اُن کی خدمت کریں جو باعث شرم کے مانگ نہیں سکتے مگر فی الحقیقت محتاج ہیں +

مسیح ؑ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کل کے روز میرے ہاتھ میں ایک کتاب جس کا نام مضمون ہذا کی سُرخی ہے پڑ گئی ایک صفحہ کی دو چار سطریں مشکل سے پڑھی ہونگی کہ دل میں خیال گیا کہ دیکھیں کون ایسا منصف ہے کہ سچائی کی ٹانگیں توڑ رہا ہے۔ سرورق کو لوٹ کر دیکھا۔ کہ کرسچین لٹریچر سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ تب تو اور آگے پڑھنا شروع کیا۔ آخرکار میری نظر ایک فقرہ محمد صاحب گنہگار تھے پر جا پڑی۔ جسے فوراً سرخی کا نشان کتاب میں کر دیا اور دل میں خیال کیا کہ آنحضرت تو جیسے تھے کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ محمد صاحب نے کوئی معجزہ نہیں دکھلایا۔ تو فوراً میرے دل نے جواب دیا کہ ان اندھوں نے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ یعنی مُہر کر دی ہے اللہ نے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے۔ کیا؟ سچے ہیں وہ لوگ جو آپ کی ذات سے کسی معجزہ کا ظہور پذیر نہ ہونا سچ جانتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں آنحضرت م کے ہزاروں معجزے طشت ازبام ہیں۔ لیکن لوگوں کے حال پر کہ جنکو اب تک اس سچے دین کے بانی کے حالات قرآن کی تعلیم اور نیک راہوں سے واقفیت نہیں ہے ایک اپنی ہٹ پر جمے ہوئے ہیں۔ رحیں جنبد نہ جنبد گل محمد۔ میں اس موقعہ پر بالاختصار بطور مشتے نمونہ از خروارے چند معجزوں کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس سے میرے مضمون کو زینت ہو گی۔

(۱) جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن خیبر میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے زانو پر اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے اور اُس وقت تک سوتے رہے کہ وقت عصر قضا اور آفتاب غروب ہو گیا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ لیکن آپکو جگانا مناسب نہ سمجھا جس وقت آپ صلعم جاگے

حضرت علی رضہ نے نماز عصر کے فوت ہو جانے کا حال عرض کیا۔ آپؐ نے دعا مانگی آفتاب مغرب سے نکلا۔ تمام جہان میں دھوپ پھیل گئی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر کی ادا کی۔ بعد ازاں آفتاب پھر غروب ہو گیا۔

(۲) حضرت سلمہ بن اکوع رضہ کی جنگ خیبر میں پنڈلی میں ایسا زخم آیا۔ کہ لوگ کہتے تھے کہ سلمہ رضہ نہ بچیں گے۔ آنحضرت صلعم نے اپنا دست مبارک پھیر دیا۔ فوراً زخم اچھا ہو گیا۔

(۳) عثمان بن حنیف رضہ سے روایت ہے کہ ایک اندھا حضور اقدس میں حاضر آیا اور عرض کیا کہ یا حضرت دعا کیجئے کہ میری آنکھیں اچھی ہو جاویں آپ ؐ نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے اور دو رکعت نماز پڑھ کے یہ دعا (آپ نے ایک دعا بتائی) پڑھو۔ اُس نے ویسا ہی کیا۔ اور خدا کے حکم سے دولت بصارت سے مالا مال ہو گیا۔

(۴) ایک بار ابو جہل نے کہا۔ کہ جو میں محمدؐ کو دیکھوں گا مٹی میں مُنہ ملتے (یعنی سجدہ کرتے) اپنی لات سے اُس کی گردن دبا دوں گا۔ آپؐ مسجد حرام میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے بوقت سجدہ اُس لعین نے بارادہ مذکور آپؐ کی طرف قصد کیا اور پاس پہنچنے سے پہلے بے تحاشا بھاگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ اُس نے جواب دیا کہ میرے اور محمدؐ کے درمیان ایک خندق آگ کی ہے اور میں نے پر دیکھے فرشتوں کے اس لئے میں ڈر کے بھاگا۔

اب فرمائیے کہ اول الذکر معجزہ کیا حضرت مسیح کے معجزہ نور شید سے دو بالا نہیں جیسا کہ بائیبل میں لکھا ہے کہ "اُس روز آفتاب ٹھیر رہا یا مسیح کو صلیب دیتے وقت ہیکل کے چاک ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ آفتاب کا حسب معمول غروب ہو جانا اور پھر اُس مطلع الانوار کی دعا قبول ہو کر رب المشارق والمغارب کے دوبارہ طلوع ہونا یعنی ایک دن میں دو تاریخ کی صورت ہونا تاریخی واقعات سے کم نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ معجزہ نہیں ہوا تو پھر تو ایک مُنہ ہر ایک کے پاس ہے۔ اُٹھائی زبان تالو سے لگا دی۔ انصاف سے گذر جانا

اور اپنے سوا کسی کی نہ سنتا علاج ہے اور دست قطع نظر اس کے کہ آپ کے دست مبارک کی برکت سے زخم کا بھر جانا اعجاز مسیحائی سے کیا کم ہے جبکہ آپ نے عالم ارواح میں روح پھونکدی تو آپ کے نزدیک عصائے موسیٰ و معجزہ عیسیٰ کیا شان رکھتے ہیں۔ دیکھئے اندھے کو سوجھتا بنا دینا کوڑھی کو تندرست کر دینے سے نسبتاً کسقدر بڑا ہوا ہے۔

بات یہ ہے کہ یہ سب معجزے بتانے والے اور یہ عجیب عجیب باتیں پردۂ روزگار پر دکھلانے والے درحقیقت مسیح تھے نہ محمد۔ بلکہ وہ وحدہٗ لاشریک کہ جس نے مسیح کو پیدا کیا اسی نے محمد کو بھیجا۔ اسی کے حکم سے سب کچھ بنا ہے اور وہی جو چاہتا ہے جسے چاہے جس کی معرفت دکھلاتا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ ابوجہل اور آپ کے درمیان غار نشین کہاں سے آیا تھا؟ ابوجہل اپنے ارادے سے کیونکر یا نداءً عمداً یا مجبوراً۔ اس کے دل میں بھڑکی ہوئی آگ پر کس نے پانی ڈال دیا اور اس کے پاؤں کو کیوں تاب نہ ہوئی کہ ایک قدم نہ بڑھا سکا؟ سچ ہے انسان خالق انس و جان سے کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے۔ وہ مولا کریم رب العالمین اگر اپنے حبیب کا ایسا نگہبان اور ناز بردار نہ ہوتا تو ایک آدمی سے عرب کی کایا پلٹ کیونکر ہوتی۔

میرا یہ مفہوم نہیں کہ حضرت عیسیٰ نے معجزے نہیں دکھلائے اس مذہب میں ایسی تعلیم ہی نہیں کہ گندم نما جو فروشی کی جائے بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ناحق کے واسطے سچ کو پردۂ خفا میں چھپانا اور جھوٹ کو طفل نوزائیدہ کی طرح گود میں کھلانا اور مناسب اور غیر مناسب ہر جگہ پر اس کا ورد رکھنا ٹھیک نہیں حق تو یوں ہے کہ سچ سچ بات کہی جائے اور پھر انصاف کی نظر ڈالی جائے۔ تب دیکھا جائے۔ کہ درجہ فضیلت سے کون بالا ہے خدا کے بندے کو خدا کا شریک ٹھیرانا خدا کے احکام کو کمالات انسانی سمجھنا آفتاب کو چراغ بتانا ہے۔

معجزہ شق القمر پر جو اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ معجزے سب آپ سے سو سال کے بعد لکھے گئے بالکل نادرست ہے۔ خیال تو کیجئے کس قدر انصاف کا خون ہوگا۔ کہ راستی بالائے طاق رکھدی جائے اور جھوٹ کو عروج دیا جائے۔ کیا یہی معجزے ہیں جو آپ سے سو سال بعد لکھے گئے ہیں

اس معجزے کی بابت کلام مجید پکار کر کہہ رہا ہے کہ وہ گھڑی آ پہونچی اور چاند شق ہو گیا اور جب کبھی کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے میری دیانت میں تو آجکل اسکو جھوٹ کہا جانا ہرگز نئی بات نہیں وہ تو اللہ تعالی نے پہلے ہی جھٹلایا جانا فرما دیا ہے -

اب تو روشن ہو گیا کہ آنحضرت ؐ نے معجزے دکھلائے۔ معجزے بھی کیسے؟ زبردست آپکا سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے اسی طرح معجزہ معراج وشق القمر وغیرہ صحیح روایات و کلام پاک سے ثابت ہیں۔

اگرچہ پوری کتاب میں بہت سی ایسی باتیں تھیں کہ مفصل جواب ضخامت کی صورت میں آتے لیکن میں اسکو پھر کسی وقت فرصت پر منحصر کرتا ہوں - اور امید ہے کہ آیندہ ایسی غلطی صریح نہ کی جائے گی - افسوس کی بات ہے کہ ایسی لغویات سے پبلک کا خیال پھیرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اپنا دہی میٹھا کہا جاتا ہے - بالآخر ان چند سطور لکھنے کے بعد کتاب بند کی گئی شاید کہ اب بھی مخالفین کا منہ بند ہو جائے - خدا سے دعا ہے کہ ان خام خیال لوگوں کو ہدایت دے کہ وہ اسکو پہچانیں اور اس کے حبیب کے احکام مانیں اور ثواب دارین حاصل کریں - س

کون تھا باغ حرم کا گلبدن بالائے چرخ | کون تھا رو ملک کا صف شکن بالائے چرخ
کیا پہونچ سکتے تھے اپنے وہم وظن بالائے چرخ | کون تھا زینت طراز انجمن بالائے چرخ

جب گئے تھے سیر کو شاہ زمیں بالائے چرخ

پھول کھلتا ارت ہیں نو باد شب ربانی اسے | ماہ و پروین شیقدر دھکی سے دکھلاتی اسے
کون تھی ہمسر جہاں میں اپنا پھر ہانی اسے | تیرے ہونٹوں سے کبھی تشبیہہ دی جاتی اسے

ہی دماغ نخوت لعل یمن بالائے چرخ

چار عنصر کی سیاہی گر بنا کر میں رکھوں | اور کل آفاق کے اشجار کا خامہ کروں
معجزے لکھنے کو جب کونین کے دو ورق لوں | کیا کمال حسن سے تشبیہہ اسکو تجھ سی دوں

چاند میں اکثر لگا دیکھا گھن بالائے چرخ

ویدک مکتی یا دیانندی گورکھ دھندا

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ بھی خوں نہ نکلا

میرے دیانندی دوستو! کبھی آپ نے اپنے گرو کے ایجاد کردہ پانچویں وید (ستیارتھ) کی بتائی ہوئی مکتی کی حالت پر بھی غور کیا ہے۔ غالباً آپ نے ایسا نہیں کیا۔ ورنہ اس وید سے نفرت کرتے ہوئے آپ باقی چاروں ویدوں سے ہی دست بردار ہوتے اور علاوہ اسکے اوم نمستے کو بھی خیرباد کہکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر مشرف باسلام ہوتے۔

لیجئے ہم آپ کی خاطر سے اُس نقشہ کو بجنسہ روبرو رکھتے ہیں اور آپ کو اُسپر نظر ڈالنے کا موقعہ دیتے ہیں۔

ستیارتھ صفحہ ۲۶ پر دیانند جی بتاتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ لوگوں کو دُکھ سے چھوٹنے کی ضرورت ہے اس لئے وہ اس کی خواہش کرتے ہیں اور جس میں مخلصی ہو اُس کا نام مکتی ہے اور دُکھ سے چھوٹ کر سکھ کو پاتے ہیں اور برھم میں رہتے ہیں اور صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ مکتی میں جیو برھم میں قایم رہتا ہے اور صفحہ ۱ پر سب سے بڑا ہونے کے باعث برھم نام ایشور کا بتایا ہے اور اسی صفحہ ۲۶۸ پھر قوم ہے کہ برھم ہر جگہ بھرپور ہے اُسی میں مکت جیو بے روک ٹوک وگیان (معرفت) اور آنند کے ساتھ پھرتا ہے اُس کا کثیف جسم نہیں ہوتا۔ حقانی ارادے وغیرہ اُس کے طبعی اوصاف اور قوتیں سب رہتی ہیں مادی تعلق نہیں رہتا۔ آگے صفحہ ۲۶۹ پر اُن چوبیس طاقتوں کو گنایا ہے کہ زور۔ ہمت۔ کشش۔ تحریک۔ حرکت۔ خوف۔ امتیاز۔ عمل۔ حوصلہ۔ یاد۔ یقین۔ خواہش۔ محبت۔ نفرت۔ ملاپ۔ جدائی۔ ملانا۔ جدا کرنا۔ سننا۔ چھونا۔ دیکھنا۔ چکھنا۔ سونگھنا۔ اور گیان ہیں اور اسی صفحہ میں یہ بھی بتایا ہے کہ جو جیو کے فنا ہونے کی مکتی سمجھتے ہیں وہ نہایت جاہل ہیں کیونکہ مکتی تو جیو کی یہ ہے کہ دُکھ سے چھوٹ کر راحت مطلق میں

رہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۵ پر لکھا ہے کہ
غیر متناہی پرمیشور میں جیو آنند کے ساتھ رہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۵ پر لکھا ہے کہ
جیو اور برہم میں مشابہت کا ہونا اسکو ایک نہیں ثابت کرتا۔ اور صفحہ ۲۳۶ میں تحریر ہے
کہ اس لئے علت اور معلول عوارض کے ساتھ ترکیب دینے سے برہم کو جیو اور ایشور
نہیں بنا سکو گے بلکہ ایشور نام برہم کا ہے اور برہم سے علیحدہ اور قدیم اور ناپیدا شدہ
اور غیر فانی وجود (جیو) کا نام جیو ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۷ پر صاف مرقوم ہے
کہ مکتی کے اندر جیو پرمیشور میں نہیں ملتا جدا رہتا ہے۔ کیونکہ اگر مل جاوے تو مکتی کا سکھ کون
بھوگے اور صفحہ ۲۸۸ میں لکھا ہے کہ مکت جیو متناہی محیط کل برہم کے اندر اپنی خوشی کے
موافق گھومتا ہے۔
اب اس نقشہ پر آپ غور کریں کہ جس حالت میں کہ جیو مکتی کے وقت برہم یعنی ایشور
میں رہتا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ جیو اور ایشور ایک نہیں ہوتے بلکہ دونوں علیحدہ رہتے
ہیں پس معلوم ہوا کہ ایشور کے درمیان مثل آدمی کے پیٹ کے یا آسمان کے گولے کے
بہت بڑا جوف یا میدان ہے کہ جس کے اندر کروڑوں جیو آنند کے ساتھ زمین کے گولے
یا انتڑیوں کی ہوا کی طرح گھومتے رہتے ہیں۔ یا جیسے پیٹ میں انتڑیوں کی ہوا یا چکر میں
گھوڑ دوڑ کے گھوڑے پھرتے ہیں جیسا کہ دیانند جی کی مثال مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۲۳۶ سے
بھی بخوبی ظاہر ہے کہ جس طرح گولر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر فنا ہو جانے میں اسی طرح
پرمیشور کے اندر تمام جہان کی حالت ہے) اب صاف طور سے ظاہر ہوا کہ جیو مظروف
ہے اور ایشور ظرف جیسے پانی اور گلاس۔ جس طرح پانی گلاس میں رہتا ہے۔ اور دونوں
ایک نہیں ہوتے۔ پس آپکے ایشور کا ظرف ہونا لازمی ہوا اور چونکہ ظرف کو جوف کا
ہونا ضروری ہے اور جوف کے لئے مکانیت اور جس میں مکانیت پائی جائے۔ اُس کا
حادث ہونا محتاج دلیل نہیں پس آپکے ایشور کے لئے بھی چنداں دلیل پیش کرنا ضرور
نہیں لامحالہ حادث ہوگا۔
اُمید کہ آپ منصفانہ کوشش سے غور فرما کر اُس ذات قدوس جل و علا پر ایمان لائیں گے جس میں
ان باتوں کا ہونا خلاف عقل ہے اگر اب بھی آپ لوگوں کی ضمیر کوئی تاویل سمجھائے تو ہمارا

حسب ذیل معارضہ ہمکو بھیجا ہے اور ساتھ ہی اُس کا بھی جواب لایئے کہ جس حالت میں روح کے ساتھ چوبیں طاقتیں مکتی حاصل کرنے کے بعد موجود ہوتی ہیں تو لڑنا کس سے لڑنے کے لئے؟ ہمت کس سے مقابلہ کے واسطے؟ کشش کس سے کھینچنے کے واسطے؟ تحریک کسکو ہلانے کو؟ حرکت کس لئے؟ جوف جسم یا اندر سے خالی ہونا۔ کہتے ہیں کس چیز کے کھانے یا رکھنے کو؟ امتیاز کس سے اور کیوں؟ اور کس غرض سے؟ فعل کیا؟ (نیوگ) خوصا کس کام کے لئے؟ یاد کس کی؟ (نیوگن کی) نفس کسکا خواہش کس چیز کی؟ (نیوگ کی کیونکہ وید کا حکم ہے) محبت کس کی؟ (کیا نیوگن کی) نفرت کس سے؟ (کیا نیوگ کو جو برا سمجھے) ملاپ کیا؟ جدائی کس سے؟ ملانا کسکا جدا کرنا کسکا؟ سننا کس چیز کا؟ (کیا نیوگ کی مرح) چھونا کسکو؟ دیکھنا کسکو؟ چکھنا کس چیز کو؟ سونگھنا کس چیز کا؟ گیان کسکا؟-

ان سب باتوں پر غور کرکے دیکھئے کہ یہ طاقتیں جو روح مکتی میں حاصل ہونگی کیا بغیر کسی جسم کے ان کا پورا ہونا ممکن ہے۔ علم طب میں بھی ان قوتوں کا نام حواس خمسہ ظاہرہ ہیں جنکا زیادہ تعلق جسم ظاہری سے روح کی تمیز کے ساتھ ہے نہ صرف جسم سے نہ صرف روح سے بلکہ جسم اور روح دونوں سے پس جس حالت میں مکتی کے اندر صرف روح برہم میں ہوتی ہے اور جسم اُس کے ساتھ نہیں ہوتا تو یہ حواس خمسہ ظاہرہ جنکا تعلق مجموعہ روح اور جسم سے ہے کیونکر کام میں لائے جا سکتے ہیں؟ اور اگر نہ لائے جائیں تو کچھ نہیں ہوتا۔ اب میں اپنے دیانندی دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ جو صاحب بھی مندرجہ بالا نقشہ کے سمجھنے میں کوئی شک لائیں ہمکو اطلاع دیں ہم ممنون ظاہر کرنے کے علاوہ بخوبی اُنکو سمجھا دینگے فقط دیانندیوں کا سچا مشیر بشیر سیتاپوری -

---

نیکی کرنے اور بُرائی سے بچنے کی جو تاکید کی گئی ہے ۔ یہ خدا تعالی کے حکم کے بموجب ہے کیونکہ وہ اپنے پاک کلام قرآن شریف میں جابجا فرماتا ہے نیکی کرو۔ بُرائی سے بچو جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جہنم لا یموت فیہا

ولا یحیی ومن یاتہ مومنا قد عمل الصلحت فاولئک لھم الدرجت العلی جنت عدن تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا جو کوئی خدا کے سامنے گنہگار ہو کر آیا۔ اُس کے لئے دوزخ ہے۔ جہاں نہ مرے گا نہ جیئے گا۔ اور جو کوئی ایمان لایا اور اُس نے نیکی کی اُس کے لئے بڑے درجے ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے باغوں میں رہیگا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ الٰہی ہمیں توفیق دے کہ تیری رضامندی ہمارا شیوہ ہو اور تیری خوشنودی ہمارا کام۔ دنیا و آخرت میں تیرے لطف و کرم کا سایہ ہمیں راحت و آرام میں رکھے۔ آمین۔

شرک کرنے والے کی نجات نہیں۔ قرآن شریف میں جا بجا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شرک کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہیگا۔ کبھی بخشا نہ جائے گا۔ ہے بھی سچ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو اُس کے برابر جانے اور خدا تعالیٰ کا کلام۔ پیغمبروں کی ہدایات بزرگوں کی نصیحتیں سن کر بھی ان واہیات کام سے باز نہ آئے۔ اپنی بات پر اڑا رہے اصرار کئے جائے تو وہ ہرگز بخشش کے لائق نہیں۔ مومنوں کو چاہئے کہ ایسی باتوں سے بچیں اور کبھی شرک نہ کریں۔

دوزخ کی آگ اور اُس کے عذاب سے بچنا چاہئے۔ وہ دوزخ جہاں کی آگ سوئی کے ناکے کے برابر دنیا میں آئے تو سارا جہان جل بھن کر خاک سیاہ ہو جائے۔ وہ دوزخ جہاں کا تھوہر جو دوزخیوں کی غذا ہے ایسا کڑوا ہے کہ سارے جہان کی مٹھائیوں میں اگر ذرا بھی ڈالا جائے۔ تو مٹھاس کا نام و نشان تک نہ رہے۔ وہ دوزخ جہاں کے رہنے والوں کو پانی کی جگہ اُبلتی ہوئی پیپ اور گرم گرم لہو پینے کو ملے گا۔ جسے پیتے ہی ہونٹ سوج جائینگے انتڑیاں جل کر پیٹ سے نکل پڑینگی۔ الٰہی! ہمیں دوزخ کی آگ سے بچائیو! +

مذہب اسلام میں اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف خرچ کیا جائے تو وہ اسراف میں داخل ہے۔ ان اللہ لا یحب المسرفین۔

حیات اسلام

سوڈان کا یونائیٹڈ مشن گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کے تمام عیسائیوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ متفق ہو کر شمالی نائجیریا میں اشاعت اسلام کو روکنے کی کوشش کریں۔ وہاں کم از کم ایک کروڑ حبشی باشندے رہتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ یہ علاقہ سرکار انگریزی کے زیر اثر آیا۔ اور اب مال و جان کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ اسلئے مسلمان تاجر اور واعظ بکثرت اس ملک میں جا رہے ہیں۔ اور سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ جیسے دیکھکر کہا جائیگا کہ شاید اس ملک کے تمام باشندے کچھ عرصہ تک اسلام کے پیرو بن جائیں گے۔ جو لوگ اس سرکار کو انگلستان تیں پڑھیں گے وہ ضرور حیران ہونگے۔ کیونکہ بقول نامہ نگار پال مال گزٹ بہت سے آدمی اسلام سے ناواقف ہیں اسلئے اوس کی اہمیت فراموش کر جاتیں گے۔ لیکن اس کے مقلدین کی تعداد روئے زمین کی آبادی کا پانچواں حصہ ہے۔ اور روز بروز بڑھ رہی ہے۔ پچاس برس ہوئے چین میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی۔ مگر اب وہ چاروں طرف دیکھے جاتے ہیں۔ جنگ روس و جاپان کا ایک مختصر سا واقعہ جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ اہم معلوم ہوتا ہے۔ جسوقت امیر البحر روزڈسٹونسکی کا بیڑہ آبنائے ملاکا سے گذرا تو ایک برٹش جہاز کے دیسی مسافر جہاز کے ایک کنارہ پر جمع ہو گئے۔ اور روسی بیڑہ پر تھوکا۔ گو وہ لوگ چینی۔ جاپانی ملائی وغیرہ تھے۔ لیکن مذہب کے سب مسلمان تھے۔ چند برس پیشتر انھیں اسقدر جرأت نہیں تھی کہ وہ روسیوں کی طرف آنکھ بھر کر بھی دیکھ سکیں۔ مسلمان لوگ نہ صرف تعداد میں ترقی کرتے جاتے ہیں بلکہ اونکا جوش بھی ترقی پر ہے۔ یہ تبدیلی ملایا میں ابھی عیاں ہو رہی ہے۔

سر سفنیر سینٹ جان نے سارداک میں اس تغیر کو پہلے پہل دیکھا تھا اون کا خیال ہے کہ مسیحی مشنریوں کی مستعدی اور سرگرمی نے مسلمانوں میں ایک قسم کا جوش پیدا کر دیا ہے مشنریوں کے یہاں آنے سے پہلے مسجد میں کوئی نمازی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ لیکن اب وہ بھری ہوئی نظر آتی ہے جب برونی میں رومن کیتھلک پادری گئے تو وہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ نیک آدمی اس وجہ سے پست ہمت نہیں ہونگے۔ خواہ وہ اسلام کے پیرؤں کو اپنے مذہب کے مقلد نہ بنا سکیں۔

سر سونٹن نام لکھتے ہیں "ہر ایک فرقہ کے مشنریوں نے ملایا کے لوگوں کو عیسائی بنانے کی امید ترک کر دی" پالگریو شام اور ٹرکی کی نسبت کہتا ہے "خواہ وہاں کے دیسی باشندے کو کتنی ہی دنیاوی فوائد حاصل ہوں وہ عیسویت کو بہت ہی کم اختیار کرینگے۔ برخلاف اس کے ہر سال سمجھدار لوگوں کی ایک بڑی تعداد اسلام کو قبول کرتی رہتی ہے"۔ گو مسلمان لوگ اپنے عقیدہ کو تبدیل کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن افریقہ اور مشرق بعیدہ میں بہت سے بت پرست ہیں جو مسیحی مشنریوں کے وعظ اور منادی کو بغور سنتے ہیں۔ مصنف جسکا اقتباس اوپر کیا گیا ہے۔ خیال کرتا ہے کہ اسلام کی حیات پر ہر نقطہ خیال سے افسوس کیا جائیگا۔ سوائے انکے ہن کے۔ گو علیگڈھ کالج اور دیگر تعلیم گاہوں نے بہت سا کام کیا ہے۔ لیکن مصنف اندیشہ ظاہر کرتا ہے کہ دیندار مسلمان مغربی تعلیم سے موافقت نہیں ظاہر کرینگے۔ ہم بلا تذبذب کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان وفادار لوگ ہیں ان کے ذمہ دار سرداروں نے کہدیا ہے کہ یہ ملک دارالسلام ہے۔ برطانیہ کی ۹ کروڑ رعایا ہے چونکہ یہ تمام آبادی کسی خارجی بادشاہ کو جو غالباً ہمیشہ ہم سے جھگڑنے کو تیار رہتا ہے۔ اپنا خلیفہ یا امام نہیں مانتی۔ اسلئے برطانیہ کو بہت کم اندیشہ اس ہفت رنگی آبادی سے ہوسکتا ہے۔

لیکن واقعات تسلیم کرنے پڑیں گے - دنیا کے کسی حصہ پر اسلام کو
زوال نہیں ہے بلکہ بڑھ رہا ہے شاید بعض لوگ یہ خیال کریں گے جو نوجوان
کرسچن کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں یا تعلیم سے ان کا ایمان کمزور
ہو جائیگا - قرآن پر بائبل کی نسبت زیادہ سائنٹیفکٹ اعتراضات عائد
ہو سکتے ہیں - قرآن میں اسقدر بے ڈھنگی اور فضول فقرے بھرے پڑے
ہیں جسے لڑکے بھی پڑھ کر ہنسیں گے - جیسے کہ سیل صاحب کے لفظی ترجمہ
قرآن سے ظاہر ہوتا ہے - اگر مسلمان تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اپنے مذہب کی
تعلیم کی نسبت شکوک پیدا ہوں تو وہ انکو شایع نہیں کرتے اور ان کو
ترک کرنیکی رغبت ظاہر کرتے ہیں - ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں -
کہ اسلام بعض طبائع پر عجیب اثر ایشیا میں کرتا ہے - دیسا
ہی یورپ میں سترہویں صدی کے پہلے ربعہ میں پیرے ڈان نے لکھا
کہ سلطان مراکو کے ہاں آٹھ ہزار عیسائی منحرف ہیں برعکس اس کے یورپ
میں کوئی ترک منحرف نہیں ملیگا - جس نے اپنے مذہب سے انحراف کیا ہو
یورپ کے جن عورتوں اور مردوں نے اپنا آبائی مذہب ترک کر کے اسلام
کو قبول کیا ہے - ان کے مقاصد دو چار سوال پوچھنے سے معلوم ہو سکتے
ہیں - لیکن مسلمان لوگ اپنے مذہب کو بالکل ترک نہیں کرتے - ہندوستان
نو مریدوں کا شمار ایسا ہے کہ جب ایکدفعہ اس عقیدہ کے علما سنجیدگی سے
بحث کرتے تھے - کہ آیا یہ ملک دار الاسلام کہلا سکتا ہے - تو سید احمد خاں
صاحب نے جو ممبر کونسل تھے کہا - ہم اس ملک میں عیسائیوں کو مسلمان
بنا سکتے ہیں - اور کوئی تعرض نہیں کرتا - اس سے یہ مسئلہ طے ہو گیا -
انگلستان میں ایک مجمع ہے - جسکا شمار چار سو تنایا جاتا ہے - یہ لوگ
پہلے مسیحی تھے - انگلش نسل کے مرد اور عورت مسجد میں ایک ملا سے نکاح
پڑھوا لیتے ہیں - جو جزیرہ آئل کا رہنے والا اور وکالت پیشہ ہے ہمکو معلوم

ہوا ہے کہ لنڈن میں ایک مسجد بننے والی ہے جو ایک عالیشان عمارت ہوگی ✦ س۔ ر۔

اسلام پر مخالفین کا بیہودہ اعتراض

ہمارے مخالف آریہ اور برہمو اور عیسائی اپنی کوتاہ بینی کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اس تعلیم کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دانستہ انسان کے پیچھے شیطان کو لگا رکھا ہے گویا اس کو آپ ہی خلق اللہ کا گمراہ کرنا منظور ہے مگر یہ ہمارے شتاب باز مخالفوں کی غلطی ہے ان کو معلوم کرنا چاہیئے کہ قرآن کریم کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ شیطان گمراہ کرنے کے لئے جبر کر سکتا ہے اور نہ یہ تعلیم ہے کہ صرف بدی کی طرف بلانے کے لئے شیطان کو مقرر کر رکھا ہے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ آزمائش اور امتحان کی غرض سے لمۂ ملک اور لمۂ ابلیس برابر طور پر انسان کو دیئے گئے ہیں یعنی ایک داعی خیر اور ایک داعی شر تا انسان اس ابتلا میں پڑ کر مستحق ثواب یا عذاب کا ٹھہر سکے کیونکہ اگر اس کے لئے ایک ہی طور کے اسباب پیدا کئے جاتے مثلاً اگر اس کے بیرونی اور اندرونی اسباب جذبات فقط نیکی کی طرف ہی اسکو کھینچتے یا اس کی فطرت ہی ایسی واقعہ ہوتی کہ وہ بجز نیکی کے کاموں کے اور کچھ کر ہی نہ سکتا تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ نیک کاموں کے کرنے سے اسکو کوئی مرتبہ قرب کا مل سکے کیونکہ اس کے لئے تو تمام اسباب وجذبات نیک کام کرنے کے ہی موجود ہیں یا یہ کہ بدی کی خواہش تو ابتدا

سے ہی اس کی فطرت سے مسلوب ہے تو پھر بدی سے بچنے کا اسکو ثواب کس استحقاق سے ملے مثلاً ایک شخص ابتدا سے ہی نامرد ہے جو عورت کی کچھ خواہش نہیں رکھتا اب اگر وہ ایک مجلس میں یہ بیان کرے کہ میں فلاں وقت جوان عورتوں کے ایک گروہ میں رہا جو خوبصورت بھی تھیں مگر میں ایسا پرہیزگار رہوں کہ میں نے ان کو شہوت کی نظر سے ایکدفعہ بھی نہیں دیکھا اور خدا تعالےٰ سے ڈرتا رہا تو کچھ شک نہیں کہ سب لوگ اس کے اس بیان پر ہنسیں گے اور طنز سے کہیں گے کہ اے نادان کب اور کس وقت تجھ میں یہ قوت موجود تھی تا اس کے روکنے پر تو فخر کرسکتا یا کسی ثواب کی امید رکھتا۔ جاننا چاہیئے کہ سالک کو اپنی ابتدائی اور درمیانی حالات میں تمام امیدیں ثواب کی مخالفانہ جذبات سے پیدا ہوتی ہیں اور ان منازل سلوک میں جن امور میں فطرت ہی سالک کی ایسی واقع ہو کہ اس قسم کی بدی وہ کرہی نہیں سکتا تو اس قسم کے ثواب کا بھی وہ مستحق نہیں ہوسکتا مثلاً ہم بچھو اور سانپ کی طرح اپنے وجود میں ایک ایسی زہر نہیں پاتے جس کے ذریعہ سے ہم کسی کو اس قسم کی ایذا پہنچا سکیں جو کہ سانپ اور بچھو پہنچاتے ہیں۔ سو ہم اس قسم کی ترک بدی میں عند اللہ کسی ثواب کے مستحق بھی نہیں۔

اب اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ مخالفانہ جذبات جو انسان میں پیدا ہو کر انسان کو بدی کی طرف کھینچتے ہیں درحقیقت وہی انسان کے ثواب کا بھی موجب ہیں کیونکہ جب وہ خدا تعالےٰ سے ڈر کر ان مخالفانہ جذبات کو چھوڑ دیتا ہے تو عند اللہ بلاشبہ تعریف کے لائق ٹھہر جاتا ہے اور اپنے رب کو راضی کرلیتا ہے لیکن جو شخص انتہائی مقام کو پہنچ گیا ہے اس میں مخالفانہ جذبات نہیں رہتے گویا اس کا جن مسلمان ہوجاتا ہے مگر ثواب باقی رہ جاتا ہے کیونکہ وہ ابتلا کے منازل کو بڑی مردانگی کے ساتھ طے کرچکا ہے

جیسے ایک صالح آدمی جس نے بڑے بڑے نیک کام اپنی جوانی میں کئے ہیں اپنی پیرانہ سالی میں بھی ان کا ثواب پاتا ہے۔

عدم نجات مذہب پولوسی

اے عیسائی صاحبان آپکی نجات صرف مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے ہوگی یا اعمال حسنہ مندرجہ بائبل کے بجالانے سے۔ یا کفارے اور اعمال حسنہ کے اجتماع سے۔ اگر عیسائی صاحبان فرمائیں کہ محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے اور بدوں اعمال صالحہ کے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ جیساکہ پولوس صاحب اپنے خط رومیوں باب ۳ آیت ۲۸ میں فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹھہر سکتا ہے انتہی جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو حضرت یعقوب حواری اپنے خط کے باب ۲ آیت ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھہرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں۔ دیکھیے حضرت پولوس کے نزدیک مجرد ایمان سے آدمی راستباز ہو سکتا ہے یعنی نجات حاصل کر سکتا ہے برخلاف پولوس کے حضرت یعقوب حواری فرماتے ہیں کہ محض ایمان سے راستبازی حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ کا ہونا ضروری ہے اب دونوں صاحبان سے کس کا اعتبار کیا جاوے اور کس کی تکذیب کریں اور یہ بات ظاہر ہے کہ دو قول متضادین سے صرف ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے علاوہ ازیں اگر محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور بدون اعمال حسنہ کے نجات ہونی تسلیم کیجاوے تو بائبل کی یہ تعلیم کہ جسمیں اعمال حسنہ کی تاکید شدید پائی جاتی ہے حتی کہ اعمال نیک ہی پر نجات کا انحصار ٹھہرایا ہے۔ قائلین کفارے کا تعلیم اعمال حسنہ کو نظر

انداز کرنا در حقیقت بائبل کا اعتبار کھونا ہے دیکھئے انجیل متی باب ۱۶ آیت ۲۷
کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب
ہر ایک کو اس کے موافق بدلہ دیگا پھر خط رومیوں باب ۲ آیت ۶۔ وہ ہر ایک
کو اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا۔ اور خط یعقوب حواری باب ۲ آیت ۲۰
پرائے واہی آدمی کب تجھکو معلوم ہوگا کہ ایمان بے اعمال مردہ ہے کیا ہمارا باپ
ابرہام اعمال سے راست باز نہیں ٹھیرایا گیا جسوقت اس نے اپنے بیٹے اسحاق
کو قربانگاہ پر چڑھایا تو دیکھتا ہے کہ ایمان نے اس کے اعمال کے ساتھ کام کیا
اور اعمال سے ایمان کامل ہوا اور وہ نوشتہ پورا ہوا جو کہتا ہے ابرہام خدا پر
ایمان لایا اور یہ اس کے لئے راستبازی گنی گئی اور وہ خلیل اللہ کہلایا۔ تم
دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں۔
اسیطرح راحب بھی جو فاحشہ تھی جب اس نے جاسوسونکی مہمانی کی اور انہیں
دوسری راہ سے باہر کردیا۔ کیا اعمال سے راست باز نہ ٹھہری پس جیسا بدن
بے روح مردہ ہے ویسا ہی ایمان بھی بے اعمال مردہ ہے۔ اور کتاب
مکاشفات باب ۲۰ آیت ۱۲۔ پھر میں نے دیکھا کہ مردے کیا چھوٹے کیا بڑے
خدا کے حضور کھڑے ہیں اور کتابیں کھولی گئیں اور ایک دوسری کتاب جو زندگی
کی ہے کھولی گئی اور مردوں کی عدالت جسطرح سے اُن کتابوں میں لکھا تھا
ان کے اعمال کے مطابق کی گئی۔ اور کتاب ایضاً باب ۲۲ آیت ۱۴۔ مبارک
وے ہیں جو اس کے حکمونپر عمل کرتے ہیں تاکہ زندگی کے درخت پر اُن کا اختیار
ہو اور وے ان دروازوں سے شہر یعنی بہشت میں داخل ہوویں علاوہ ان
حوالہ جات کے اور بھی اس قسم کے حوالے بائبل میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً
یرمیاہ باب ۱۷ آیت ۱۰۔ ایضاً باب ۲۵ آیت ۱۴۔ ایضاً باب ۳۲ آیت ۱۹۔
اور زبور ۶۲ آیت ۱۲۔ اور اول سموئیل باب ۲ آیت ۳۔ خوبی یہ کہ سموئیل میں اعمال
کا وزن کرنا بھی لکھا ہے۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان مقامات مذکورہ بالا

سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ روز حشر میں جزا اور سزا ہر ایک شخص کو اس کے اعمال کے مطابق ہوگی نیکوکار خدا سے جزا پائینگے یعنی نجات ابدی کے وارث ہونگے اور بدکردار سزا پائینگے چنانچہ انجیل لوقا باب ۱۶ آیت ۱۹ سے ۲۶ تک میں جو ذکر لعاذر اور دولتمند کا مندرج ہے اس ہمارے بیان پر شاہد ہے جائے غور ہے کہ جب اعمال حسنہ کے باعث نجات ابدی کا حاصل ہونا اور بداعمالیوں کے بدلہ میں عذاب میں گرفتار ہونا الٰہی قانون سے ثابت ہوچکا تو کیا مسیح کا کفارہ الٰہی قانون کو توڑ کر ان مقامات کی جنمیں عملوں پر جزا و سزا کا انحصار ٹھہرایا گیا ہے باطل و عاطل کردیگا۔ اور نیز یہ کہ بدون اعمال صالح مطلق ایمان کو حضرت یعقوب حواری مردہ قرار دے چکے ہیں کیا مردہ ایمان الٰہی اٹل قانون کو توڑ سکتا ہے حاصل مطلب اعمال نیک و بد پر جزا و سزا کا مقرر ہونا جو خداوندی قانون سے ثابت ہوچکا ہے۔ یہ مفت کی نجات جسکا قیام مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور بدون اعمال حسنہ کے عیسائی خیال کرتے ہیں سراسر متضاد اور صریح خلاف ہے اور یہ بات فیصل شدہ ہے کہ دو امر متضاد میں سے صرف ایک ہی امر صحیح ہوسکتا ہے لامحالہ یا تو مفت کی نجات جو مجرد ایمان بدون اعمال صالحہ کے تجویز کیگئی ہے باطل ٹھہریگی یا اعمال حسنہ پر جزا و سزا مقرر ہونا غلط متصور ہوگا۔

ہاں اگر کسی عیسائی کے دلمیں یہ خیال گذرے کہ کوئی بنی آدم تمام احکام الٰہی مندرجہ بائبل پر عمل کر ہی نہیں سکتا چنانچہ حضرت پولوس کا قول ہے کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲۔ اس فاسد خیال مذکورہ بالا کے متعدد جواب ہیں۔ پہلا جواب پولوس کے خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فرد بشر نیکوکار ہو ہی نہیں سکتا اور بشری طاقت سے بالاتر اور غیر ممکن ہے۔ کہ کلی احکام الٰہی پر عمل ہو سکے

خلاف اس خام خیال کے یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۵ آیت ۳ میں فرماتے ہیں کیونکہ
خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اُس کے حکموں پر عمل کریں اور اُس کے حکم بھاری نہیں یعنی شریعت
آلٰہی پر عمل کرنا غیر ممکن بات نہیں بلکہ ممکن ہے۔
جواب دوم تمام افراد انسانی میں سے کوئی فرد کل احکام مندرجہ بائیبل پر عمل کر سکتا ہے
یا نہیں۔ شق اول اگر کر سکتا ہے تو جو بندگان خدا الٰہی قانون پر کلیۃً عمل کر سکتے ہیں
اُن کے نجات یافتہ ہونے پر کلام ہی کیا ہے۔ شق دوم۔ اگر کہو کہ تمام جنس نوع انسان میں
سے کل احکام آلٰہی پر عمل کر ہی نہیں سکتا تو اسپر کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں کو
یہ تکلیف مالا یطاق کیوں دی۔ انسانی قوت سے بالاتر تکلیف دینی۔ خدا کی ذات
مقدس سے بعید ہے اور نیز یوحنا حواری کے فرمان مندرجہ خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۳
کے بھی صریح خلاف ہے۔ جواب سوم احکام آلٰہی کلی مندرجہ بائیبل پر عمل کرنا صرف امر موہوم
ہی نہیں بلکہ بعض بندگان خدا کا بے عیب و بے قصور احکام آلٰہی کا بجا لانا بائیبل سے بخوبی
ثابت ہے اور نیز بعض پاک بندوں کا مس شیطانی سے محفوظ رہنا اور اُن کی معصومی
بھی ثابت ہے۔ چنانچہ یوحنا حواری صاحب اپنے خط اول باب ۵ آیت ۱۸ میں
فرماتے ہیں ہم جانتے ہیں جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا بلکہ وہ خدا
سے پیدا ہوا ہے اپنی حفاظت کرتا ہے اور وہ شریر یعنے شیطان اُسکو نہیں چھوتا
خدا سے پیدا ہونے کے یہ معنے ہیں کہ از روئے حکم آسمانی سفلی حالت سے ترقی
دیکر مراتب علیا پر ممتاز کرنا جس کو روحانی پیدائش بھی کہتے ہیں اسی تقرر من اللہ
کی وجہ سے اُن پاک بندوں کو پیغمبر و نبی کے خطاب سے پکارا جاتا ہے۔ یہ پاک
بندے دیدہ و دانستہ بقول یوحنا حواری مس شیطان یعنی اغوائے شیطان سے محفوظ
کئے جاتے ہیں اور بیگناہی کی وجہ سے معصوم ہو جاتے ہیں۔ اور یوحنا حواری یہ بھی
فرماتا ہے کہ جو گناہ کرتا ہے سو شیطان کا ہے دیکھو خط اول یوحنا باب ۳ آیت ۸
اگر ہم بموجب قول پولوس مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ کے صرف چند منٹ
کے لئے تسلیم کریں کہ کل بنی آدم گنہگار ہیں ایک بھی نیکوکار نہیں اور حضرت یوحنا

حواری گنہگاروں اور بدکرداروں کو گروہ شیطانی فرماتے ہیں۔ اب حضرات عیسائی
صاحبان کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی چارہ نہیں کہ تمام بنی نوع انسان جنمیں انبیاء علیہم
کرام اور حوارین بھی داخل ہیں گروہ شیطانی ثابت ہوتے۔ اس تسلیم کے بعد اول تو
عیسائیوں کو پیشین گوئی مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ عورت کی نسل سے پیدا
ہونے والا شیطان کا سر کچلیگا یعنی شیطان کو مغلوب کرکے بندگان خدا کو اُس کے
قبضہ سے آزاد کردیگا غلط ٹھیرانی پڑیگی۔ دوم یوحنا حواری کا فرمان کہ جو خدا سے پیدا
ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا اور نہ شیطان اُسکو چھو سکتا ہے اس کی بھی تکذیب
ہوتی ہے ہمارے نزدیک یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ حضرات عیسائی صاحبان توریت پیشینگوئی
مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ کو غلط ثابت ہونے دیں اور نہ یوحنا کے قول مندرجہ
خط اول یوحنا باب ۵۔ آیت ۱۸ کی تکذیب کریں سب سے اچھی اور عمدہ یہی بات ہے کہ حضرت
پولوس کے قول مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ ہی کو غلط ٹھیرا دیا جاوے۔ اور
پولوس کی غلط بیانی پر ہم ایک اور شہادت انجیلی پیش کرتے ہیں دیکھو انجیل لوقا باب اول
آیت ۵ یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے دنوں میں ابیاہ کے باریدار عمل میں سے
ذکریا نامی ایک کاہن تھا۔ اُس کی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی اور اُس کا نام
الیسبات تھا وے دونوں خدا کے حضور راستباز اور خدا کے سارے حکموں اور
قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان خداوند تعالی
جل شانہ کے کل احکاموں اور قانونوں پر بے عیب و بے قصور عمل کرنا حضرت ذکریا
علیہ السلام کا معہ اپنی بیوی صاحبہ کے انجیل ہی سے ثابت ہوگیا۔ اب اُنکی پاکبازی
اور معصومی یعنی بیگناہی کا قایل نہ ہونا درحقیقت انجیل کی تکذیب کرنا ہے اور ایسے ہی
اور پاک بندونکی معصومی کا ثبوت بائبل میں موجود ہے۔ دیکھو خط دوم پطرس باب ۲
آیت ۵ سے ۹ تک اور کتاب دوم سلاطین باب ۲ آیت ۳ و کتاب ایوب باب اول
آیت اول۔ ایضاً باب ۲ آیت ۱۹۔ ایضاً باب ۲ آیت ۹ کتاب حزقیل باب ۱۴ آیت ۱۴
اور کتاب دانیل باب ۶ آیت ۴۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا بائبل سے بخوبی ثابت ہے

اور انجیل متی باب ۹ آیت ۱۲ میں لکھا ہے۔ کہ بھلے چنگوں کو حکیم درکار نہیں یعنی بیگناہ اور معصوم کو کسی کے فدیہ و کفارے کی حاجت نہیں۔

پس احکام کل مندرجہ بائیبل کا بجا لانا بقول حضرت یوحنا حواری ممکنات سے ہے اور انبیاء کرام کی بیگناہی اور معصومی کل احکام الٰہی کی بجا آوری کی دلیل ہے اور انبیاء کی بے گناہی اور معصومی ان کے نجات یافتہ ہونے کا ثبوت ہے جس سے کفارہ کا ابطال بخوبی ہو گیا یہی تیسری بات یعنی مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور اعمال حسنہ مندرجہ بائیبل کے اجتماع سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ تو گذارش یہ ہے کہ ایمان کے ہمراہ جو اعمال حسنہ شامل ہونگے آیا کل احکام مندرجہ بائیبل یا بعض خاص حکم شق اول اگر کل احکام مندرجہ بائیبل پر عمل کرنا ہمراہ ایمان کے ضروریات سے تسلیم کیا جاوے تو کل احکام الٰہی کی بجا آوری کا نام ہی بیگناہی اور معصومی ہے بیگناہ اور معصوموں کو کسی کے کفارے وغیرہ کی کوئی حاجت نہیں شق ثانی یا بعض خاص حکم ہمراہ کفارے کے تجویز کرنا مگر ان خاص حکموں کی خصوصیت پر کوئی دلیل قطعی الدلالت بائیبل سے پیش کرنا عیسائیوں کے ذمہ فرض ہے صرف زبانی جمع خرچ پورا کرنا سائل کی تسلی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ الراقم شیخ الٰہ دین حافظ از لودھیانہ

تفسیر نوگ

انوار الاسلام جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۱۰

تواریخی حوالے کے دینے سے مذہب پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ اگر کوئی بادشاہ یا بڑا آدمی شراب خواری جائز رکھے تو کیا یہ جائز ہو سکتی ہے۔ مگر ہندی مسلمانوں کے مسئلہ کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں مگر ان کی تواریخ ظاہر کر رہی ہے کہ یا گیہ ولکیہ ستھ جیسا کہ ان کا مصنف باجود برت وغیرہ اور کئی رشی منی کثرت ازدواج کے پابند

تھے مزید ہے کہ یہ بھی ارروئے وید جائز ہے اسی سے نیوگ کا تارو پود اکھڑتا جا رہا ہے
سوال ۱۵ مندرجہ ستیارتھ کے ضمن میں دیانند نے رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵
منتر ۴۴ کا حوالہ دیکر اس کا ترجمہ یہ کیا ہے مگر یاد رہے کہ ترجمہ میں جن الفاظ پر ہم نے
لکیر کھینچ دی ہے اصل منتر میں ایسے کوئی لفظ نہیں جنکا یہ ترجمہ ہوں (ترجمہ) اے عورت
تجھ کو جو تیرا پہلا بیاہا خاوند ملتا ہے اس کا نام کنوارپن وغیرہ اوصاف والا ہونے سے
سوم ہے جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا ہے وہ گندھرب - ایک عورت سے ہمبستر
ہو چکنے سے گندھرب جو دو کے پیچھے تیسرا خاوند ہوتا ہے وہ بہت حرارت رکھنے
سے اگنی نام والا - اور جو تیرے چوتھے سے لیکر گیارھویں تک نیوگ سے خاوند ہوتے
ہیں وے منش نام سے موسوم ہوتے ہیں اگر جیسے (इमां त्वमिन्द्र)
اس منتر سے گیارھویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے ویسے مرد بھی گیارھویں عورت
تک نیوگ کر سکتا ہے -

یہ ترجمہ دیانندی اختراع اور بناوٹ ہے کوئی سنسکرت کا عالم اس ترجمہ کو صحیح نہ کہے گا
اس منتر کے قایل کا مدعا خاوندوں کے نام رکھنا نہیں کیونکہ ہر آدمی کا نام ویدک عقیدے
کے رو سے بلحاظ اس کے ورن کے رکھا جاتا ہے اگر در اصل اسکا یہی منشا ہوتا جو دیانند
نے لکھا ہے تو صرف تین کا نام لکھکر قایل چپ نہ سادھ جاتا بلکہ جیسا ان تینوں کے نام
رکھے تھے اوروں کے نام بھی رکھ دیتا - نمبر ۴ سے نمبر ۱۱ تک کو دیانند منش نام سے
منسوب کرتا ہے قابل لحاظ بات یہ ہے کہ کیا پہلے ہر سہ منش نہ تھے حیوان تھے
پھر لطف یہ کہ پہلے تینوں کے نام خاصیت جسمانی کے لحاظ سے مقرر کئے گئے
مگر باقی منش ذات بیان ہوئے جب پہلے تینوں میں جسمانی گنوں کے سبب
فرق ہوا تو باقی آٹھ میں کیوں فرق نہیں ہوگا - لطف پر لطف یہ ہے کہ دوسرا
خاوند پہلی عورت سے صحبت کر چکنے کے بعد گندھرب کہلائے اور تیسرا حرارت
کی زیادتی کے باعث اگنی کہلائے - مگر دیانند تیسرے میں حرارت کی زیادتی کا
خاص سبب نہ بتائے بڑا اچنبھا ہے - دو عورتوں سے صحبت کر چکنے کے بعد حرارت

کی کمی ہوگی نہ کہ زیادتی ۔ دواہ رے دیانندی فلسفے ترکیب کار نے اس منتر کا صحیح ترجمہ یہ کیا ہے "بے کیا پر تھم کمار (سوم بیہ) اوستھا میں تیسرے کو سوم دیوتا پراپت ہوا۔ اور جب سندر انگ پر تینک ہوئی تب گندھرب تجھے لیتا ہے اور بواہ کرم میں تیسرا پتی تیرا اگنی ہے بواہ سے اُتر تیرا چوتھا پتی نش ہے"

جیسی تشریح لطیف سناتن دھرم والوں نے اس منتر کی ہے وہاں تک دیانندی عقل نے کہاں پہونچنا ہے۔ ان کے نزدیک بیاہ سے پہلے دیوتا بطور خاوند کے لڑکی کی حفاظت کرتے ہیں۔ بچپن میں سوم دیوتا یعنی چاندا سے حیا شرم۔ نیک صفات اچھی وضع قطع دیتا ہے۔ اسکے بعد گندھرب دیوتا اسے خوبروئی۔ خوبصورتی۔ جوانی عطا کرتا ہے بعد ازاں اگنی دیوتا اس کی حرارت غریزی بڑھاتا ہے یہ ایک نہایت لطیف استعارہ ہے کیونکہ عورت خاوند کا بڑا پریمی اور ازحد نازک رشتہ ہوتا ہے۔ اسی لئے ان ہر سہ قوائے کو خاوند سے نسبت دی گئی ہے۔ نہ کہ کسی برے خیال سے اور اسکے بعد چوتھا پتی یا خاوند اس عورت کا منش یعنی انسان ہوتا ہے نہ کہ دیوتا۔ چوتھے خاوند کو منش (انسان) بیان کرنا ظاہر کرتا ہے کہ پہلے ہر سہ خاوند انسانی نسل کے نہیں ہیں اسی وید کا اگلا منتر ۴۱ اسکی پوری تشریح کر رہا ہے اور علیحدہ علیحدہ اوصاف سوم۔ گندھرب۔ اگنی کے بیان کر رہا ہے مگر دیانند کو کیا مطلب تھا کہ حق بات ظاہر کرتا اس نے نیوگ کی تائید میں بھان متی کا تماشا بنانا تھا اور جہاں سے الٹی پلٹی تاویل ہو سکی اس بیچارے نے فرق نہیں چھوڑا۔ خواہ لوگ اسکی ہوشیاری کی داد دیں یا نہ دیں۔

سوال ۱۶ میں دیانند خود سوچ میں پڑ گیا ہے کہ لفظ ایکا دش جو رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۴۵ میں آیا ہے اسکے معنے دس لڑکے اور گیارہواں خاوند کیوں نہ مراد لیں اور بیچارے کو کوئی سند اپنی تائید میں نہیں مل سکی۔ جب ہم ستیارتھ پرکاش ص ۱۱۴ سطر ۴ کو دیکھتے ہیں تو اس جگہ دیانند نے ایکا دش کے معنے دس لڑکے اور گیارہواں خاوند کر کے ہماری تائید کی ہے پھر اسکا اسی لفظ کے معنے ص ۱۱۸ پر گیارہ خاوند تک

بڑا عجب حیرانگی ہے -

نیوگ کی تائید از منوسمرتی

دیانند نے نیوگ کی تائید میں منو ادھیائے ۹ شلوک ۵۹ - ۵۸ - ۱۵۹ پیش کیا ہے
مگر افسوس یہ ہے کہ یہاں بھی اس نے اپنی عادت کے موافق تاویل اور ترجمہ میں
کمی بیشی بہت کی ہے۔ شلوک ۵۹ میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس کے معنے اپنی ذات
والے نیز اپنے سے اعلےٰ ذات والے کے ہوں - اور پھر دس اولاد پیدا کرنے کا
تو ذکر تک نہیں۔ اگر ان شلوکوں سے نیوگ کی تائید ہی سمجھی جاوے تاہم عام آدمیوں
یا اعلےٰ ورن سے نیوگ کرنے کی تائید اس حوالہ سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی منوجی
ورن سنکر اولاد کی برائی کرتے ہیں۔ مگر دیانندی مہاشے ہیں کہ ورن سنکر کا خیال نہ
کرتے ہوئے عورت کو ہر سہ ورنوں سے اولاد لینے کی اجازت دیتے ہیں۔ منو نے
کہیں دس اولاد تک حاصل کرنے کا اپنی سمرتی میں ذکر تک نہیں کیا۔ اگر یہ بات
دھرم میں داخل ہوتی تو ضرور اس دھرم پوستک میں بیان ہوتی۔ مگر بیچارے منوجی اس
بات سے محض لاعلم تھے کہ ہمارے بعد ایسے ودوان بھی ہونگے جو عورت سے
بیسوا کا کام کرا کے اسے گیارہ مرد تک عطا کرینگے۔ سناتن دھرم والوں کے نزدیک
شلوک ۶۴ و ۶۶ و ۶۷ میں نیوگ کو ادھرم کہا گیا ہے۔ کہ برہمن - ویش - کھتری
نیوگ سے متنفر ہیں۔ کیونکہ وہ پشو دھرم ہے اور صرف راجہ بین نے رائج کیا تھا
کیونکہ اس راجہ نے شہوت کے سبب اپنے بھائی کی عورت سے زنا کیا۔ اس لئے
اسکو نیوگ کہکر اسے سب کے لئے جائز کر دیا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس سے بھی زیادہ آزادی
اس کام کی دی جا رہی ہے۔ بین نے تو صرف دیور یا سپنڈ سے نیوگ کی رسم چلائی
مگر یہاں بیوہ ہر سہ ورنوں سے جس کے ساتھ چاہے مزے کرے۔ منوسمرتی ادھیائے
۹ شلوک ۶۰ میں بیوہ عورت میں صرف ایک لڑکا پیدا کرنے کا حکم ہے اور وہ
بھی وقت مصیبت مگر یہاں دیانند مہاشے ایک نہیں دو نہیں بلکہ دس لال کھیلتے

کو دس پیدا کر سکتے ہیں اور عورت گیارہ خاوند تک کر سکتی اور اسی شعر پر عمل کر سکتی ہے سو خصم نو یکتن منتہر لو بھار سمرتی کے اسی حوالہ میں دیانند نے شلوک ۱۵۹ مطبوعہ ثبوت نیوگ پیش کیا ہے۔ مگر بجائے پورا شلوک نقل کرنے کے اس نے صرف ایک ٹکڑا شلوک کا لکھا ہے جس کا ترجمہ منوسمرتی مترجمہ کرپا رام دیانندی میں ۱ اور اس کی تشریح لکھا ہے یہ حوالہ دینے سے شاید دیانند کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ یہ اُن لڑکوں کا نام ہے جو نیوگ سے پیدا ہوں اور منوجی کا اشارہ بیان کرنا نیوگ کا ثبوت ہو گیا مگر ایسا سمجھنا دیانند کی لیاقت علمی اور اس کے چیلوں کی اندھی تقلید ظاہر کرتا ہے منوسمرتی کے اس شلوک و نیز اگلے شلوک میں منوجی نے ہر قسم کے لڑکوں کے نام بتائے ہیں جنہیں حرامی بچے بھی شامل ہیں۔ یعنی گوہر اودین۔ سیہوڑ پونر بھو وغیرہ تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ جیسا نیوگی بچوں کا نام آنے سے نیوگ سدھ ہو گیا۔ ایسا ہی حرامی بچوں کا نام بیان ہونے سے حرامکاری سدھ ہو گئی ہے

برین عقل و دانش بباید گریست

اسپر بھی منو نے کشیترج لڑکوں کا درجہ بہت کم درجہ پر رکھا ہے اور صرف صلبی بیٹے کے رحم پر اس کا گذارہ ہے (شلوک ۱۶۳)۔

سب سے لطف یہ ہے کہ ادھیائے ۳ شلوک ۱۷۴ و ۱۷۵ میں یہ اور بھی قابل نفرت بیان کئے گئے ہیں اور انکو بھوجن کرانے یا دان دینے سے کچھ پھل کی امید نہیں۔ گویا منو کے نزدیک ایسی اولاد بہت بُری گنی گئی ہے مگر ہمارے دیانندی مہاشے فخریہ کہتے پھرتے ہیں کہ اگر بابوجی کے لڑکا پیدا نہ ہوا تو وہ دوسروں سے دس لال حاصل کرینگے اور اس طرح دیش کی ترقی کرینگے۔

مرد کے جیتے جی نیوگ

بیوہ سے نیوگ تو ایک طرف رہا یہاں تو وید کا نام لیکر خاوند والی عورت سے نیوگ جائز ہو گیا ہے اور پھر وید کے حوالے سے ملاحظہ ہو رگوید منڈل ۱۰ سکت ۱۰ ۔

سکت ۱۰ منتر۔

سوال ۷۲ ستیارتھ پرکاش بیان نیوگ مگر یہاں بھی دیانند تحریف کرنے سے
نہیں چوکا اور اصل منتر محولا بالا کا صرف چوتھائی حصہ نقل کر دیا ہے جو یم یمی
کے سمباد کے منتروں میں سے ہے جتنا ٹکڑا دیانند نے درج کیا ہے اس
کا ترجمہ یہ ہے "اے سوبھاگیہ یکت مجھ سے علیحدہ اور پتی کی خواہش کر"
نہ یہاں مرد کی ناقابلیت کا ذکر ہے نہ خاوند والی عورت کا ذکر ہے اور نہ ہی
مہاشے نیوگی کی خدمت میں کمربستہ رہنے کا حکم ہے پورے منتر کا مطلب
یہ ہے کہ کوئی زمانہ ایسا آئیگا کہ بہن شہوت سے مغلوب ہو کر بھائی سے
خواہش جماع کرے گی اور بھائی اسے اس حرکت نازیبا سے باز رہنے کا
حکم دیتا ہے منتر ۱۱ میں بہن اسے کہتی ہے کہ ایسے بھائی کا کیا فائدہ مگر
منتر ۱۲ میں وہ پھر کہتا ہے کہ یہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ مجھ سے سوا اسے اور مرد کے
اے سوبھاگیہ یکت خواہش کر۔ دیانندی مہاشے کی طرح منوسمرتی یا وید
کے اس حوالے سے زندگی میں استری یا مرد کے بیمار ہونے سے نیوگ
ثابت نہیں کر سکتے۔ خواہ دیانندی اس سے بھی زیادہ برائیاں اپنے
ویدوں سے ثابت کریں مگر ہمارا دل اپنی ہمسایہ قوم کو ایسی حالت میں دیکھ
کے کڑھتا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ ایسی برائیوں میں مبتلا ہوں۔
بجالیکہ ہم اسلام سا پاکیزہ مذہب اتنی دور سے ان کی برائیاں دور کرنے
کے لئے لائے ہیں۔ اور جائز طور پر ان کو عورت کی بیماری یا لا ولدی
کی حالت میں بشرطیکہ ان کا اپنا کوئی قصور نہ ہو دو دو بلکہ چار تک
عورتیں بطور احصان رکھنے کا حکم دیتے ہیں جیسے ان کے رشی منو
دھرم راجے مہاراجے مثل رشی یاگیہ ولکیہ مصنف شتپتھ برہمن
راجہ جسرت۔ مہاراج کرشن کے والد واسدیو راجہ کنس۔ اندرجی
وغیرہ وغیرہ دو دو بلکہ کئی کئی رانیاں اور منیاں رکھتے چلے آئے ہیں

انسان اور اُس کی تقدیر

بالتصویر

یہہ رسالہ مولوی محمد فیروز الدین صاحب فیروز ڈسکوی
مدرس اول فارسی ہائی سکول سیالکوٹ کی تصنیف سے ہے۔ اس میں تقدیر کا
اہم مسئلہ بالکل صاف کر دیا گیا ہے۔ معقولی و منقولی علمی اور فلسفی ہر پہلو سے
تقدیر کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ مذہب اسلام کے رو سے
تقدیر کا مفہوم کیا ہے؟ قرآن شریف کی اُن آیات کی جنمیں تقدیر کا
ذکر آتا ہے۔ نہایت خوبی کے ساتھ قرآن شریف ہی سے تفسیر کر دی گئی
ہے۔ توریت۔ انجیل اور وید کے رو سے تقدیر اور پرالبدھ کی حقیقت بیان کی
گئی ہے۔ اور ثابت کر دیا گیا ہے کہ اسلامی تقدیر کے ماننے پر ذرہ بھر اعتراض
خدا کی ذات پر عاید نہیں ہوتا۔ نہ جبر ثابت ہوتا ہے بلکہ اسلامی تقدیر
ایک طرح پر قانون قدرت اور آئین فطرت ہی کے مرادف
ہے جب کہ دیگر مذاہب کے رو سے محض جبر کے مرادف مانی گئی ہے۔ اسلام کے
رو سے جو تقدیر مانی گئی ہے۔ بالکل حکیمانہ شان اور فلسفیانہ اسلوب رکھتی ہے۔ یہہ
رسالہ دُنیا میں بالکل نیا ہے۔ نئے حالات۔ تازہ بیانات۔ لطیف خیالات۔ کلام
ربانی کی آیات بینات کی ٹھیک ٹھیک تفسیر ہے۔ آجتک یہہ مسئلہ دھندلی حالت
میں پڑا ہوا تھا۔ اور لوگ طرح طرح کے شکوک پیش کرتے تھے۔ جو بفضلہ تعالیٰ
بالکل صاف اور روشن ہو گئے ہیں۔ اسکے بڑے بڑے عنوان یہہ ہیں۔ تقدیر کے
ٹھیک معنے گناہ فلاسفی مشیت الٰہی کی حقیقت۔ خدا کی مشیت اور مرضی میں
فرق خدا کا تعلق افعال عبادت۔ خدا کا خالق افعال ہونا کسب افعال اور
خلق افعال میں فرق۔ گناہ اور اسکی فلاسفی۔ گناہ کب پیدا ہوا اور گناہ کی سزا
گناہ سے نجات۔ گناہ سچا کفارہ۔ حقیقی نجات۔ عیسائی ویدک اور اسلامی

نجات کا فرق۔ دعا اور اس کی حقیقت۔ شیطان کی حقیقت۔ شیطان کے وجود کی حکمت۔ خدا کے مہر لگانے اور گمراہ کرنے کے معنے اضلال الٰہی کی حقیقت اور خیر و شر کے تقدیر الٰہی سے ہونے کی حقیقت۔ دنیا کے مصائب ان کے لوا عب۔ مصائب دنیا کے وجود کی حکمت اور حقیقت۔ انسانی حالات کے اختلاف کا سبب۔ پیدائشی لولا لنگڑا اور اپاہج کے وجود اصلی کا باعث۔ دنیاوی امراض اور دکھوں کا موجب۔ قانون قدرت کی خلاف ورزی۔ آریوں کی غلطی اور مغالطہ دعا اور دوا کا تعلق اعمال انسانی کے ساتھ اور اس کا اثر۔ تناسخ کا ابطال۔ پنڈت لیکھرام کی ثبوت تناسخ کا رد۔ خدا تعالےٰ کی گہری حکمتوں کا راز۔ روح اور اسکی حقیقت۔ روح کے کرم۔ گن اور سبھاؤ۔ روح کی قدامت کا ابطال اور حدوث کا ثبوت بہشت دوزخ کی فلاسفی بہشت و دوزخ کی ابدیت کی حقیقت۔

غرض کہ انسان کی پیدائش سے لیکر اس کے مرنے اور مرنے کے بعد پھر عالم برزخ میں رہنے۔ اور قیامت کے قائم ہونے اور بہشت و دوزخ میں پہنچنے تک کی پوری ہسٹری لکھی گئی ہے کوئی انسان نہیں جو انسانی تقدیر کے عجائبات کو دیکھنا نہ چاہتا ہو۔ اسے منگاکر اور ضرور مطالعہ فرمائے۔

قیمت فی جلد عسہ

المشتہر

کریم بخش و رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام

شہر سیالکوٹ

کریم بخش و رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے اہتمام سے چھپکر مفید عام پریس شہر سیالکوٹ

جلد ۲
نمبر ۲ و ۹
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
قیمت سالانہ ... محصول ڈاک
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

انوار الاسلام سیالکوٹ

یکم و ۱۵ جون سنہ ۱۹۰۶ء | پندرہ روزہ | مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ

ہمدردان اسلام

عاشقان حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں نہایت ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ آجکل مختلف مذاہب مختلف عقائد و فرق کی گھٹا ٹوپ اندھیری نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا رکھا ہے کہ جس سے حق و باطل میں تمیز نہیں رہی۔ اسی غرض سے ہم نے یہ **اسلامی** رسالہ **انوار الاسلام** نکالا ہے جس کا اعلےٰ فرض ہے کہ مخالفین اسلام آریہ ہو یا عیسائی کے بیہودہ اعتراضات کا جو وہ آئے دن ہمارے پر کیا کرتے ہیں نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دے۔ سو خدا کے فضل سے یہ رسالہ انوار الاسلام اس خدمت اسلامی کو پورا کر رہا ہے۔ امید ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اس رسالہ کو حرز جان بنائیں گے اور اس کی ترقی کو اپنا دین و ایمان سمجھیں گے۔ اور مولا کریم کے آگے ہماری یہ التجا ہے کہ دنیا کا ہر ایک شخص انوار الاسلام کی اس نورانی شمع کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر اسلام کے انوار سے مستفیض ہو اور اپنے دل کو منور اور جسم کو سراسر مدینہ بنائے۔ اور ہماری یہی التجا ہے کہ اے مولا کریم! تو اس اسلامی صداقت کے آفتاب کو ہر ایک دل میں جگہ دے۔ اور کفر و شرک کی ظلمت کو دلوں سے دور کر۔ اور کل تاریکیاں اسلام کے نور سے مبدل کر۔ آمین۔

دنیا میں پہلی بار ۲ قرآن مجید

[illegible] نہایت اعلیٰ قلم میں نہیں اور جسمیں ۱۲ خوبیاں بنمبر وار پائی

جیبی مترجم حمائل شریف با محاورہ موزون ہے یعنی ۵ - انچہ لمبی ۳ انچہ چوڑی جو جیب

جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت کلام مجید کے پاس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے رہ

میں آسانی آسکتی ہے ... ن شریف بالمقابل صفحہ پر چھاپا گیا ہے - ایک صفحہ پر اصلی متن اور

سکتی ہے - (۲) ... ن کا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گچ مچ نہ ہو جاوے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے

دوسرے صفحہ ... اور ... صفحہ بہ صفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵)

پڑتا ہے (۴) ... ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اُس کا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف الٹنا نہیں

پڑتا - یہ خوبی آجتک کسی مترجم قرآن شریف میں نہیں ہے (۶) عربی تحریر نہایت ہی اعلیٰ

درجہ کی خوشخط ہے اور اعلیٰ درجہ کے کاتب سے لکھوائی گئی ہے (۷) ترجمہ جدید با محاورہ

زبان حال کے اُردو کے موافق کر دیا گیا ہے ترجمہ ایسا شایستہ اور لطیف ہے کہ خواہ مخواہ

پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی

میں لکھ دیئے گئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور مطلب آسانی

سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمائل شریف کے شروع میں سیپاروں اور سورتوں

کی فہرست دی گئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع

میں تمام قرآن شریف کے مضامین کی فہرست ہے جو واعظوں خطیبوں اور تمام

مسلمانوں کیلئے کارآمد ہے (۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے

اُنکی نسبت بھی ایک جگہ سب کے حوالہ لکھ دیئے گئے ہیں (۱۱) کاغذ سفید اور نفیس ولایتی لگا

گیا ہے (۱۲) جلد سنہری نہایت خوبصورت کرائی گئی ہے (۱۳) اسپر قرآن شریف اور لا الٰہ الا اللہ

کا لفظ لگایا گیا ہے قیمت بے جلد عہ قیمت مجلد معہ جیبی عہ ... دو جلد کے خریدار کو ایک جلد

<u>ملنے کا پتہ</u>

کریم بخش رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ

دیونے کو آجتک کوئی پورا پورا راہبر نہیں ملا۔ جو اُسے نیوگ خانہ کی گندی گلیوں سے نکلنے کا راستہ بتاتا ہمارے دو ایک بھائیوں نے اُسے تھوڑا تھوڑا رستہ بتایا اور بھڑا پچ کی نیوگ خانہ سے اُسے نکال ہی دیا مگر افسوس کہ عقل کا پورا نیوگی مسافر پھر آگرہ کے نیوگی دھندے میں گلے تک پھنس گیا۔ ہمارے بھائیوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ نیوگی مسافر جان بوجھ کر نیوگ کنوئیں کے قدموں پر سر رکھے چلا جاتا ہے اسے اُسکے حال پر چھوڑ دیا۔ پس پھر کیا تھا۔ وہ جنونیوں کی طرح بہکنے لگا یہاں تک کہ نیوگ کے خمار سے سر چکرانے کے باعث اوندھے منہ گر پڑا اور کئی دفعہ غلیظ مادہ اُلٹا جسے اُسکے نیوگی حاشیہ نشینوں نے شہد سمجھ کر چاٹنا شروع کر دیا۔ عام مشہور ہے کہ بارہ سال کے بعد گندگی کی بھی سُنی جاتی ہے۔ اسی طرح اس نیوگی مسافر کی بھی ۱۲ ماہ کے بعد سنائی ہوئی اور اسے ایک راہبر مل ہی گیا جس نے دیکھتے ہی اُس کی نیوگی مرض کو پہچان لیا۔ اور تاڑ لیا کہ اس مسافر بے ٹھکانہ کو نیوگ کا سودا ہے جس کے باعث اُس کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہے اور وہ نیوگ خانے کی گلیوں سے نکل جانے کی راہ نہیں پا سکتا۔ چونکہ ہم نے مسافر کا اصل مرض تشخیص کر لیا ہے۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ سے کامل اُمید ہے کہ مسافر کو ضرور شفا ہو جائے گی۔ اس لئے ہم نسخہ استعمال کرانے سے پیشتر مسافر نیوگی کو ذرا سا مسہل دینا پسند کرتے ہیں تاکہ اسکی طبیعت ذرا نرمی کی طرف آجاوے بعد ازاں اصل نسخہ جو کئی نیوگیوں پر آزمایا جانے کے بعد مجرب ثابت ہوا ہے۔ مسافر کو استعمال کرایا جائیگا جس کے باعث انشاءاللہ یہ نیوگی بیماری جلد بھاگ جائے گی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے اسی نیوگی کا بڑا بھائی جو قریباً ست سال سے بیمار تھا ہمارے زیر علاج چند ماہ رہنے سے رو بہ صحت آگیا ہے اُسے ہم نے بہت عجیب عجیب نسخے استعمال کرائے اور ایک دفعہ آب و ہوا کی تبدیلی بھی کرائی۔ جالندھر سے ہر دوار بھیجا وہاں کی آب و ہوا کا اُسپر اچھا اثر پڑا۔ اسپر اُسے پھر جالندھر بھجوا دیا۔ اس لئے اب اُس کی عقل سے نیوگ کا پردہ بہت کچھ ہٹ چکا ہے اور وہ صحت پانے کے قریب ہے اب یہ دوسرے نیوگی مریض مسافر ہمارے زیر علاج لائے گئے ہیں اور پھر آتے ہی سے اس کا بستر بوریہ پہلے سے جو اکثر دنیشیر نے اٹھوا کر ہمارے

نزدیک بھجوا دیا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی آب و ہوا بھی اس نیوگی مریض کے موافق
معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہاں بھی وہ بہت بہکتا رہتا ہے بیچارے کو یہاں تک پہنچنے
بھی بڑی مصیبت کا سامنا ہوا۔ کیونکہ وہ ۱۵ مارچ ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ
بھڑا ہچ سے چند قدم چلنے پر ہی نیوگ کے نشے کے خمار میں اس کے پاؤں ڈگمگانے لگے
اور علاج بیماری کے باعث اپنوں نے بھی جواب دیدیا۔ بڑے بڑے مہاتماؤں نے
صاف کہدیا۔ کہ یہ نیوگ کا خمار محض اپنا مطلب نکالنے کے لئے ہے۔ اس لئے انہوں نے
اس کا سر کچلنا چاہا۔ مگر یہ ایسا ڈھیٹھ نکلا کہ جوتیاں چٹخاتا آگرہ آہی پہونچا۔ اب دیکھتا ہے
کہ پلے نہ علم ہے نہ ہنر اور نہ ہی پیسہ اور پھر اسپر مرض ایسا مہلک یعنی نیوگ کا عشق۔ کہ
جس کے لئے ویدک ایشور کو کوئی نسخہ ہی نہیں ملسکا۔ بہرحال ہم اس گمراہ مسافر کی مرہم
پٹی کرتے ہیں۔ اول تو خدا کو منظور ہوا تو اسے کامل تندرست کر کے چھوڑیں گا ورنہ اس کا
جنازہ نکلنے میں تو کوئی شک و شبہ نہ رہیگا۔ بہرحال ہم اللہ پر بھروسہ کر کے فی الحال مسہل تو
مسافر مریض کو دیتے ہیں بعد مسافر سے التجا کرتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے اسے چڑھا
جائے اور اس کا اثر ملاحظہ کرے۔

مسافر مریض کے لئے مسہل

یا

دیانندی ڈراما

دیانند کی روح مختون کی جون میں

پہلا پردہ

سی آریہ ورت کے مختلف حصص میں مختلف چلتے پنڈتانے۔ رشی۔ مہاتشی

اور راج رشی بننے کا دعویٰ کیا اور اس ویدک ایشور کی چپڑاس گیری کی پوسٹ کیلئے
ستیرون نے ہاتھ پاؤں مارے آخر کار چند روزہ اکڑفوں دکھا کر اگنی دیوتا کی بھینٹ ہو گئے
اور اپنی مشت خاک دوسروں کے پاؤں کے نیچے روندا جانے کے لئے چھوڑ گئے۔ اور
آریہ ورت میں اپنی بیہودہ تعلیم سے اندھیر کھاتہ چھوڑ گئے۔ کئی لال بجھکڑ اس اسامی کیلئے
ہاتھ پاؤں مارتے رہے اور غیر مذاہب کو ناستک ملیچھ چنڈال۔ درشٹ بناتے رہے
مگر ویدک ایشور نے کسی کی خدمات اس قابل نہ دیکھیں کہ یہ اسامی اس کے حوالے کرتا
بقول دیانند جی ۵ ہزار برس سے پہلے جبکہ ویدک ایشور اس آریہ ورت میں اپنی دو
پیاری بیویوں مسمات شری اور لکشمی کے ساتھ براجمان تھے اُس وقت اپنی
بیویوں کی سیوا کی خاطر کئی چپڑاسی بھرتی کر رکھے تھے مگر جونہی کہ ویدک ایشور صاحب
کو ہی پتنیوں کے عشق کا خمار چڑھنے لگا اور اُنہوں نے بجائے سلطنت کو سنبھالنے کے
بھنگ نوشی سوم نوشی اور نیوگ بازی شروع کر دی اور آپ کو جوئے کا بھی شوق ہو گیا تو
بس پھر کیا تھا۔ دوسروں نے آپکی بیداونگر سلطنت پر دھاوے مارنے شروع کر دیئے
اور آپ کو کان سے پکڑ کر معہ سر دو استریوں اور چپڑاسیوں کے جلاوطن کر دیا۔ وہ دن ہے
اور آج کا دن ہے کہ آپ عربی پاشا کی طرح جلاوطنی میں پڑے سسک رہے ہیں
آپ جانتے ہیں کہ جس وقت انسان کا کچھ زور اور طاقت نہ رہے اور
بیہودہ غصہ ور اور کینہ ور تو وہ زبانی گالیوں اور بکواس سے ہی اپنے دل کی بھڑاس نکال
لیا کرتا ہے یہی حال ویدک ایشور کا سمجھئے۔ خود تو بیچارہ کچھ نہ کر سکا اپنے معزول شدہ
چپڑاسیوں میں سے تلاش شروع کر دی کہ کوئی روح اس قسم کی مل جاوے تاکہ موجودہ حکمران یہ
معلوم نہ کر سکیں کہ یہ بڈھے جلاوطن کا فرستادہ ہے۔ آخر کار بعد تلاش بسیار بقول مَنْ جَدَّ
وَجَدَ اُسے ایک روح اپنے مطلب کی ہاتھ آ ہی گئی۔ اب یہ سوچنا باقی رہ گیا کہ کسے
کس سوانگ سے دنیا میں ظاہر کرے گو یہ بھی اُسے جلد ہی سوجھ گیا کہ اس قسم کا کرتب
کھیلا جاوے کہ یہ پتہ نہ چلے کہ یہ سوانگ کس نے بھرا ہے کہاں بھرا گیا۔ اسکی اصلیت کیا
ہے مدعا یہ کہ گول مال کا مبہم رہے

دوسرا پردہ

یہاں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا چھوٹی سی عمر کا بنام مول شنکر کسی نامعلوم دیوی کے استھان میں دیوی کی مورتی کے سامنے ناچ رہا ہے اور اسکا باپ معہ دوسرے پجاریوں کے ڈھولکی بجانا اور دیوی کی تعریف کا بھجن گا رہا ہے۔ ادہر ادہر کی عورتیں مرد آتے ہیں اور دیوی ماتا کی مورتی کے پاؤں پر چڑھاوے چڑھا چڑھا کر مول شنکر کا ناچنا دیکھنے کے لئے بیٹھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پہلی رات کی پوجا ختم ہو جاتی ہے اور مول شنکر اپنی اس بیہودہ اور نکمی زندگی پر وچار کرنا شروع کر دیتا ہے اور دل ہی دل میں کہتا ہے کہ افسوس میں آج کو لوگوں کے اپنے پاؤں تھکانے کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہوں اور کیا میری روزی اسی ناچنے پر ہی رکھی گئی ہے۔ بیچارہ دلکو بہت سمجھاتا ہے کہ گو چند گھنٹے کی اچھل کود ہے مگر روٹی تو مزے وار مل جاتی ہے۔ مگر دل ہے کہ نہیں مانتا اور اُسے بار بار سمجھاتا ہے کہ دنیا کی طرف دیکھ لوگ گھوڑے ہانک ہانک کر بغیر ناچ کود کے مزے اُڑا رہے ہیں۔ چل اس خرافات کام کو چھوڑ اور دیکھ کہ میں چالاکیوں سے کتنے لوگوں کو تیرے جال میں پھنساتا ہوں یہ تجویز مول شنکر کے پسند آجاتی ہے اور جونہی کہ پچھلی پہر کی رات کی پوجا کا وقت ہوتا ہے مول شنکر اپنے باپ کو سویا ہوا پاتا ہے۔ دل گدگدی کرتا ہے۔ کہ چل بھاگ موقعہ ہے اسپر مول شنکر پاؤں کو سر پر اٹھا کر بھاگ نکلتا ہے۔

تیسرا پردہ

ہم کیا دیکھتے ہیں کہ مول شنکر ایک گاؤں میں مہوان کے مندر میں بیٹھا ہوا اپنی آئیندہ زندگی پر وچار کر رہا ہے کبھی تو اُس کے جی میں آتا ہے کہ کاشی جی نکل چلوں وہاں حلوا مانڈہ ملیگا یا کرے گا کبھی سوچتا ہے کہ متھرا کو چلا جاؤں۔ مگر آخر کار ویراگی بننے کا ارادہ کر کے مندر سے نکل پڑتا ہے اور ویراگیوں کے پھندے میں ایسا پھنستا ہے کہ اپنا کل ہشاذ انکی برتی کی بھینٹ کر کے لنگوٹی پہنے آوارہ گردی شروع کر دیتا ہے۔ چلتے چلتے کئی مسلمانوں کی منڈلیوں کو دیکھتا ہے کہ خاصے مٹے کٹے بھر رہے ہیں اور مزے سے کھاتے پیتے دوسروں کے گھروں میں کھلے بندوں جا کر اُن کی بہو بیٹیوں کو گھورتے ہیں۔ نہ کسی کا

غم ہے نہ فکر۔ بس یہ حال دیکھکر بیچارے کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور بڑے سادھو صاحب کے پاؤں پر سر رکھ دیتا ہے اور بصد منت رو رو کر عرض کرتا ہے کہ مجھے بھی پیٹ کے دھندے سے چھڑا کر اپنے ساتھ ملا لو۔ پہلے تو سادھو بہت خشکی سے پیش آتا ہے مگر آخر کار اُس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور وہ اس بات پر رضامند ہو جاتا ہے۔

چوتھا پردہ

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا مول شنکر کی عمر کا گیروا لباس پہنے تونبا ہاتھ میں لئے پھٹے کان سادھوؤں کی منڈلی میں پھر رہا ہے دور سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہمنے اسکو کہیں دیکھا ہے نزدیک جا کر ہم اُس سے نام دریافت کرتے ہیں۔ تو وہ اپنا نام شدھ چیتن بتلاتا ہے۔ گھر کا حال پوچھتے ہیں تو وہ جھینپتا ہے۔ آخر ہم اس کے بڑے گرو کے پاس جا کر اُس کا نام پوچھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پوجاریوں کا لڑکا مول شنکر ہی ہے پس پھر کیا تھا ہمیں ویدک ایشور کے سوانگ والی بات یاد آ گئی اور ہم شدھ چیتن کے آئندہ سوانگ دیکھنے کے لئے اسکے ساتھ ساتھ چل پڑے۔ یہاں سے شدھ چیتن جی دنیا کے لوٹنے کے لئے نکل پڑے مگر بسم اللہ ہی غلط ہو گئی کیونکہ سر منڈا تے اولے پڑ گئے اور ایک جگہ بیراگیوں کے پھندے میں ایسے پھنسے کہ دھوتیوں تک انکی حوالہ کرنی پڑیں خیر یہاں سے چھٹکارا ہوتے ہی آپکو اور سوانگ بھرنے کی سوجھی اور آپنے بڑودہ کی طرف کا رستہ لیا۔

پانچواں پردہ

یہاں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ شدھ چیتن ویدانتیوں کی ست سنگ میں میٹھا گپیں ہانک رہا ہے اور میں برہم ہیں ایشور میں پرمیشور کی کتھا کر رہا ہے اور ہمہ اوستی بنکر نربدا کے کنارے ادھر اُدھر چکر لگا رہا ہے اور ویدانتزم کی کتابیں رٹ رہا ہے۔ مگر یہاں رہتے اسے بڑی مشکل نظر آتی ہے۔ کیونکہ اس حالت میں بموجب اصول ہمہ اوستیوں کے برہچریہ میں اسے روٹی خود پکانی پڑتی تھی اور یہ شدھ چیتن کے لئے سخت مصیبت تھی کیونکہ وہ تو گھر سے مفت خوری کے لئے نکلا تھا اور یہاں دوسرے عذاب میں

پڑ گیا جہانتک ہو سکا اُس نے سبکی منتیں کیں کہ مجھے اس عذاب سے چھڑاؤ مگر کچھ پیش نہ گئی۔ آخر ایک دکھنی پنڈت کو اُس کے حال پر رحم آجاتا ہے اور وہ اُسے اس مصیبت سے چھڑانے کے لئے ایک سنیاسی کی منت سماجت کرتا ہے مگر موخر الذکر ٹکا سا جواب دیتا ہے دکھنی پنڈت ہمت نہیں ہارتا اور بصد مشکل اس سنیاسی کو منا کر شدھ چیتن کو اس عذاب سے رہائی دینے کا سمبندھ کرتا ہے۔

چھٹا پردہ

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نوجوان سنیاسی بناکر ایک بڈھے سنیاسی کے پاس بیٹھا ہے نزدیک جاکر معلوم کیا تو پتہ لگا کہ آپ کا نام **دیانند سرسوتی** ہے اور آپ ہمہ اوستی ہوتے ہیں بس اتنا کہنا کہ ہمارے سامنے مول شنکر اور شدھ چیتن کے سوانگوں کے سارے حالات آگئے۔ اور ہم حیران رہ گئے کہ اتنے تھوڑے سے عرصہ میں ایک پوجاریوں کے لڑکے نے کتنے سوانگ بھرے۔ یہاں سے دیانند تیگے بٹورنے کی غرض سے دوارکا کا رخ کرتا ہے اور کوہ آبو ہوتا ہوا رشی کیش پہونچتا ہے اور کچھ عرصہ بھنگ نوشی میں مبتلا رہتا ہے مگر جونہی کہ ہوش آتا ہے وہ اپنا مشن یعنی روپیہ جمع کرنا یاد کرتا ہے اور پہاڑوں سے اُتر کر شہروں میں صدا لگاتا پھرتا ہے۔ آدمی تھا ذرا چالاک اِدھر اُدھر سے سُن سُنا کر معلوم کر لیا۔ کہ انگریزی خوان ہندو ویدوں کو فضول کتاب کہتے ہیں اور مسلمان و عیسائی ہوئے چلے جاتے ہیں۔ جھٹ آپ نے اُسی جگہ جال پھیلانا شروع کر دیا۔ تاکہ کچھ نہ کچھ نئی بٹیریں تو ہاتھ لگ جاویں۔

ساتواں پردہ

ہم کیا دیکھتے ہیں کہ دیانند بنارس اور دیگر شہروں میں لنگوٹ باندھے اور بھبوت ملے رودراکش کی مالا گلے میں پہنے اپنے معاصرین غیر مذاہب کو گالی گلوچ دے رہا ہے گو اسے اچھی طرح سنسکرت نہیں آتی مگر دعوی ویدوں کے مفسر ہونے کا کر رہا ہے۔ وہ سہگر ایک تفسیر وید لکھی جس کے سب مسائل غلط آخر اپنا ایک نیا وید بنام ستیارتھ پرکاش بناتا ہے اس میں بھنگ شراب گوشت ہر ایک چیز جائز بتا کر اُس کے دلائل دیتا ہے

اگر ہم ان دلایل کو مفصل لکھیں تو بہت جگہ درکار ہے۔ فی الحال ہم اُس وقت کے اہل الرای کے خیالات دیانند کی نسبت درج کرنے پر کفایت کرتے ہیں۔

(آریہ مسافر ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۶) پنڈت جی (دیانند) گاہے گاہے جوش میں آجاتے اور کبھی کبھی جوابات طعنہ آمیز بھی دیتے ہیں۔

بتلایئے جو آدمی ایسا مغلوب الغضب ہو اور عورتوں کی طرح طعنہ دیتا رہے وہ کہاں تک دوسروں کا لیڈر بننے کے لایق ہے۔ (آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۹) دیانند گھر کے گاؤں کا نام اسلئے نہ بتاتا تھا۔ کہ مبادا اُس کا باپ جو اُسکو پاگل قرار دیتا ہے۔ اُسے آکر زبردستی نہ لے جائے "

یہ سب ڈھکوسلا بازی تھی تاکہ کسی کو لالہ صاحب کی اصلیت کا پتہ نہ لگ جائے اور پھر دیکھئے کہ گھر والوں نے شروع سے ہی پاگل قرار دیکر باہر نکال دیا تھا۔

(آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۰) انکی سنسکرت بڑے پولسٹ طرز کی نہیں ہوتی اور کہیں کہیں صحت کے درجہ سے گری ہوتی ہے۔

یہ ہے لالہ صاحب کی سنسکرت دانی کا سارٹیفکیٹ۔

(آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۰) مکمل اتھروید اُسنے تاحال مطالعہ نہیں کیا تھا۔

دیانندی لکھتے ہیں کہ آپ نے پہلے سے ہی سب کچھ پڑھ لیا ہوا تھا۔

(آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۱) روایتی ترجمہ کرنے کی طرز کی تقلید نہیں کرتا ہے "

کریں کیوں۔ پھر اسکا منتھ کیسے چلے اور وید کی تاویل بازی پھر کیسے ہو؟۔

(آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۱) دو ہزار برس پہلے ہندو سوسایٹی اچھی حالت میں تھی " مگر اب دیانندیوں نے لالہ صاحب کے اس خیال کو غلط قرار دیکر ستیارتھ پرکاش سے نکال دیا ہے اور ۵ ہزار برس سے پہلے ویدیوں کی اچھی حالت دکھائی ہے۔

ناظرین! لالہ صاحب کی گالی گلوچ کے نمونے دیکھنے ہوں تو ستیارتھ پرکاش کا پچوڑ دیکھئے۔ گالی گلوچ ہی اس کتاب کی جان ہے۔ یہ مضمون تو جیسے میں ویسے ہی ہے۔ مفصل ہمارا تربکٹ تحفہ تصویر دیکھو۔

دوسرا سین

پہلا پردہ

لالہ دیانند کو تو لوگوں کو گالی گلوچ نکلتے چھوڑ کر ہم دوسری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک پولیسمین کمی تنخواہ اور روز کی جھڑکیوں سے تنگ آ کر نوکری سے استعفا دے دیتا ہے اور چاروں طرف نظر دوڑا کر کوئی اسامی تاڑتا ہے جہاں بیٹھ کر فارغ البالی سے ٹکڑے توڑتا رہے۔ پھرتے پھراتے اُسے دیانند کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ اپنا اور اُس کا مطلوب (درر) ایک ہی معلوم کر کے اُسکے پاؤں جا چومتا ہے اور اُسے گرو بنا کر دیگر مذاہب پر زبان درازیاں شروع کر دیتا ہے اور اس خاص فن میں گرو کو بھی نیچا دکھاتا ہے۔

دوسرا پردہ

دیانندی دنیا میں شور مچ جاتا ہے کہ مکذب بڑا عربی فارسی دان ہے۔ سنسکرت کا پنڈت اور اردو کا منشی ہے۔ دیانند کو صرف ٹوٹی پھوٹی سنسکرت آتی تھی۔ ہندی بھی بیچارہ نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ اُنکی پہلی ستیارتھ پرکاش میں اُس کا مصلح اپنی من گھڑت عبارت گھسیڑ بیٹھا۔ مکذب عربی کا عالم اس سے تھا۔ کہ اسکی کتاب میں عربی کی دس پانچ غلط ملط عبارتیں آجاتی تھیں اسی طرح فارسی کی عبارتیں اور اشعار اُس کی کتب میں پائے جاتے ہیں سنسکرت کے پنڈت تھے ہی کیونکہ آپکی کتب میں ویدکی رچائیں منتریوں کے شلوک درج ہیں اُردو میں اُنکی کتابیں خود ہی رہی ہندی سو وہ سنسکرت جاننے کے بعد وہ کیا چاہتی ہے۔ ستیارتھ پرکاش پڑھی ہی ہوگی۔ پھر ہندی جاننے میں کیا شک ہے۔

اور دیکھئے تناسخ کو آجتک کسی نے ثابت نہ کیا تھا مگر مکذب نے اسے عیسائیوں مسلمانوں اور برہمو کی کتب سے ثابت کر دکھایا۔ خود پنتھ کا بانی لالہ دیانند بھی تناسخ کو

نہ سمجھ سکا تھا اور گھبراہٹ میں جتنے ما باپ کا نُسر ادھر لکھ بیٹھا۔ اسی بات کو مکذب نے
نہ صرف سمجھا بلکہ ثابت کر دکھایا۔ نیز گویا لکھی بیوہ عورتوں کو گیارہ گیارہ تک خاوند کرنے چلے
جانے کی نوید دے گیا۔ نستے کی تحقیقات کر گیا۔ اتنی باتوں کے کرنے پر بھی اس کی
لیاقت میں کیا شبہ رہا۔

تیسرا پردہ

مندرجہ بالا تعریف تو دیانندی پہلو سے مکذب کی تھی۔ اب اصلیت سنئے۔ اور
مکذب کا پول دیکھئے۔ ہم مکذب کو اسونت سے جانتے ہیں۔ جبکہ وہ آریہ گزٹ کا
اڈیٹر تھا۔ اسونت کا آریہ گزٹ پڑھو معلوم ہو رہے گا۔ کہ مکذب کو ٹھیک ٹھیک
اُردو بھی لکھنی نہ آتی تھی۔ مڈل کی جماعت کے خاص پنجابی طالب علم جیسی اردو لکھ
سکتے ہیں مکذب کی اردو بھی ویسی ہی بے محاورہ اور ٹیڑھی تارھی ہے۔ اسکے بعد اس نے
دوسروں کی نقلیں کر کے اپنی کتابوں کا سلسلہ جمایا۔ ان میں سب سے اخیر حجت الاسلام
ہے۔ ہم پہلی کتب کو چھوڑ کر اس اخیر کتاب ہی سے اس کی لیاقت کا موازنہ کرینگے
تاکہ کسی دیانندی کو کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہ رہے۔ دیباچہ سے ہی لیجئے مکذب لکھتا ہے

"پرماتما سرب شکتی مان کی مہماں۔ مہماں کا ورنن اور پار برہم۔ بھگوان کی اپار دیالتا
کا سمرن ایکیہ السان کا حقہ۔ کس طرح ادا کر سکے اُس کے ایک ایک گُن کا گُنا نواد
اور اُس کی ایک ایک کرپا کا دھنواد بیان کرنے کو دفتروں کے دفتر چاہئے"

اب ایک معمولی لیاقت کا لڑکا بھی اس بے تکے جملے کو سنکر ہنس دیگا مگر افسوس ہے کہ
دیانندی صاحبان کی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس لئے مجبوراً ذرا مفصل کہنا پڑا
ہے۔ سنئے۔

مہماں میں نون غنہ نہیں ہے بلکہ یہ لفظ مہماں ہے سنسکرت میں یہ بغیر نون غنہ
کے महिमा لکھا ہے پھر مہما کا ورنن اور دیالتا کا سمرن دھنواد کرنے کی
بغیر نہیں ہیں ورنن اور سمرن صرف کرنے کے ہیں ادا کرنے کے نہیں ہیں پھر گُن کا گُنا
نواد نہیں ہوتا ہے۔ فالی نوبادر ہوتا ہے کیونکہ دو دفعہ گن آنے سے شب لیلۃ القدر کی

رات بنتا ہے گنا نوادا اور وصنواد بھی صرف کرنے کے ہیں اور بیان کرنے کے نہیں قرون کے وقفہ نہیں بولتے ہیں بلکہ دفتر کے دفتر محاورہ ہے اور انجیر کے چاہئے کی جگہ چاہئیں لکھنا چاہئے۔ الیگذیہ انسان کماحقہٗ نہایت وہ غلا جوڑ ہے تین سطر کے ایک جملہ میں کتنی اغلاط ہیں ذرا گن کر تو دیکھئے۔ اس ایک جملہ سے ہی اندازہ کریجیے کہ مکذب کیسا فاضل تھا۔ اُس کی ہندی عربی فارسی سنسکرت اردو سبکی لیاقت کا موازنہ تین سطر میں ہی کر لیجئے۔ کتاب کا دوسرا اڈیشن نکل چکا ہے کسی دیانندی کو شعور نہیں کہ ساری کتاب کی غلطیاں ہی صاف کر دے۔

سنسکرت جُرشبد کو جُرمہ لکھا ہے۔ معلوم نہیں یہ مکذب کی غلطی ہے یا چھاپنے والوں کی لیاقت کا نمونہ ہے۔

ذرا مندرجہ ذیل جملہ کا کوئی صاحب مطلب تو بتا دے۔

"تمام جُرمہ جگت اپنے واسطے نہیں بلکہ روحوں کے واسطے "فیضرسایاں اور کل دنیا کی نباتات و گردش ارضی کے تعلقات اُن کے ہی لئے وجود میں آتے ہیں"

اسی قسم کے کتنے ہی بے معنے جملے کتاب میں موجود ہیں مگر تعجب ہے کہ کوئی انکے معنی نہیں پوچھتا اور نہ پوچھنے سے کچھ بتا سکتا ہے۔ دیباچہ میں مکذب نے ایک جگہ راج رشی بھرتری ہری جی کا مشہور نیتی شتک کا شلوک لکھا ہے۔ اول تو شلوک ہی غلط ہے پھر ترجمہ ایسا کیا ہے کہ مترجم کا الیاکودن پن ظاہر ہو رہا ہے۔ اس میں آپ واحد وجمع کی بھی تمیز نہیں کرسکے۔ اتنا بھی ہوش نہ ہوا کہ देवा جمع کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ جیں انسان کیسے کرتا ہوں مگر بات یہ ہے کہ جو شخص جس علم نے ناہی نہ ہو اُسکی معنی ومطلب کو وہ خاک سمجھے گا ایسا بے علم شخص ویدوں اور پرانوں کے جاننے کا دعوی کرے اور سنسکرت کا فاضل اجل پنڈت کہلاوے۔

زبان کا ورغلاپن مکذب کی کتابوں میں حد سے زیادہ ہے ایک جگہ اس کتاب میں لکھا ہے۔ سبحان اللہ۔ پربھو تیری اپار مہمان ہے کہ جیسا دیانندی بنتھ ولیسی ہی انکی بولی جیسی جل ویراگ کرا شیوری پریم کی آگ میں اپنے آپ کو سوہا کر دیا ۔۔۔

مہر ومیسے فرشتے۔ دوسری جگہ لکھا ہے کام آوک وشیوں سے

دیانندی بتاویں کہ دل ویراگ کرچہ معنی دارد؟۔
پریم کی آگ کہاں کی ترکیب ہے کیا آتش عشق کا ترجمہ ہے؟ مگر لالہ جی پریم سنسکرت لفظ کے ساتھ آگ کا جوڑ دیانندی اختراع ہے۔
حجت الاسلام کے دیباچہ کے خاتمہ پر مکذب نے ایک عربی ضرب المثل لکھنے کی تکلیف کی ہے مگر وہ بھی غلط ہے خدا جانے کس کی غلطی ہے کس کی لیاقت کی قلعی کھلی ہے ایک جگہ گلستاں کا ایک شعر لکھا ہے ؎

دریائے فراواں نشود تیرہ بہ سنگے ٭ عارف کہ برنجد تنک آب ست ہنوز

اگر کوئی عروض دان ہو تو سنگے لکھنے والے کے سر پر ایک دھول جڑ دے مگر دیانندیوں کی بلا سے وہ بسنگ اور بسنگے کو جانتے ہی نہیں۔ اسی شعر میں مکذب عارف کو آریہ لکھتا ہے خیر اتنی ہی ہے کہ شیخ کو شریا ورد اور کو دیانند نہیں لکھ مارا۔
حجت الاسلام ص۱۵ پر اپنشد سے ایک عبارت درج کی ہے اور ص۱۲ پر سمرت سے ایک شلوک لکھا ہے مگر دونوں ہی غلط اور ترجمہ بھی واہیات۔ سمرت والے شلوک میں چندن سے لدے ہوئے گدھے کا مضمون ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شاستروں کو صرف پڑھنا مگر مطلب نہ سمجھنا گدھے کی طرح چندن ڈھونا ہے۔ گدھا چندن کی خاصیت نہیں جانتا ہی جانتا ہے کہ بوجھ لدا ہوا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے ویدوں کو پڑھا اور نہ شاستر و پران دیکھے وہ جب اُن کی علمیت کے دعوید ار بن کر نیلے ہاتھا پائی کریں تو سچ کہنا چندن ڈھونے والے گدھے سے بھی بڑھ کر ہوئے یا نہیں؟ بشیر مو! صرف دیانند کی پوتھی کے بھروسہ پر تم ساری دنیا سے مباحثے کرتے ہو سارے بید ابید اس اکیلی پوتھی میں آ گئے۔ لیاقت تو یہ کہ ایک شلوک صحیح نہ لکھ سکو اور نہ پڑھ کر ترجمہ کر سکو اور دعویٰ اتنا بلند ؎

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

اسی مقام پر قرآن شریف سے ایک آیت نقل کی ہے مگر وہ بھی غلط آ گے مولانا روم کے اشعار نقل کئے ہیں مگر وہ بھی غلط لکھا ہے۔ تا ربا شد علم کان نبود زہو مثلہا را اہل جاہل جان کہ

پھر سعدی کے اشعار کی نقل میں لکھا ہے "آں فرومایہ راچہ علم و ہنر" بدعا یہ کہ دل کھولکر فارسی کی مٹی خراب کی ہے اور یہ صرف اپنی جاہلیت کے زور سے۔ جہاں عربی فارسی یا سنسکرت آئی ہے وہیں غلطی موجود ہے ص۵۵ میں فارسی کے دو شعر لکھے ہیں وہ بھی غلط۔ ص۷۷ میں سعدی کا ایک شعر ہے وہ بھی غلط۔ ص۸ میں حکیم جینی کی جو عبارت نقل کی ہے وہ بھی غلط در غلط۔ ص۸۲ میں لکھا ہے ؎

جاں میازار ہر چہ خواہی کن

کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

یہ شعر نہ لکھنے والے کو تمیز نہ چھاپنے اور شائع کرنے والوں کو عقل کہ ایک مصرعہ دو حروف کا اور ایک چار گز کا۔

یہی حال ساری کتب کا ہے۔ اس کی غلطیاں ہی شمار کرنے ایک دفتر چاہیئے مگر وقتاً فوقتاً ناظرین ملاحظہ کرتے رہیں گے۔

چوتھا پردہ

مکذب کی غلطیوں کا نمونہ تو آپ نے خوب دیکھا مگر اس کی وجہ بھی ملاحظہ کیجئے جو آدمی دوسرے کی لاٹھی کے سہارے چلتا ہے اس کا نالی میں گر کر ضرور ہی پاؤں ٹوٹتا ہے مکذب کے پاس گھر کا مصالحہ خاک بھی نہ تھا۔ دوسروں کی کاسہ لیسی پر اس کی تصانیف کا دارومدار ہے۔ سب سے بڑی چوری لالہ اندرمن مشہور مُنہ پھٹ کی تصانیف سے کی ہے جنہوں نے اسکی کتب دیکھی ہیں وہ مکذب کی کتب دیکھ کر فوراً ہی بول اُٹھیں گے کہ یہ ڈاکہ زنی خوب کی ہے۔ چونکہ اسلام کی مخالفت کے باعث اندرمن کو عربی لکھنے والے نہ مل سکتے تھے اس لئے خود اس کی کتب غلطیوں سے پُر ہیں مگر جس نے غلط نقل سے نقل کی ہو اُس کی کتب کا کیا حال ہوگا۔

پھر دوسری چوری لالہ کنہیا لال کی کی ہے۔ اس سے مکذب نے گالی دینے کا انداز اور بھاگ جانے کا طریقہ سیکھا ہے۔ کنہیا لال کی طبیعت میں ایک قسم کی طنز آمیز ظرافت تھی جسے زہر خندہ بھی کہہ سکتے ہیں اور بعض جگہ مکذب نے بھی استعمال کیا ہے۔

گھنیالال ہر قصے کی ایک من گھڑت تاویل کرنی جانتا تھا۔ مکذب نے بھی اُسی کی پیروی کرنے کی کوشش کی۔ ایک بات میں مکذب کو گھنیالال کا پکا شاگرد رشید کہنا چاہئے۔ یعنی راؤ کا اوندھا پن اسے اُستاد سے ورثہ میں ملا تھا۔ گھنیالال کو لکھتے لکھتے ہوش نہ رہتا تھا کہ جس کی میں تعریف کر آیا ہوں اُس کی بُرائی کیسے کرتا ہوں۔ یہی حال مکذب کا ہے ایک آدمی کی ایک جگہ تعریف کی ہے دوسری جگہ تضحیک۔ عبارت کی چستی مکذب میں گھنیالال سے چوتھائی بھی نہیں۔

پانچواں پردہ

ناظرین اب بڑے شوق و ذوق سے کاسہ لیسی اور چوری کا ثبوت دیکھنے کے لئے سخت مضطرب ہونگے وہ بھی لیجئے کہ مکذب نے درحقیقت کاسہ لیسی کی یا نہیں ہماری زیر نظر اسوقت تحفۃ الاسلام ہے جس میں تمام قرآن شریف کی آیات جو اندرمن کا سرقہ ہے۔ تفسیر حسینی و تفسیر جلالی سمجھنے والے دیانتداری کیا ان کا کوئی ترجمہ بھی نہ ہو گا۔ مولوی روم کی مثنوی کے اشعار۔ فریدالدین عطار کی من غد ایم تحفۃ الاسلام اور پادا اسلام سے سرقہ کی ہے۔ مدعا یہ کہ مسلمانوں کے خلاف جو حوالے لئے اندرمن کی کتب سے لئے۔

"بنی نبیرے فرشتے تیرے سارے" وغیرہ مثنوی اُصول دین احمد کی نقل بے حوالہ ہے۔ "بنام آنکہ نامش او نکارست" والا شعر خود اندرمن کا ہے اُس کی کتب پر او نکار چھپا ہے۔ مکذب نے صحت کے گھمنڈ پر ادم کار لکھ دیا ہے۔ اور غلطی پر ڈبل غلطی کی ہے۔ کیونکہ کار کے ملنے سے میم کی آواز نون ہو جاتی ہے۔ گوبر پیاب وغیرہ کے جوابات اندرمن کے ہیں۔ اب گھنیالال کی چوری سنئے۔ گائے کو ماتا کہتے ہوئے بھینس کو تائی کہنے کا حوصلہ مکذب نے کیا ہے۔ یہ گھنیالال کا بھوت اُس کے پیٹ سے بولا۔ شیو کو بام مارگی برہمن کہنا۔ شیو کو بیماری راجہ کہنا بھی گھنیالال شاہی احمق پن ہے مکذب کے سر میں ایسی احمقانہ بات تراشنے کی بھی عقل نہ تھی۔

اب آخر میں ہم مکذب کے ایک دلی دوست کی رائے اس کی نسبت لکھ کر اس سبق کو یہاں تک ختم کرتے ہیں۔

(آریہ مسافر میگزین اکتوبر ۱۹۰۳ء) ویدک دھرم کے ساتھ خاص پریم نے انہیں (مکذب) کو ویدک دھرم کے حق میں کسی قدر متعصب بنا دیا تھا اور ایسے وقت میں وہ دوسروں کی کمزوری کے لئے انہیں معاف کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے ویدک مسئلوں کی تعریف سنکر وہ خاموش نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بلالحاظ رتبہ وغیرہ کی فریق مخالف پر بعض وقت سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے۔

پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ اُس کے دوست کاشی رام نے اسے سماج کے محلی کا خطاب دے رکھا تھا۔

پھر آخر میں لکھا ہے کہ لوگ اُسکو سماج کی محبت میں پاگل خیال کرتے تھے"

خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ مکذب ویدوں کا دلدادہ سخت مغلوب الغضب منہ پھٹ اور پاگل پن کی حد تک پہونچا ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے مغلوب الغضب کی بات مذہبی معاملہ میں ہرگز قابل اعتماد نہیں ہو سکتی۔ پس یہی رائے اُس کی تصانیف کی بابت سمجھئے۔ باقی آئندہ

روس میں اشاعت اسلام

روس اور جاپان کی لڑائی کے بعد اسلامی اخبارات میں ہمیشہ اس قسم کی خبریں پڑھی گئی ہیں کہ آج فلاں فرقہ نے اظہار اسلام کیا آج فلاں قوم نے اپنے مسلمان ہونے کی باضابطہ رپورٹ دی۔ تازہ خبروں میں یہ خبر بھی کم فرحت بخش نہیں جس کو طرابلس شام نے شایع کیا ہے۔ کہ علاقہ روس میں پچاس ہزار عیسائی مسلمان ہو گئے ہیں ان نومسلموں نے اپنی مساجد کی تعمیر بھی شروع کر دی ہے اور یہ کہ عنقریب ۵ لاکھ کے قریب دیگر اقوام دایرہ اسلام میں پناہ لینے والے ہیں یہ سب کچھ اس بات کے ثبوت ہیں۔ کہ روسی مسلمان عزت کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان میں فرقہ بندی اور تفرقہ پردازی کا ابھی تک رواج نہیں ہوا۔ جو کام کرتے ہیں متفقہ کوشش سے شروع کرتے ہیں مگر روس کا

گذشتہ تشدد روسی مسلمانوں کی ترقی کا سدّراہ نہ ہوتا۔ توجس طرح چند دنوں میں ان باہمت مسلمانوں نے اپنے عظیم الشان کالج کے بعد یونیورسٹی قایم کرلی ہے آجتک اُن کی کئی یونیورسٹیاں اور متعدد قومی کالج ہوتے۔ مگراب ان باہمت اور زمانہ شناس مسلمانوں نے کروٹ بدلی ہے۔ اُمید ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اسلامی دنیا میں ایک نہایت خوش کن اور فرحت بخش نمونہ قایم کردینگے پھر یہ خبریں جنکو آج تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے معمولی ہوجاوینگی۔ اللہ کی نصرت اور فتح اُن کے ساتھ ہے جو لوگ اپنے آپکو صراط مستقیم پر چلاتے اور اپنی خداداد قابلیتوں سے اچھے کام لیتے ہیں مسلمان منچوریا میں بکثرت آباد ہیں اُن کی بہت سی مساجد اس علاقہ میں پہلے سے بھی موجود تھیں مگر حال ہی میں اُنہوں نے ایک اور عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کی ہے اُس کی تعمیر کرنے والوں میں زیادہ تعداد تاجروں کی ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک عالی شان مدرسہ اسلامیہ کی بھی بنیاد قایم کردی گئی ہے۔ جس کے لئے توقاز سے لایق اور متبحر مدرس طلب کئے جاوینگے۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کی تجارت بھی روزافزوں ترقی کررہی ہے۔ اللھم زد فزد۔ ضیاءالاسلام

نائیجیریا

ملک افریقہ کے نہایت وسیع اور عظیم ترین براعظم میں ایک علاقہ ہے اُس کی آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے اس میں علاوہ عربی النسل مسلمانوں کے دیگر مذاہب کے پیرو بھی ہیں مگر سب کے سب واقعی نیم وحشیانہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے اُن کی تعلیم و تربیت کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں خاص اس ملک کی اصلاح و فلاح کی غرض سے بہت لایق اور تجربہ کار پنجابی مسلمان مختلف کام کرنے اور جاننے والے بسر کردگی ایک یوروپین بحیثیت نائیجیریا بھیجے ہیں اب سنا ہے کہ روشن خیال اور خداترس عالم اور اسلام کے ہمدرد تاجر مسلمان بھی پہنچ گئے ہیں اور اپنی نیجیریا ہو نہیں اسلام کی اشاعت کررہے ہیں خدا اُنکو کامیاب کرے۔ ر ر

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ ذیل کا مضمون آریہ دھرم کی خاطر ارسال خدمت ہے اپنے رسالہ کے کسی گوشہ میں طبع فرما کر مشکور فرماویں

اسلام پاک پاکیزہ و لطیف اشیاء کو پسند کرتا ہے

مقدس اسلام کی ستودگی و حمیدگی میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہے چونکہ اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے لہٰذا اس کی جملہ تعلیم و طریق عبادت و ہگی اصول و فروع اور تمام افعال و اقوال شائستہ و دلپسند ہیں اور سب اشیاء خوردنی و نوشیدنی لطیف نفیس و پاکیزہ ہیں۔ البتہ بعض دشمنان اسلام اس مقدس تعلیم پر اعتراض کر کے اپنی عداوت اور بغض کا ثبوت دیتے ہیں چہ جائے کہ باد مخالف سے ذرا بھی کبھی بدر منیر گرد آلود ہو واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا ہی کرے گا اگرچہ منکرین پڑے کڑھیں۔ اگرچہ ... ... ساری رات خاک اڑاتا رہے مگر نور القمر ویسا ہی درخشاں رہے گا۔

پنڈت لیکھرام اپنی کتاب تکذیب براہین احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ پر اعتراض درج کر کے اپنے بھائی آریوں سے وجہ فخر و صلہ تحسین حاصل کر کے ناموری کی امنگ رکھتا ہے

اعتراض - اسلام کی مقدس کتاب قرآن شریف میں بعض جانور حلال ہیں جنکا کھانا درست ہے۔ اور بعض حرام روا ہو کر ان کا کھانا جائز ہے۔ ذیل میں تشریحی نوٹ طبع کر کے اپنے عقل و پاکیزگی کی قلعی کھول دی۔ اسلام محض ضعیف آزار و ظلم پسند مذہب ہے چنانچہ جو جانور و پرندہ حلال ہیں وہ سب ضعیف کمزور ہیں اور آسانگی سے قبضہ میں آ سکتے ہیں مگر وہ جانور حرام کر دیئے گئے جو سب درندہ اور موذی ہیں کیونکہ ان کے پکڑنے میں اپنی جان کا خوف ہے۔ اسپر آریہ بھائی مجبت پکڑ کر

متنفر ہیں کہ اسلام جواب سے قاصر ہے اور سخت اترا رہے ہیں۔

اعتراض ھذا کا جواب مدلل و صحیح چنداں عبرت انگیز خلق نہ ہوگا۔ جتنا کہ آریوں کے لغو و لچر اعتراض سے سامعین کو تعجب و حیرت پیدا ہوتی ہے۔ لغویت و لچریت اعتراض آریوں کے بغض و کمال عداوت کی دلیل ہے۔ محض حسد کی پٹی آنکھوں پر چڑھا دی کہ اتنی سمجھ بھی نہیں رکھتے۔ اعتراض و عقل میں کوسوں دور فاصلہ ہے۔ سچ ہے کہ عقل سلیم جس کو طمع نے اندھا کیا ہوا تھا چھ ماہ کے بزغالہ پر حجت اتمام کی۔ کہ عرصہ دو سال ہوئے تم نے مجکو برا کہا بزغالہ نے اپنی جنم پتری پیش کی تو جواب دیا خیر تو نہ ہوا تمہارا باپ ہوگا یہ ایک بات ہے۔ یہ گھر گھر بھی کوئی آریہ صاحب کرموں کی جنم بھگتے ہونگے وگرنہ ایسی اندھی حجت نہ اٹھاتے واہ اب بھی یہی لغو اعتراض دوسرے جنم میں بھی وہی طریقہ ؎

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست
نرود جز بمرگ او ازدست

کا مصداق بھی آریوں پر باطل آیا۔

الخبیثات للخبیثین را بخواں ✤ زود بشنو ایں سخن را باز داں

وہ پرند جو نفیس و پاکیزہ منش ہیں اسلام میں حلال گردانکر اُن کا کھانا درست ہے۔ آریہ معترض مطالعہ سطور ذیل فرماکر انصاف فرماویں کہ اسلام کے احکام کسقدر حکمت و دانائی اور پاکیزگی سے مملو ہیں۔ مثلاً از قسم طیور۔ چڑیا۔ بٹیر۔ تیتر۔ کبوتر۔ کلنگ۔ بلبل۔ فاختہ۔ ممولہ مینا۔ ہدہد وغیرہ مذہب اسلام میں حلال ہیں اور باز۔ چیل۔ کوا۔ گدھ۔ الو۔ چرغ۔ چمگادڑ۔ مکھی وغیرہ حرام ہیں جنکا کھانا ہرگز جائز نہیں جنس زاغ پر اس وجہ سے رحم نہیں کیا گیا۔ کہ آریہ بھائی ہی ہیں جو کرم کی سزا میں جنم بھگت رہے ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یہ ایک میل خورہ نجس پرند ہے اس کا مقابلہ کسی حلال پرند چڑیا۔ بٹیر۔ کبوتر کے ساتھ کریں تو صاف ظاہر ہے کہ کوے کی شکل دیکھنے سے جی گھبراتا ہے کھانا تو درکنار۔ مگر چڑیا۔ بٹیر وغیرہ دلپسند ہر دو مرغوب اور پاکیزہ ہیں اُن کی غذا دانہ اور غلہ ہے جو پاکیزگی باعث انسان اشرف المخلوقات کی خوراک ہو سکا اگر گوشت کا ایسا ہی شوق ہے تو بھی کوا یا چیل یا گدھ وغیرہ حلال نفرت کئے

جاتے۔ کیونکہ اگر چالیس بیٹر و بیس کبوتر ہوں تو بھی گدھے کے مساوی گوشت ہرگز نہیں کر سکتے
بس ایک ہی فائر سے گدھا ماری اور سارے کنبہ نے دعوت کی لذت اٹھائی مگر اسلام نے
ایسا ہرگز نہیں پاکیزہ و لطیف اشیا منتخب کرلیں باقی نجس نجسوں کے لئے چھوڑ دیا۔ کوے و
گدھے کی بہادری یا کمیاب ہونے میں بقول آریہ شک کیا ہے۔ خالی بندوق یا کمان
ہاتھ میں دیکھی اور کائیں کائیں شروع کر دی اسلام نے جان کے خوف سے اس کو متروک
کیا ذرا تشریح تو فرما دیں کہ کتنے آدمی اس کے شکاری ہلاک ہوئے۔ کمیاب بھی ایسا کہ
گلی۔ بیت الخلاء میں بیس تیس کوے من بھاتی غذا میں چونچیں ڈبو رہے ہیں۔ گدھ کی حالت
پر غور کر کے نظر کریں کہ کون ذی تمیز انسان ہے جو اس جانور سے متنفر نہ ہوتا ہوگا۔ سڑی
لاشیں اور مردہ حیوانات کی آلائشیں اسکی من بھاتی خوراک ہے۔ افسوس ایسے اعتراض کنندہ
پر۔ ذرا تیتر بٹیر۔ اور بلبل کی شکل ملاحظہ فرما کر انصاف فرما دیں اس کی صورتیں کسقدر دلپذیر
اور عادات شائستہ اور غذا وغیرہ صاف و پاکیزہ جو لطافت و نفاست میں بے مثیل ہے
چوپائے کی حالت پر ذرا نظر ڈال کر انصاف فرما دیں کہ حرام جانور مثلاً گدھا کتا۔ بلا۔ سور
کسقدر نجس و ناپاک جنکی غذا اور رہائش پلیدی ہے ذرا ہرن خرگوش بکری وغیرہ کی عادات
و لطافت سے مقابلہ کریں۔ ہرن جو نفاست و پاکیزگی و لطافت میں بے نظیر ہے
ہری سبزی و خوشبودار گھاس اسکی خوراک ہے۔ آریہ صاحب ذرا تجربہ کر کے دیکھیں۔ اگر
ہرن یا کسی دیگر پاکیزہ جانور کو کئی دن کا بھوکا رکھا جاوے اور وہ گرسنگی سے تنگ آجاوے
پھر اسکے آگے پلید اشیاء جو گدھوں اور کتوں کی خوراک ہے ڈال دیویں کبھی منہ تک نہ
لگائینگے مگر بالعکس اسکے اگر نجس جانور مثلاً گدھے بلے کتے کو ہر قسم کی لطیف غذا مہیا کر کے
سیر کر دیا جاوے۔ جب تک خباثت کے آچار کی بھیانک نہ چکھے گا اس کی طبیعت بدمزہ
رہے گی۔ کیوں نہ ہو قرآن حمید و فرقان مجید سے صاف واضح ہے
کہ الطیبات للطیبین والخبیثات للخبیثین پاک کے واسطے پاکیزہ
و خبیث کے واسطے خبیث اشیاء ہیں۔ چونکہ اسلام پاک ہے اس لئے اس کے
ہمہ افعال و اشیا پاکیزہ ہیں۔ بیشک پرندوں میں سے باز۔ بحری۔ شکرہ اور حیوانات میں سے

شیر۔ بھیڑیا۔ چیتا وغیرہ موذی اور درندہ ہیں۔ چونکہ وہ پلید اور حرام جانور مار کر کھاتے ہیں مثلاً بحری۔ کوتا کے گوشت کا خاص عاشق ہے باقی درندہ بھی خواہ گدھ۔ گیدڑ۔ کتا ملے مار کر کھا جاتے ہیں لہذا وہ نجس خو ہو کر حرام کئے گئے ہیں تعجب تو زیادہ اس امر پر ہے کہ انسان میں خداوند کریم نے جو اپنے فضل و کرم سے بالقوئی نور عقل و تمیز رکھا ہے وہ بھی ویدک تعلیم کے اثر سے ضایع ہو گیا کیا خوب آفرین اے وید مقدس کہ قانون فطرت کو بھی ضایع کر دیا۔ جو جانور لایق خوردنی ہیں اسکو مقدس اسلام سے غذا کا شرف ہی باقی پرنداز قسم گدھ چیل وغیرہ جو خاکروب ہیں کہ گندی اشیا و بدبودار چیزوں کو کھا کر زمین کو صحت انسانی کے واسطے صاف کر دیا ہے ان خاکروبوں کے کھانے کا وید کی پاک تعلیم حکم کرتی ہے جب انکو آریہ صاحب چٹ کرنے لگ جاویں تو انکی متعینہ کام خاکروبی بھی آریوں کے ذمہ آجاویں گے۔ واہ رے ظلمت وید تجھ پر ہزار آفرین کبھی کسی آریہ کے دل کو نور علم سے منور نہ کیا سکہا آریہ صاحبان نے کبھی کسی ڈاکٹر یا حکیم سے پوچھا ہے کہ ریچھ۔ گیدڑ۔ گدھے۔ کتے اور الو و چیل وغیرہ حرام جانوروں کے گوشت میں کیا تاثیر ہے اور جسم انسانی پر کیا اثر پیدا کرتا ہے ان میں کون سمی یا غیر سمی ہے ذرا آپ الو کا گوشت کھا کر دیکھیں تو عقل کی تیزی جناب کو تجربتاً ثابت ہو جاوے گی علی ہذا القیاس باقی حیوانات حرام کے گوشت کی تاثیر بھی معلوم ہو جائے گی۔ آپ لوگوں میں نیارنوگ تو قدرتاً خلقت نہیں ہوئی نیوگ جیسا حیا سوز مسئلہ اُن کا مقدسہ و مطہرہ اصول ہے۔ باقی حرام اشیا کے گوشت سے کب عادی ہو سکتے ہیں۔ بلکہ مشتاق ہیں خبر دوسرے جنم میں اپنی ہوس پوری کر لیں گے والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ آریوں کا ہمدرد منشی حامد علی ہمدانی۔ از تولسہ شریف۔

جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اُسکے ایمان کو ضایع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اُس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا

چاہیئے کہ نمایش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا کے لئے نہیں ہوتے اور اُن میں اخلاص کے نہونے کی وجہ سے کچھ فایدہ نہیں ہوتا اس طرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنادیتے ہیں انکی اصل غرض شہرت ہوتی ہے اور اگر انسان خدا کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اُسے ضایع نہیں کرتا اور اُس کا بدلہ دیتا ہے

تفسیر نیوگ

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۶ صفحہ ۳۴

دیانندی تواریخی حوالہ نیوگ (۲)

دیانند نے نیوگ کی تائید میں پانڈو کی عورت کنتی و مادری کا اور چتر انگد و چتر ویرج کی عورتوں سے بیاس کا وغیرہ وغیرہ تاریخی حوالے دیئے ہیں ہماری دانست میں یہ حوالے ایسے نہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے بھی اُن پر غور کیا جاوے چہ جائیکہ اُن کو ایک مذہبی مسئلہ کی تائید میں پیش کیا جاوے۔ چونکہ ہم نیوگ کے پشو کا کا ثابت کر آئے ہیں اس لئے یہ برائیاں ویدیوں میں جہالت و تاریکی کے زمانہ کی ہیں (جیسا دیانندیاں) یعنی جب دیانندیوں کے بزرگ وید کی اصلی تعلیم سے منحرف ہو کر موجودہ دیانندیوں کی طرح نیوگ۔ تناسخ۔ بھوت پرستی آتش پرستی۔ عناصر پرستی کی تعلیم کے حامی ہو رہے تھے۔ نیوگ کی تعلیم جہاں تک دیانند کی بیان کردہ تاریخ سے تعلق ہے ظلمت کے زمانہ کی ہے جو کسی طرح قابل سند نہیں اسی زمانہ میں راجہ یدھشٹر جیسے ست وادی اپنی عورت تک جوئے میں ہار بیٹھے تھے تو معلوم ہوا کہ نیوگ کی طرح قماربازی بھی وید کے رو سے جایز ہے جس کی نظیر

اسی زمانے کی ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور پھر سب سے بڑھکر اُدھالا یعنی دوسروں کی بہو بیٹیاں چوری سے لے اُڑنا اور دوسروں کی لڑکیاں جبراً چھین لانا اور وہ بہنوں سے شادی کرنا اُس وقت دھرم گنا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ کرشن جی مہاراج اپنی بہن سبھدرا کے اُدھالے میں شریک تھے اور بھیشم پتامہ جیسے مہاتما راجہ بنارس کی لڑکیاں بزور شمشیر چھین لائے۔ دیانندی اپنی مہاتماؤں کے نقش قدم پر چلیں اور اُن کے افعال کی پیروی کریں اپنا اپنا پنتھ نہ بنائیں ہماری دانست میں کسی شخص کا ذاتی فعل مذہب پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔ خواہ نیوگ کا مسئلہ ہو یا قمار بازی یا لڑکیاں بھگانے کا جس نے ان افعال قبیحہ کو جایز رکھا اُس نے بُرا کیا۔ اس کے فعل سے اصل مذہب کی تائید یا تردید نہیں ہوسکتی۔ اگر دیانندی پنتھ کے پیرو نیوگ کی تائید میں یہ حوالہ پیش کریں تو کل کوئی دوسرا دیانندی پنتھ پیدا ہو کر قمار بازی۔ لڑکیاں اُڑا لے جانا جایز رکھکر اپنی تائید میں مہاتماؤں مذکورہ بالا کا حوالہ دے سکتا ہے۔ دیانندیوں کو واجب ہے کہ ایسے حوالے بجائے پیش کرنے کے چھپائیں اور اپنے بزرگوں کے افعال ذمیمہ کو ظاہر کرکے اُن کو بدنام نہ کریں گو اپنی طرف سے وہ اُن کو حسن ظنی سے پیش کرتے ہیں مگر ان سے ویدک تہذیب پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ ہم پرانوں کے حوالے نہ پیش کرینگے یا کرنا چاہتے ہیں بلکہ دیانندی مہاتماؤں کی اپنی تصانیف سے بہت سے گل کھلا سکتے ہیں۔

مردے کے جیتے جی نیوگ (۲)

از منو سمرتی

دیانند نے اس بارہ میں ادھیاے ۹ شلوک ۷۶ و ۸۱ کا حوالہ دیا ہے۔ اصل میں اس شلوک سے مطلب تب حل ہوتا ہے جب اس سے پہلے دو شلوک ۷۴ و ۷۵ اس کے ساتھ ملا کر مطلب سمجھا جاوے۔ ۷۴ میں سفر جانے پر عورت

کے لئے خوراک کا انتظام کرنے کا حکم ہے ۵ میں عورت کو نیم سے زندگی کرنے اور بدون انتظام خورد و نوش کے شوہر کے سفر کرنے میں سوت کاتنے سے یا دستکاری سے اوقات گذاری کرنے کا حکم ہے (منوسمرتی مترجمہ کرپا رام دیانندی) اس کے بعد ۷۶ میں مختلف صورتوں میں مختلف انتظار کرنے کا ہے نہ تو اسکے بعد نیوگ کرنے کا حکم ہے اور نہ کچھ اور کرنے کا۔ دیانند نے نیوگ کی تائید میں اپنی طرف سے اس عرصے کے بعد نیوگ کرنا لکھ دیا۔ مگر دیگر شارح لکھتے ہیں کہ اس عرصہ کے بعد خاوند کے پاس چلی جاوے۔ کلوک بھٹ شارح منوسمرتی اور مصنف لشٹ سمرتی اسی کی تائید میں ہیں کہ خاوند کے پاس چلی جاوے اور شلوک کے سیاق و سباق سے بظاہر یہی درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ گو خاوند دور گیا ہو مگر وہ گمنام و بے نشان نہیں ہے ہاں اگر گمنام و بے نشان کا حوالہ اس شلوک میں ہوتا تو دیانند کی تائید ہو جاتی یا ازدواج ثانی کا مسئلہ حل ہو جاتا۔ جب عورت کو خاوند کی نسبت یہاں تک معلوم ہے کہ وہ دھرم کی خاطر گیا ہے یا علم کے لئے یا نوکری کے لئے تو میری دانست میں اُسے کسی حال میں نیوگ کی اجازت نہیں ہو سکتی بجائیکہ اس میں کوئی نیوگ کی شرط ہی پوری نہیں ہوتی نہ تو مرد بیمار ہے نہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل اور نہ اس کی لڑکیاں ہی ہیں تو خواہ مخواہ عورت کو حرامکاری کی تعلیم دینا سخت بے غیرتی ہے کیوں نہ اُسے اپنے مرد کے پاس چلے جانے کی اجازت دی جاوے۔

ثبوت کثرت ازدواج و طلاق از دیانند

منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۸۱ کا ترجمہ دیانند نے یہ کیا ہے "جب شادی شدہ خاوند آجاوے تب نیوگ شدہ خاوند سے تعلق قطع ہو جاوے ویسے ہی مرد کے لئے بھی قاعدہ ہے کہ عورت بانجھ ہو تو آٹھویں برس اولاد ہو کر مر جاوے تو دسویں برس لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں تو گیارھویں برس تک اور جو بدکلام بولنے والی ہو تو جلدی

ہی اُس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔
ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ اُس کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر کے اُسی بیاہے خاوند کی وارث اولاد کو کرے۔ اس قسم کے حوالہ جات اور دلایل سے سوئمبر بیاہ اور نیوگ سے اپنے خاندان کی ترقی کرنی چاہئے۔

شلوک ۸۱ کا ترجمہ کو پارام دیانندی نے یہ کیا ہے "بانجھ عورت اور جس کی اولاد نہ جیتی ہو اور جو صرف دختری پیدا کرتی ہو ایسی عورت ہونے پر حسب سلسلہ آٹھویں دسویں گیارھویں سال دوسرا وواہ کرنا چاہئے اور بدزبان عورت کے اوپر تو فوراً دوسرا وواہ کرنا چاہئے۔

شلوک ۸۲ جو عورت مریض ہو لیکن خیر خواہ اور بامروت ہو تو اُس کی اجازت سے دوسرا وواہ کرنا چاہئے۔ مگر اس کی بےقدری ہرگز نہ کرنی چاہئے۔

ہر دو تراجم کا فرق ناظرین خود ہی خیال کریں سوامی دیانند کے ترجمے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دیانند کا مطلب یہ ہے کہ بدزبان وغیرہ عورت کو فوراً چھوڑ کر دوسری عورت سے بطور نیوگ گذارہ کرے یہ ناممکن ہے کہ بدزبان عورت کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے مجامعت کی جاوے اور وہ چپکی بیٹھی رہے بلکہ وہ زیادہ زبان درازی سے پیش آئے گی اس لئے دیانند نے اسکا علاج اُسے چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرنے کا بتلایا ہے اور یہی دوسرے الفاظ میں طلاق ہے جب ایک کو چھوڑے گا۔ دوسری سے مجامعت کرے گا پہلی مطلقہ ہو گئی ہے

گو دیانند نے اپنی غلطی سے طلاق کا مسئلہ جیسا اسلام میں ہے ٹھیک طور پر نہ سمجھ کر اسے مضر بنا دیا ہے اگر وہ صرف ایسی حالت میں عورت چھوڑنے کا حکم دیتا جبکہ عورت مرد بباعث بدزبانی یا بدسلوکی گذارہ نہ کر سکتے ہوں تو یہ عین اسلامی مسئلہ کے مطابق تھا مگر اُس نے اُسکے علاوہ چھوڑنے یا بالفاظ دیگر طلاق دینے کی اور صورتیں ایزاد کر دی ہیں جو اسلامی شریعت کے رو سے

ناجائز ہیں یعنی عورت کا بانجھ پن۔ اولاد مر جانا۔ لڑکیاں ہونا۔ دیانند ان حالتوں
میں بھی کچھ عرصہ کے بعد عورت چھوڑنے کا حکم دیتا ہے۔ مگر اسلامی شریعت
میں ایسی حالتوں میں طلاق روا نہیں۔ کیونکہ یہ اُمور انسانی طاقت سے باہر ہیں۔
اور خدا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہاں اُس کا علاج اسلام نے کثرت ازدواجی
رکھا ہے وہ بھی اس شرط پر کہ عدل عورتوں میں قایم رکھے اور بطور احسان رکھے نہ
بطور نیوگ۔ کیونکہ نیوگ کی حالت میں وہ عورت بصورت اس نیوگی سے
بھی اولاد نہ ہونے کے دس اور مردوں سے مُنہ کالا کرا سکتی ہے مگر احسان کے طور پر
رکھنے سے خواہ دوسری عورت بھی بانجھ نکلے مرد اُسے اس حیلہ یا عذر پر ہرگز چھوڑ
نہیں سکتا۔ اس کے بعد وہ تیسری عورت کر سکتا ہے جبکہ وہ اپنے اندر سب
عورتوں میں عدل و انصاف سے برتنے کی طاقت دیکھتا ہے۔ اسی طرح چار
تک کر سکتا ہے اگر علاج کے آخری درجہ تک اُسکو ناامیدی ہی رہے تو اُسے یہ
معاملہ خدا پر چھوڑ دینا چاہئے۔ کہ گو علاج آخری درجہ تک کیا گیا۔ مگر شفا اُسی
کے اختیار میں ہے۔

کرپا رام دیانندی کا ترجمہ صاف کثرت ازدواج کی تائید میں ہے اور بجائے
نیوگ کے دوسرا اعادہ ثابت کرتا ہے اور اسی پر پراچین رشی منی راجے مہاراجے عمل کرتے
آئے ہیں۔ نہ معلوم دیانند کیوں اس لشو دہرم نیوگ کی تائید میں اتنے ہاتھ پاؤں مارتا ہے
اور تحریف و تبدیل سے اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے۔ ہم بطور ناصح کے دیانندیوں کو نصیحت
کرتے ہیں کہ کم از کم جو حوالے آپکے آرش رشی نے اپنی پانچویں لویں وید ستیارتھ پرکاش میں دیئے
ہیں اُنکا مقابلہ کم از کم اصل کتب سے کرکے اصلیت کو پہونچیں اور پھر پراچین گرنتھوں منوسمرتی
وغیرہ کا ملاحظہ کریں۔ جب اس دھرم پوستکوں اور مہابھارت سے علاج ان امراض کے صحیح ہیں
تو آپ خواہ مخواہ کیوں لشو دہرم کی تائید میں زمین آسمان کے قلابے ملا کر جھوٹ کو فروغ
دینا چاہتے ہیں۔ ہاں اپنے گرو کی تائید میں عقل کو خیرباد کہدینا اور بات ہے۔ میں آپکو ویدک عہد
کے زمانہ میں کثرت ازدواج کا ثبوت آپکے رشی منیوں کے حالات سے دے سکتا ہوں آپ

نیوگ کی تائید میں اُس زمانہ کا ایک واقعہ بھی بیان کریں تو مانیں کہ فلاں رشی یا منی نے نیوگ کیا۔ یہ نیوگ بُت پرستی کے فروغ زمانے (بقول دیانندیاں ورنہ ہم تو شروع ہی سے بُت پرستی مانتے ہیں) سے جاری ہوگیا۔ جب عورتیں قمار بازی کے داؤ پر لگائی جاتی تھیں اور لڑکیاں اُٹھا کر لے جاتی تھیں۔ بھائیو عقل سے کام لو اور ایسے قبیح افعال سے توبہ کرو۔

دیانند نے مرد تکلیف دہندہ کی صورت میں بھی نیوگ کرنے کا عورت کو حکم دیا ہے کہ خواہ اپنا مرد اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو مگر صرف تکلیف دہندہ ہو تو عورت غیر سے صحبت گرم کر سکتی ہے۔ نہ معلوم ایسے نیوگ میں کونسی حکمت عملی دیانند نے سوچی ہے جب نیوگ کا عملدرآمد منوجی نے بغیر والد کے حکم اور خاوند کی اجازت کے ناجائز قرار دیا ہے اور دیانند خود بھی یہی لکھتا ہے کہ نیوگ اور بیواہ کے قواعد قریباً یکساں ہیں تو کیا آپ ایک گھڑی بھر کے لئے یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اُس کا اپنا مرد یا مرد کا والد یا اُس کے دیگر رشتہ دار عورت کو اجازت دے سکیں گے۔ کہ جا بھاگوان غیر سے صحبت گرم کر۔ بجالیکہ خاوند مرد (نامرد نہیں) ہے اور تولید کی قابلیت بھی رکھتا ہے دیانند کے اس حکم کی تعمیل تبتک عورت ہرگز نہیں کر سکتی جبتک وہ خفیہ طور پر کسی سے زنا کی مرتکب نہ ہو یعنی مرد یا اُس کے رشتہ داروں میں سے کسی کو اس امر پر اطلاع نہ ہو۔ سو ایسی اولاد دیانندیوں کے نزدیک بھی حرامی ٹھہرتی ہے ایسی حالت میں وہ کیسے اصلی خاوند کی وارث کہلا سکتی ہے۔ یہ تو اس مسئلہ کی ایک صورت ہے اب دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ حسب تحریر دیانند عورت اپنے خاوند کو چھوڑ دے یعنی خود طلاق لے لے۔ اس صورت میں جب رنجش کے باعث وہ مرد کو طلاق دیکر چھوڑ گئی۔ تو وہ مرد کیسے اس کی آیندہ اولاد کو اپنا وارث قرار دیگا ہرگز نہیں۔ اول تو پہلے ہی وہ عورت سے رنجیدہ ہے دوم عورت اُسے چھوڑ کر غیر کی صحبت گرم کرتی رہی۔ پھر اُسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ ایسی حرامی اولاد کو اپنی وارث بنائے۔

مندرجہ بالا حوالہ میں دیانند نے لکھا ہے کہ جب شادی شدہ مرد یعنی عورت کا اصلی خاوند پردیس سے میعاد مقررہ کے بعد اس صورت میں کہ عورت نیوگی کی صحبت میں رہتی ہو واپس گھر آجاوے تو عورت نیوگی کو چھوڑ کر اصلی خاوند کے پاس آجاوے مگر یہ دیانند کی اپنی تحریر کے خلاف ہے وہ پہلے لکھ چکا ہے کہ اگر عورت اپنے لئے نیوگ کرے تو جب دوسرا حمل ٹھیر جاوے اُس دن سے اور اگر مرد اپنے لئے نیوگ کرے تو بھی دوسرے حمل کے ٹھیرنے سے قطع تعلق ہوتا ہے۔ جب نیوگی اور نیوگن کا بموجب دیانند شاستر آپس میں معاہدہ ہو چکا ہے کہ ہم دو دو لڑکے اپنے لئے پیدا کریں گے تو پھر نیوگی بموجب قانون مذہب اسبات کا دعوی کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ جب تک میں لالوں کی جوڑی پیدا نہ کرالوں گا عورت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ دیانند نے بنروعاہ کو مقدمہ بازی کے باعث ناجائز قرار دیا مگر نیوگ میں مقدمہ بازی سے نہ بچ سکے۔

ابھی اس تحریر میں دیانند نے عمدہ نیوگی منتخب کرنے کو اور نیوگ کرنے کو سوئمبر یا قرار دیا ہے ورنہ اور تو کوئی حوالہ اسباب میں سوئمبر کا آپ نے نہیں دیا اور پھر نیوگ کو اپنی دیانندی پونگ کی ترقی کا چٹکلا بیان کیا ہے جس سے آپکا یہ مطلب ہے کہ مرد خواہ گھر میں ہو یا باہر پردیس میں ہو یا پردیس میں نہ بچے پیدا کرنے والی مشین کی طرح عورت نیوگی نسل پیدا کرتی رہے تاکہ دیانندی مینتھ عروج پکڑے۔ باقی آیندہ۔

مباحثہ پشاور میں آریوں کو شکست

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

حضرات ناظرین آپنے کئی مباحثہ دیکھے ہونگے۔ مگر جیسا یہ مباحثہ پشاور لطف خیز دیکھا گیا ایسا کم دیکھا ہوگا۔ خاص بات اس میں یہ ہوئی۔ کہ آریہ صاحبان ہمارے سوالوں کا جواب نہ دے سکے اندر سے شرم کے مارے بیخود ہو گئے۔ ہرچند ہاتھ پاؤں بہت

ملاتے رہی مگر جواب کچھ بن نہ آیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مجھی و مکرمی جناب حسین خان صاحب جاگیردار کے علاج کے واسطے کہ حکیم حبیب اللہ خان ضلع ہزارہ تحصیل ہری پور میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ اثناء علاج میں سرکاری جلسہ پشاور میں خانصاحب مدعو کئے گئے یہ جلسہ جناب والیسرائے صاحب جدید کی بازدید کے متعلق تھا خان صاحب نے مجھے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ چلئے۔ بدون آپ کے میں راستہ میں دوا نہیں کھا سکتا ہوں۔ مجبوراً مجھے بھی اُن کے ساتھ جانا پڑا پشاور پہونچتے ہی معلوم ہوا۔ کہ ۱۵ و ۱۶۔ اپریل کو آریوں کا سالانہ جلسہ ہے اور ۱۶۔ اپریل کے ۵ بجے سے ایک بجے تک مباحثہ کا وقت مقرر کیا ہے۔ پس عملاً علی قول اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن میں مباحثہ کے وقت پر آریہ سماج میں پہونچگیا۔ جاتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ہندو پرانے خیال کا موتی پوجا ایک آریہ سے الجھ رہا تھا۔ اول الذکر ویدوں سے بت پرستی ثابت کر رہا تھا۔ اور موخرالذکر اس کی تردید کرتا تھا۔ میں موقعہ دیکھکر آریوں کے سیکرٹری کو ایک رقعہ میں مضمون لکھا۔ کہ بموجب اشتہار آپکے ہر اہل مذہب کو حق حاصل ہے کہ آپ کے ساتھ گفتگو کرے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں بھی اپنے خیالات آپ کے آگے ظاہر کروں اور بعض اعتراضات آپکو سناؤں اور اُن کا جواب آپ سے لوں آریوں کے سیکرٹری نے کہا کہ آپ بڑی خوشی سے مباحثہ میں وقت لے سکتے ہیں آپ کھڑے ہو جئے۔ اور جو کچھ کہنا ہو کہئے ہم بڑی خوشی سے جواب دینگے۔ لہٰذا میں نے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اول خدا کی حمد وثنا کی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین اور آپ کی آل و اولاد و اصحاب کبار پر درود بھیجا اور کہا کہ مجھ سے پہلے جو شخص آپ سے مباحثہ کرتا تھا اُن کا موضوع بحث یا مبحوث عنہ مسئلہ موتی پوجا تھا۔ میں بھی اس وقت اسی کو لیتا ہوں اور آپ سے پوچھتا ہوں کہ کس منتر وید سے بت پرستی منع ہے۔ آپ لوگوں کا بیشک دعویٰ ہے کہ بت پرستی اچھی نہیں مگر وید منتر سے دکھلایئے کہ جس میں

صاف لفظوں میں لکھا ہو کہ سوائے ایک خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور کو مت پوجو۔ جہانتک میں غور کرتا ہوں اور آریہ صاحبان کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ویدک تعلیم ہرگز بت پرستی سے مبرا نہیں ہو سکتی۔ پنڈت دیانند صاحب نے گو بڑی کوشش کی، کہ ویدوں کے چہرہ سے بت پرستی کے بدنما دھبہ کو دور کریں مگر تمام سعی ان کی رائیگان گئی بھلا زنگی سے کبھی سیاہی دور ہو سکتی ہے ہرگز نہیں ؎

کہ نتواں شستن از زنگی سیاہی

اگر پنڈت صاحب بجائے اسکے اسلام میں داخل ہو کر بت پرستی کا رد کرتے تو میں امید کرتا ہوں کہ بہت سی کامیابی حاصل ہوتی۔ مگر افسوس کہ انہوں نے الٹا رستہ اختیار کیا ہے۔ دیکھئے ویدوں میں صاف لکھا ہے۔ تت والو یعنی وہ خدا ہوا ہے۔ تت چندرماہ۔ وہ خدا چاند ہے۔ تت سورج۔ وہ سورج ہے۔ یہ تمام ضمائر غیب کی ہیں مرجع ان کا ایشور ہی نہ روح کیونکہ روح کا ما قبل میں ذکر نہیں ہے۔ پس اس عقد حملی میں علم منطق کی روسے اشیاء مادی اور خدا میں اتحاد ثابت ہوتا ہے پس جس نے ان کی پوجا کی اس نے عین خدا کی پرستش کی اس سے بھی مورتی پوجا ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا یہی اشیاء مادی موجودات ہیں انکے علاوہ اور کوئی قوت نہیں مع ان ھذا المخالف للعقل والنقل۔ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ پر لکھا ہے معلول میں وہی صفات ہوتے ہیں جو علت میں ہوں الخ اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۳ میں لکھا ہے کہ ایشور تمام دنیا کی نت کا ان علت فاعلی ہے۔ دونوں قضیوں کو ملانے سے یہ ثابت ہوا کہ جتنی صفتیں روح اور مادہ اور ان کے مرکبات میں ہیں الخ بہ تو آپ جانتے ہیں کہ رزق دینا۔ مارنا۔ زندہ کرنا۔ تکالیف کو دور کرنا۔ اولاد کا دینا وغیرہ وغیرہ تمام اوصاف کمالیہ خدا میں پائے جاتے ہیں اور جب یہ صفتیں ممکنات میں بھی ہوئیں تو ثابت ہوا کہ ان کی پرستش بھی جائز ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۲۱ پر لکھا ہے۔ پرمیشور جسم میں داخل ہوئے جیووں کے ساتھ داخل مابعد کی مانند ہو کر بذریعہ وید کے تمام نام و اشکال وغیرہ کے حکم کو ظاہر کرتا ہے۔ اور جسم میں جیو کو داخل کر کے خود جیو

کے اندر داخل ہا بعد ہو رہا ہے۔ یہ عبارت صاف دلالت کرتی ہے کہ جسم میں روح کو
داخل کرنے کے بعد ایشور خود بھی داخل ہو جاتا ہے۔ پس جس نے روح اور جسم کی پوجا کی
اس نے ایشور کی پوجا کی۔ اس سے جیسا یہ معلوم ہوا کہ وید کا مصنف حلولی اور
اوتار بننے کے قایل تھا ویسے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بت پرستی کا قایل تھا۔ وید منتر
پڑھ کے دیوتوں کو بلانا وید سے ثابت ہے۔ ستیارتھ کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے۔ اور
جس کے سہارے ہستی سے کلام کی پرورتی (بنیاد) ہوتی ہے اسی کو پرمیشور جان اور
عبادت کر اور جو من سے کر کے دل میں نہیں آتا اور جس سے سب آنکھیں دیکھتی
ہیں اسی کو تو پرمیشور جان اور اسی کی تو عبادت کر۔ اور جو آنکھ سے نظر نہیں آتا اور
جس سے سب آنکھیں دیکھتی ہیں اسی کو تو پرمیشر جان اور اسی کی عبادت کر جو کان سے
نہیں سنا جاتا اور جس سے کان سنتا ہے اسی کو تو پرمیشر جان۔ جو پرانوں سے چلایا ہوا
نہیں ہوتا اور جس سے پران حرکت کو حاصل کرتا ہے اسی کو پرمیشر تو جان۔ اور
اسی کی عبادت کر۔

اس کلام میں جس قدر اوصاف ایشور کے بیان کئے ہیں وہ روح پر صادق آتی ہیں
لہذا وید روح پرستی سکھلاتا ہوا بت پرستی کا حکم دیتا ہے۔ وید میں ایک جگہ یہ بھی لکھا
ہے کہ اس مینڈھی کی پوجا کرو اس میں بھی بت پرستی ہے۔ ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ
چاند اور سورج وایو وغیرہ ہماری حفاظت کریں (دیکھو وید کی حقیقت مصنفہ مولوی
ابو رحمت حسن صاحب) اس میں بھی بت پرستی اور شرک پایا جاتا ہے۔ غرض میں کہاں تک
بیان کروں کہ آریہ مت میں بھی بت پرستی کا حوالہ ملتا ہے۔ اکثر آریہ صاحبان
کے گھروں میں پنڈت دیانند کی تصویر پائی جاتی ہے۔ بعض دفعہ سماج میں بھی انکی
تصویر دیکھی گئی ہے یہ بت پرستی کا آغاز ہے۔ ورنہ بتلاؤ کہ ان کی تصویر کیوں
بنائی گئی۔ کبھی آپ نے کسی مسلمان کے گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر
بھی دیکھی ہے ہرگز نہیں۔ اسلام یہاں تک بت پرستی کی مخالفت کرتا ہے۔ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ المصور و المصور لہ پچھلے دنوں

میں امرتسر میں ایک لائق پنڈت جو سنسکرت کا واقف تھا آیا اور اُس نے آریوں کو
ایک چیلنج دیا۔ کہ مجھ سے مباحثہ کرو۔ میں ویدوں سے بُت پرستی ثابت کرتا ہوں ایک
دو جلسوں میں مجھے بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ منتروں کے منتر سناتا تھا جن سے کھلے طور پر
بُت پرستی نکلتی تھی۔ کسی آریہ کو توفیق نہ ہوئی کہ اُس کا جواب دے یا مقابلہ کرے آریہ
اُس سے ایسے بھاگتے تھے جیسے ہاتھی مست سے گیدڑ وغیرہ بھاگتے ہیں۔
اُس نے اور شاستروں و بیدوں سے ثابت کیا۔ کہ ایشور نے رامچندر وغیرہ میں
اوتار لیا اور حلول کیا اسی طرح سے سکھ صاحبان نے بھی امرتسر کے ایک جلسہ میں
ویدوں اور شاستروں اور آریوں کی معتبر کتابوں سے بتلایا کہ آریہ لوگ کبھی موحد بننے
کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ تعجب کا مقام ہے کہ جس قوم میں بُت پرستی مثل خمیر کے
داخل ہو رہی ہے اور اُنکو پیدا ہوتے ہی گورمتی بھی مورتی پوجا کی ملی ہو۔ اُٹھتے
بیٹھتے ہی بُت پرستی ورد زبان ہو وہ قوم آج اُس قوم سے نبرد آزما ہو جنکے رگ اور
ریشہ میں بُت شکنی سرایت کی ہو اور بڑے فخر سے بت شکن کا لقب اپنے واسطے پسند کیا
ہو۔ اور جنکی مذہبی کتاب میں ابتدا سے اخیر تک ہر صفحہ میں بُت پرستی کی تردید لکھی ہو۔ توحید کا
اگر دنیا میں مذعنت لگتا ہے تو صرف اسلام ہی نے اُس کا بیج بو دیا اور اُسکو سرسبز کیا۔ آج
جو چاروں طرف توحید کا غلغلہ سنا جاتا ہے یہ اسی اسلام کی برکت اور فیض ہے ورنہ
کوئی شخص بتلائے کہ وہ کونسا مذہب ہے جس میں توحید کا چشمہ جاری ہوا۔ اور لوگ
اس کو پی کر سیراب ہوئے ہوں کیا عیسائی اس امر کے مدعی ہو سکتے ہیں جنمیں سب سے
پہلے تثلیث ہی کی تخم ریزی کی جاتی ہے یا یہودی کہہ سکتے ہیں۔ جنہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام
کو خدا کا بیٹا بنایا یا ہندو اور آریہ دم مار سکتے ہیں جو روح اور مادہ کو قدیم مانتے ہیں۔
اور شرک ثابت کرتے ہیں ہرگز نہیں۔ دنیا میں جتنے مذاہب آج نظر آ رہے ہیں سب سے
پہلے توحید میں اسلام ہی مدعی ہے۔ باقی نام ہی نام ہے۔ الحمد للہ اور باقی
غیر مسلم توحید کا نام لیوا اور عاشق صادق بجز مسلمانوں کے اور کوئی نہیں۔ توحید کی
خوبی اور حسن اگر سننا ہو تو اہل اسلام سے سننا چاہیئے صاف صاف گل

زبلبل بیدل تواں شنید اچوں مثل او نخوانند کسے ایں رسالہ را۔ غرض آریوں کی مذہبی کتابیں
اور جنکو وہ تسلیم کرتے اور قابل تمسک جانتے ہیں اُن میں بُت پرستی کوٹ کوٹ کر
بھری ہے ورنہ مہربانی فرماکر میری تمام تقریر کا مفصل جواب عنایت کریں۔ اتنے
میں میرا وقت پورا ہوگیا اور آتما رام صاحب امرتسری جنسے پہلے بھی کئی دفعہ دو
دو ہاتھ ہو چکے تھے کھڑے ہوئے اور کہا کہ حکیم ابو تراب محمد عبد الحق صاحب امرتسری
نے جو کچھ ویدک دھرم پر اعتراض کیا ہے بالکل غلط ہے منشا اُسکا عدم واقفیت ہے
سنسکرت سے جس جگہ پنڈت صاحب نے یہ لکھا ہے کہ جمیع اوصاف علت کی
معلول میں پائی جاتی ہیں۔ وہاں سے مراد علت مادی ہے۔ نہ فاعلی۔ اور یہ
جو کہا کہ خدا روح کے بعد جسم میں داخل ہوتا ہے۔ تو وہاں مراد مجازاً ہے نہ حقیقتہً اور وید
میں کسی جگہ بت پرستی کا حکم نہیں ہے الغرض اسی طرح کچھ اور بھی اناپ شناپ
کرکے وقت کو پورا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ افسوس آپکی پارٹی کا ترجمہ کیا ہوا ستیارتھ
پرکاش جو اردو میں ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ جتنے اوصاف علت میں ہوتی
ہیں اُتنی ہی معلول میں ہوتی ہیں وہاں علت مذکور ہے۔ نہ خاص علت مادی سیاق
اور سباق دیکھئے۔ چنانچہ اسی موقعہ پر ستیارتھ پرکاش جو میرے پاس تھی
اُن کو دکھلائی گئی اور خدا کا جسم میں داخل ہونا بھی حقیقتہً ہی مراد ہے نہ مجازاً۔ کیونکہ
پنڈت دیانند صاحب نے اس جگہ اس کی تصریح نہیں کی۔ بلکہ لکھتے ہیں کہ جس طرح
ایک چیز دوسرے کے بعد داخل ہوتی ہے۔ اسی طرح ایشور بھی جسم میں روح کے بعد داخل
ہوتا ہے اب فرمایئے کہ یہاں کونسا لفظ دخول مجازی پر دال ہے۔ غرض اُن کی
جتنی تقریر تھی سبکا اچھی طرح سے رد کرکے پھر دوبارہ اپنے سوال کو اُن پر قایم کردیا اور
کھڑا ہوکر کہا۔ کہ سنو صاحبان حاضرین مجلس آپ نے سُن لیا جو کچھ ماسٹر آتما رام صاحب
نے کہا اور اسپر میں نے جو کچھ گذارش کی۔ آپ انصاف سے فرمائیں کہ ماسٹر صاحب کا
جواب کہاں تک صحیح ہے۔ اصلی مطلب پر نہیں آتے اور میرے اعتراض کا جواب
نہیں دیتے آپنے جو کچھ کہا اس سے یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ ویدک تعلیم بت پرستی سے

بتر ہے اگر ہے تو فرمایئے کہ کاشی اور بندرابن وغیرہ جو بڑے بڑے تیرتھ ہندوؤں کے ہیں اور جنکو میرے خیال میں منبع اور چشمہ تعلیم وید کا کہنا بے جا نہ ہوگا۔ وہاں گھر گھر بت پرستی کیوں ہے۔ کیا اسی پر ناز ہے اور اسی پر کہا جا رہا ہے کہ وید توحید کا مخزن ہے اگر یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے ؟

عناصر پرستی دیوتا پرستی سورج پرستی چاند پرستی وغیرہ وغیرہ وید سے ثابت ہے نعت والی وید کا منتر میں پہلے نقل کر چکا ہوں جس کا جواب ماسٹر صاحب نے مطلق نہیں دیا یا تو آپ کو اس کا جواب آتا ہی نہیں یا دیدہ و دانستہ حق سے چشم پوشی کرتے ہیں افسوس پنڈت دیانند صاحب کے کہنے پر بھی اب عمل نہیں کرتے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قبول حق کے لئے ہر وقت مستعد اور تیار رہنا چاہئے بخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ آریہ صاحبان خصوصاً ماسٹر متعصبانہ اور مکابرانہ انکار کرتے ہیں اور قبول حق یعنی اسلام سے روگردانی کرتے ہیں ہماری طرف سے حجت پوری ہو چکی " ان الدین عند اللہ الاسلام " ۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید ✱ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

وما علینا الا البلاغ ۔

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو ✱ اب آگے چاہو مانو یا نہ مانو

اس تقریر کے بعد پھر بھی اسی کے متعلق ماسٹر آتما رام صاحب نے کہا گر چونکہ وہ تقریر فضول تھی لہذا میں نے اس کو قلمبند نہیں کیا اور اپنے ناظرین کا عزیز وقت ضایع نہیں کیا گر خلاصہ اوپر لکھ دیا ہے کہ مباحثہ پشاور میں بمقابلہ اہل اسلام آریوں کو سخت شکست ہوئی جو آج تک کسی جلسہ میں نہیں ہوئی۔ میں اس میں اپنا فخر نہیں کرتا ہوں۔ اظہار امر واقعی ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۔ افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد ۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علے رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ۔

راقم حکیم ابوتراب محمد عبد الحق ساکن امرتسر محلہ خاکروباں بازار چپاں ۔ کرزن

اسلام میں دس سال

(عبدالحق سورایٹ از نیوزیلینڈ)

اپنی عمر کے چونتیسویں سال میں یعنی ۱۳۔ مارچ ۱۸۹۶ء کو میں نے بہت سوچ بچار کے بعد اور عیسائی اصول کا اسلامی توحید کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد اُس واحد خدا کو قبول کیا۔ جو قرآن شریف میں پیش کیا گیا ہے۔ یسوع کو چھوڑ کر جس کو عیسائی اپنا منجی خیال کرتے ہیں اور جس کے بغیر عیسائیوں کو خدا سے تعلق نہیں۔ نہ خدا کو اُن سے۔ میں نے اپنے ملک کے لوگوں کے مذہب کو چھوڑا اور اس طرح اپنے تئیں اُن کی نظر میں حقیر بنایا۔ مگر حق کو پاکر میں نے لوگوں کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور مندرجہ بالا تاریخ پر میں نے شہر ملبورن واقعہ اسٹریلیا میں مسلمانوں کے ایک بڑے جلسہ میں اسلام کو قبول کیا اور شہادت دی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ اُس کا رسول ہے۔ میں نے زمین و آسمان کے خالق پر جو مسلمانوں کا خدا ہے۔ ایمان لانا بہتر سمجھا۔ بجائے اس کے کہ یسوع کی پرستش کروں۔ اور اپنے آپ کو یسوع کے سپرد کروں۔ اور آسمانوں کی طرف نظر اُٹھا کر کہوں کہ میرا منجی یسوع آسمانوں میں ہے۔ جیسا کہ عیسائی کرتے ہیں۔ جس خدا کو پادری پیش کرتے ہیں۔ اُس کی نسبت اسلامی خدا کو ماننا بدرجہا اولیٰ ہے۔ قرآن کو پڑھ کر میں یسوع کی عبادت پر راضی نہیں ہو سکتا تھا۔ دنیا خدا کی ہے۔ نہ یسوع کی۔ اور خدا ہی دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ نہ یسوع۔ اگر ایک ہی خدا ہے اور ایک ہی کائنات ہے۔ تو حق حکمت۔ سچا مذہب۔ سچا فلسفہ ایک ہی ہو سکتا ہے جو فطرت اور عقل کے مطابق ہو۔ لیکن چونکہ ممکن ہے کہ ایک ہی بات کے مختلف پہلو ہوں اور مختلف طرز کے لوگ یا مختلف فرقے ایک ہی بات کے مختلف معنے کریں۔ اس لئے اسلام

قبول کرنے کے بعد میں نے اسلام کے اصول کو نظر غور سے دیکھنا شروع کیا اور اپنے اعتقاد اور عمل میں عام مسلمانوں کے نمونے پر چلنے لگا۔

اسلامی فلسفے پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ وہ مخالفین کی اپنی غلطی ہے اُن کے اعتراض عوام الناس کی عملی حالت پر مبنی ہیں۔ جو بڑے بڑے شہروں میں رہتے ہیں۔ جہاں عیسائی سلطنتوں کے ہونے کی وجہ سے عیسائی بدیاں پھیل گئی ہیں۔ میں نے عیسائی مصنفوں کی کتابیں پڑھی ہیں جن میں مسلمانوں کی تمدنی حالت پر حملے کئے گئے ہیں۔ اور صرف عیب لگانے کی کوشش کی گئی اور عمدہ اخلاقی کی باتوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۰۲ء میں جبکہ میں ایک سرکاری کام پر متعین تھا مجھے تمام انگلستان میں پھرنے کا موقعہ ملا اور جو کچھ میں نے وہاں دیکھا۔ وہ ناگفتہ بہ ہے۔ میں امریکہ میں بھی تین سال رہ چکا ہوں اور جو خوفناک نظارے میں نے دیکھے ہیں۔ میں اُن کو بیان نہیں کرسکتا میں سپین۔ فرانس۔ اٹلی اور نیز اپنے وطن اسٹریلیا میں بھی بہت پھرا ہوں۔ اور جو کچھ میں نے عیسائی ممالک میں دیکھا ہے۔ حیا اجازت نہیں دیتی کہ اسکو بیان کیا جاوے۔ یہی حال نیوزیلینڈ کا ہے جہاں میں رہتا ہوں۔ یہاں ہر ایک چیز خوبصورت ہے سوائے انسان کے جو ناپاک ہے۔

خدا کے جاننے کے لئے پہلے اپنے آپ کو جاننا ضروری ہے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔ خدا کو پہچانتا ہے۔ اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ میں اپنے نفس کا علم حاصل کروں اور جب میں اپنے نفس کا مطالعہ کرنے لگا تو مجھے جلدی یقین ہو گیا۔ کہ کوئی چیز میرے ایسی قریب نہیں ہے۔ جیسا کہ میرا نفس جب میں اپنے نفس کو اچھی طرح سے نہ پہچانوں تو کس طرح کسی اور چیز کو پہچان سکتا ہوں۔ قرآن شریف کی ایک اور آیت کے معنے بھی میرے پر واضح کئے گئے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم اپنے نشان آفاق میں دکھائیں گے اور

اُن کے اپنے نفسوں میں تا کہ وہ حق کو پہچان لیں دیکھا۔ کہ متی کی انجیل ۱۱ باب آیت ۳۷ سے بھی اسی آیت کی تائید کرتی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ تو اپنے خدا خدا سے پیار کر۔ اپنے تمام دل کے ساتھ اور اپنی تمام روح کے ساتھ۔ اور اپنی تمام جان کے ساتھ اسی مضمون کی تائید میں موسیٰ کا قول ہے کہ تو انتقام نہ لے نہ اپنی قوم کے بچوں سے کینہ رکھ۔ بلکہ تو اپنے پڑوسی سے ایسا ہی پیار کر جیسا کہ اپنے نفس سے پیار کرتا ہے۔ دس سال کے تجربہ نے مجھے ثابت کیا ہے کہ اس حکم کی تعمیل جیسے مسلمانوں میں ہوتی ہے۔ ایسی عیسائیوں میں نہیں ہوتی میں نے دونوں قوموں میں رہ کر دیکھ لیا ہے۔ میں نے عمداً مسلمانوں کو آزمایا ہے کہ وہ اس قاعدہ کی کیسی پابندی کرتے ہیں۔ میں نے اُن کو بڑا سچا پایا جیسا کہ وہ خدا کی عبادت میں سچے ہیں۔ ایسا ہی وہ مخلوق کی ہمدردی میں بھی بڑے سرگرم ہیں۔ عیسائی دنیا کا تو یہی ایمان ہے کہ جو کچھ کما سکتے ہو کما لو۔ اور جو کچھ کماؤ اسکو اپنے پاس رکھو۔ ایسا پتھر ڈھونڈو جو کہ تمہارے پیسے کو بھی سونا کر دے وہ یہ عذر کرتے ہیں کہ چونکہ انسان کاروبار میں بہت مصروف ہیں۔ اُن کے پاس اپنی جسمانی یا روحانی صحت کی طرف توجہ کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ہے۔ پانچ دفعہ خدا کے آگے گھٹنے ٹیک کر دعا کرنا تو کجا۔ عیسائی ممالک زیادہ مغرب میں واقع ہیں اور جب اُن کی زندگی پر غور کیا جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کو خدا سے کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ اُن کی ساری کوششیں اس لئے ہیں کہ انکی دولت بڑھے اور دنیاوی باتوں میں ان ترقی حاصل ہو۔ ہر ایک مرد اور عورت کے دماغ میں صرف دولت کا ہی خیال سمایا ہوا ہے۔ وہ اپنی تہذیب پر بڑا فخر کرتے ہیں مگر انکی تہذیب صرف دنیاوی تہذیب ہی ہے نہ وہ اپنی تمام جان سے خدا سے محبت کرتے ہیں اور نہ وہ اپنے پڑوسیوں سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اپنے نفسوں سے جیسا کہ اُن کو یسوع نے حکم دیا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ ملنے سے میری یہ غرض تھی کہ حق اللہ اور حق العباد کے متعلق جو احکام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے ہیں اُن پر یہ

[illegible]ں حتیٰ تک عمل کرتے ہیں۔ یہی وہ اصول ہیں جنکو مختلف رنگوں اور مختلف پہلوؤں [illegible]ں اسلام میں پیش کیا گیا ہے۔ میں نے دنیا کے مذاہب کو پڑھا ہے۔ اور یہ دیکھنا چاہا ہے کہ کونسا مذہب عالمگیر مذہب ہوسکتا ہے جو مشرقی دنیا اور مغربی دنیا دونوں کے مناسب حال ہو۔ میں نے یونانیوں کی تعلیم کو پڑھا ہے۔ رومیوں عربوں اور ہندیوں کے مذاہب کو دیکھا ہے۔ پارسیوں اور چینیوں کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور بیس دس سال کی تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ کوئی تعلیم اس سے زیادہ [illegible]ک اس سے زیادہ خوبصورت اس سے زیادہ سادہ اور اس سے زیادہ معقول نہیں ہے جیسا کہ مسلمانوں کے کلمہ طیبہ میں پائی جاتی ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ ایسی تعلیم ہے کہ خواہ سب تعلیمیں مرجائیں مگر یہ تعلیم ہمیشہ تک زندہ رہیگی جو کچھ دنیا میں ہورہا ہے اور کتنے کتنے بڑے تغیرات دنیا میں ہوئے ہیں۔ وہ سب خدا تعالیٰ کے ارادے اور حکمت سے ہوئے ہیں۔ میں ہر ایک بات میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ دیکھتا ہوں کہ کام کررہا ہے جو شخص خدا کو سمجھنا چاہتا ہے اور اپنے تئیں خدا کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو قبول کرلے اور محمد صلعم کے مذہب کو اختیار کرلے۔ جو نہایت ہی پاکیزہ مذہب ہے اور جس کا نام بھی نہایت ہی پیارا اور پاکیزہ ہے یعنی اسلام جس کے معنے ہیں اپنے تئیں خدا کے سپرد کردینا۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ تم اپنے نفس کو پہچانو اور اپنی پیدائش کی حقیقی غرض کو دیکھو۔ خدا میں ہوکر انسان بے حد ترقی کرسکتا ہے اسلام کی تعلیم ہے کہ سعی کرو۔ یہی تقدیر ہے۔ مبارک ہیں جو اپنے کام کو پہچانے۔ اُسکو کسی اور برکت کے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں وہ اپنی زندگی کے لئے ایک مدعا رکھتا ہے۔ اس نے اسکو ڈھونڈ لیا ہے اور جب تک خدا اسکو مہلت دے گا وہ اسکو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ زندگی کس چیز کا نام ہے۔ کام کرنے کا۔ اپنے تمام [illegible]ل سے جس سے خدا کی برکت نازل ہوتی ہے۔ اور انسان کو اپنے نفس کا علم حاصل ہوتا ہے اسلام ایک ایسا فلسفہ ہے جو میں فطرت اور قدرت کے مطابق ہے ہمیں استقلال سیکھنا چاہئے۔ جہاں جہالت۔ بیوقوفی یا تاریکی کو پائیں۔ اُس کو

دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور قضا پر راضی ہو جانا چاہیئے۔ مدیر

انسانی نسل کشی اور حفاظت اولاد کا مقابلہ

ایک انگریزی کتاب جس کے نام کا ترجمہ عنوان میں درج ہے میرے پاس بغرض ریویو پہونچی ہے اس کا مصنف ایک شخص اے ملٹن مسٹر نامی ہے اور اگرچہ صرف ساٹھ صفحہ کی کتاب ہے مگر اس کی ایک ایک سطر قابل قدر ہے۔ اس میں عیسائی ممالک کے جھوٹی پرہیزگاری کے دعوے کی حقیقت کھولکر دکھائی گئی ہے اور مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ کونسی راہ اختیار کرنے سے عیسائی ممالک میں بدکاری کی کمی ہو سکتی ہے۔ جو واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ حیرت میں ڈالنے والے ہیں مگر اس سے بڑھ کر حیرت میں ڈالنے والا یہ امر ہے کہ عیسائی صاحبان ان واقعات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ تعجب ہے کہ ان قوموں میں جہاں ہزاروں دانشمند عجیب عجیب رنگوں میں اپنی ذہانت کے نئے نئے نمونے دکھاتے ہیں ایک بھی ایسا نہیں جو ان بیماریوں کے علاج کی طرف توجہ کرے جو عیسائی سوسائٹی کی جڑھ کو کھا رہی ہیں مہذب دنیا اپنے عیش کے شغلوں میں اس طرح آنکھیں بند کرکے مصروف ہے کہ وہ کبھی یہ غور بھی نہیں کرتے کہ ان باتوں کا آخر انجام کیا ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی شخص ان میں سے کثرت بدکاری پر لکھنے کی جرأت ہی کرتا ہے تو وہ مہذب سوسائٹی سے لعن و طعن کا ہی انعام پاتا ہے اور اس بات کو کہ اصل تصویر ان بدکاریوں کی کوئی کھینچے جو پھیلی ہوئی ہیں سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو واقعات مسٹر صاحب نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں۔ وہ اُنہوں نے عیسائی اخباروں یا عیسائیوں کی تحریروں سے ہی لئے ہیں اور اُن میں سے میں بطور اختصار یہاں چند واقعات بیان کرتا ہوں جس سے میری غرض صرف یہ ہے کہ تا ان امور کی طرف تہذیب کے دعویدار توجہ کرکے علاج کی تلاش میں لگیں

"شکاگو کا ڈاکٹر نایٹ لکھتا ہے کہ امریکہ میں مرد و عورت کے تعلقات میں بدکاری بڑی تیزی سے پھیلتی جاتی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ نہ صرف حمل کے اسقاط میں ہی کثرت ہوتی جاتی ہے بلکہ بچہ کشی بہت پھیلتی جاتی ہے۔ اور ان دونوں باتوں کی کثرت ضرور قانون کو مجبور کریگی۔ کہ ان کے روکنے کے لئے سخت سزائیں خاص طور پر دیجادیں حمل کو روکنے کی رسم بہت پھیل گئی ہے اور یہ ایک خطرناک بدی ہے۔ اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ لوگ دنیا کی عیاشی اور نفسانی لذات کا حصول چاہتے ہیں۔ مگر جو نتایج ان اغراض کے پورا کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کو وہ خود غرضی کی وجہ سے برداشت کرنا نہیں چاہتے مسٹر ڈایک کے بیان کے مطابق جو انجمن اصلاح قانون طلاق کا ممبر ہے ریاست متحدہ امریکہ میں ہر سال دو ہزار عورتوں کی جانیں اس کوشش میں تلف ہوتی ہیں۔ کہ وہ جنین کو ضایع کرنا چاہتی ہیں یعنی اسقاط حمل کی وجہ سے۔ ویسٹمنسٹر ریویو لکھتا ہے کہ چھوٹے بچوں کی موت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ بچے عمداً ضایع کردیئے جاتے ہیں جنکی ضرورت نہیں سمجھی جاتی یعنی وہ جنکے والدین غریب ہوتے ہیں مگر اکثر اور عموماً وہ ناجایز تعلق سے پیدا ہوتے ہیں جن کی سالانہ تعداد ہمارے ملک میں پچاس ہزار سے زیادہ ہے۔

ذیل کا حیرت میں ڈالنے والا واقعہ ملفورڈ سنٹینل میں چھپا ہے یہاں سارے کلیولینڈ میں سخت بیماری عام طور پر پھیل گئی۔ اور چونکہ یہ بیماری کسی مقام سے مخصوص نہ تھی۔ اس لئے حکام نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ پانی میں کوئی نقص ہے۔ چنانچہ تالاب کا پانی نکالا گیا تو یہ وحشتناک بات معلوم ہوئی۔ کہ اس تالاب میں سات سو بچوں کی لاشیں ہیں وہی پرچہ آگے لکھتا ہے اگر معصوم بچوں کا اسقدر قتل عام کلیولینڈ میں ہو سکتا ہے تو پھر تجارت اور بدکاری کے بڑے بڑے مرکزوں میں کیا کچھ نہ ہوتا ہوگا سینٹ لوئیس اور شکاگو کے بدکار شہروں کی کیا حالت ہوگی۔ اور سان فرانسسکو کے عیاش شہر میں کیا کیا ناقابل ذکر باتیں نہ ہوتی ہونگی۔ یہ سات سو لاشیں ان بدکاریوں کا ایک چھوٹا سا نشان ہیں جو ہمارے ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ نسل کشی کا گناہ جو سخت درجہ کی بزدلی کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت خطرناک گناہوں میں سے ایک گناہ ہے صرف بچہ کشی تک ہی محدود نہیں بلکہ ایسی ہی

کا ارتکاب استقاط حمل کے ذریعہ بھی کیا جاتا ہے۔ یہ خاص عیسائی بدکاریاں ہیں یعنی ان کی کثرت عیسائی لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ لیکن عیسائی بزرگ کبھی انکا ذکر نہیں کرتے!!

میں ان شرمناک واقعات کے ذکر کو بڑھانا نہیں چاہتا۔ جو شخص مفصل واقفیت ان حالات سے حاصل کرنا چاہتا ہو وہ اصل کتاب کو پڑھے۔ وہ سیاہ کاری جس کا نام تمدنی بدی رکھا جاتا ہے۔ خطرناک طور پر عیسائی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور اسکو سب تسلیم کرتے ہیں۔ ایک عورت مسز انبل کیمپبل جو ایک مشہور مصنف ہے لکھتی ہے "میں یہ نہیں کہتی کہ ایک خاوند کی ایک ہی عورت ہونا اعلیٰ درجہ کا اصول نہیں مگر میں کہتی ہوں کہ اس زمانہ کے لوگ عملی طور پر زوج واحد کے قاعدے کو نباہ نہیں سکتے۔ بلکہ تعدد ازواج کسی نہ کسی صورت میں ہمارے درمیان موجود ہے۔ یا تو کھلا کھلا جیسا یوٹا کی ریاست میں اور یا پوشیدہ طور پر جیسا کہ باقی کی تمام ریاستوں میں غرضیکہ عام رواج عیسائی ممالک میں تعدد ازواج کا ہے اور جھوٹ موٹ کا قاعدہ زوج واحد کا ایک سخت دھوکا اور منافقت ہے اور رنڈی بازی کو جھوٹ اور نفاق کے ساتھ چھپایا جاتا ہے۔ یہ امر کہ پانچ لاکھ عورت ہمارے درمیان اس قسم کی موجود ہے اور ہر ایک شہر اور قصبہ میں بحصہ رسدی وہ موجود ہیں۔ یہ کافی ثبوت ہے اس بات کا کہ ایسے خاوند جو نکاح کے معاہدے کو پوری طرح پر نگاہ رکھنے والے ہوں۔ بہت کم پائے جاتے ہیں۔ اور عام قاعدہ کے جو اسکے خلاف ہے بطور استثناء کے ہیں اب یہ تمام کی تمام عورتیں بذریعہ اغوا کسبیوں میں آکر شامل ہوتی ہیں اور یا خرید کرلائی جاتی ہیں اور پھر ہم میں ہی وہ مرد ہیں جو ان کے اس کسب میں گذارے کے لئے ان کو روپیہ دیتے ہیں جس سے وہ پوشاک اور خوراک خریدتی ہیں اور ہم میں ہی وہ مرد ہیں جنکی وجہ سے قریباً ایک لاکھ ایسی عورتیں ہر سال نکمی ہو جاتی ہیں اے مردو! جو ہمارے ہی باپ یا بھائی ہو کب تک تم ہم سے دغابازی کروگے۔ تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ تم عورتوں سے جوانمردی کا اور فیاضی کا سلوک کرتے ہو مگر عمل تمہارا اس کے خلاف ہے اور تم ہر روز ہمیں دھوکا دیتے ہو۔ تم ظاہر میں نیکی اور پرہیزگاری کی عظمت دکھاتے ہو مگر اپنی پرہیزگاری کا تمہیں کچھ بھی خیال نہیں ہے۔ تم ہمیں کہتے ہو کہ ہمیں کسبیوں کے پیشے سے نفرت ہے مگر تم ہی کسبیوں کے بازار میں جا کر پیسے دیکر عورتوں کو خراب کرتے ہو
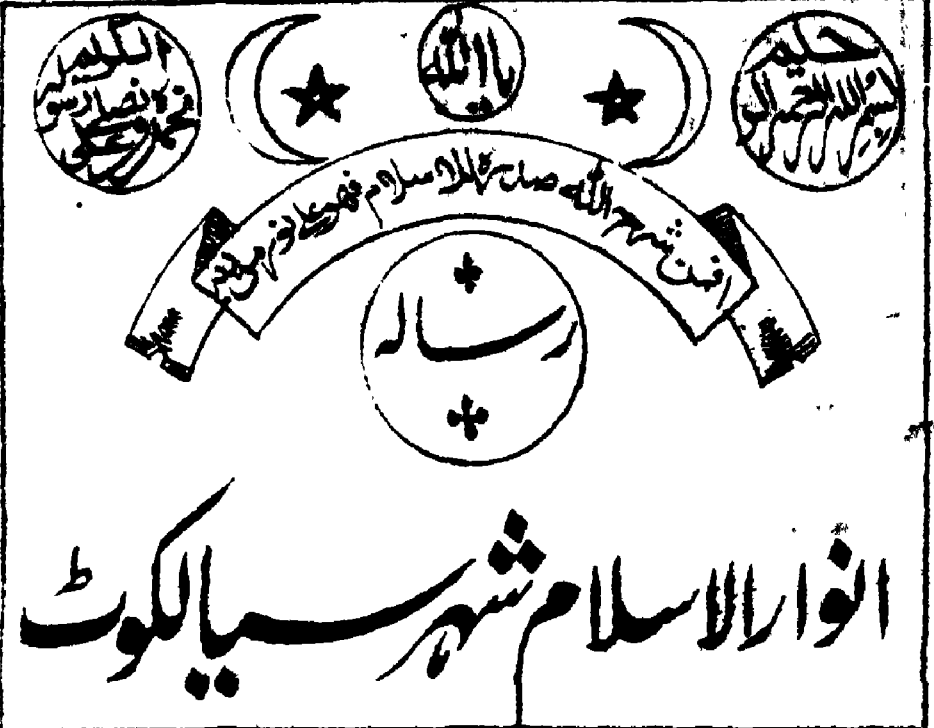
یا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم صل علیٰ محمد

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

انسانی نسل کشی اور حفاظت اولاد کا مقابلہ

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۷

مگر ان تمام سیاہ کاریوں اور بدکاریوں کی عیسائی ممالک میں اس وجہ سے برداشت کیجاتی ہے کہ تعداد ازدواج کے خلاف ان کو سخت تعصب ہے۔ عیسائی ممالک میں ہر ایک بدکاری کی کھلی کھلی اجازت دی جاتی ہے۔ اور اگر روکا جاتا ہے تو تعدد ازدواج سے ہی روکا جاتا ہے۔ زنا۔ رنڈی بازی اور نسل کشی ان تمام بدکاریوں کو تعدد ازدواج پر ترجیح دیجاتی ہے۔ یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں دلائل کو دخل نہیں دیا جاتا اور [illegible] دلائل کے شیدا اسجگہ دلیل کو نزدیک نہیں آنے دیتے بڑے بڑے فلا[illegible] مرد و عورت کے تعلقات کو بیان کرتے وقت عقلی دلائل کو بھول جاتے ہیں۔ انکے نزدیک ارتکاب زنا یا اغوا یا کسبیوں کا پیشہ اختیار

کرنا یا کسبیوں سے تعلقات رکھنا یا بچوں کا ضائع کرنا یہ بڑے گناہ
نہیں ہیں بلکہ ان سب سے بڑا گناہ جسکی وہ برداشت نہیں کرسکتے تعدد
ازدواج ہے۔ تمام بدکاریوں کی برداشت کیجاسکتی ہے مگر تعدد ازدواج
کی کسی صورت میں برداشت نہیں کی جاسکتی۔ اور انکے نزدیک یہی
سب سے بڑی بدی ہے جسکو دنیا سے نیست و نابود کرنا چاہیئے۔ زانی
اور اغوا کرنے والا اور کسبیوں کے پاس جانیوالا انکے نزدیک قابل گرفت
نہیں۔ مگر تعدد ازدواج پر عمل کرنیوالا ہر طرح پر دکھ دیئے جانیکے لائق ہے
اور وہ ایسا خطرناک انسان ہے کہ اس کے پاس بھی کسی کو نہیں بھٹکنا
چاہیئے اور نہ اسے کسی قومی شورہ میں شامل کرنا چاہیئے۔ میں حیران ہوں
کہ تعدد ازدواج کو برا کہنے والوں نے کبھی ایک لمحہ کے لئے یہ بھی غور کیا ہے
کہ آیا واقعی تعدد ازدواج زناکاری سے بدتر ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ ایسا
امر ہی نہیں جس میں عقل اور دلیل کو دخل دیا جاوے زانی اور اغوا کرنیوالا
اور منکوحہ کے سوا کسی محبوبہ سے کھلا تعلق رکھنے والا یہ سب لوگ سوسائٹی
میں عزت پانیکے قابل ہیں اور سوسائٹی سے نکالے جانیکے قابل اگر کوئی شخص
ہے۔ تو وہ وہی ہے جو ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ سوسائٹی تباہ ہوجاوے
اور ذلت کے انتہا گڑھے میں گرجاوے مگر تعدد ازدواج کا نفرت انگیز نام کسی
عیسائی کے منہ سے نہیں نکلنا چاہیئے۔ تعدد ازدواج کی نفرت گویا ان لوگوں
کے نزدیک ایک ایسی نیکی ہے جو خطرناک سے خطرناک بدکاریوں کا کفارہ ہوجاتی
ہے اور یہ عذر کہ ہمیں تعدد ازدواج سے نفرت ہے اس بات کے لئے کافی ہے
کہ عورتوں کو ذلیل سے ذلیل اور گندے سے گندے پیشوں کیلئے مجبور کیا
جاوے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ عیسائیوں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کے ذہن
میں یہ باتیں نہ آتی ہوں اور جو اس احمقانہ تعصب پر جو انکو تعدد ازدواج کے

نام سے ہے غالب نہ آگیا ہو۔ مسٹر صاحب نے جنکی کتاب اسوقت میرے سامنے ہے اعلےٰ درجہ کی اخلاقی جرأت دکھائی ہے۔ اور عیسائیوں کی عقل اور کانشنس کے سامنے پر زور اور پُر وسعت الفاظ میں یہ اپیل کی ہے کہ وہ ناحق کے تعصب کو چھوڑ کر تعدد ازدواج کے سوال پر دلائل سے بحث کریں۔ انکے بعض فقرات اس قابل ہیں کہ انکا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاوے۔ مسٹر صاحب فرقہ مارمن کے عیسائی ہیں۔ اور وہ ایک خط میں جو انہوں نے ایک تعدد ازدواج کے مخالف کو مخاطب کر کے لکھا ہے :-

"اب میں امر کے متعلق جس کو تم لوگ تعدد ازدواج کی ناپاک رسم کہتے ہو۔ چند واقعات اور دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اس پاک رسم نکاح کو جو تعدد ازدواج ہے سچا ماننے اور اسپر عمل کرنیکے لئے کونسی تحریکات اور اغراض ہیں اور اس میں ہماری کیا نیت ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں اور کھلے الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک قسم کی زناکاری اور ناپاکی کیلئے ہماری جذر قلب میں سخت درجہ کی نفرت ہے۔ اور ہمارے نزدیک زناکاری ایسا ہی خطرناک گناہ ہے جیسا کہ قتل۔ اور ابتدا سے جب سے ہم نے اس رسم کو اختیار کیا ہے۔ یہ ہمارے مسلمہ اصول میں سے ایک اصل ہے کہ مذہبی اور معمولی عدالتوں میں زناکاری کیلئے قوانین اور قواعد میں سخت سے سخت سزا تجویز ہونی چاہیئے۔

پرانے اور نئے عہدنامے میں شروع سے اخیر تک عورتوں کے صاحب اولاد ہونیکو خدائے تعالےٰ کا بڑا فضل کہا گیا ہے اور عقیم یعنی بانجھ ہونیکو اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا ایک نشان قرار دیا ہے۔ مارمن یا اور کوئی لوگ بڑے ہی بیوقوف اور سخت احمق ہوں اگر وہ ایک بات کو جسکو آپ لوگ وحشیانہ اور ظالمانہ طریق سے ناپاک رسم کہتے ہیں (حالانکہ وہ انسانی ترقی کی معاون ہے) محض جذبات نفسانی کے پورا کرنیکے لئے اختیار کریں خصوصًا اسحالت میں

جبکہ انکی خطرناک مخالفت بھی اسی وجہ سے ہو رہی ہو۔ درحالیکہ نفسانی اور شہوانی جذبات کو وہ دوسرے مجذوم القلب عیسائیوں کی طرح بڑی آسانی سے پورا کر سکتے ہیں جس میں نہ کوئی خرچ ہی ہے نہ کوئی ذمہ داری ہے نہ کوئی برا کہنے والا ہے۔ اگر صرف شہوت رانی ہی اصل مقصود نکاح کا سمجھ لیا جاوے تو کوئی آدمی جسکی عقل چکرائی ہوئی نہ ہو۔ اس ذمہ داری کو ناحق اٹھانا پسند نہ کریگا کہ اسکے بچوں کے بڑے بڑے کنبے ہوں جنکو تعلیم اور ترتیب دینا اور انکی پرورش کرنا اور انکی ماؤں کے لئے خوراک پوشش مکان وغیرہ کا انتظام کرنا اسکے ذمہ ہو۔ اور پھر ساتھ اسکے یہ باتیں اور بھی بڑھی ہوئی ہوں کہ اس کے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو جرمانہ کیا جاتا ہو سزائیں دیجاتی ہوں مال و اسباب قرق کیا جاتا ہو۔ علاوہ ازیں گھر ویران کیجاتی ہوں شہر لوٹ لئے جاتے ہوں۔ وغیرہ ہزارہا قسم کی تکلیفیں پہونچائی جاتی ہوں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ دانشمند لوگ یہ سب تکلیفیں اور ذمہ داریاں محض ایک نفسانی جذبہ کو پورا کرنیکے لئے اختیار کریں حالانکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ انکے ہی بھائی نفسانی جذبات کو کسقدر آسانی سے پورا کر رہے ہیں اور بڑے سے بڑے شیطانی افعال کا ارتکاب کرتے ہیں انکو کسقدر آسانیاں ہیں اور پھر ہر ایک برائے نام مہذب سوسائٹی میں اکثر تعداد بیاہے ہوئے اور مجردوں کی ایسی ہی ہے جو بغیر کسی ذمہ داری کے اٹھانیکے اور نہایت قلیل خرچ سے اغوا زناکاری اور ایسی ہی بدکاریوں کا ارتکاب کر رہے ہیں اور اپنے جسم اور روح دونو کو تباہ کر رہے ہیں۔

دومیں ایکدفعہ واشنگٹن میں گیا ہوا تھا کہ ایک بڑے مدبر نے جو ہر قسم کی ناپاکی سے ہماری مذہبی نفرت کو خوب سمجھتا تھا سنجیدگی سے میرے پاس یہ بیان کیا کہ کانگرس کے اجتماع کے دنوں میں اس شہر میں کوئی عورت جس کے ساتھ کوئی محافظ نہ ہو عفت پر حملے سے محفوظ نہیں ہوتی۔ سوائے اس

آزادی کی دیوی کے حسبکا بت گنبذ پر موجود ہے۔ اور وہ بھی اسلئے محفوظ ہے کہ وہاں تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔

"جے ایس ہیلٹ سکرٹری کہتا ہے کہ بعض مقامات پر جہاں صرف ریاستہائی متحدہ کی حکومت ہے حبشیونکی عورتوں کو بطور لونڈیوں کے گھروں میں رکھا جاتا ہے۔ شہر واشنگٹن دو غلے آدمیوں سے بھرا پڑا ہے حالانکہ اُن میں سے ایک ہزار میں سے ایک بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو جائز طور پر نکاح شدہ والدین کی اولاد ہو۔

"کون آدمی زیادہ عزت کے لائق ہے وہ جو نکاح کی ذمہ داری کو نسل انسانی کی ترقی دینے کیلئے اختیار کرتا ہے اور خوشی سے اسکی تمام پاک اور بڑی بڑی ذمہ داریوں کو جو بحیثیت والد ہونیکے اُسے پیش آئیں گی اٹھاتا ہے۔ اور اس طرح ان حقوق کو ادا کرتا ہے۔ جو خدا اور ملک اور قوم کے حقوق اسکی گردن پر ہیں۔ یا وہ آدمی عزت کے قابل ہو سکتا ہے جو محض ایک جذبہ کو پورا کرنیکے لیے ایک وقتی تعلق محبت کا جس میں محرک صرف جوش شہوانی ہوتا ہے پیدا کرتا ہے؟

"آپ لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ مہذب دُنیا میں لاکھوں بیاہی ہوئی عورتیں ایسی موجود ہیں جو ضعیف اور عقیم ہو چکی ہیں۔ اور جنکا عقم قابل علاج ہی نہیں پھر یہ کیسا ظلم کیسا خلاف فطرت انسانی کسقدر ناانصافی کسقدر دوراندیشی سے بعید اور خدا کے قانون اور قدرت کے قانون اور ملک اور قوم کے خلاف کیسا سخت جرم ہے کہ بڑے بڑے مشہور اور لائق آدمیوں کے نام انکو مجبور کرکے ہمیشہ کیلئے محو کئے جائیں صرف اسوجہ سے کہ ایک عورت جس سے انہوں نے بیاہ کیا ہے عقیم ثابت ہوتی ہے۔ یا کسی اور وجہ سے اولاد پیدا کرنیکی قابلیت نہیں رکھتی۔ ایک آدمی جسکے کیسے زرہی مُہمیں۔ وہ جاگیریں۔ ریل کی سڑکیں۔ بنک جہاز کارخانے سونے کی کانیں اس

بڑے بڑے گلے خرید سکتا اور اُنکا مالک ہوسکتا ہے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ ایک ہی وقت میں جسقدر جی چاہے محبوبہ رکھکر اُنسے ناجائز تعلق رکھ سکتا ہے اور ولد الحرام بچے پیدا کرسکتا ہے مگر جبتک کہ اسکی ناقابل اولاد عورت زندہ ہے اسوقت تک اسبات کا ہرگز اُسے اختیار نہیں کہ وہ جائز اولاد پیدا کرسکے خواہ اسکے دل میں اسکے لئے کیسی ہی تڑپ موجود ہو۔ ایسی اولاد جو اُسکے نام کو قایم رکھنے والی ہو اور اس کی وارث ہو"

ایک عورت کے دل میں نکاح کی خواہش کیسی ہوتی ہے اسکے متعلق مسٹر صاحب نے ایک عورت کی ہی تحریر کو نقل کیا ہے وہ کہتی ہے "دس لاکھ عورت میں ایک بھی ایسی نہیں جسکو اگر نکاح کرنیکا موقع ملے تو وہ نکاح نہ کرے۔ خواہ وہ دانشمند ہو۔ یا بیوقوف۔ امیر ہو یا غریب خوبصورت ہو یا بدصورت نکاح اسکے لئے بشرطیکہ وہ صحیح معنوں میں نکاح ہو اعلےٰ درجہ کا بہشت ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ دنیا میں مرد کا بہشت بھی یہی ہے۔ عورت دوسرے کاموں میں مفید ثابت ہوسکتی ہے بڑی بن سکتی ہے۔ مگر اس کے تمام قویٰ جو قدرت نے اس کو دیئے ہیں اُنکی تکمیل سوائے نکاح کے نہیں ہوتی .... جبتک کہ وہ ایک ماں یا عورت کی محبت کے اظہار کرنیکا موقع نہیں پاتی اسکے قویٰ کا ایک حصہ بالکل بند رہتا ہے۔ اور اُسپر گویا مُہر لگی رہتی ہے"

ان تمام شہادتوں سے ثابت ہے کہ اگر یورپ اور امریکہ کی کثرت فسق کا کوئی علاج ہے تو وہ صرف تعدد ازدواج ہے مگر افسوس ہے کہ عیسائی لوگ دق کے بیمار کیطرح جو اپنے آپ کو بیمار نہیں سمجھتا اور اس لئے دوائی استعمال نہیں کرتا بدکاری کی اس کثرت کے باوجود اپنی بیماری کو تسلیم نہیں کرتے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ روز بروز اس سوسائیٹی کیحالت ابتر ہوتی جاتی ہے۔ کاش کہ وہ ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور کریں اور دلونکو تعصب سے خالی کرکے ان دلائل کو وزن کریں کہ مسیحیوں کے بیشہ کی بیخکنی اسوقت تک غیر ممکن ہے

جب تک کہ عورتوں کیلئے کوئی ایسی راہ نہ کھولی جاوے کہ انکو خاوندکرنیکی ممانعت نہ ہو۔ خواہ وہ دوسری یا تیسری یا چوتھی بیوی بنکر ہی نکاح سے فائدہ اٹھا سکیں۔ وہ عورتیں جو اپنی جنس کیلئے کوئی عزت اپنے دلوں میں رکھتی ہیں سوچیں کہ ایک غریب اور معصوم لڑکی اسی وقت بدکاری سے بچ سکتی ہے جب اسکو موقع دیا جاوے کہ وہ معزز بیوی بن سکے۔ ہمدردی انسانی کا دعوے کرنیوالے فکر کریں کہ جبتک وہ نکاح کے بارے میں اپنے قوانین کو درست نہیں کریں گے سچی ترقی ناممکن ہے کسی اصلاح سے مایوس نہیں ہونا چاہئیے وہ خدا جس نے امراض پیدا کی ہیں اُنکے علاج بھی اس نے پیدا کئے ہیں ہاں تھوڑی سی اخلاقی جرأت درکار ہے کہ دوائی کو استعمال کیا جاوے۔ ریویو

اگر مسیح خدا تھے تو دعا کس خدا سے مانگنے خدا سے التجا کرنا منافی الوہیت ہے

متی ۲۷ باب ۴۶ یسوع نے بڑے شور سے چلّاکر کہا اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ متی ۲۷ باب ۵۰ یسوع نے پھر بڑے شور سے چلّاکر جان دی مرقس ۱۵ باب ۳۴ یسوع بڑے آواز سے چلّاکر بولا اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑا۔ آئیت ۳۷ تب یسوع نے بڑے آواز سے چلّاکر دم چھوڑا۔ لوقا ۲۳ باب ۴۶ یسوع نے بڑے آواز سے پکار کے کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں سونپتا ہوں یہہ کہہ کے دم چھوڑ دیا۔ یوحنا ۱۹ باب ۲۹ میں مسیح کا جان دینا لکھا ہے۔ مرقس ۱۴ باب ۳۲۔ اُس نے (مسیح) نے شاگردوں کو کہا

جب تک کہ میں دعا مانگوں تم یہاں بیٹھے رہو ۳۳ پطرس اور ۴ یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ اور وہ گھبرانے اور بہت اوداس ہونے لگا اور ان سے کہا میری جان کا غم موت ۳۵ کا سا ہے۔ تم یہاں ٹھیرو۔ اور جاگتے رہو اور وہ تھوڑا آگے جاکر زمین پر گرا اور دعا مانگی کہ اگر ہو سکے ۳۶ تو یہہ گھڑی مجھ سے ٹلجائے اور کہا اے ابا اے باپ سب کچھہ تجھ سے ہو سکتا ہے اس پیالہ کو مجھ سے ٹال دے ۳۷ لیکن نہ وہ جو میں چاہتا ہوں بلکہ جو تو چاہتا ہے آخر تک اسجگہ تین دفعہ دعا مانگنا ثابت ہے۔

متی ۲۶/۳۶ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا یہاں بیٹھو جب تک میں وہاں جاکر دعا مانگوں تب اُس نے پطرس اور زبدی کے دو بیٹے ساتھہ لئے اور غمگین اور نہایت دلگیر ہونے لگا ۳۸ تب اُسنے اُن سے کہا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے تم یہاں ٹھیرو اور میرے ساتھہ جاگتے رہو ۳۹ اور کچھہ آگے بڑھکے مُنہ کے بل گرا اور دعا مانگتے ہوئے کہا کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہہ پیالہ مجھ سے گزر جائے تو بھی میری خواہش نہیں بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو ۴۰ تب شاگردوں کے پاس آیا اور انہیں سوتے پاکر پطرس سے کہا۔ کیا تم میرے ساتھہ ایک گھنٹہ نہیں جاگ سکے جاگو اور دعا مانگو پھر اُس نے دوبارہ جاکر دعا مانگی اور کہا کہ اے میرے باپ اگر میرے پینے کے بغیر یہہ پیالہ مجھ سے نہیں گذر سکتا تو تیری مرضی آخر تک ہو فقط اس جگہ بھی تین دفعہ دعا مانگی

لوقا ۲۲-۴۲ سے ۴۴ تک میں مسیح کے گھٹنے ٹیک کر دعا مانگنا اور بوقت جان کنی فرشتہ سے امداد پانا اور گڑگڑا کر دعا مانگنا اور شاگردوں کو دعا کے واسطے کہنا اور اُن کا بے فرمان ہونا ثابت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہب اسلام

هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم ھو الله الذی لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر سبحن الله عما یشرکون هو الله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنی یسبح له ما فی السموت والارض وهو العزیز الحکیم (سورہ حشر)

وہی اللہ (اسم ذات) ماننے کے لائق ہے۔ جسکے سوا اور کوئی ایسا نہیں جو پوجا (عبادت) کے لائق ہو۔ وہی ظاہر اور باطن کا جاننے والا ہے۔ رحمت عامہ اور رحمت خاصہ کا وہی سرچشمہ ہے وہ اللہ ایسا ہے جسکے سوا کوئی معبود مطلق اور محبوب برحق نہیں بادشاہ نہایت پاک (جملہ عیبوں سے) ہمیشہ سلامت (لازوال) اور سلامتی کا سرچشمہ۔ سب سکھوں کا داتا۔ سب کا رکھوالا۔ سب پر غالب۔ نقصان کو پورا کرنے والا۔ ٹوٹے کو جوڑنے والا تمام خوبیوں کا مالک اسکی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں وہی اللہ پیدا کرنیوالا (مادہ اور روح) سب کا ہے حقیقی نقاش اور صورتگر۔ سب طرح کے اسماء حسنے (اچھے نام) اسیکو زیبا ہیں۔ اگنی۔ وایو۔ چاندر۔ سورج۔ اندر۔ منگل۔ بدھ۔ سنیچر وغیرہ اسکے نام نہیں یہ مخلوقات اوسکے ہیں ہاں آسمان زمین میں جو شے ہے۔ سب اوسکی تسبیح (پاکیزگی) سے پڑھ رہی ہے اور وہ بے نظیر حکمت والا ہے۔ (کچھ جیو اور پرکرتی اوسکی قدرت اور حکمت میں شریک و مثیل نہیں)

مذہب اسلام کی بنیاد قرآن مجید فرقان حمید پر قائم ہے۔ اسمیں توحید

کی اشاعت کی۔ شرک۔ کفر۔ بدعت۔ ضلالت۔ جہالت سب کو دنیا سے
ناپید کرنے پر کمر باندھی۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک
وسلم جلیل القدر پیغمبر نے بت پرستی سے ہمیشہ نفرت کی قرآن شریف میں
ایک بھی آیت بالفظ ایسا نہیں جس سے شرک ثابت ہو وہ لوگ محض
جھوٹے اور مکار دھوکہ باز ہیں۔ جو قرآن شریف کی تعلیم شرک آمیز اور حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرک و بت پرست بیان کرتے ہیں آپ نے تین سو ساٹھ
بتوں کو جو کعبہ میں موجود تھے اور جنکی مدتہائے دراز سے قبل بعثت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نہایت شدومد کے ساتھ پرستش ہوتی تھی طرفتہ العین میں
برباد کر کے کعبہ کو بتوں سے پاک وصاف کر دیا۔ آپکے اہلبیت پاک و ازواج
مطہرات اور تمام صحابہ تابعین اور تبع تابعین اور صلحاء امت سلف وخلف
رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ہمیشہ شرک اور بدعات سے بیزار رہے اور
بعون اللہ ہمیشہ بت پرستی اور شرک وبدعات کی بیخ کنی پر بجان ودل
علماء وصلحاء امت مستعد رہینگے۔ جیسی توحید مذہب اسلام میں پائی جاتی
ہے وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔ حاسد لوگ خواہ کیسی ہی کوشش
کریں اشاعت اسلام میں (جو عین حق پر ہے) ہرگز حارج نہیں ہو سکتے۔
یوں تو ہمیشہ سے مذہب اسلام پر معاندین ومخالفین اور حاسدین کے نئے نئے
رنگ وروش پر حملے ہوتے رہے ہیں۔ اور وہ سب بحول اللہ تعالےٰ بیباہ
ہوتے رہے۔ اس چہیڑ چھاڑ سے طرفتہ العین میں تمام روئے زمین نور اسلام
سے منور ہو گئی تمام دنیا میں اللہ جل جلالہٗ کی الوہیت کی شہادت مذہب اسلام
نے ہی باآواز بلند اذان کے ذریعے پنجوقتہ پھیلا رکھی ہے۔ کسقدر جھوٹے
اور دھوکہ دینے والے ہیں وہ لوگ جو باوجود پنجوقتہ اذان سننے کے پھر بھی
اس مذہب اسلام کو شرک اور بت پرستی سے منسوب کرتے ہیں اس سے
زیادہ تعصب اور حسد ہرگز نہیں کہ دن دوپہر ہر وغبارہ کا نام نہو پھر بھی

آفتاب اسلام کی نورانی شعاعوں کا انکار۔ ایسے ہی ہٹ دہرمی لوگ آپ گمراہ اور بیدین ہوکر راہ حق سے دور رہکر اوروں کو بھی اپنی ہی طرح کرنے پر آمادہ رہتے ہیں۔ جب سوامی دیانند سرستی نے سمت ۱۹۳۲ بکرمی میں کتاب ستیارتھ پرکاش لکھی تو بباعث غیر مانوس زبان ہونیکے مسلمانوں نے اسکے مطالعہ کرنے پر مطلق توجہ نہ کی سوامی جی نے جو دہان سمولاس خاص کر قرآن شریف کے رد میں لکھا آریہ لوگوں کو موقع ملا گلی کوچہ ہر ایک سبھا میں یہ کتاب پیش نظر رہی مسلمان گفتگو کچھ زبانی ہی جواب دیتے تھے۔ جب سے یہ کتاب اردو میں ترجمہ ہوکر مشتہر ہوئی اور ہر ایک دفعہ کے چھپنے پر ترمیم و تنسیخ و تحریف ہوتی گئی تو ہر ایک طرف سے جواب لکھے گئے کوئی نیا اعتراض نہیں کیا ہے۔ زیادہ تر پادری فنڈر صاحب اور پادری اسکاٹ صاحب کی لیچڑ وہد ہاتھ مارا ہے اور کچھ اعتراضات منشی اندرمن صاحب کی کتابوں سے لئے جنکے ہزارہا جواب ہوچکے کوئی نیا اعتراض نہیں ہاں دہوکا دینا نئی طرز پر بے شک دہوکا بازوں کا کام ہے —

ہدیۃ الاصنام اور پیغام محمدی۔ استفسار۔ فتح المبین۔ ظفر المبین۔ تحفۃ الہنود حجۃ الہنود۔ خلعت الہنود۔ سوط اللہ الجبار۔ سیف اللہ القہار وغیرہ پہلے ہی کل اعتراضات کے جواب شائع ہوچکے کوئی مسلمان بھائی کسی آریہ کی میٹھی میٹھی باتوں میں بھجن منڈلی اور استری منڈلی کی دلفریب حسن و خوش لہجہ پر فریفتہ نہ ہوجاوے کوئی صاحب نیوگ کی عشرت پرستی اور آواگون کی سیر ہر ایک جنم کا مزہ چکھنے پر مائل نہو کوئی بھائی اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کو مادہ اور روح کا محتاج نہ گردانے —

اب خادم المسلمین محمد حسین ابن سید بخش علی صاحب عفی اللہ عنہ سید پوری ضلع بدایوں آریوں کی موحدانہ تعلیم کا ستیارتھ پرکاش کے پہلے ہی سملاس سے فوٹو اتارتا ہے دیکھیں دیانندی آریہ کیا تاویل کرتے ہیں۔

مجھے یہ رسالہ صرف خیالات ظاہر کرنیکی غرض سے لکھا ہے تا معلوم ہو کہ

وید اور وید کے رشیوں منیوں اور انکے چیلوں کی کیا تعلیم رہی شرک سے بہ دور رہے یا نہیں جو صاحب اس رسالہ کو اول سے آخر تک ضد اور تعصب کو چھوڑ کر بغور انصاف سے ملاحظہ فرماوینگے وہ اگر سچے اور حق طلبی کے ساعی اور کوشاں ہیں تو بے شک سچے دل سے پکار اٹھینگے کہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پر ہم ایمان لائے سوائے ایک الیشور سرشٹکنیان کے جیو پرکرتی انادی ایک ہی کرم۔ گن سبھاؤ کے نہیں وُہی الیشور پوجا ہو گیا ہے۔ اور محمد صاحب اُسی الیشور کے سچے آپا سک بھیجے ہوئے ہیں کہ ہمکو بتیر ہے لور خلاف مارگ سے ہٹا کر سیدہے مارگ پر چلایا اور ہمیں اگنی اور مورتی پوجا سے چھوڑایا۔ اور قرآن شریف جیسی روشن اور نورانی کتاب کو دنیا میں پھیلایا اور ہمیں دین اسلام کا سیدھا رستہ دکہایا ہم اُسی مولا کریم کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور اُسی سے ہر کام میں مدد اور استعانت طلب کرتے ہیں کیونکہ اُسکے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ الٰہی تو ہی ہمارا رہبر اور تیرا کوئی ہمسر نہیں تو ہمیں شیطان سے دور رکھ ہم تیرے رحمت کے قربان ہیں۔ ہم کل امیدیں تیرے در پر لائے ہیں تو ہی ہمارے ہر آزار کا معالج ہے اور تو ہی ہمارے جان کے زخموں کی مرہم ہے۔ تو اپنے فضل سے ہماری کل مرادیں پوری کرتا ہے اور عاجزوں اور بیکسوں کا مددگار جس نے ہماری ہدایت کے لئے جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہان کے آفتاب جنسے کل زمین و آسمان روشن ہوئے بھیجے اور ہمارے دلوں کو نورانی بنا دیا۔ پس دیانندی کیوں ایسے ہادی رسول کے منکر ہیں کاش دیانندیوں کی آنکھیں کھول دو کہ وہ اس نور سے اپنی آنکھیں اور دل روشن کریں۔ و فقط

پہلا باب پرمیشور کے نام

ویدکے متعلق جوکچھ بھی ہمکو لکھنا ہے وہ دوسرے باب میں لکھا ہے۔ یہاں پر صرف پرمیشور کے ناموں کا مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے جس سے آریوں کی مشرکانہ تعلیم کا خاکہ اُڑایا جاتا ہے۔ جب آریوں کے پیشوا دیانندجی نے دیکھا کہ اب ویدوں کی تمام مشرکانہ تعلیم کا چھپا ہوا پردہ جو ایک مدت دراز سے ایسا ہی چلا آتا ہے۔ وہ اب زمانہ کی روشنی پاکر صاف صاف کھلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تمام وید کی تعلیم نباتات وحیوانات وجمادات وکواکب ارضی وسماوی وثوابت وسیارگان کی پرستش پر مخلوقات کو رجوع کرتی ہے اور یہ بڑا بھاری اعتراض اور تکذیب وتردید اس امر کی ہوئی جاتی ہے۔ جوکہ آریہ لوگ وید کو ابتدائے آفرینش سے کلام الٰہی تصور کرتے چلے آئے ہیں۔ اور اُسکو اپنا دستور العمل مانتے ہیں تب ایک نئی چال یہ چلے کہ اپنا من مانا ایک نیا کوش (لغت) اسطرح بنایا کہ جن مقامات پر ملحدانہ ومشرکانہ الفاظ تھے اُنکے معنے ہی بدل ڈالے اور صاف ظاہر کردیا کہ جن برہمنوں اور پنڈتوں نے ہمارے خلاف معنی اور مطلب لکھا ہے۔ وہ وید مقدس کو نہیں سمجھے۔

صاحبو۔ میں اس باب میں یہ امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھو سوامی جی کیسی چال چلے ہیں اگرچہ عیب کو بہت چھپایا مگر اصل بات کہاں چھپ سکتی ہے۔ آپ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش[1] کے صفحہ ۱۸ پر تحریر کرتے ہیں کہ اوم اللہ اگنی وغیرہ ناموں کے خاص معنے پرمیشور ہی ہیں۔ اب اسکے آگے

[1] ستیارتھ پرکاش مترجمہ رادھاکشن و پنڈت راجارام مطبوعہ کشن چند کمپنی لاہور ۱۹۰۵ عیسوی

فرماتے ہیں کہ۔ چنانچہ وِیاکرن (صرف و نحو) نرکت (الفاظ کی وجہ تسمیہ بیان کرنیوالا علم) برہمن (آریوں کی مقدس کتب جن میں کرم کانڈ کا بیان ہے) سوتر وغیرہ رشی منیوں کی تفسیر میں (ان الفاظ سے) پرمیشور ہی مراد ہے۔ اور ایسا ہی سب کو ماننا چاہئے۔ لیکن اوم تو صرف پرمیشور کا ہی نام ہے۔ اور اگنی وغیرہ ناموں سے پرمیشور کے معنے لینے میں موقعہ اور صفت دونوں کا لحاظ رکھنا ضرور ہے۔

کیوں صاحب دیکھا کیا اچھا جملہ لکھا ہے یہ کیا صاف شرک فی الاسلام ہے سوا اسکے ہم صاف صاف ثابت کرتے ہیں۔ کہ اگنی وغیرہ ناموں نے سوا خدا کے مخلوقات بھی مراد ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ[1] سے ۱۴ تک دیکھو پرمیشور کے نام۔ برہم پرش۔ اگنی۔ پرکاش۔ برہما۔ وشنو۔ رُدر اکشر۔ وایو۔ متر۔ ورن۔ برماتما۔ منو پرش جل۔ (تیو) مہادیو۔ دیوی۔ لکھشمی۔ پرش۔ اندر۔ چاند۔ برہسپتی۔ سورج۔ پرتھوی۔ اکاش منگل۔ بدھ۔ سنیچر۔ راہو۔ کیتو۔ گن پتی۔ سرسوتی۔ دسرم راج کال۔ شیش۔ شنکر۔ پتا۔ پتامہ۔ پرپتامہ۔ آنند۔ ستیہ۔ انت انادی۔ گیان۔ وغیرہ

اگنی۔ جل۔ پرش۔ پرم پرش۔ وایو۔ متر۔ دیو۔ دیوی۔ اور برہسپتی۔ سنیچر غرض ان کل ناموں کو ہمارے آریہ سماجی بھائی تو ضرور ہی فقط یاد کرتے ہونگے۔ اور انکے موقع و محل کو بھی جانتے ہونگے۔ اب ہم عام لوگوں کو انکے موقع اور محل بھی بتاتے ہیں۔ وہ بھی۔ آریہ نیم نمبر ۸ کے بموجب اودیا کا ناش اور ودیا کی وردھی کرنی چاہئے اسکے بموجب نہ کہ تعصب اور ضد کے طور پر جیساکہ انکے ہم مشربیوں کی عادت پڑگئی ہے۔

تحفۃ الہنود مطبوعہ فاروقی دہلی ۱۳۰۰ ہجری کے صفحہ ۵ سے ۶ تک دیکھیو۔

[1] اپنی ذات سے پرکاش مان (منور) ہونیکے باعث اگنی ستیارتھ پرکاش

اور تحفۂ حق ص۱۲۹ سے ۱۰۸ تک رگ وید ترجمہ دہلی سوسائیٹی میں ہے[1] اگنی دیوتا کی
ہوم کا بڑا گرو کارکن اور دیوتاؤنکو نذریں پہونچانے والا بڑا فروت والا ہے پکارتا
ہوں۔۲ ایسا ہو کہ اگنی جسکا پہلا تعریف زمانۂ قدیم اور زمانۂ حال کے رشی کرتے
چلے آئے ہیں دیوتاؤں کو اسطرف متوجہ کرے۔
۳ اے اگنی جو دو لکڑیوں کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے۔ اس پاک کی
ہوئی کیشا پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب سے ان کا بلانیوالا ہے اور
تیری پرستش ہوتی ہے ۵ اے اگنی آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤں کو
انکے کھانیکے واسطے پیش کر ۱۰ اے اگنی والیو۔ سورج وغیرہ دیوتاؤں کو
ہماری نذر پیش کر ۱۱ اے بے عیب اگنی تو منجملہ اور دیوتاؤنکے ایک ہوشیار
دیوتا ہے۔ تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے تمام
دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے ۱۲ اگنی کا مبارک نام لے کر پکارو کہ سب سے
پہلا دیوتا ہے ۱۳ اے اگنی سرخ گھوڑوں کے سوامی ہماری استت
سے پرسن ہو۔ ۳۳ دیوتاؤں کو یہاں لا ۱۹ اے اگنی جیسا کہ تو ہے۔
لوگ اپنے گھروں میں تجھے محفوظ جگہ میں ہمیشہ روشن کرتے ہیں تو کہ سب کی
زندگی کا باعث ہے ہمارے فائدہ کے لئے دولت والا ہو جا ۲۰ اے اگنی
دیوتا جو کہ ہمیشہ جوان رہتا ہے بڑا عاقل ہے اور جگ کرنیوالیکے گھر کا محافظ
ہے۔ اور نذروں کا لیجانیوالا ہے۔ جسکا منہ دیوتاؤں تک نذریں پہونچانیکا
وسیلہ ہے اور گھر کی آگ سے روشن ہوا ہے ۲۱ لازوال اگنی اپنی خوراک کو
اپنی لاٹ سے جلاکر اور اسکو جلدی سے تناول کرکے خشک لکڑی پر چڑھ گئی
ہے جلانیوالے عنصر کا شعلہ جو لاکھ گھوڑے کی مانند پھیلتا ہے اور بادل کی
مانند بلند ہو کر گرجتا ہے ۲۲ اے اگنی تو جسکو کوئی نہیں روک سکتا۔

---

[1] کتاب براہین احمدیہ کے ص۱۲۹ سے ۲۴۲ تک کا خلاصہ رگ وید کی سنتا
اشٹک ۱ ل ۲ سے تا ۱۱۰

اور جسکی تو ہر طرف سے رکھشیا کرنیوالا ہے۔ دیوتاؤں کو پہنچتا ہے منتر ۱۳ اے اگنی جسقدر تیرے سے ہوسکے اپنی نذر دینے والے کو فائدہ پہونچا وہ یقیناً تیرے ہی پاس ہا ے اینگرا (انگارہ) واپس آویگا۔ منتر ۱۴ اگنی کے وسیلہ سے پوجاری کو ایسی دولت حاصل ہوتی ہے جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اور جو شہرت کا چشمہ اور انسان کی نسل بڑھانے والی ہے منتر ۱۵ اے اندر اے والیو (ہوا) یہ ارگ (پانی) تمہارے واسطے چھڑکا گیا ہے۔ ہمارے واسطے کھانا لیکر ادہر آؤ۔ بڑے دیوتاؤں کو نمسکار چھوٹے دیوتاؤنکو نمسکار ہو* بڑے دیوتاؤنکو نمسکار ہم سب دیوتاؤں کی حتے المقدور پوجا کرتے ہیں منتر ۱۶ اے اندر کوشیکا رسی کے بیٹے (وشوامتر) اور مج دمجھا رشی کو بڑا مالدار کردے منتر ۱۷ اے اندر تیری ہی سبب سے خوراک کی ہر جگہ کثرت ہے اور وہ بآسانی دستیاب ہوسکتی ہے منتر ۱۸ اے بجر کے گھمانیوالے (کلوخ انداز) چراگاہوں کو سرسبز کردے اور بہت دولت عطا کر منتر ۱۹ اندر کیطرف اوسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنیکے لئے رجوع ہوتے ہیں کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخشکر ہماری رکھشا کرنیکے قابل ہے منتر ۲۰ اے سورج[1] اور چاند ہمارے جگت کو کامیاب کرو اور ہماری طاقت کو زیادہ کرو۔ تم بہت آدمیوں کے فائدہ کے واسطے پیدا ہوئے ہو۔ بہتوں کو تمہارا ہی آسرا ہے منتر ۲۱ سورج کے نکلنے پر ستارے معہ رات کے چوروں کی مانند بھاگ جاتے ہیں منتر ۲۲ ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤں کے درمیان نہائیت عمدہ ہے منتر ۲۳ اے چاند ہمیں تہمت سے بچا گناہ سے محفوظ رکھ۔ ہمارے توکل سے خوش ہوکر ہمارا دوست ہو جا۔ ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو منتر ۲۴ اے چاند تو دولت کا بخشنے والا ہے اور مشکلوں سے نجات دینے والا ہے ہمارے مکان پر دلیر بہادروں کے ہمراہ آ منتر ۲۵ اے چاند اور اگنی تم مرتبہ میں برابر ہو ہماری تعریفوں کو آپس میں بانٹ لو کیونکہ تم ہمیشہ دیوتاؤں کے سردار ہی ہو منتر ۲۶ ہم جل[3] دیوتا کو جسمیں ہمارے مویشی پانی پیتے

---

[1] اندر یعنی [2] سورج یعنی خود منور سب کا پرکاش کرنیوالا [3] جل یعنی پانی مانتا ہے کہ وہ ...

میں بُلاتا ہوں ۲۷؎ دریا جو بہتے ہیں انکو ندیں چڑھانا چاہئیں ایسا ہو کہ
وہ جل جو سورج کے قریب ہیں۔ اور وہ سورج کے شریک رہتے ہیں ہماری اس
ریت پر مہربان ہوں ۲۸؎ اے دیہرتی (پرتھوی[1]) دیوتا ایسا ہو کہ تو بہت
وسیع ہو جاوے تجھپر کانٹے نہیں اور تو ہماری رہنے کی جگہہ ہو جاوے اور ہمیں
بڑی خوشی دے ۲۹؎ ایسا ہو کہ ورونا دیوتا ہمارا خاص مہربان ہو جاوے ۳۰؎ ایسا
ہو کہ مترا دیوتا ہماری نگہبانی کرے۔ ایسا ہو کہ دونوں ملکر ہمیں نہایت دولتمند
کردیں ۳۱؎ اے نشتری دیوتا اور تیری بی بی جگت کے دیوتاؤں سے ہماری سفارش
کرو ۳۲؎ ۔ ہم اگنی کی جو مذہبی رسوم میں روشن کی جاتی ہے پرستش کرتے ہیں
۳۳؎ عاقلوں نے اے اگنی تجھے دیوتاؤں کا بلانیوالا کارکن یہ و بہت بڑی
دولت بخشنے والا جلد سننے والا اور بہت مشہور پاکر اپنی جگہوں میں رکھا ہے
۳۴؎ اے اگنی ہوا سے بھڑک کر اور مشتعل ہو کر لکڑیوں میں آسانی گھس جاتی ہے
۳۵؎ اے اگنی جب تو سانڈ کیطرح بن میں گھس جاتی ہے تب تو جسطرف جاوے
تیرا راستہ سیاہ ہو جاتا ہے یعنی لکڑیوں کو جلا کر بھسم کر لی جاتی ہے
اور سب چیزوں کو جو آگے آتی ہیں۔ خواہ ساکن ہوں یا متحرک جلا دیتی ہے ۳۶؎
اگنی کی جو ہر قسم کی دولت دینے والا ہے پوجا کرتا ہوں۔ ۳۷؎
اگنی جو بن میں پیدا ہوتا ہے اور انسان کا دوست ہے اور اپنے پوجاری کی اسطرح
حفاظت کرتا ہے جیسے راجہ لئیق آدمی پر مہربانی کرتا ہے ایسا ہو کہ وہ ہم پر مہربان
ہو ۳۸؎ ۔ اے اگنی دیوتا تو خشک لکڑی کے رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔
تب تمام تیرے پوجاری پاک رسم ادا کرتے ہیں ایسا ہو کہ وہ اگنی جو رنگ
برنگ روشنی کی مالک ہے اس اپنے پوجاری کی خواہشوں کو خود سے سنے
ہمیشہ انگلیاں ہماری اگنی سے ایسی محبت کرتی ہیں جیسے عورتیں اپنے خاوند
کرتی ہیں ۳۹؎ اے اگنی جیکہ پوجاری تجھے اپنے گھر میں روشن کرتا ہے اور تجھے

[1] پرتھوی پرتھ سے بنی ہے یعنی پھیلنا۔

ہوگ لگاتا ہے جسکی وہ ہر روز خواہش رکھتا ہے تو اے اگنی وہ طرح
سے زیادہ ہوکر اُسکی اوقات بسری کے لوازم زیادہ کرتی ہے ایسا ہو کہ قوت
ہاضمہ کی اگنی جو خوراک سے تعلق رکھتی ہے بھگتوں اور نامور پروہتوں
کی خدمت کرنیوالیکو بطور چشمہ حرارت سردی کے دی جاوے اور ایسا ہوکر اگنی
سے اُسکا مضبوط اور بے عیب اور جوان اور فہیم لڑکا پیدا ہوا ایسا ہو کہ
تیرے دولت بلند ہو جاری بہت خوراک حاصل کریں ایسا ہو کہ بید وان جو
تیری تعریف کرتے ہیں اور تجھے روشن کرتے ہیں اُنکی عمر دراز ہوا ایسا ہو کہ ہم
لڑائیوں میں اپنے دشمنوں سے لوٹ حاصل کریں ۱؎ جل میں بوٹیاں ہیں
سلئے اے برہم چاریؔ جل کی تعریف کرنیمیں مستعد ہو ۲؎ اے جل تمام بیماری
کے کھونیوالے بوٹیوں کو میرے بدن کے فائدہ کے واسطے اپکا اے سوم رس
کے پینے والے اندر گو ہم مستحق نہوں پر تو ہمیں ہزار ہا عمدہ گوئیں اور گھوڑے
دیکر مالا مال کر ۳؎ اے خوبصورت اور طاقتور اندر خوراک کے مالک تیری
شفقت ہمیشہ قایم رہتی ہے ہمیں ہزاروں عمدہ گھوڑے اور گئوئیں دے ہر ایک
کو جو ہمیں گالی دیتا ہے غارت کر ہر ایک کو جو ہمیں نقصان پہونچاتا ہے قتل کر
اور ہمیں ہزاروں گھوڑے اور گئوئیں دے ۴؎ اے اندر جو ہماری بہتری
میں راضی ہوتا ہے ایسا کر کہ ہمیں خوراک بافراط ملے اور مضبوط اور بہت دودھ
دینے والی گئوئیں ہمارے ہاتھ آویں جنکے باعث سے ہم عیش و عشرت میں مشغول
رہیں ۵؎ اے اندر اور اگنی میں جو دولت کا خواہشمند ہوں تم دونو کو اپنے
دلمیں رشتہ دار اور قرابتی تصور کرتا ہوں اور اک جو تمنے مجھے عنایت کیا
ہے کسی دوسرے نے کبھی نہیں دیا اور اسطرح بہرہ مند ہوکر میں نے یہ منتر

۱؎ برہم چاری تین قسم کے ہیں اول ۲۴ دوم ۴۴ سوم ۴۸ سال تک اپنے نفس کو
قابو میں رکھنا استیارتھ پرکاش صفحہ ۵۸

جسمیں میں نے اپنی خوراک کی خواہش ظاہر کی ہے تمہاری تعریف میں بنایا ہے ۴۶ اے اندر اور اگنی نعمتوں کے عطا کرنیوالو خواہ سُرگ لوک پاتال لوک یا مرت لوک جہاں کہیں تم ہو وہاں سے یہاں آؤ اور کھلا ہوا رگ سوپیو ۴۷ اے اندر اور اگنی بجر گھا ہیولے شہروں کے غارت کرنیوالو ہمیں دولت عطا کرو۔ لڑائیوں میں ہماری مدد کرو ایسا ہو کہ مِتر ا دیوتا اور ورن دیوتا اور ادتی دیوی سمندر دیوتا دہرتی (پرتھوی) دیوی - آکاش (آسمان) دیوتا یہ سب ملکر ہماری اس دعا پر متوجہ ہوں ۴۸ اے انسانوں پر مہربانی کرنیوالے اندر تو بھی مخلوق ہی ہے پر پیدائش کے وقت سے آج تک کوئی نظیر نہیں ہوا تو تینوں لوک اور زمینوں کو آتش اور تمام اس عالم کا جو مخلوقات سے پُر ہے سہارا دینے والا ہے ۴۹ اے اندر جو سب دیوتاؤں میں اول درجہ کا دیوتا ہے ہم تجھے بلاتے ہیں تو نے لڑائیوں میں فتوحات حاصل کی ہیں ۵۰ ایسا ہو کہ اندر جو کارساز ہے اور تمام مانع چیزوں کا جڑ سے اکھاڑنیوالا ہے ہمارے رتھ کو لڑائیوں میں سب سے آگے رکھنے کے لئے ایسا ہو کہ اندر ہمارا ساتھی ہو کہ ہم سیدھے راستہ سے خوراک کثیر حاصل کریں اور ایسا ہو کہ مِتر ا دیوتا اور ادِتی دیوی سمندر دیوتا دھرتی دیوی - آکاش دیوتا ہمارے واسطے خوراک کی حفاظت کریں بہت سی مہمات کا سر کرنیوالا سب دیوتاؤں سے اچھا دیوتا نعمتوں کا عطا کرنیوالا سچی طاقت والا ہمارا اندر ہے جو دولت کا لحاظ کرتا ہے اور اس شخص سے دولت چھین لیتا ہے جو جگ نہیں کرتا جیسے رہزن مسافر سے چھین لیتا ہے اور اسے جگ کرنیوالے کو دیتا ہے ۵۱ اے اندر تیری سب تعریف کرتے ہیں ایسی کرپا کر کہ اور لوگوں سے ہمیں نقصان نہ پہنچے ۵۲ مروت - (ماروت) دیوتا تم دلیر اندر کے ہمراہ دونوں خوشی مناتے ہوئے اور یکساں شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوئے ۵۳ اے اجیت اندر ایسی لڑائیوں میں ہماری حفاظت کر جہاں سے بہت لوٹ ہمارے ہاتھ آوے

مینہ کے برسانیوالا طاقتور اندر ہمیشہ درخواستیں قبول کرنیوالا انسانوں کو اپنی طاقت عطا کرتا ہے جیسا سانڈ گوؤں کے ریوڑ کی حفاظت کرتا ہے حقیقت میں اندر کے گانیکے لائق یا پڑھنے کے لائق تعریف بار بار کرنی چاہیئے ۵۳ اے اندر نعمتوں کے بخشنے والے اور اپنے پوجاری پر کرشا کرنیوالے میں نے تیری تعریف کی ہے جو تجھ تک پہونچ گئی ہے اور جس کو تو نے منظور کیا ہے ۵۴ اے متمول اندر اس رسم میں ہمیں دولت حاصل کرنیکے لئے دلیر کر کیونکہ ہم محنتی اور مشہور رہیں ۵۵ اے اندر ہمیں بے اندازہ بے شمار اور لازوال دولت بخش جو مویشی اور خوراک اور زندگی کا چشمہ ہے ۵۶ اے اندر ہمیں نامور کر اور ایسی دولت دے جو ہزاروں طریقوں سے حاصل ہوا اور وہ کھانیکی چیزیں جو کھیتوں سے چھکڑوں میں آتی ہیں عطا کر ۵۷ اے ستارکرتو اندر شام وید کے پڑھنے والے تیری استت کرتے ہیں۔ رگ وید کے پڑھنے والے تیری تعریف کرتے ہیں جو کہ تو تعریف کے لائق ہے اور برہمن تجھے بانس کی مانند بلند کرتے ہیں ۵۸ اندر نعمتیں بخشنے والا اپنے پوجاری کے مطلب سے واقف ہے ۵۹ اے باسو دیوتا ہماری اس پوجا میں آکر شامل ہو ہمارے منتر اور تعریف اور دعاؤں کو قبول کر ہمارے جگ پر مہربان ہو اور بہت خوراک دے ۶۰ اے اندر ہمیں بڑی فیاضی سے گائیں عطا کر ۶۱ اے تعریف کے مستحق اندر ایسا ہو کہ ہم ہمیشہ تیری تعریف کرتے رہیں ایسا ہو کہ اس تعریف سے اے بڑی عمر والے تیری قوت زیادہ ہو اور ایسا ہو کہ یہ تعریف ہماری تجھے پسند آوے تاکہ ہمیں خوشی حاصل ہو ۶۲ ہم اگنی کو جو دیوتاؤں کا پیغمبر اور انکا بلانیوالا ہے اور بہت ثروت والا اور اس جگ کا سمپورن کرنیوالا ہے منتخب کرتے ہیں ۶۳ اے روشن اگنی ہم نے تجھے کبھی کا ہوم کھیکے بلایا ہے ہمارے دشمنوں کو جلا دے جنکی محافظ ناپاک ارواح میں ۶۴ اس اگنی کی جگ میں تعریف کرو کہ جو بڑا عاقل صادق اور روشن ہے اور بیماری

کالکھونیوالا ہے ۶۴ اے روشن اگنی دیوتاؤں کے پیغمبر اس نذریں پیش کرنے
والے کی حفاظت کرجو کہ تیری پوجا کرتا ہے ۶۵ اے اگنی ہماری جگ اور ہماری
ہوگ میں دیوتاؤں کو لا ہمنے تیری تعریف وہ منتر پڑھکر کی ہے جو سب سے آخر
تصنیف ہوا ہے ہمیں خوراک عطا کر اور دولت جو اولاد کا چشمہ ہے عنایت کر
۶۶ اے اگنی کانو یعنی رشی لوگ تجھے بلاتے ہیں اور تیرے گن گاتے ہیں
۶۷ اے اگنی معہ دیوتاؤں کے آ ۶۸ اے اگنی نیک کاموں کو ترقی دینے
والے یعنی دیوتاؤں کو جنکی ہم پوجا کرتے ہیں اس نذر میں مع انکی بیبیوں کے
شریک کر ۶۹ اے اگنی انعام کی دینے والی اور رتھو دیوتا کے ساتھ جگ
میں حصہ لینے والی گھر کی آگ ہوکر پوجاری کی خاطر دیوتاؤں کی پرستش کرنیکی
بہ سبب فوقیت رکھنے والی اگنی اپنے پوجاری کو روشن دے تاکہ اسکو معلوم ہو کہ
میری پوجا قبول ہوئی تیرے بل اکاش اور دہرتی لرزاں ہیں تونے اس بوجھ
کو اٹھایا ہے جسکے لئے پروہت مقرر کیا گیا۔ تونے بزرگ دیوتاؤں کی پرستش کی ہے
۷۱ تو اے اگنی خواہشوں کو پورا کرنیوالی ہے اپنے پوجاریوں کی دولت زیادہ
کرنیوالی ہے ۷۲ اے اگنی دولت کی خاطر ہم تیری پوجا کرتے ہیں اس ہوم
کے کرنیوالے کا نام کر دے ایسا ہو کہ تیری کرپا سے جو ہماری اولاد کو ہو پھر ہم یہ
رسم ادا کریں ۷۳ دہرتی - اکاش اور تمام دیوتاؤں سمیت ہمیں بچا۔
۷۴ اے اگنی تو ہمارے اس منتر سے جو اپنی لیاقت اور آگاہی کے موافق
پہنچتے ہیں ترقی پا اور ہمیں دولتمند کر اور ہمیں نیک سمجھ دے اور بہت خوراک دے
۷۵ ہم اے اگنی نذریں چڑہا کر تیری پوجا کرتے ہیں اے بہت خوراک دینے
والی ہم پر آج مہربان ہو ۷۶ اے اگنی تو خوشی کے دینے والی دیوتاؤں کو بلانیوالی
اور پیغمبر اور انسان کی محافظ ہے وہ نیک اور پاک کام جو دیوتا کرتے ہیں
سب موجود ہیں ۷۷ اے اگنی خوراک کی بخشنے والی ہمارے خزانے پر کردے
۷۸ اے جوان اور چمکدار اگنی ہمیں تاریک دنوں سے اور کینہ ور آدمیوں سے

جو بخشش نہیں کرتا اور موذی جانور سے اور ان لوگوں سے جو ہماری مار پیٹ کی فکر میں ہیں بچا۔ ۷۹ اگنی کے شعلے روشن طاقتور اور خوفناک ہیں ان کا اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ ۸۰ اے اگنی جو کہ امیر ہے اور تمام مخلوق کی فریاد رسی کرنیوالی ہے صبح سے نذریں دینے والیکے پاس بہت قسم کی دولت معہ عمدہ گھر کے لا آج یہاں دیوتاؤں کو اٹھتے ہی لا۔ ۸۱ آج ہم اگنی کو جو پیغمبر مکانوں کے دینے والے ہر دل عزیز دھوئیں کی جھنڈے والی روشنی بخشنے والی اور علی الصباح جو پوجاری پوجا کرتا ہے اسکی حفاظت کرنیوالی ہے منتخب کرتے ہیں۔ ۸۲ تو اے اگنی جگوں کی حفاظت کرنیوالی ہے اور دیوتاؤں کی پیغمبر ہے آج یہاں دیوتاؤں کو جو صبح اٹھتے ہیں اور سورج کا دھیان کرتے ہیں۔ ۸۳ میں سونے کے ہاتھ والے سورج کو اپنی حفاظت کیلئے بلاتا ہوں وہ پوجاریوں کا درجہ مقرر کرتا ہے۔ ۸۴ سورج کی جو پانی کا مددگار ہے ہماری حفاظت کے لئے تعریف کرو ہم اسکی پوجا کرنیکے لئے آرزو کرتے ہیں۔ ۸۵ دوستو بیٹھ جاؤ درحقیقت ہم سورج کی تعریف کرینگے کیونکہ وہ درحقیقت دولت کا بخشنے والا ہے۔ ۸۶ عاقل ہمیشہ سورج کے اس بڑے وجود کا دھیان کرتے ہیں جیسے آنکھ آسمان کی سیر کرتی ہے۔ ۸۷ تو اے سورج سب سے زیادہ چلتا ہے تو سبکو دکھلائی دیتا ہے تو چشمہ روشنی کا ہے تو تمام آسمان پر چمکتا ہے۔ ۸۸ تو اے سورج بارت دیوتا کے سامنے نکلتا ہے۔ تو انسان کے روبرو نکلتا ہے۔ اور تو اسطرح نکلتا ہے کہ تمام دیو لوگ تجھے دیکھ سکیں تو اس روشنی کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔ جسکے ساتھ تو صاف کرنیوالا برائی سے بچانیوالا ہے۔ تو فراخ آسمان کو دن اور رات کا اندازہ کرتا ہوا اور سب مخلوقات کو دیکھتا ہوا طے کرتا ہے۔ ۸۹ تو اے سورج آرام دہندہ روشنی سے چمکتا ہوا نمودار ہو کر اور سب بلند آسمان پر چڑھ کر میرے دل کی بیماری اور میرے بدن کی زردی کھو دی۔ روشنی کو تاریکی کے پرے دیکھکر ہم سورج دیوتک کے پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤں کے درمیان

ایک چیدہ دیوتا ہے۔ ۹۰ اے چاند دیوتا تو ہر دم کے کام کرنے سے نیکی کا کام
کرنیوالا ہے تو اپنے قوتوں کے باعث صاحب طاقت اور سب بیاپی ہے ۹۱۔ تو اپنی
بخشش کے باعث نعمتوں کا دینے والا اور اپنی بزرگی سے بزرگ ہے ۹۲
تونے اے انسان کے رہنما جگ کے چڑھاووں سے خوب پرورش
پائی ۹۳ تیرے کام والن راجہ کی مانند ہیں تیرا کام اے چاند بڑا ہے تو عزیز تر
دیوتا کی مانند سب کا صاف کرنیوالا ہے تو ریجان دیوتا کی مانند سب کا بڑھانے والا ہے
چونکہ تیرے میں وہ کلیں ہیں جو تیرے سبب سے آسمان زمین پہاڑیوں اور
پانی سب میں برکت ہے اسلئے اے چاند راجہ ہم سے اچھی طرح پیش آ اور بھلی
ہماری نذریں قبول کر ۹۴ تو اے چاند اس شخص کو جو تیری پوجا کرتا ہے خواہ وہ
جوان ہو۔ یا بوڑھا دولت دیتا ہے تاکہ وہ اس سے حظ اوٹھاوے اور زندہ رہے
۹۵ اے چاند راجا ہمیں اُس سے جو نقصان پہونچانیکی فکر میں ہے محفوظ رکھ۔
تجھ سے دیوتا کا دوست کبھی نہیں مر سکتا ۹۶ اے چاند دیوتا ہماری
ایسی مدد کر کہ جس سے بھوگ لگانے والیکو خوشی حاصل ہوتی ہے ہمارے
اس ملبان کو اور تعریف کو قبول فرما کر اے چاند دیوتا ہمارے پاس آ اور ہماری
رسم کا ترقی دینے والا ہو۔ چونکہ ہم منتروں سے واقف ہیں اس سبب سے ہم تیری
تعریف کر کر تیرا رتبہ بڑھاتے ہیں ۹۷ اے کرپا ندھان چاند ادھر آ۔ اے دولت
بخشنے والے بیماری کھونے والے دولت سے آگاہ خوراک کے بڑھانے والے چاند
دیوتا ہمارا ایک لائق مددگار ہو ۹۸ اے چاند دیوتا ہمارے دلوں میں ایسا خوش
رہ جیسے مویشی سبزہ زاروں میں یا انسان اپنے گھروں میں خوش رہتا ہے ۹۹ اے
چاند دیوتا ایسا ہو کہ قوت تیری میں ہر طرف سے آوے ہمارے واسطے خوراک
مہیا کرنے میں سرگرم رہ ۱۰۰ اے چاند دیوتا سب بیلوں کے ساتھ بڑھتا جا
ہمارا دوست ہو خوراک کیطرف سے آسودہ حالی بخش تاہم پھلیں پھولیں ۱۰۱
چاند دیوتا اس شخص کو جو کہ نذریں چڑھاتا ہے دودھ والی گائے چالاک گھوڑا

اور ایک بیٹا جو کہ کاروبار میں ہوشیار خانگی تعلقات میں ہنرمند۔ پوجا میں سرگرم مجلس میں لائق اور جو اپنے باپ کی عزت کا باعث ہو دیتا ہے منڈ ۱۲ اے چاند دیوتا تجھے رن میں اٹل ہزاروں آدمیوں کے گروہ میں لڑکر فتحیاب ہونیوالا طاقت زائل نہونے (بیماری سے بچانے) دینے والا۔ جگوں کے درمیان پیدا اور روشن مکان میں رہنے والا مشہور اور بہادر جانکر خوش ہوتے ہیں منڈ ۱۳ تونے اے چاند پودے پانی کے اور گئوئیں پیدا کی ہیں۔ تونے کشادہ آسمان کو پھیلایا ہے۔ تونے تاریکی کو روشنی سے پراگندہ کردیا ہے منڈ ۱۴ اے طاقتور چاند دیوتا اپنی روشن دماغی کے ساتھ دولت کا ایک حصہ دیتے (ایسا) ہو کہ کوئی مخالف تجھے دق نہ کرسکے تو کسی دو برابر مخالفوں کی بہادری پر فوقیت رکھتا ہے ہمیں رن میں ہمارے دشمنوں سے بچا منڈ ۱۵ سورج روشن صبح کے اسطرح ساتھ آتا ہے جیسے مرد نوجوان خوبصورت عورت کے پیچھے چلتا ہے۔ اسوقت دھرم آتما لوگ مقرری وقت کی رسموں کو کرتے ہیں اور مبارک سورج کو اچھے انعام کی خاطر پوجتے ہیں یعنی اسکی پرستش کرتے ہیں منڈ ۱۶ سورج کے تیز رفتار ہمایوں فال (رتھ) پاؤں کے مضبوط راستے طے کرنیوالے گھوڑے جنکی ہم نے پرستش کی ہے اور جو تعریف کئے جانیکے مستحق ہیں آسمان کی چوٹی پر پہونچ گئے ہیں اور جلد زمین آسمان کے گرد پھر آئے ہیں (ایسا) دیوتا پن اور جلال سورج کا ہے کہ جب وہ غروب ہو جاتا ہے۔ وہ پھیلی ہوئی روشنی کو چھپا دیتا ہے (اور) کام پر پھیلی ہوئی تھی اپنے میں چھپا لیتا ہے جب اپنے گھوڑوں کو کھول دیتا ہے اُس وقت رات کی تاریکی سب پر چھا جاتی ہے آفتاب مترا دیوتا اور ورن دیوتا کے سامنے اپنی روشن صورت آسمان کے درمیان ظاہر کرتا ہے اور اسکی کرنیں ایک تو اسکی بیحد روشن طاقت کو پھیلاتی ہیں اور دوسری جب وہ چلی جاتی ہیں تب رات کی تاریکی لاتی ہیں منڈ ۱۷ آج دیوتا سورج کے نکلتے ہی ہمیں نا وجہ باتوں سے بچا (کر) دہیا (بہا) ہو کر مترا دیوتا ورن دیوتا ادیتی دیوی سمبندھ دیوتا دھرتی دیوی

آکاش دیوتا اس ہماری دعا پر متوجہ ہو کہ سنیں مختصراً چند منتر وید کے لکھے گئے اب انہیں منتروں میں سے کسیقدر کی شرح بھی لکھے دیتے ہیں تاکہ آریہ صاحبوں کو جو ہر ایک طرح سے وید کو کتاب التوحید ثابت کرنے پر اڑے ہوئے ہیں بخوبی تسلی اور اطمینان وید کی جاہلانہ اور مشرکانہ تعلیم پر ہو جاوے۔

شرح بیدک منتروں کی

(ہمارا نمبر اول دیکھو) شارح لکھتا ہے کہ جس لفظ سے ثروت والا ترجمہ کیا گیا ہے وہ لفظ سنسکرت کی اصل عبارت میں رتنا دھاتما ہے جسکے معنی ہیں جواہر رکھنے والا۔ مگر رتن دولت کو بھی کہتے ہیں۔ اس شرتی میں شاعرانہ تناسب کا بیان ہے یعنی آگ کو اول ایک ایسا دیوتا مقرر کیا گیا جسکو سب دیوتاؤں سے پہلے نذریں دینی پڑتی ہیں یعنی ہوم کا گھی وغیرہ پہلے پہل آگ ہی پر ڈالا جاتا ہے سو اس لحاظ سے وہ پہلا دیوتا ہے جسکی ویدوں میں سب سے پہلے تعریف ہوئی ہے۔ بلکہ رگوید کی عبارت شروع ہی اگنی کی تعریف سے ہوئی ہے اور جو نذریں دوسرے دیوتاؤں کو یہ اگنی دیوتا پہونچاتا ہے "وہ کیا شے ہے" وہ اُن بخارات سے مراد ہے جو گھی وغیرہ کو آگ پر ڈالنے سے آگ میں سے اُٹھتے ہیں اور ہوا میں جاتے ہیں جو وایو دیوتا ہے اور پھر اندر دیوتا یعنی کرۂ زمہریر تک اُس کا اثر پہنچتا ہے اور پھر دھرتی دیوتا پر اس کا اثر پڑتا ہے یہ تو اس شرتی کا مطلب ہے اور لفظی صنعت اسمیں یہ ہے کہ آگ کو جسکا رنگ تاباں و درخشاں ہے رتنا دھاتما یعنی جواہر دار قرار دیا ہے کیونکہ آگ کی چمک کو جواہرات کی چمک سے ایک مناسبت ہے۔ گویا اگنی ایک جوہر دار اور دولتمند ایک دیوتا ہے جسکے پاس اسقدر جواہر ہیں جو دوسرے دیوتاؤں کو نذریں دیتا ہے اب میں کہتا ہوں کہ یہ تناسب شاعرانہ تو سب ہوئے۔ مگر کیا اس شرتی میں

کہیں پرمیشور کا ذکر بھی ہے۔ اے آریو کچھ انصاف کرو۔ ایماناً اپنی کانشنس سے ہی پوچھکر دیکھو کہ بجز اس بااقرینہ معنوں کے کوئی اور بھی اسکے معنی بن سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بن سکتے کیونکہ اگر اگنی سے پرمیشور مراد ہے۔ تو پھر وہ دوسرے دیوتے کون سے ہیں۔ جن کو پرمیشور نذریں پہونچاتا ہے۔ اور نیز اس صورت میں نشو کا بھی ستیاناس ہو جائیگا کیونکہ اس نازک خیال شاعر نے آگ کو باعتبار چمکتے ہوئے رنگ کے ایک جواہر دار سے تشبیہ دی ہے جیساکہ آگ کو جوہر تاباں سے اور شاعر بھی تشبیہ دیتے آئے ہیں شیخ سعدی مرحوم نے بھی ایک شعر میں آتش کو جواہرات سے تشبیہ دیدی ہے۔ پس اگر ہم اگنی سے آگ مراد نہ لیں۔ بلکہ پرمیشور مُراد لیں تو اس ساری لطافت کی مٹی پلید ہو گی۔ لیکن ہم کسیطرح اگنی سے مُراد پرمیشور نہیں لے سکتے۔ کیونکہ اس سے آگے آنیوالی شرتیوں سے اور بھی ویدوں کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے دیکھو اسی اگنی کی دوسری تعریف اسی اشٹک الو کا ۲ سکت (۱) منتر میں یہ شرتی ہے ہمارا نمبر (۳) دیکھو۔ اب آریوں کو چاہئے کہ کیا پرمیشور دو لکڑیوں کے رگڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ کیا اس سے کھلا کھلا کوئی اور نشان بھی ہو گا کہ شاعر نے لکڑیوں کا بھی ذکر کر دیا جو آگ کے بڑھنے کا موجب ہے۔ پھر اگر اس شرتی پر بھی اعتبار نہ ہو۔ تو ایک اور شرتی ذیل میں لکھی جاتی ہے اسکو پڑھو اور انصاف کرو۔ دیکھو اشٹک اول الو کا ۴۔ سکت ۳۔ اے اگنی نیک کاموں کو ترقی دینے والی جن دیوتاؤں کی ہم پوجا کرتے ہیں اُنکو مع اُنکی استریوں کے شریک کر اے روشن زبان والی انہیں سوم کا رس پینے کو دے۔

دیکھو اس جگہ بھی شاعر نے باعتبار چمک کے اگنی آپ کو روشن زبان کہا اور اُسکا کام یہ بتایا کہ وہ دوسرے دیوتاؤں کو اور نیز اون کی عورتوں کو سوم کا رس پلاتی ہے۔ پس آگ کو اُسکی شرار انگیزی کی وجہ سے دیوتاؤں کا ساقی خیال کیا گیا۔ اب سوچو کہ یہ پرمیشور ہونیکے لچھن ہیں پھر اگر یہ شرتی بھی مل

کا دھڑ کا دو منکر سکے تو لیجئے ایک شرتی اور بھی ۔ دیکھو وہی اشٹک اٹو کا ہم سکت
۳ ۔ اے اگنی دیوتا اپنی چالاک اور اپنی طاقتور گھوڑیاں جنکو نیام روہت
نامزد کرتے ہیں اپنے رتھ میں جوت اور اُنکے وسیلہ یہاں دیوتاؤں کو لا ۔
(شرح) اس شرتی میں شاعر نے آگ کے تیز شعلوں کو گھوڑی کی شکل پر
تصور کرلیا ہے اور مدعا اسکا یہ ہے کہ اس آگ سے بخار اُٹھیں گے اور ہوا وغیرہ
میں پہنچینگے ۔ جیسا کہ وہ ایک دوسری شرتی میں لکھتا ہے جسکا یہی اٹو کا
اور یہی سکت ہے ۔ اے اگنی تو اندر ۔ وایو ۔ برہسپتی ۔ مترا ۔ پیشان ۔ بھاگا
اوتیاون اور مروت کے گروہ کو نذر پیش کر (شرح) اندر گروہ زمہریر کا نام
وایو ہوا کا نام اور باقی چاروں برسات کے مہینوں کے نام ہیں اور مروت مہینے کی
ہوائیں ہیں شاعر نے ان سب کو دیوتا مقرر کردیا ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ اول
حرارت سے ہی بخارات اُٹھتے ہیں تو گویا اگنی بخارات کو پھر اُٹھا کر پھر انہیں اندر وغیرہ
کو وہ نذر پیش کرتی ہے تمام وید میں یہی جھگڑا بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ پہلے پہل بخارات
ہوا میں بلکہ اندر کے پیٹ میں پڑتے ہیں جیسا کہ اسی اشٹک اٹو کا ۳ سکت ایک
میں لکھا ہے ۔ اندر کا شکم سوم کا رس کثرت سے پینے کے باعث
سمندر کی مانند پھولتا ہے ۔ اور تالو کی نمی کی مانند ہمیشہ تر رہتا ہے
انہیں کھانوں سے اندر کا پیٹ بھرتا ہے اور قوت حاصل ہوتی
ہے ۔ اے خوبصورت زنخدان والے اندر ان تعریفوں سے خوش
ہو یہ اول بیان ہو چکا ہے کہ اندر کا ساقی اگنی ہی ہے اب ان تمام وجوہات سے
ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت اگنی سے مراد آگ ہی ہے اور اگنی کے عام اور لغوی
معنی آتش کے ہیں تمام مسلسل بیان رگوید کا اسی پر شہادت دے رہا ہے اور
وید کے پہلے بھاشیکاروں نے بھی یہی معنے لکھے ہیں اور تناسبات شاعرانہ بھی
منتروں کے اسی کو چاہتے ہیں اور جن صفتوں سے اگنی کو منسوب کیا ہے وہ
بھی آگ کی ہی صفتیں ہیں نہ پرمیشور کی اور یہ خیال ہندوؤں کا قدیم سے چلا آیا ہے

اور اب بھی ہے اور اسی بنا پر جوالا مکھی کی آگ کروڑوں ہندوں کی نظر میں
ایک بڑی بھاری دیوی ہے۔ چنانچہ ہم نے بہت سے ہندوؤں کو کہتے سنا ہے
کہ اس کل جگ کے زمانہ میں کسی چیز میں ست باقی نہیں رہا مگر ایک جوالا مکھی
میں۔ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ بہت سے ہندو آگ کو ہی پرمیشور سمجھتے
ہیں اور ہندوؤں میں آتش پرستوں کے فرقے جنہیں ساگنگ کہتے ہیں۔
اسی بنا پر جاری ہوئے ہیں۔

ع۴ کیا اچھا صاف بیان ہے کہ وہی اگنی خوش ذائقہ قربانی مصالحہ دار
کرکے دیوتاؤں کو اگر یوں نہ پہونچا سکے تو سجات کے ہی ذریعہ سے پہونچا دے کیا
آریہ صاحب اس شرتی پر عمل کرنا خلاف وید کے ہے انہو شوق سے قربانی کرو
اور اس کا ثواب اپنے دیوتاؤں کو پہونچاؤ۔

ع۵ یہی اگنی دیوتا ہوا اور سورج اور کل دیوتاؤں کو تدریں پہونچانیکا اعلےٰ ذریعہ
ہے کیا یہی تعریف پرمیشور کی ہے اور کوئی کام پرمیشور کا نہیں۔

ع۶ یہاں تو اگنی دیوتا بے عیب ہے اب کیا ہے مگر والدین کی قید میں پابند
ہے یہ تو خود اپنے والدین کی اولاد ہیں بھلا غیروں کو اولاد اور دولت کیا بخشیگے
کیا یہ شرک جلی نہیں ہے۔

ع۷ ربط عبارت سے ظاہر ہے کہ اوسی اگنی کا نام پکارو اور پکارنا کیا وہی
دعا مانگنا بھلا جو سب سے بڑا دیوتا ہوا گر اس سے دعا نہ مانگیں تو بس ؎

اگر صد سال گبر آتش فروزد ✤ چو یکدم اندران افتد بسوزد

کیونکہ صاحب اب اچھے بُرے سب کاموں میں اور ہر ایک قسم کی مصیبت
تکلیف میں سوائے اس پہلے دیوتا کے اور کسکا نام لیا جاوے ✤

ع۸ دیکھو اسی اگنی کی تعریف ہے کہ وہ سرخ گھوڑونکی سوامی ہے یعنی سرخ
شعلوں کی مالک ہے کیوں اب بھی کچھ کسر رہی اسی اگنی دیوتا سے التجا ہے
کہ سب دیوتاؤں کو یہاں لاوے (۳۳ تینتیس) گیارہ آکاش کے گیارہ عالم برزخ کے
اور گیارہ دھرتی کے یہاں تک کہ یہی ۳۳ دیوتا پورے ۳۳ کروڑ ہو گئے گویا اگنی

جو پہلا دیوتا ہے ۳۳ کروڑ پر غالب ہے۔ باوجیہی اگنی ہماری تعریفوں سے خوش ہو گیا اچھی وحدانیت ہے +

۲۸ وہی اگنی دیوتا جو زندگی کا باعث ہے اور اپنے فائدہ کے لئے دولت والا اوسکا ہو جانا چاہتے ہیں وہ کیسی ہے۔ لو ہم سے سنو لوگ اسکو محفوظ جگہ میں روشن کرتے ہیں واقعی بات تو یہ ہے کہ اس سے کھانا پکاتے ہیں یہی زندگی کا باعث ہے آریہ ورت کے آریہ عجائب پرست تو ہمیشہ سے چلے ہی آتے ہیں۔ جب ہی تو ایک خدا سے خطۂ زمین پر ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پرستش ہو گئی جسکو اب آریہ لوگ بالکل ہی ملیامیٹ اپنی حکمت سے بظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ممکن نہیں کہ اس نند وشتی آتش پرستی اور بت پرستی سے علیحدہ ہو سکیں اسکا بیان انشاءاللہ آگے ہوگا ہون (ہوم) دیکھو۔

۲۹ اب فلاسفہ دانی وید اور ویدیوں کی ملاحظہ ہو اگنی دیوتا ہمیشہ ہی جان سنتے ہیں آپ ذیعقل و ذوی الحیات بھی ہیں بڑا عاقل اور ہوشیار ہے اور جگ کرنیوالے۔ کہ گھر کی حفاظت تو ضرور ہی کرتا ہے اگر والیو ویوتا اگر اسکو ناراض کردے تو دیکھتا ہے کہ کہاں نے کہاں تک خاکستر و خاک سیاہ کرتا ہے سبکی سب بھسم ہو جاتی ہے اب بڑی بات یہ ہے کہ یہی اگنی پرمیشور گھر کی آگ سے روشن ہوئی ہے۔ اسکی کیا تاویل ہوگی۔

۳۰ اب وہی اگنی دیوتا لازوال ہو گیا۔ کیوں آریو کتنی چیزیں لازوال ہو جائینگی پرمیشور۔ مادہ۔ روح۔ اگنی خیر سے چار تو یہی لازوال ہوئے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ اگنی سے یہاں مراد خدا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ پرمیشور کیا کہاتا ہے جو اپنی خوراک لاشے سے ملا کر جلدی سے تناول کر کے خشک لکڑی پر جھٹ پٹ چڑھ گئی کیا پرمیشور کا یہی کام ہے۔ یہاں اب کیا کہا جاویگا۔ اگر آگ لازوال کہتے ہو تو چار چیزیں انادی ہوئیں اور اگر یہ پرمیشور مراد لو تو یہ پرمیشور میں آگ کی صفت موجود ہے کہ سوکھی لکڑی کو جلد جلا کر خاک کر دیتی ہے۔

کہلا جگ (یگ) کی رکشا کرنیوالا اسوا اگنی کے کون ہے یہاں کا پشید
ع ۱۲ بہلا جگ (یگ) کی رکشا کرنیوالا اسواء اگنی کے کون ہے یہاں
مُراد ہے کہدو لیکن یاد رکھو کہ یگ کی قربانیونکی تدریں پرمیشور کس بڑے دیوتا
کو پہونچا دیگا۔ اجتماع ضدین اچھا ہے۔

ع ۱۳ کیا اچھی مناجات ہے اب تو فائدہ کی خواہش ہوئی نذر چڑھانیوالے پجاری
کو اگنی فائدہ پہونچا دے اے شعلہ یا در کھ کہ وہ تیرے پاس یقیناً آنیوالا ہے
اگر تو اسکا فائدہ نہ پہونچا ئیگی تو نہ معلوم کیا خرابی ہوگی آخر مر کر بہسم ہوجاویگی اب
کہانا اس سے پکتا ہے۔

ع ۱۴ اگنی کی بدولت بہلا پوجاریکو کیوں نہ آسودگی حاصل ہوگی وہن آویگا۔ پوجا
کرنیکو استریاں آوینگی ان پوجاریوں سے اولاد حاصل کرینگی نسل کی علت غائی
فی الواقع اگنی ہی ہوئی +

ع ۱۵ اب اندر اور دایو کی طرف متوجہ ہوکر کس عاجزی اور لاچاری سے مناجات
کی جاتی ہے کہ ہمنے تیری ہی خاطر پانی چہڑکا چو کا دیا اب تو ہمارے واسطے کہانا لا
جب کھانا آجاوے تو بڑے اور چھوٹے منجھلے نو عمروں بڑے بوڑھوں سب کو
نمسکار کہانتک سب کا نام لیں ۳۳ کروڑ جو ہیں سب کی ہم پوجا ہی کرتے ہیں اب
بھی اگر مینھ نہ برسے اور ہوا نہ چلے تو سب پوجا پاٹ اکارت کیوں جی انبو انند عالیو
سے دعا مانگی کیسا بڑا پرمیشور ہے +

ع ۱۶ اب اندر ایک عابد کے فرزند جگر بند ہوگئے کہیں خالق کہیں مخلوق کہیں
وہی عابد کہیں معبود واہ کیا کہنا ہے عابد کا بہتر رشی کو مالدار کردے۔

ع ۱۷ ان ہی اندر صاحب کی بدولت تمام دنیا میں خوراک کی کثرت ہے تمام میں
کیا بلکہ آریہ ورت میں تو اسی دیوتا کی بدولت خوراک کی کثرت ہے اگر ایک سال
بھی آریہ ورت میں اندر دیوتا کی کرپا نہو تو آریہ ورت کی تمام کایا پلٹ جاوے برسات
کا ہی ظہور ہے +

ع ۱۸ اندر دیوتا اب بجر کہانے والے ہوئے بجر کیا ہے نالہ باری برف باری
چراگاہوں کو سیراب کرکے ہماری مویشیاں چرتی ہیں اور ہم کو دولت اور آرام حاصل ہے

۱۹۔ کیا اچھا دعوے اشباتیہ ہے کامل طاقتور اور دولت بخشنے والا شفقت کرنیوالا رکشا کرنے والا اندر ہے اسلئے اُسکی جانب ہم رجوع ہوتے۔

۲۰۔ اب آریہ صاحبوں کو لازم ہے کہ اپنے گرو جی کے کوش کی تائید کریں دیکھیں کیا تاویل کرتے ہیں سورج اور چاند معبود حقیقی ہوگئے اگر کہو کہ پرمیشور مراد ہے تو اگلی شرتی دیکھو کیا اچھا مضمون سلسلہ وار ہے کہ سورج کے نکلتے ہی رات اور تارے سب چور کیطرح بھاگ جاتے ہیں مثال بھی اچھی ہے نہ معلوم رات اور تارے کہاں جا کر چھپ جاتے ہیں اور کون ایسا دوسرا پرمیشور ہے جو ایسے چوروں کو چھپا لیتا ہے۔ یہاں چاند کا ذکر ہے نہیں کیا وہ ہر وقت سورج کے ساتھ ہی رہتا ہے +

۲۲۔ کیوں نہ سورج کے پاس جاویں گے دنیں دھوپ گرمی روشنی ہوا اور سب خواص و تاثیرات اسکو حاصل ہیں رات دن میں سب سیاروں اور ستاروں کا روشنی بخشنے والا ہے چلو اگنی کی یاد گئی سورج دیوتا بڑے گرو کی یاد آئی گوبر کا کیڑا گوبر میں۔

۲۳۔ چاند سے مراد پرمیشور لوگے یا کیا اگر پرمیشور مراد ہے تو اس کا کیا مطلب ہوگا "ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو" اور اگر چاند ہی مراد ہے تو اچھی بات ہے۔ اگنی۔ سورج۔ چاند۔ پرمیشور۔ روح۔ مادہ چھ جگڑا ہوا کہاں تین انادی تھے اب چھ ہوگئے اور اگر خیال کیا جاوے تو یہی چھ کیا بلکہ تمام مخلوقات ہی انادی ہے۔ سوچو اور غور کرو وہ کیا شے ہے جو ان تین سے خالی خدا۔ روح۔ مادہ۔ اسمان تینوں ازلی ہیں اور پیشوا آریہ کے قول کے مطابق صفت موصوف سے کبھی جدا نہیں ہوتی جیسا کہ مادہ اور روح کی قدامت ثابت کرنے میں بیان کیا ہے ستیارتھ پرکاش دیکھو۔

اب اگر آریہ صاحبوں سے کہا جاوے کہ تم مشرک بت پرست

مخلوق پرست عجائب پرست گئو پرست . وغیرہ ہو تو عام کم علم اور جاہلوں کو صاف دہوکہ دینے کی غرض سے کہدیتے ہیں کہ ہم تو
کم علم اور جاہلوں کو صاف دہوکہ دینے کی غرض سے کہدیتے ہیں کہ ہم ٹرے
کے موحد ہیں۔ سوائے میرے بھائیو ان کے مکر اور فریب سے بچو اگرچہ موحدین
محققین نے تو ۳۳ کروڑ ہی دیوتا شمار کئے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اس
قدامت مادہ و روح نے تو لیا و خدانیت سے دور رکھا کہ بیچارے اب بہت
کچھ کوشش کرتے ہیں مگر مجبور یہی باعث ہے کہ لاکھوں آریہ اور ہندو مشرف
باسلام ہوتے چلے جاتے ہیں یہ مسئلہ تثلیث ہی ہے جسنے عیسائیوں اور
ہندوؤں اور آریوں کو گمراہ کر رکھا ہے متعصب اور ضدی صاحب تو ہماری
اس قول پر آتے سے باہر ہو جاوینگے مگر منصف مزاج اور حق طلب جان لینگے
کہ بے شک یہ قول صحیح ہے دیکھو آتش پرستی زردشتی کا کیا عقیدہ ہے
جسکو کہ اپنا دین اور ایمان سمجھ رہے ہیں پھر اسپر تاویلات محض یعنی ہو رفضول
اسکا بیان انشاءاللہ آئندہ کیا جاویگا۔ اے آریو توبہ کرو شرک و بدعت
سے باز آؤ راہ راست پر چلو مشرف باسلام ہو جاؤ۔

ع ۳۵ بھلا اس اختلا اور اجتماع نقیضین کا کیا جواب ہوگا یہاں چاند اور اگنی
دونوں ہم رتبہ اور سب دیوتاؤں کے سردار ہیں۔ اور جو ہم تعریفیں کرتے
ہیں۔ انکو برابر آپسمیں بانٹ لو اگر لڑائی حصہ بانٹ میں کروگے تو اپنے
کئے کی سزا پاؤگے۔

ع ۳۶ جہاں اور دیوتا ہیں وہاں ایک جل بھی آگیا اگر مراد پرمیشور سے تو صریح
الزام ذات واحد پر ہے جو قادر مطلق ہے اور اگر پانی ہی مراد ہے تو محض
مہمل خبط بے ربط ہے بھلا پانی کی بھاپ سورج کے پاس جاکر شریک ہو جاتی
ہے اور جل دیوتا کا ملانا کیسا کیا وہ آجاویگا جیتے دریاؤں کو تدریں کیا
چڑھای جاتی ہیں جو وہ سورج کے پاس لیجاتے ہیں اور اسمیں سورج بھی
شریک ہو جاتا ہے سواء اسکے کہ انجرات یا بتہے دریا میں لاشوں کا بہا نا مقدم جا

انسان اور اُس کی تقدیر

باتصویر

یہ رسالہ مولوی محمد فیروز الدین صاحب فیروز ڈسکوی مدرس اول فارسی حالی سکول سیالکوٹ کی تصنیف سے ہے

اسمیں تقدیر کا اہم مسئلہ بالکل صاف کردیا گیا ہے معقولی اور منقولی علمی اور فلسفی ہر پہلو سے تقدیر کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے اور بتادیا گیا ہے کہ مذہب اسلام کے روسے تقدیر کا مفہوم کیا ہے؟ قرآن شریف کی ان آیات کی جنمیں تقدیر کا ذکر آتا ہے۔ نہایت خوبی کے ساتھ قرآن شریف ہی سے تفسیر کردی گئی ہے۔ توریت۔ انجیل اور وید کے روسے تقدیر اور البدھ کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اور ثابت کردیا گیا ہے کہ اسلامی تقدیر کے ماننے پر وہ اعتراض خدا کی ذات پر عائد نہیں ہوتا نہ جبر ثابت ہوتا ہے بلکہ اسلامی تقدیر ایک طرح پر قانون قدرت اور آئین فطرت ہی کے مرادف ہے جب کہ دیگر مذاہب کے روسے محض جبر کے مرادف مانی گئی ہے اسلام کے روسے جو تقدیر مانی گئی ہے بالکل حکیمانہ شان اور فلسفیانہ اسلوب رکھتی ہے۔ یہ رسالہ دنیا میں بالکل نیا ہے نئے حالات تازہ بیانات۔ لطیف خیالات۔ کلام ربانی کی آیات بینات کی ٹھیک ٹھیک تفسیر ہے۔ آجتک یہ مسئلہ دھندلی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اور لوگ طرح طرح کے شکوک پیش کرتے تھے۔ جو بفضلہ تعالےٰ بالکل صاف اور روشن ہوگئے ہیں اسکے بڑے بڑے عنوان یہ ہیں۔ تقدیر کے ٹھیک معنے گناہ کی فلاسفی مشیت الٰہی کی حقیقت۔ خدا کی مشیت اور مرضی میں فرق خدا کا تعلق افعال عباد سے خدا کا خالق افعال ہونا۔ کسب افعال اور خلق افعال میں فرق۔

گناہ اور اسکی فلاسفی۔ گناہ کب سے پیدا ہوا۔ گناہ کی سزا۔ گناہ سے نجات گناہ کا سچا کفارہ حقیقی نجات۔ عیسائی ویدک اور اسلامی نجات کا فرق۔ دعا اور اسکی حقیقت۔ شیطان کی حقیقت شیطان کے وجود کی حکمت خدا کے مہر لگانے اور گمراہ کرنے کے معنے اضلال الٰہی کی حقیقت اور خیر و شر کے تقدیر الٰہی سے ہونے کی حقیقت۔ دنیا کے مصائب ان کے بواعث مصائب دنیا کے وجود کی حکمت اور حقیقت۔ انسانی حالات کے اختلاف کا سبب۔ پیدائشی لولا۔ لنگڑا اور اپاہج کے وجود اصلی کا باعث دنیاوی امراض اور دکھوں کا موجب۔ قانون قدرت کی خلاف ورزی۔ آریوں کی غلطی اور مغالطہ۔ دعا اور دوا کا تعلق اعمال انسانی کے ساتھ اور اسکا اثر۔ تناسخ کا ابطال۔ پنڈت لیکھرام کی ثبوت تناسخ کا رد۔ خدا تعالےٰ کی گہری حکمتوں کا راز روح اور اس کی حقیقت۔ روح کے کرم۔ گن اور اور سبھاؤ۔ روح کی قدامت کا ابطال اور حدوث کا ثبوت۔ بہشت دوزخ کی فلاسفی۔ بہشت و دوزخ کی ابدیت کی حقیقت۔

غرض کہ انسان کی پیدائش سے لیکر اس کے مرنے اور مرنے کے بعد پھر عالم برزخ میں رہنے۔ اور قیامت کے قائم ہونے اور بہشت دوزخ میں پہونچنے تک کی پوری ہسٹری لکھی گئی ہے۔ کوئی انسان نہیں۔ جو انسانی تقدیر کے عجائبات کو دیکھنا نہ چاہتا ہوا سے منگائے اور ضرور مطالعہ فرمائے۔ . . . .

قیمت فی جلد عمر

کریم بخش و رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام
شہر سیالکوٹ

کریم بخش و رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپ کر مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے شائع ہوا

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

جیبی مترجم حمایل شریف با محاورہ جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں اور جسمیں ۱۳ خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور معقول ہے یعنی ۵ انچ لمبی ۳ انچ چوڑی جو جیب میں بآسانی آ سکتی ہے۔ شائقین کلام مجید کے پاس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے رہ سکتی ہے (۲) ترجمہ حمایل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے۔ ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے صفحہ پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گڈ مڈ نہ ہو جاوے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) ہر صفحہ پر آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت و اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف الٹنا نہیں پڑتا۔ یہ خوبی آجتک کسی مترجم قرآن شریف میں نہیں ہے (۶) عربی تحریر نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی خوشخط ہے اور اعلیٰ درجہ کے کاتب سے لکھوائی گئی ہے (۷) ترجمہ جدید با محاورہ زبان حال کی اردو کے موافق کر دیا گیا ہے۔ ترجمہ ایسا شائستہ اور لطیف ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھے گئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہو اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دی گئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں تمام قرآن شریف کے مضامین کی فہرست ہے جو واعظوں خطیبوں اور تمام مسلمانوں کیلئے کارآمد ہے (۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک جگہ سارے حوالے لکھ دیئے گئے ہیں (۱۱) کاغذ سفید اور نفیس ولایتی لگایا گیا ہے (۱۲) جلد سنہری نہایت خوبصورت کرائی گئی ہے (۱۳) اخیر قرآن شریف اور لا یمسہ الا المطہرون کا لفظ لگایا گیا ہے۔ قیمت بے جلد عہ؎ قیمت مجلد معہ جیبی عہ۸؎ دو جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت

ملنے کا پتہ

کریم بخش رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

اللہ اکبر

رسالہ

اللہ اللہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

دیانند کی روح مختون کی جون میں

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۱ صفحہ ۱

تیسرا سین

پہلا پردہ

لدھیانہ کا گرد و نواح ہے اور ایک گاؤں میں ایک نوربافت بیٹھا کپڑا بن رہا ہے اسکے سامنے ایک دبلا پتلا لڑکا لنگوٹی باندھے ٹوٹے پھوٹے تاگوں کی مرمت میں مشغول ہے تھوڑی دیر میں میاں نورباف تو خدا کی یاد کرنے مسجد میں تشریف لیجاتے ہیں اُن کا گھر سے قدم باہر کرنا کہ وہی لڑکا

جو مخنی صورت بنائے تاگے گانٹھنے میں مشغول تھا سب کیا دھرا چھوڑ چھاڑ کو دنا پھاندتا گلی کے لڑکوں کو دولتیاں لگاتا اور اُن کو ہمراہ لیتا گلی کوچہ میں مشغول ہے۔ گھر کے کام کاج کی کچھ پرواہ نہیں۔ بڑے میاں جونہی مسجد سے نکل گھر آتے ہیں۔ دکان کو خالی پا کر عصا سنبھالتے اپنے لڑکے کی تلاش میں سرگردان ہیں آخر بصد مشکل اس لڑکے کو مار کٹائی کر کے گھر پھراتے ہیں اور اُسے سمجھاتے ہیں کہ گھر کا کام کاج یعنی نور بافی جلد سیکھ لے تاکہ ہمارا گذارہ بہ آسانی ہو جایا کرے۔ مگر لڑکا ہے کہ اسکا روزانہ یہی معمول ہے آخر بڈھے میاں لاچار ہو کر اس بدنصیب بچے کو مدرسے میں میانجی کے سپرد کر آتے ہیں مگر چار ہی دن میں یہ شوخ طبع لڑکا تمام مدرسے میں اُدھم مچا دیتا ہے ماں باپ روزمرہ کی شکائتیں سُن سُن کر علیحدہ کڑھ رہے ہیں استاد جی علیحدہ نالاں ہیں۔ بچارے نیک بخت ماں باپ رات دن دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ اس ناخلف لڑکے سے کسی طرح پیچھا چھوٹے۔ اُستاد جی اس فکر میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح یہ شوخ لڑکا مدرسے ... تاکہ مدرسے میں چند ... کسی کو اصل ملے۔ آخر خدا کارساز ہے

دوسرا پردہ

وہ شوخ لڑکا کسی غیر مذہب کے آدمی سے ملتا ہے جو اُسے بہت تسلّی دیتا ہے اور اُسے کبھی کبھی اپنے گھر آنے کے لئے کہتا ہے۔ یعنی جسطرح صیاد دانہ پر شکار کو پھانستا ہے اسی طرح وہ غیر مذہب کا مشنری اس کم عمر لڑکے پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیتا ہے کبھی مٹھائی کبھی پھٹا پرانا کپڑا کبھی کوئی کتاب دے دیتا ہے۔ ہوتے ہوتے آخر اُسے کہہ دیتا ہے کہ میں تیری تعلیم کا سارا بوجھ اُٹھاتا ہوں کیونکہ تیرے والدین غریب ہیں والدین بچارے پہلے ہی لڑکے کی عادات سے تنگ ہیں وہ خوشی منظور کر لیتے ہیں ہوتے ہوتے یہ لڑکا غیر مذاہب کے زیر سایہ پڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ مڈل

انٹرنس پاس کر کے ایف اے کا امتحان دیتے وقت اپنا مذہب برہمو سماج لکھاتا ہے جو معلوم ہونے پر ہمیں پاس پہلے ہمدردی کرنے والے غیر مذہب والے کی کارستانی کا پتہ چل جاتا ہے۔ کہ انہیں مشنریوں والے جالوں میں مسلمانوں کے بچوں کو پھنسا کر آخر ایک دن مونڈ ڈالتے ہیں

تیسرا پردہ

اب یہ لڑکا بی۔اے میں تعلیم پاتا ہے چونکہ نام کا مسلمان ہے اسی لئے رہتا سہتا مسلمان لڑکوں کے ساتھ ہے۔ مگر در پردہ غیر مذاہب کے جلسوں میں شریک ہوتا اور انکی کتب زیر نظر رکھتا اور انکی زہریلی تعلیم سے متاثر ہو چکا ہے۔ بی اے کا امتحان دیتے وقت ان مسلمان طلبا کے ساتھ ہی جنکے ہمراہ وہ رہتا ہے۔ اپنا مذہب اسلام ظاہر کرتا ہے آخر امتحان میں پاس ہو کر تلاش روزگار میں سرگردان ہے کئی جگہ عرضیاں بھیجے کرتا ہے۔ مگر خشک جواب پا کر بہت لاچار ہو جاتا ہے۔ آخر کار کہیں سے معلوم کر کے کہ کہیں اسلامیہ سکول میں ایک اسامی خالی ہے عرضی کرتا ہے اور بصد سفارش وہاں سے للعہ پر بھرتی ہوتا ہے اور اپنے بچپن کی مار کٹائی کے بدلے طلبا سے عوض لینے شروع کر دیتا ہے۔ ۴۰ ۵۰ طلبار کو مار پیٹ کر سکول سے نکالتا ہے اور کئی معصوم بچوں پر اپنی اندرونی خباثت سے زہریلی تعلیم کا اثر ڈالنا چاہتا ہے مگر جلد ہی بھانڈا پھوٹ جاتا ہے اور سکول سے برخاست کر دیا جاتا ہے۔

چوتھا پردہ

ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک لڑکا ڈاڑھی مونچھ منڈائے سر چٹم کرائے تعلیم یافتہ کے ایک مجمع میں کھڑا ہے گو ہم نزدیک بیٹھے ہیں مگر ہمیں کچھ سنائی نہیں

دیتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ دو چار لفظ منہ سے نکالتا ہے پھر شرمندہ ہو کر عورتوں کی طرح گردن نیچی کر لیتا ہے آخر نصف گھنٹہ کے بعد بیٹھ جاتا ہے۔ اور اُسکے اردگرد بیٹھنے والے دیانندی ریوڑیاں بانٹنی شروع کر دیتے ہیں کہ خوب مزا ہاتھ آیا۔ اب اس کی آڑ میں خوب شکار کھیلا جائیگا۔ اور اسلام پر جلے پھپھولے نکالنے کا خوب موقعہ ہاتھ آگیا۔ ناظرین آپنے کچھ سمجھا بھی کہ یہ لڑکا کون ہے آپئے ہم آپکو انتظار میں نہیں رہنے دینگے اور بتائے دیتے ہیں کہ یہ وہی میاں نوربافؔ کا دبلا پتلا مگر شوخ لڑکا ہے جسنے ماں باپ کا ناک میں دم کر دیا تھا جنھوں نے اسکا نام عفورار کھاتھا اور اب یہ برہمو سماج سے نکل کر دیانندی سماج کی بھیڑوں میں شامل ہوتا ہے۔ اور بقول دیانندیاں مولوی فاضل جناب مولانا مولوی محمد عبد الغفور صاحب دھرم پال بنتا ہے یہ کیوں اسلئے کہ سوائے روپے کے دنیا کے کاروبار چلنے مشکل ہیں تیس چالیس میں ایک تعلیم یافتہ کا گذارہ کیسے ہو سکتا ہے پھر اُسپر میاں نورباف کو ولایت ولائیت جانے کی تڑپاہٹ ہے۔ اب روپیہ ہاتھ آئے تو کیسے۔ آخر بعد تلاش بیچارے کو روپے کی کان مل گئی ہے۔ موچھ سرمنڈا کان میں کود پڑتا ہے۔ شاید گوہر مراد ہاتھ آجاوے۔

پانچوان پردہ

ہم دیکھتے ہیں کہ دیانندی صاحبان ایک ستر بہتر صفحہ کا ایک رسالہ دیانند و مقتول کی خرافات سے چُن چُنا کر اور گوجرانوالہ سے چھپوا کر ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں دے رہے ہیں اور اسے لالہ نورباف کا لکچر (شاید ویدک زمانہ میں اسی طرز کے لکچر دیئے جایا کرتے ہونگے اور اُنکی عبارت بھی ایسی ہوا کرتی ہوگی) بیان کر کے بڑے زور شور سے شائع کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ بیچارے ناکردہ گناہ پھیکڑ نازی کی اتنی بھاری گٹھڑی رکھ رہے ہیں جسے وہ اٹھانے کے ناقابل

گو یہ عادت اُسے بچپن سے ہے مگر اتنو تعلیم یافتہ ہونے کے باعث تہذیب سے کچھ حصہ مل گیا تھا = مرتا کیا نہ کرتا۔ آخر ہم دیکھ رہے ہیں کہ گو بوجھ کے باعث اس کے منہ سے آواز بھی نہیں نکلتی اور جو ذرا غمخواری کے لہجہ میں ہمدردی ظاہر کرتا ہے اسی کو کھانے دوڑتا ہے۔ مگر تاہم وہ اس بوجھ کو نرمی سختی سے اٹھائے جا رہا ہے اور رو ما شندیوں کی جان کو رو رہا ہے۔ کچھ دیر تک تو اس بوجھ کو بیچارہ اٹھائے رہتا ہے اور ناصحان مشفق کی کوئی کوئی بات سُن لیتا ہے آخر کار جب دیکھتا ہے کہ لوگ تو نصیحتیں کرتے کرتے مجھے اصل مطلب نذر کشیدن سے باز رکھنا چاہتے ہیں تو وہ گٹھڑی اٹھائے بڑے بڑے مہاتماؤں کے قدموں پر جا گرتا ہے۔ اور بصد عاجزی منت کرتا ہے کہ لالہ دیانند کے واسطے میری عزت رکھ لینا۔ ورنہ میں لوگوں سے سخت شرمندہ ہوں۔ خود تو عربی فارسی سنسکرت کی لیاقت نہیں رکھتا تا کہ کسی کو جواب دوں بلکہ ہے وید کی تعلیم پر حسب وعدہ کچھ لکھ سکوں۔ اسلئے آپکی امداد سے میرا کام بن جائیگا۔ اور میری عزت ہمہ عربی دانی کا تو یہ حال ہے کہ آریہ میگزین جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۴ میں آیت ہے

اما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجساً الی رجسہم وماتوا وہم کافرون ترجمہ: پس وہ لوگ جنکے دلمیں بیماری ہے۔ بڑہائی (خدانے) انکی گندگی پر گندگی اور وہ مر گئے درحالیکہ کافر تھے" زادت کا فاعل بریکٹ میں خدا لکھدیا ہے۔ حالانکہ زادت مونث کا صیغہ ہے خدا فاعل ہرگز نہیں ہو سکتا۔

پھر ترک اسلام صفحہ ۶۴ میں ان شانئک ھوالابتر ترجمہ۔ تیری جنگی کی قسم کہ وہ شخص ابتر ہے کیا ہے اب ایسی فاش غلطیوں کے ہوتے ہوئے میں سخت شرمسار ہوں میری مدد کرو اور کچھ علاج کرو۔

چھٹا پردہ

اس وقت ہم ہردوار کے قریب کانگڑی میں پہنچکر کیا دیکھتے ہیں کہ دیانندی مہاتماؤں کا ایک جلسہ منعقد ہے جس میں ہمارے ہیرو مختون دیانندی بھی سر جھکائے ڈاڑھی مونچھ منڈائے بیٹھے ہیں۔ یہ جلسہ ایک خاص غرض کے لئے کیا گیا تھا۔ یعنی مختون دیانندی کو مسلمانوں نے جو نصیحت آمیز خط لکھے ہیں اور اسے اسکی غلطیوں پر متنبہ کیا ہے اُنکا جواب کسطریقہ سے دیا جاوے۔ سب سے پہلے ایک مہاشے تجویز کرتے ہیں کہ جسطرح ہو تحقیقی جواب دیئے جاویں۔ مگر دیگر مہاشے چلا اٹھتے ہیں کہ تحقیق جواب لاؤ گے کہاں سے وید کا ترجمہ ہی کوئی مکمل نہیں۔ جو لالہ دیانند نے تھوڑا بہت کیا ہے۔ اسکے ایک ایک لفظ پر مسلمان جرح کر رہے ہیں اِدھر اُدھر مانگے تانگے سے گھر پورا ہونا مشکل ہے آخر کار تجویز کنندہ مہاشے جی اپنی تجویز کو بصد حسرت واپس لے لیتے ہیں۔ پھر بکثرت رائے اسطرف ہوتی ہے کہ فلاں فلاں مہاشے جی لالہ مختون کو ایک جواب جو عیسائیوں اندرمن مکذب دویانند کے اعتراضات سے کاسہ لیسی کرکے معجون مرکب بنایا گیا ہو۔ تحریر کر کے دیں۔ اور مختون کے نام سے شائع کریں۔ اور فی الحال مختون کو ننگا لیوں کا لباس پہنا کر گالی گلوچ کے مدرسے میں داخل کر دیا جاوے تاکہ وہ بھی ہرکہ در کان نمک رفت نمک شد گالی گلوچ اور بدزبانی میں شہرہ آفاق ہو جاوے اور اُسکی بچپن کی عادت جو تعلیم پانے سے قدرے جاتی رہی تھی پھر عود کر آوے۔

ساتواں پردہ

اب ہم مختون کو نیا جنم دھار کر گالی گلوچ کی مالا ہاتھ میں لئے سماج میں آن بان سے بیٹھے دیکھتے ہیں اسوقت اسکی بدزبانی پوری جوش پر ہے۔ جس نے

اُسے فدا نصیحت کی اسی پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع ہے گو کوئی ناصح اس سے مخاطب ہو یا نہ ہو مگر وہ اُسے بھی بدزبانی کے بغیر نہیں چھوڑتا۔ وہی بات ہوئی ایک تو کریلا دوسرا نیم چڑھا۔ ایک تو چھوٹی ذات کا شوخ لڑکا اور پھر دیانندی تہذیب کا پرورش یافتہ۔ جو کچھ بھی لکھے سو کم ہے۔ اس وقت اسکی بدزبانی کا نشانہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ بنے ہوئے ہیں مسلمانوں نے اس بدزبان کو مخاطب تک نہیں کیا مگر وہ خواہ مخواہ آپکو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا اور خدا سے ذرا نہیں ڈرتا۔ اصل میں مجبور ہے کیونکہ جو آدمی بداعمال و دبان دراز ہو اُسے اپنی بدعادات ہمیشہ ستاتی رہتی ہیں۔ اور اُسے یقین ہوتا ہے کہ میری بداعمالی کی پاداش ضرور کسی نہ کسی دن مجھے مل رہے گی ایک مثل ہے کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہروں کو بھاگتا ہے اسی طرح جب بداعمال آدمی کی شامت آتی ہے تو وہ نیک بختوں کے گلے پڑتا ہے۔ یہی حال آجکل جھنون کا ہے۔ مگر اُسے صبر کرنا چاہیئے جب اسکی زبان درازی اور بکواس ایک خاص حد تک پہنچ جائیگی تب وہ خدا کے قہر کے نیچے داخل ہو جائیگا۔ خدا تعالے ہمیشہ بداعمالوں کو ڈھیل دیتا ہے کہ شاید وہ سنبھل جاویں مگر آخر کار جب پانی سر سے گذر جاتا ہے اور اُنکی صلاحیت کی سب امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں تو اسوقت اسکا عذاب نازل ہو کر بداعمالوں کو بھسم کر ڈالتا ہے۔

ڈراپسین

سماج کا تانا باناہی ٹوٹ گیا

اب جب سماج کے بانی کو رشی اور مہرشی کے خطاب دیئے جاتے ہیں۔ اور اسکو بڑا خاندانی بتایا جاتا ہے۔ تو محقق لالہ صاحب کی اصلیت تحقیق کرنے کے لئے حسب طرف دوڑتے ہیں ایک صاحب دیو مت سکرٹری دیو سماج

تو لالہ دیانند کے بیان کردہ پتہ پر ہی جا پہنچتے ہیں اور جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لئے لالہ صاحب کی اصلیت کی بابت ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۰ء کے ٹریبیون میں اس اسطرح لکھتے ہیں۔

جناب من

میں کاٹھیاوار کی ریاست موروی سے واپس آرہا ہوں یہاں کے مشہور پنڈت دیانند سرستی کے جنم استھان کو بذات خود ملاحظہ کرنے اور اُسکی اوائل عمر کے واقعات کے مطالعہ کرنے کو گیا تھا یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ مرحوم سوامی سرستی ہمیشہ اپنی ٹھیک جنم استھان اور اپنے والدین کے نام بتلانے سے گریز کرتا تھا اسکے پنجابی مریدوں نے خاص موروی کو جو کہ اسی نام کی ریاست کا دار الخلافہ ہے اسکے جنم استھان ہونے کی عزت دی ہے اور پنڈت انبا شنکرا روچ اسکے باپ کا نام لکھا ہے بعضوں نے انکی ماں جیبن کا نام جتلایا ہے اور سلسلہ ملازمت ریاست مذکور میں اسکے باپ کی خاص حیثیت بتلائی ہے سوامی سرستی خود بھی اپنے باپ کی حیثیت کا ذکر کیا کرتے تھے اس تمام واقفیت کو لیکر میں موروی پہنچا۔ اور خوش قسمتی سے ایک شاستری کا جو کل کاٹھیاوار میں معتبر ہے مہمان ہوا۔ میری ملاقات بوڑھے پنڈت شنکر لال شاستری سے ہوئی جو کہ موروی میں ان باتوں کے سب سے زیادہ باخبر خیال کئے جاتے ہیں اس کا اس امر پر مشورہ لینے کے علاوہ میں شہر کی تقریباً تمام گلیوں میں گیا اور وہاں کے بیسیوں بوڑھے سے بوڑھے باشندوں سے دریافت کیا اور آدروچ برہمنوں کے جیٹل یعنی چودھریوں سے بھی دریافت کیا اور ریاست کے تقریباً تمام بڑے افسروں سے ملاقات کی لیکن وہ تمام کے تمام متفق الرائے تھے۔ کہ کوئی ایسے اشخاص باسمی پنڈت انبا شنکر اور اُنکا بیٹا گذشتہ صدی کے درمیان موروی میں نہیں رہے مسٹر مرار جی منگل پانڈیہ جو آجکل قائم مقام دیوان ریاست مذکور کا ہے اور جو خود بھی جنید

سالگذشتہ میں اس سوال میں دلچسپی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ اور اُسنے کئی دفعہ بجواب سوالات چند اشخاص مثلاً لیکھرام مقتول اور مسٹر ڈی ابن مکرجی وغیرہ کے تحقیقات میں کئے تھے انکی بھی یہی رائے تھی کہ مرحوم بڑے آدمی کے جنم استھان اور والدین کا کوئی پتہ آجتک ٹھیک ٹھیک نہیں لگا میری درخواست پر ریاست کی مراسلات دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ تھا کہ پنڈت دیانند سرشتی کے باپ کے نام والے کسی اَروچ برہمن نے گذشتہ صدی میں ریاست میں ملازمت نہیں کی نہ کوئی ایسا برہمن کوئی جائداد از قسم اراضی ریاست مورو ی میں رکھتا ہے یا کبھی رکھی اسلئے میں پنڈت دیانند سرستی کے وقایع نگاروں کیخدمت میں سرگرمی سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنے بیانات کو واقعات کا حوالہ دیکر لکھیں اور اس ضروری سوال پر ٹھیک روشنی ڈالیں۔

مسٹر دیورتن نے تو سماج کی بنیاد ہی ہلا ڈالی۔ مگر بہتر ہوتا کہ وہ اتنی سردردی کرنے کی بجائے ہم سے ہی لالہ دیانند کی جنم استھان کا پتہ پوچھ لیتے تو ہم انکو صحیح جواب بتلیتے۔ اصل میں لالہ صاحب آدسرشٹی کی امیتھنی سپدائش میں پیدا ہونے کے لائق تھے مگر وزراسے عل کی کمی کی وجہ سے آپ نے پونے دوارب سال کے بعد اُسی امیتھنی سرشٹی کے قاعدے کے مطابق جنم لیا۔ اور پانچواں وید ہمراہ لائے ہم مسٹر دیورتن یا دوسرے سماج کے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ لالہ دیانند کے والدین کی تلاش ہی کیوں کیجاتی ہے جبکہ وہ امیتھنی سرشٹی کے پیدا شدہ ہیں۔ بھلا اگر ویدک الشیور نے تین ویدوں کے انتخاب سے چوتھا وید بنایا تھا تو چاروں کے انتخاب سے پانچواں وید دیانند جی کو نہ دینا ضرور دیتا چنانچہ دیا ہی بھائی جب چار ویدوں کے ملہم مجہول الاسم و وطن تھے تو پانچویں وید کا ملہم ان صفات سے موصوف ہوتا تو کتنی کسرشان تھی + سچ ہے

جھوٹ کے پیر کہاں۔

مرافقہ سوہدروی

تفسیر نیوگ

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۸ صفحہ ۲۹

پھر دیانند صاحب لگے جوڑنے میں اصل مطلب کو صاف طور پر بیان کرتے ہیں اس سے پہلے تو آپ دیسی زبان سے نیوگ کی آڑ پکڑتے رہے۔ مگر اب اپنا اصل مطلب بیان کر ہی چھوڑا کہ نیوگ کس بات کا نام ہے۔ وہ لکھتا ہے جبکہ ایک بیاہ ہوگا ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد رہیگا۔ اس عرصہ میں عورت حاملہ۔ دائم المریض یا مرد دائم المریض ہو جاوے اور دونوں کا عالم شباب ہو اور رہا نہ جائے۔ تو پھر کیا کریں + اس کا جواب وہ خود ہی دیتا ہے کہ اس کا جواب نیوگ کے مضمون میں دے چکے ہیں۔ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نکرنے کے عرصہ میں مرد سے یا عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کرکے اس کے لئے اولاد پیدا کر دے لیکن رنڈی بازی یا زنا کبھی نہ کریں + پیارے ناظرین یہ جواب بالکل لغو اور شاستر کے برخلاف ہے۔ اگر آپ منوسمرتی کو اسبارہ میں ملاحظہ کرینگے تو اسمیں سوائے دوسرے دوا یا پتی برت دھرم کو قائم رکھنے کے اور کوئی علاج نہیں یہ نیا نیوگ کا علاج دیانند کا اپنا ایجاد کردہ ہے ورنہ منوسمرتی اسے پشو دھرم قرار دیتی ہے۔ پھر دیانند کا یہ لکھنا کہ حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نکرنے کے عرصہ میں مرد یا عورت سے رہا نہ جائے تو نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے بالکل لغو ہے۔ حاملہ عورت سے ایسے وقت نیوگ کرانا کیا معنے رکھتا ہے کیا ویاسندی اصول میں عمل پر چل ہو سکتا + اور لطف کی بات سنئے دیانند لکھتا ہے کہ عورت یا مرد سے بوجہ عالم شباب رہا نہ جائے تو نیوگ کرلیں یہاں دیانند نے نیوگ کی اصل غرض و غائیت اور اس مسئلہ کی ایجاد کرنے کی ضرورت کو واضح طور

پر ظاہر کر دیا ہے کسی قدیم رشی یا منی یا شاستر کار نے بوجہ عالم شباب نہ رہ سکنے کو آپت کال نہیں لکھا اور نہ دیانندی اسپارہ میں کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ کہ عالم شباب کے باعث نہ رہ سکنا آپت کال ہے حالانکہ اس سے پہلے دیانند صرف لاولدی کو آپت کال لکھ چکا ہے۔ عالم شباب کے باعث نہ رہ سکنے کا یہ علاج تجویز کرنا خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کا ذریعہ ہے نہ کہ آپت کال۔ کیا دیانندی اپنے گرو کے بیان کردہ تواریخی واقعات نیوگ سے ایک بھی عالم شباب کے باعث نہ رہ سکنے کے آپت کال واقعہ کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو نیوگ کیا ہے۔ رنڈی بازی۔ زنا کاری جس کا نام دیانندی اصطلاح میں نیوگ رکھ دیا گیا ہے۔ رنڈی بازی کا موجودہ طریقہ بیشک قابل اصلاح تھا کیونکہ دیانند عوام کا خیر خواہ تھا اس فرقے کی خیر خواہی بھی کر گذرا کہ بغیر مرد نہ رہیں بلکہ خاوند کر کے فیشن ایبل اور ریفارم کردہ رنڈی بازی کے مرتکب ہوں۔

ہم نے دیانند کے دلائل کو بخوبی پرکھ کر دکھا دیا ہے کہ جن دلائل کی بنا پر اسنے اس غیر مہذبانہ مسئلے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان میں وہ بالکل کسی قاعدے کے رو سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ترکت دیا کرن۔ پرکرن سب اسکے مخالف ہیں۔ یہ کمزور اور بے بنیاد دلیلیں صرف وہی بدھی سے خامی بابو مان سکتے ہیں۔ چونکہ استاد ازل گفت ہماں مے گویم پر آنکھ بند کر کے عمل پیرا ہیں۔ صرف ایک فائدہ آپ کو اس مسئلے کے عام رواج سے مل سکتا ہے وہ کیا ہے کہ دیگر مذاہب کے کام دیو تک کے پیرو ایں خاطر آپکا شکار بن جایا کرینگے۔ اور دیانندی پنتھ ان کی نظروں میں آب حیات معلوم ہوگا۔ ورنہ مہذب شائستہ اور باحیا مرد۔ باغیرت انسان آپکے دامن تزویر میں پھنسنا ہرگز پسند نہ کریگا۔ دیانند کے دلائل تو آپنے دیکھ لئے اب میرا ارادہ ہے کہ باقی دیانندیوں

مثل مقتول مکذب - آتمارام رتن گمند ر پال وغیرہ نے جو درافشانی اس معاملہ میں کی ہے وزراان کی دلیلوں کو بھی پرکھ جاوے تاکہ دیانندی اس مسئلہ سے دست بردار ہو کر مہذب انسان اور باغیرت و آبرودار بنیں۔ مقتول مکذب نے اپنے رسالہ مسئلہ نیوگ مشمولہ کلیات آریہ مسافر کے صفحہ ۲۹۱ پر نیوگ اور نیر وواہ کو مترادف الفاظ قرار دیکر دیانندی چالاکی سے کام لیا ہے جو بالکل جھوٹ پر مبنی ہے دیانند نے اپنے مصنفہ وید یعنی ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کے بیان میں نیوگ اور نیر وواہ کا بڑا فرق ظاہر کیا ہے جسے ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ وہ سوال ۶ کرتا ہے کہ نیر لواہ اور نیوگ میں کیا فرق ہے پھر خود ہی اس کا جواب دیتا ہے (پہلا) بیاہ کرنے میں لڑکی اپنے باپ کا گھر چھوڑ خاوند کے گھر جاتی ہے اور اس کا باپ سے زیادہ تعلق نہیں رہتا مگر بیوہ عورت اسی بیاہے خاوند کے گھر میں رہتی ہے گو نیوگ ہوجاوے (دوسرا) اس بیاہی عورت کے لڑکے اسی بیاہے خاوند کے وارث ہوتے ہیں مگر نیکتا عورت کے لڑکے ویرج داتا کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں نہ اُس کا گوتر ہوتا ہے اور نہ اُس کا اختیار اُن لڑکوں پر رہتا ہے بلکہ وے متوفی خاوند کے بیٹے کہلاتے ہیں اُسی کا گوتر رہتا ہے اُسی کی جائداد کے وارث ہو کر اُسیکے گھر میں رہتے ہیں (تیسرا) بیاہی عورت اور مرد کو باہم خدمت اور پرورش کرنی لازمی ہے مگر نیکتا عورت مرد کا اس قسم کا کوئی تعلق نہیں رہتا (چوتھا) بیاہی عورت مرد کا تعلق دونو کی موت تک رہتا ہے مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق کاریہ کے بعد چھوٹ جاتا ہے۔ (پانچواں) بیاہی عورت مرد باہم گھر کے کاموں کو سرانجام دینے میں کوشش کیا کرتے ہیں۔ اور نیوگ شدہ عورت مرد اپنے اپنے گھر کے کام کیا کرتے ہیں۔

ناظرین آپ مقتول کی تحریر کا ملاحظہ کر کے فیصلہ کر لیں کہ نیوگ کو وہ دل سے کیسا برا جانتا تھا کہ اس بے غیرتی کے مسئلہ کے اعتراضات سے

بچنے کے لئے اُسے بینر یواہ کی تحت میں للنے کی کوشش کی جسمیں اس کا کامیاب
ہونا دشوار امر ہے بینر یواہ اور نیوگ میں زمین آسمان کا فرق ہوتے ہوئے وہ
ان کو مترادف قرار نہیں دے سکتا ہم نے اُسکے گرو کی تحریر سے مفصل طور
پر نیوگ اور بینر یواہ کا فرق بیانکر دیا ہے۔ اسلئے ہم بینر یواہ کی بحث کو بالائے
طاق رکھکر اُسکی دلائل متائید نیوگ کو پرکھینگے۔

اُسنے نیوگ کی تائید میں رگوید منڈل دس سوکت دس ورگ سات
پیش کیا ہے جنمیں سے منتر ۶ سے نیوگ کی تائید یا تردید کچھ ظاہر نہیں ہوتی
منتر ۷ میں بھی نیوگ کا ذکر تک نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے دوسرے
بیاہ شدہ عورت مرد آپس میں رہتے ہیں ویسے ہم بھی (یعنی جواب شادی کرنا
کرنا چاہتے ہیں) ہیں۔ اسکی مثال ایسے ہے کہ جیسے عورت مرد کہیں کہ جیسے
دوسروں کی اولاد پیاری ہوتی ہے ویسی ہماری بھی ہو۔ پس اس منتر سے نیوگ
کا مسئلہ حل کرنا اختراع دیانندی کے سوا اور کچھ نہیں۔ منتر ۸ میں لفظ
بینر یواہ کی تحت میں کھینچ تانکر نیوگ لایا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے
کہ تم وواہ کے خواہش مند کیساتھ گرہست روپ چکر کے چلانے والی ہے۔ اسمیں
نیوگ کی بالکل تردید ہے کیونکہ وواہ اور چیز ہے نیوگ اور چیز ہے منتر ۹ یہ
منتر مہمل ہے۔ نہ اسمیں نیوگ کی شرائط ہیں اور نہ قواعد ہیں تاں اگر دیاسارہ
میں گنگ نہ ہوتے بلکہ خود دعوے کرتے اور خود ہی اسبات کی دلیل دیتے کہ نیوگ کا یہ
فایدہ ہے اور یہ قواعد ہیں۔ تو قابل غور تھا مگر یہاں تو بینر یواہ کو نیوگ کہا جاتا ہے
اور اس گندگی پر مٹی ڈالی جا رہی ہے منتر ۱۰ کا ترجمہ مقتول نے چالاکی سے بالکل
غلط کیا ہے اس منتر کا اصل ترجمہ یہ ہے وے اتر یگ آوینگے (یعنی ایسا
کلجگ کا زمانہ آئیگا) جن یگوں میں بھگنیاں بھگنی سے علیحدہ سمبند بہت
کرم نکرینگے (یعنی اُن وقتوں میں بہنیں عورتوں کی مانند کام کرینگی اپنے بھائیوں
سے) اسواسطے ہے سوبھاگیہ والی میرے سے انیہ پتی کی اچھیا کر (یعنی اسے)

بھاگوان چونکہ یہ وہ زمانہ نہیں اسلئے تو مجھ سے سوا کسی اور مرد سے بیاہ کرلے مجھ سے ایسی خواہش نہ کر) اس منتر کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی باتیں زمانہ آئندہ یعنی کلجگ میں ہونگی کہ بہنیں بھائیوں سے خواہش مجامعت کرینگی۔ ہمارے اس ترجمہ کی تائید اگلے منتر صاف کرتے ہیں جنہیں صاف طور پر اسکی تشریح میں بھائی کے بیاہ کی تردید کی گئی ہے منتر ۱۲ میں مقتول لکھتا ہے "تیرے کا منایکت میں تیرے شریر سے شریر نہ ملاؤنگا۔ کیونکہ جو پرس ہمشیرہ سے صحبت کرتا ہے اُسے پاپی کہتے ہیں اس کارن میرے بغیر کسی اور گن کرم انوسار پرش سے شاستریتی سے شادی کر تیرا بھائی اس پاپ کو نہیں کرنا چاہتا" مقتول کے اس ترجمہ نے صاف ظاہر کردیا ہے کہ یہ ساری گفتگو جو ان مندرجہ بالا منتروں میں ہے بھائی بہن ہے۔ جنکا نام یمی یم ہے اسمیں نیوگ وغیرہ کا ہرگز ذکر نہیں۔ نروکت ادھیائے ۱۱ پاد ۳ کھنڈ ۱۳ میں صاف طور پر یمی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور اس کا قائل وہی یم اس کا بھائی ہے۔ خواہ مقتول یا دوسرے دیا نندی کتنا تڑپیں مگر اصل حقیقت سے وہ منہ چھپا نہیں سکتے۔ افسوس تو یہ ہے کہ مقتول نے مضمون کی سرخی کو بھی خیال نہیں کیا اس سوکت کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ چودہ منتر یم یمی کے سمباد کے ہیں جو آپس میں بھائی بہن کا رشتہ رکھتے تھے۔ مگر آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یم۔ یمی سے مراد رات اور دن ہیں اور چونکہ سکت کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ دیوسوتہ کے یم یمی کا سمواد ہے اور دیوسوتیہ سورج کو کہتے ہیں۔ تو سورج کے بیٹے بیٹی سے مراد رات و دن ہے جیہ خوب + پیراں نمے پرند۔ مریداں ہے پرانند والی مثل ہوگئی ویدتو گنگ مگر مقتول ہے کہ کہ اسکے خرافات فضول کو تاویلی شکنجے میں کس کر اسکی کمزوری ثابت کر رہا ہے اول تو سورج کے بیٹے بیٹی کی مثال ہی غلط اور غیر احسن ہے دن کو تو خیر بیٹا بنا لیا مگر افسوس کہ سورج کی بیٹی تھی پیدا ہوتی ہے۔ جب سورج صاحب اس جہان سے چلا دیتے

زرایسے کام کی خواہش کر۔ اور اس بیٹی کے واسطے اپنے پانی کو گرہن کرنے (بھائی لگتا ہے کہ کسی دوسرے مرد

ہیں اور جونہی آپ واپس آتے ہیں بیٹی منہ چھپا کر بھاگتی نظر آتی ہے یہ بھی اسکی شرم ولحاظ اور حیاداری کی دلیل ہے مگر افسوس کہ دیانندی پنتھ شرم وحیا سے ایسا خالی ہے کہ مرد کے سامنے ویرج دانا کارروائی کرکے منہ کالا کر رہا ہے۔ مگر آپ ہیں کہ لعل بدخشاں کی موہوم خوشی میں بے غیرتی سے خوش ہو رہے ہیں۔ اسی مثال سے شرم وحیا کا سبق لیں۔ وجہ دوم یہ ہے کہ سورج اور رات کی باپ بیٹی کی مثال ہی غلط ٹھیرتی ہے کیونکہ دیانند نے بھاش ھومکا صفحہ ۱۵۶ پر چاند کو رات کا خاوند اور سورج کو اسکی عورت اہلیا (رات) کا فنا کرنے والا بتایا ہے واہ رے وید تو کیا یاد کریگا۔ اب تو دیانندیوں نے تجھے موم کی ناک بنا رکھا ہے اور جیسا مرضی ہے کرگذرتے ہیں۔ تیرے فقروں پر انکار کا جامہ پہنا کر انہیں عجیب وغریب ہے اور جیستاں بنا رہے ہیں۔ اصل میں وید کیا ہیں دیانندی خیال کے پیرو ہیں جہاں کہیں سے تاویل کرنے کی راہ مل سکی ہے۔ بیچاروں نے کمی نہیں کی۔ اور اسطرح وید کی مشرکانہ تعلیم کو دوسرا پیرایہ دیا جا رہا ہے اب بالفرض اگر مقتولی ڈھکوسلا مان لیا جاوے کہ دیو سوتیہ سورج ہے یم یمی دن اور رات ہیں۔ تو جن منتروں کا ترجمہ مقتول نے کیا ہے ان کا اس سرخی سے کیا تعلق ہے جیسے بحوالہ کاتیاین مقتول نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ منتر بھی استعارہ ہیں ورنہ ان کا بیاہ۔ نیوگ۔ بہن بھائی کے رشتہ کے جواز یا ناجواز سے کیا تعلق ہے اور اس سرخی کے تحت میں ان مسائل کے آنے کی کیا وجہ ہے سوائے اسکے اور کوئی وجہ نہیں کہ یہ ایک قصہ ہی جسکے مختلف پہلو ہیں۔ اگر نیوگ کا مسئلہ وید کا مانا ہوا ہوتا تو منوجی اپنی سمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۶۵ (مترجمہ کرپارام دیانندی) میں یہ کبھی نہ لکھتا کہ بیاہ کے منتر میں نیوگ کا ذکر نہیں اور نہ بیوہ عورت کے ساتھ زنا جائز ہے + پیر عجیب بات یہ ہے کہ دیانند ستیارتھ پرکاش میں۔ بجواب سوال ۱۵۲ لکھتا ہے کہ نیوگ اپنے ورن میں یا اپنے سے افضل ورن والے مرد کیساتھ یعنی ویش عورت ویش

کھشتری اور برہمن مرد کے ساتھ ۔ کھشترانی ۔ کشتری اور برہمن کے ساتھ برہمنی برہمن کے ساتھ نیوگ کر سکتی ہے مدعا یہ ہے کہ دیرج برابر یا افضل ورن کا ہونا چاہئے اپنے سے ادنٰے ورن کا نہیں ۔ مگر اسبارہ میں منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۵۶ میں لکھا ہے کہ جسطرح بواہ اپنے ورن میں ٹھیک ہے ایسے ہی نیوگ بھی اپنے ورن میں ہونا چاہئے دوسرے ورن سے بواہ اور نیوگ ناجائز ہے اور پھر کر پا رام دیانندی یعنی دیانندیوں کا درشنا نند اُسپر حاشیہ چڑھاتا ہے ۔ کہ نیوگ دوسرے درنوں سے ناجائز ہوتا ہے کیونکہ اس سے اولاد ورن سنکر پیدا ہوتی ہے گویا لائق شاگرد اپنے گرو کی اصلاح کرتا ہے اور اسکی غلطی کو درست کرتا ہے ۔ نہ معلوم دیانندی اپنے گرو کے اس ورن سنکر حکم کو کس بات پر محمول کرینگے ہم موقعہ بموقعہ پراچین شاستروں سے دیانندیوں کی قلعی کھولتے جائینگے

مقتول لکھتا ہے ۔ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۸۳ کہ جیتے جی نیوگ صرف سخت مریض ہوجانے یا مریض کے ساتھ غلطی سے بیاہ ہوجانے کے سبب سے ہے جو صرف آپت کال کا دہرم ہے یعنی جب مرد یا عورت پتی برت دہرم کو پالن نہ کرسکیں تو سب اہل برادری کے سامنے مثل شادی کے دوسرا بیاہ یا نیوگ کرے +

ناظرین مقتول کی چالاکی پر غور کرو ۔ دبی زبان سے نیوگ انکاری بھی ہے مگر تعصب کے سبب نیوگ کو دوسرا بیاہ ۔ قرار دیتا ہے حالانکہ ہم دوسرے بیاہ اور نیوگ کا فرق اسکے گرو کے حوالے سے پہلے دکھا چکے ہیں ۔ اب آپت دہرم کا سنئیے ۔ اگر مقتول ضدی اور متعصب نہ ہوتا تو دیانند کی اس تحریر مندرجہ ستیارتھ پرکاش پر کہ دونوں کا عالم شباب ہوا اور رہا نہ جاوے ۔ غور کرکے شرماتا ۔ کیا نہ رک سکنا آپت کال کا دہرم ہے ؟ تو صاف شہوت رانی ہے کہ جب کام دیوتا نے زور کیا جھٹ نیوگن موجود ہے ۔ اسے تو دیانندیوں کے سوا کوئی عاقل آپت کال نہ کہے گا ۔ دوسروں پر اعتراض کرنا آسان ہے مگر اپنی حقیقت کھلتے دیکھنا مشکل ہے فدا اس نہ رہ سکنے کی تاویل کرکے دکھاؤ تو جانیں

مقتول کا یہ لکھنا کہ وید میں بے غیرتی کی ہرگز تعلیم نہیں اسکی کم عقلی پر دلالت کرتا ہے دیانند وید میں باپ بیٹی کی باہمی مجامعت۔ نیوگ یا رنڈی بازی دو دو عورتیں کرنے کو جائز بتلاتے اور آپ اس سے انکاری ہوں ذرا رگوید بھاشیہ بھومکا غور سے دیکھو۔ اس سے آگے مقتول نے کوئی دلیل نیوگ کی تائید میں نہیں دی۔ دیانندی ان دلائل کے سوا (اگر ان کو دلیل کہا جاوے) جو دیانند نے لکھی ہیں اور کوئی عقلی یا نقلی دلیل نیوگ کی تائید میں نہیں دی۔ دیانند کی سب دلائل کو ہم نے براہین قاطعہ سے توڑ دیا ہے۔ اگر دیانندیوں کی اس مختصر تحریر سے تسلی نہ ہوئی تو ہم اس بحث پر اور مفصل لکھنے کو تیار ہیں وہ تسلی رکھیں۔

(راقم سعیدی)

ویدوں کی ابتداء

ہندوستان کی موجودہ اور گذشتہ حالات کے جاننے والے آریہ ورت کی قدیم شان و شوکت کی خواب کے تعبیر کرنیوالے اس بات کو بلا کم وکاست تسلیم کرتے ہیں کہ جب ہندوستان میں مسلمان فاتحانہ صورت میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے علم تاریخ کا کوئی وجود نہیں تھا۔ یا تو ان لوگوں کو تاریخ کا مذاق نہیں تھا یا وہ لوگ باعث جہالت اور عدم واقفیت تاریخ نویسی کے قواعد اور فن سے محض نابلد تھے اگر رامچندر جی مہاراج اور کرشن جی کے عجیب وغریب حالات کا واقعہ نہ ہوا ہوتا تو شاید رامائن اور مہابھارت کا بھی وجود نہ ہوتا۔ ان دونوں ناولوں کے علاوہ اور کوئی تیسری کتاب ایسی نہیں جن سے کہ ہم مدت کے گذشتہ واقعات کا سراغ مل سکے یہی وجہ ہے کہ علمائے ویدک کوئی ٹھیک بھی سوانحعمری حسب اعتقاد دیانندیاں متقدمین کی کتابوں سے نہیں مل سکتی۔ سوامی دیانند کے مقلدوں سے ان پنڈتوں کی زندگی

کے لکھنے میں جسقدر تصنع سے کام لیا ہے یا اپنی جودت طبع کے جوہر دکھاتے ہیں اور ساتھ ہی دنیا کے ابتداء سے آجتک کا سن بھی اپنی تالیفات پر چسپاں کر دیا ہے۔ اس کا بھی منقولی یا معقولی کوئی ثبوت نہیں جب قدیم ہندوستان کی تاریخ ہی نہیں مرتب ہوئی جب مسلمانوں کے آنے سے پہلے کے حالات ہی نہایت گہری تاریکی میں پوشیدہ ہیں۔ تو پھر ادھر ادھر سے کھینچ تان کر ایک فرضی بت کھڑا کر کے اس کا معتقد ہو جانا کس قدر نادانی اور کم سمجھی ہے اس موقعہ پر مجھ کو ایک لطیفہ یاد آگیا ہے جو آریوں کے بالکل حسب حال ہے کہتے ہیں کہ کسی تحصیل میں کوئی صاحب تحصیلدار تھے مگر علم حساب سے بے بہرہ تھے تحصیلدار کے ماتحتوں نے یا بدنیت حاسدوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس ان کی شکایت کی۔ کہ فلاں تحصیلدار صاحب علم حساب میں بہت کمزور یا بالکل عاری ہیں۔ ڈپٹی کمشنر تھے۔ رحمدل۔ ان شکایتوں پر تو کچھ توجہ نہ کی۔ مگر اپنی پاکٹ بک میں اس امر کو نوٹ کر لیا۔ کہ فلاں تاریخ وہاں پہنچکر خود بدولت اس کا امتحان لینگے۔ الغرض صاحب بہادر ایک دن وہاں تشریف لے گئے تحصیل کا ملاحظہ کیا۔ کاغذات متعلقہ کی پڑتال کی بہت خوش ہوئے۔ تحصیلدار کے حسن انتظام کی تعریف کی۔ مگر جب شام کو ہوا کی بنگلہ میں تشریف لائے تو آپ کو تحصیلدار کا امتحان لینا یاد آگیا تحصیلدار کو بلایا اسوقت رات ہو گئی تھی آسمان پر تاروں کی ڈیوٹی بالا ہو رہی تھی بہر پہ شہر اور جب بے قدری چراغ روشن تھے اسی اثناء میں تحصیلدار صاحب حاضر ہوئے صاحب بہادر نے دیکھتے ہی پوچھا۔

" ویل تحصیلدار ہم نے سنا ہے کہ تم حساب نہیں جانتے "

تحصیلدار۔ حضور۔ اگر میں حساب نہ جانتا ہوتا تو اتنی بڑی تحصیل کا اسقدر طول طویل حساب کس طرح درست رکھ سکتا :

صاحب بہادر۔ ہم خود امتحان لینگے :

تحصیلدار۔ بہت خوب :

صاحب بہادر۔ تحصیلدار بتاؤ اس وقت آسمان پر کس قدر ستارے ہیں :

تحصیلدار بہت بہتر جناب کہکر کاغذ پر حساب کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا حضور ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چورانوے میں سنہ دو تین دفعہ ان کو خود چیک کر لیا ہے۔

صاحب بہادر اتنی بڑی تعداد سن کر خوش ہو گئے۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ جن لوگوں نے تمہاری شکایت کی تھی اُن کو تمہارے معلومات کا علم نہیں۔ اچھا جاؤ رخصت یہی حال ہمارے آریہ دوستوں کا نظر آتا ہے جب دیکھا کہ ویدک دھرم اور اس کے ماننے والے تو واقعی گمنامی کے عالم میں زندگی گذار کر مختلف اجسام میں اواگون چکر میں مبتلا ہیں۔ ہم انکے نام لیوا ان کی بزرگی اور حالات زندگی کا کس طرح ثبوت دیں۔ کیونکہ مخالفین ویدک دھرم کو یقین دلائیں کہ وید فلاں وقت سے فلاں رشی پر پرکاش ہوئے ہیں جھٹ اس تحصیلدار کی طرح بہت سے مفروضوں کا طومار اکٹھا کر کے اپنی کتابوں میں درج کر دیا۔ ہم نے آجتک کسی مہاشہ کی ایسی تقریر تحریر نہیں دیکھی جن میں سن مجوزہ اور موضوعہ کی صحت کو ثابت کر کے دکھایا گیا ہو۔ باقی رہی ملہمان وید یا خود وید مقدس چاروں ویدوں کی تالیف اور ترتیب میں خود شارحان وید کا ان کی تالیف میں اس قدر اختلاف ہے کہ ان کی صداقت کا خیال بھی دل سے محو ہو جاتا ہے۔ منوجی مہاراج نے جہاں کہیں ویدوں کا ذکر کیا ہے وہاں تین ہی ذکر کئے ہیں۔ منوسمرتی کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ اتھروں وید منوجی کے زمانہ تک تالیف نہیں ہوا تھا۔ ورنہ جس طرح رگوید۔ یجروید۔ شام وید کا بارہا منوجی نے ذکر کیا ہے۔ اتھروں وید کا بھی ذکر کرتے جن محققوں نے ویدوں کے مضامین پر غور کرتے ہوئے اس کی تالیف کا سراغ لگایا ہے۔ وہ رگوید کو پہلی اور پرانی تصنیف مانتے ہیں۔ چونکہ یجروید اور شام وید میں بھی قریباً وہی مضامین میں اور ایک دوسرے کے ساتھ ٹکر کھاتے ہیں۔ لہذا وہ پورے وثوق کے ساتھ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یجر اور شام وید کا اصلی منبع اور حقیقی مخرج رگوید ہی ہے مگر ہمارے زمانہ کے مشہور معروف طباع ویدک دھرم کے

موجودہ آریہ سماج کے سرتاج سوامی دیانند جی مہاراج ویدوں کو ایشور کا گیان مانتے ہوئے ویدوں کی قدامت کے قائل ہیں۔ اگر اس خیال سے کہ ایشور قدیم ہے اس کی جو صفات بھی انادی ہیں۔ چونکہ منجملہ ایشوری صفات کے ایک گیان بھی ہے اور وید موجودہ ایشور کا گیان ہیں لہذا وید قدیم ہیں۔ مگر ویدوں کے حالات سے اور اُن مضامین سے جو ویدوں میں کھلے کھلے لفظوں میں موجود ہیں جن میں نہایت ہی دھندلی حالت میں بعض لوگوں کے حالات کا پتہ چلتا ہے صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ وید انادی نہیں۔

گیان پردانتی کا مصنف جس نے ویدوں کے مختلف مضامین پر نہایت بسط سے بحث کی ہے کہ وہ اس بات کو مانتا ہے کہ وید مختلف رشیوں کی تصنیف ہیں۔ جن منتروں کے خاتمہ پر رشیوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ درحقیقت وہی ان کے مصنف ہیں۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ ان رشیوں کے نام ہیں جنہوں نے اس منتر کے اصلی مفہوم کو سمجھا ہے۔ وہ یقیناً غلطی پر ہیں۔

جب یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ وید ابتداء سرشٹی میں نازل ہوئے ہیں اور یہ کہ ایشور ان مشہور چار رشیوں کو ابتداء پیدائش میں وید کا علم پڑھاتا ہے اور انہیں سے بہم تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ دنیا کا ابتدائی سلسلہ ہے نیز اس لئے کہ یہ نو وارد جہان جہالت اور گمراہی سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ حسب عقائد متقدامی دید ویدوں ہی سے علم و معرفت۔ نیکی و ہدایت کا حصول ہوتا ہے۔ اس وقت بھی جہان کہیں علم و عقل کا چرچا اور نیکی و سعادت کا ذکر سنا یا دیکھا جاتا ہے وہ سب ویدوں کی ہی بدولت ہے۔

تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اور جس وقت ایشور نے ان چار رشیوں پر ویدوں کو پرکاش کیا تھا یا حسب تحریر سوامی دیانند جی مہاراج خود ایشور نے ان رشیوں کو وید پڑھائے تھے۔ تو یہ تعلیم معنوی اور لفظی تھی یا اس کے معانی اور مطالب بھی سمجھا دیئے گئے تھے۔ مگر ان رشیوں کو صرف طوطے کی طرح وید یاد کرائے گئے تھے

تو انہوں نے خاک اُس پر عمل کیا ہوگا۔ اور اُس وقت کی مخلوقات کی کیا درگت ہوئی ہوگی۔ اُن کی اس جہالت ضلالت گمراہی اور بدراہی کا کون ذمے وار ہوگا جب ایشور نے ان رشیوں کو طوطے کیطرح وید رٹائے تھے۔ کیا اس بات پر قادر نہیں تھا کہ وہ ان رشیوں کو ویدوں کے علوم اور مفہوم سے بھی خبردار کر دے۔ اگر واقعی وہ رشی ویدوں کے علوم اور فنون وغیرہ سے بھی خبردار تھے۔ تو بعد میں جن رشیوں کا دم چھیلا وید منتر کے ساتھ ساتھ چلا آتا ہے اسکا کیا مطلب ہے۔

غرض اگر یہہ تسلیم کیا جاوے کہ وید ابتدائے سرشٹی میں رشیوں پر نازل ہوئے مگر ان بیچاروں نے ویدوں کے مضامین سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا تو ایشور کی حکمت اور قدرت پر دھبہ لگتا ہے۔ کہ ویدوں کے مطالب اور معانی کے حل ہونے کے زمانہ تک کروڑہا مخلوقات محض حیوانی زندگی گذار کر چلی گئی ہوگی۔ خود ملہان وید بھی نہایت حیرانگی اور سرگردانگی کی حالت میں ناکام اور بے مرام دنیا سے تشریف لے گئے ہونگے۔ اور اگر ملہان وید اس ایشوری گیان کو بخوبی جانتے تھے اور اس پر عملدرآمد بھی ابتدا میں شروع ہوگیا تھا تو بعد میں ان رشیوں کا نام وید منتروں کے خاتمہ پر کیوں اور کس حکمت سے لگایا گیا۔

اس لئے قرین قیاس اور سیاق وسباق اسی بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وید ابتدا سرشٹی میں نہیں بلکہ بہت ہی قریب زمانہ کی تصنیف ہیں واقعی جن رشیوں کے نام منتروں کے خاتمہ پر موجود ہیں۔ وہی ان کے مصنف اور مولف ہیں۔

جب عقلاً یہ بات ثابت ہوگئی کہ وید ابتدائے سرشٹی میں پرکاش نہیں ہوئے اور یہ کہ جن رشیوں کے نام وید منتروں کے ساتھ ساتھ لکھے ہوتے موجود ہیں وہی ان کے مولف اور وہی ان کے مصنف ہیں۔ تو معاً یہہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ موجودہ وید ایک ہی وقت اور ایک ہی شہر اور ایک ہی جگہ میں بھی تدوین نہیں ہوتے بلکہ کئی ہزار برس کے عرصہ میں یہہ چار وید اس موجودہ صورت میں جمع ہوتے ہیں۔ چنانچہ منوسمرتی کے حوالے سے عرض کیا گیا ہے کہ جب منوسمرتی کی تالیف ہوئی ہے اس زمانہ میں

اتھرون وید صفحۂ دنیا پر موجود نہیں تھا اور بعد میں کسی رشی نے پہلے ویدوں کو ناقص اور ناقابل عمل سمجھ کر چوتھا وید تصنیف کیا۔

اب رہی یہ بات کہ ویدوں میں کہیں کہیں ایشور کی صفات اور فعل و فطرت کا بیان ہے اور اس میں بفرض محال ایشور سے دعائیں بھی مانگی گئی ہیں۔ اس لئے وید ایشور کا گیان ہے۔ اس سے بھی ویدانیوں کا مطلب پورا نہیں ہوتا۔ اس سے ہر شخص تو ایسی کتاب کو جس میں ایشور کی ذات و صفات کا نہایت پاکیزہ پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہو۔ قانون قدرت کے بعض عجائبات کے اسرار اور غوامض ظاہر کئے گئے ہوں۔ انسان کے حال و مآل کے واسطے نہایت عمدہ قانون منضبط کئے گئے ہوں۔ الہامی کتاب کہہ سکتا یا مان سکتا ہے۔ (ض ی م)

مہمان اور مسافر کا حق

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ عـ۶ صـ

مسافر پروری اور مہمان نوازی نہایت عمدہ وصف ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں مسافر اور مہمان کو کھانا کھلانا اور اُن کی عزت کرنے کی کئی جگہ تاکید فرمائی ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے تکلیف کا کھانا اُس کا ایک دن رات ہے معمولی خوراک تین دن تک۔ اور اُس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کو جائز نہیں کہ بے ضرورت تین دن سے زیادہ میزبان کے پاس ٹھیرے۔ اور اُس کو تکلیف میں ڈالے +

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں (کبھی) مہمان داخل نہ ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے +

یتیم کا حق

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے یتیم کے ساتھ سلوک کرنے کی کمال تاکید فرمائی ہے۔ اور اُسے اعلےٰ درجہ کا ثواب کا کام بیان فرمایا ہے۔ اور یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی۔ کمال مذمت اور برائی بیان فرمائی ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق ناروا کھاتے ہیں گو یا وہ پیٹوں میں آگ ڈالتے ہیں۔ اور سورہ والضحیٰ میں اللہ تعالےٰ نے آں حضرت صلعم کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ فاما الیتیم فلا تقھر یتیم پر سختی نہ کرے

الا تا نہ گرید کہ عرش عظیم بلرزد ہمی چوں بگرید یتیم
چو بینی یتیمے سر افگندہ پیش مدہ بوسہ بر روئے فرزند خویش

آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میں اور یتیم کا متکفل بہشت میں ایک درجہ پر ہوں گے۔ اور فرمایا کہ جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے ہر بال کے برابر ایک نیکی کا ثواب ہوتا ہے۔

اور فرمایا۔ کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ نیک سلوک کیا جاتا ہو۔ اور سب سے برا وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ سختی سے برتاؤ کیا جاتا ہو۔ یتیم کی تعلیم اور تربیت اور تادیب کا ایسا ثواب ہے۔ کہ کوئی عمل اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یتیم کو دکھ دینا کبیرہ گناہ ہے۔

لونڈی غلام اور خادم کا حق

لونڈی غلام کا حق ہے کہ جہاں کہیں نظر آئے اپنے جیسا بندہ سمجھ کر ان کے آزاد کرنے اور کرانے کی فکر کی جائے قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے بار بار غلام

آزاد کرنے کی کمال تاکید اور فضیلت بیان فرمائی ہے۔
ضرورتاً کوئی غلام رکھا جائے یا کوئی اور خادم مقرر کیا جائے تو اُس کے مفصلہ ذیل حقوق ہیں۔

اُسے حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اُس پر تکبر نہ کرے اس کو مارے نہیں ساتھ کھلائے پہنائے۔ اُسکی تعلیم اور تربیت میں بچوں کی طرح سعی کرے۔ دین پر قائم کرے اور فرائض الٰہی سے غافل نہ ہونے دے۔ اُس کی طاقت سے بڑھ کر کام نہ دے اور اگر دے تو آپ مدد کرے۔ ہمیشہ محبت اور پیار سے سلوک کرے۔

ابو ذر رضہ سے روایت ہے حضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں خدا نے اُن کو تمہارے زیردست کیا ہے پس اُس شخص کو کہ جو۔ س کا بھائی (اُس جیسا آدمی) اُسکے ماتحت کرے۔ چاہیئے کہ اُس کو اس چیز سے کھلائے جس سے وہ آپ کھاتا ہے۔ اور اُس چیز سے پہنائے جس سے آپ پہنتا ہے۔ اور اس کام کی اُس کو تکلیف نہ دے جو اُسکی طاقت سے باہر ہو۔ اگر کوئی ایسا ہی مشکل کام آپڑے تو آپ بھی شریک ہو کر اُس کی پوری پوری مدد کرے۔

آں حضرت صلعم لونڈی غلاموں کے حقوق کی نگہداشت کی بابت مرض الموت تک تاکید فرماتے گئے۔

عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ ہم اپنے خدمتگاروں کے قصور کے دفعہ معاف کریں حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ ہر روز ستر بار اُن کے قصور معاف کرو۔

ایک شخص سلمان فارسی رضہ کے پاس آیا۔ اور آپ رضہ اُسوقت آٹا گوندھ رہے تھے پس اُس نے کہا کہ اے عبداللہ اُس وقت کیا کر رہے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم نے خدمتگار کو کسی کام کے لئے باہر بھیجا ہے۔ پس ہم نے ناگوار سمجھا کہ اُس پر دو کام کام کا بوجھ ڈالیں۔ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے۔ آپ صلعم نے ایک شخص کو اپنی سواری پر دیکھا۔ اور اسکا غلام پیچھے پیچھے دوڑتا آتا تھا۔ فرمایا کہ اے بندہ خدا اس کو بھی اپنے پیچھے بٹھلالے۔ کہ وہ تیرا بھائی ہے۔ پس اُسکو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تنقیہ دماغ مسافر

الا اے بیدی بیدین تم از بید می جوئی

بجواب مسافر آگرہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۳

بے علم و بے خبر مسافر آگرہ نے بزعم خود وید و قرآن کا مقابلہ و موازنہ کیا ہے مگر سخت افسوس ہے۔ کہ اسنے اپنی بے علمی سے نہ تو قرآن مجید ہی کی آئیت کا مطلب سمجھا ہے اور نہ وید کے منتر پر ہی غور کی ہے۔ اسنے یجروید ادھیائے اوّل منتر ۱۲ کا مقابلہ قرآن مجید کی ایک آئیت سے کیا ہے۔ مگر اپنی بے علمی کے باعث بہت کچھ تعصب کا گند ظاہر کیا ہے مقابلہ تو دو تعلیموں کا تبھی معلوم ہو سکتا

ہے جبکہ منتر و آیت ایک ہی مضمون کی لیکر اُن کے حُسن و قبح پر بحث کیجاوے
بندہ یہاں ویدک منتر و قرآن مجید کی آیت کا صحیح مطلب بیان کرتا ہے
ویدک مصنف منتر کے شروع میں کہتا ہے کہ ہے وِدوان لوگو جیسے ہمارا
لالہ مسافر اتنا نہ سمجھ سکا کہ یہ منتر ویدک ایشور کیطرف سے ہے اور سرشٹی کے آغاز
میں نازل ہوا ہے۔ بدیں وجہ وِدوانوں کو مخاطب کرنیکے لفظ سے ہی اثبات کا
ثبوت ملتا ہے کہ جس وقت یہ منتر ویدک مصنف نے گھڑا اُس وقت وِدوان لوگ
اس دنیا میں موجود تھے تبھی تو وہ ہے وِدوانو" کرکے پکارے گئے۔ اب اسکے خلاف
لالہ دیانند کہتا ہے کہ جس وقت وید گھڑے گئے۔ اسوقت انسان بچپن کی سی
حالت میں تھے جنکے لئے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ (ایڈیشن منجری ص۶) اب دو باتیں
ہیں یا تو ویدک ایشور جھوٹ بول رہا ہے اور یا دیانند نے اس منتر کا من مانا ترجمہ کیا
ہے یہ ظاہر ہے کہ بچپن کی حالت میں کسی انسان کو وِدوان کرکے نہیں پکار سکتے
خصوصاً اس حالت میں کہ اُسے نیکی بدی کی تمیز نہ ہو (ایڈیشن منجری ص۶) یہ
کیسے ممکن ہے کہ صرف ۱۱ منتر وہ بھی بے معنی و مطلب جاننے سے کوئی شخص وِدوان
کہلائے جانے کا مستحق ہو سکے؟ بلکہ صاحب کمال وہی لوگ کہلائے جا سکتے ہیں
جنکو مختلف علوم کی پوری پوری استعداد ہو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ دیانند کا یہ کہنا
کہ وید اُس وقت نازل ہوئے جبکہ انسان بچپن کی سی حالت میں تھے بالکل گپ ہے بلکہ ضرور
اسوقت وِدوان لوگ موجود تھے۔ اگر یہ بات نہ تھی تو ویدک مصنف جھوٹا ہے ہر حال میں
زد دیانندیوں کے گھر ہی پڑتی ہے۔ اگر لالہ جی یہ کہدیں کہ منتر سے مخاطب تمام آیندہ
زمانے کے وِدوان ہیں تو یہ محض گپ ہے۔ کیونکہ سب سے اول اُسکے مخاطب ملہم ہو سکتے ہیں
جو محض... مطلق تھے۔ کیونکہ بقول دیانند (ستیارتھ پرکاش ص۲۲۲) وید کے منتروں
کے معنے و مطلب سب سے اول بہت زمانہ گذرنے کے بعد مختلف رشیوں نے ظاہر کئے
جس سے پہلے کسی نے نہ کئے تھے۔ گویا ویدک ملہم صرف فونوگراف کی مانند بے جان
تھے اور فونوگراف کیطرح منتر بولے جانتے تھے۔ انکو یہ معلوم تک نہ تھا کہ اُن کے کیا معنے

تو کیا مطلب ہے ورنہ اگر وہ خود وید منتروں کے معنے و مطلب بیان کرجاتے تو لالہ دیانند
سنتیارتھ پرکاش ہی ان کو جاہل مطلق بیان ذکر تا۔ آگے چلکر لالہ جی کہتے ہیں کہ اس منتر میں
ویدک مصنف بارش کا علم کرتے ہیں اور نیز یہ کہ تم لوگ آب ہوا و آتش سے ہر قسم کی اونچے
چلنے والی سواریاں بناکر مراد حاصل کرو۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ویدک مصنف کا اصل مطلب لالہ
جی نے بھی غت ربود کردیا ہے اس کا اصل مطلب تو اس منتر کے بیان کرنے سے ہون کرانے
کا۔ اور اگنی دیوتا کی بھینٹ اچھی اچھی چیزیں چڑھانے کا ہے۔ جیسے دیانند نے سری
سے ہی نکالدیا ہے۔ لالہ جی کہتے ہیں کہ جو پانی زمین سے بذریعہ شعاع آفتاب خلد
کو جاتا ہے وہ اکثر پودوں کا رس ملنے سے غیر مفید ہوجاتا ہے۔ جو بذریعہ ہون
صاف کیا جاتا ہے مگر عقل کے اندھوں کو یہ خیال نہ آیا کہ الشیور اتنا ہی بے سمجھ
تھا جو انسانی کوشش کا تابع ہوا۔ کہ اسنے خود ہوا و پانی کی صفائی کے سامان
نہ کئے بلکہ چیلوں کو ہون کے ذریعے صفا کرنے کا حکم دیا۔ میں دعوے سے کہتا
ہوں کہ قدرت نے جو اصول بارش کے رکھے ہیں وہ سب پاکیزگی پر مبنی ہیں۔ دیکھو
انسان کے اندر سے جو خراب ہوا نکلتی ہے۔ اسکی درستی کے لئے قدرت نے نباتات
پیدا کر رکھی ہے۔

اسیطرح آب و ہوا کی صفائی کے لئے قدرت نے علیحدہ علیحدہ انتظام کر
رکھا ہے بھلا دیانندیوں کے دو چار پیپوں کی اشیا کے جلنے سے تمام دنیا کی آب ہوا
صفا ہو چکی اگر ویدک الشیور کا یہی مطلب ہون سے ہوتا جواب دیانندی بیان کرتے
ہیں تو وہ اپنے پیروؤں کو خواہ مخواہ ہوا کے گندہ کرنے کا حکم نہ دیتا یعنی مردہ
جلانے یا جنگل میں چھوڑ آتے یا گرم لوہے کے پلنگ پر لٹا کر سزا دینے جو صریحاً
آب و ہوا کی خرابی کا باعث ہیں۔ اگر یہ کہا جاوے کہ مردہ جلاتے وقت یا جنگل
میں چھوڑ آتے وقت یا لوہے کے گرم پلنگ پر لٹا کر سزا دیتے وقت کتنی من سامگری
ڈالی جاتی ضروری ہے تو ہم ایسی لایعنی بات کو کبھی نہیں مان سکتے جبتک
کہ ہم کو قدیم ویدیوں کی تواریخ سے اسبات کا ثبوت نہ دیا جائیے کہ آیا وہ ایسی

حسد. توں ہیں دیانندی احکام کے مطابق کارروائی کرتے تھے. راجہ رام چندر۔
کرشن جی۔ دیاس جی یا کورو پانڈو کی جنگ کے مردے اسی سانگری کے
ساتھ جلائے گئے تھے۔

چونکہ آتش پرستی ویدیوں کا عقیدہ تھا اسلئے کہ موجب دیانند کی کہنے
کے راہپریش بھجری صاف) ویدہی ایسی لایعنی باتوں کا منبع ہے یہ منتر صاف
طور پر اس عقیدہ کی تائید میں ہے نہ کہ اس سے کلوں کے اصول نکلتے ہیں۔
افسوس کہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کسی رشی منی نے کوئی کل ایجاد نہ کی اور نہ
کسی وید منتر سے کلو یح بنانے کا اصول ہی سمجھا۔ صرف ایک راجہ کے وقت
میں جو وہ بھی ویدک منتر راجہ کے زمانہ میں تھا چند ایک ایسی باتوں کی نسبت
کیجاتی ہے مگر وہ ویدکی پیروی یا منتروں کے حوالے سے نہ تھیں بلکہ عقل
خدا داد برتنے اور ویدوں کی پیروی کم کرنے سے۔ بدیں وجہ آتش پرستی کے مخزن
کے مقابلہ پر وحدانیت کی تعلیم دینے والی کتاب کا رکھنا بے شرمی نہیں تو اور کیا
ہے۔ لالہ جی فرماتے ہیں. کہ آجکل کے سائنس دان ویدکے ہر منتر سے متفق الرائے
ہوکر عمل کر رہے ہیں مگر جب ہم غور کرتے ہیں تو نتیجہ اسکے برعکس نکلتا ہے یعنی
ویدی ہر ایک منتر کو کھینچ گھسیٹ کر موجودہ سائنس والوں کے ظاہر کردہ
علوم پر لگا رہے ہیں گو وید کی پول خالی ہے مگر یہ گند ملا بھر کر اسے خالی ڈھول
کیطرح بجاتے جا رہے ہیں۔

قرآن مجید کی جو آیت لالہ صاحب نے پیش کی ہے اسکا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جو عہد
الٰہی کو اسکی پختگی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اللہ نے جس چیز کے ملے رہنے کا حکم
دیا ہے اس کو قطع کرنے (یعنی اتفاق وغیرہ جیسا دیانندی کر رہے ہیں) اور
زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (جسطرح دیانندی مہاشے ہند میں پھیلا رہے ہیں)
یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ اللہ سے تم کیسے کفر کرتے ہو اور تم مردہ
تھے (یعنی بے نام و نشان) پس تم کو زندہ کیا پھر تمکو مردہ کریگا۔ پھر اسکی

لوٹائے جاؤ گے۔

لالہ جی اپنی طبیعت کے میلان تعصب سے مجبور معذور ہو کر اسپر لوٹ جاتے ہیں کہ یہ یہودیوں کا جھگڑا ہے جنہوں نے اقرار توڑ دیا تھا۔ حالانکہ قرآن شریف کی آیت سے صاف طور پر عمومیت پائی جاتی ہے یعنی تمام نافرمان انسانوں کو مخاطب کرکے فرمایا گیا کہ تم وہ عہد جو خدا کی خدائی اور اپنی عبودیت کی نسبت ہر ایک فطرت میں ہے اور نیز نیکی بدی کا علم جو ہر ایک انسان کی فطرت میں منقش ہے توڑ دیتے ہو اور حالانکہ خدا نے اتفاق واتحاد اور باہمی یگانگت کا حکم دے رکھا ہے مگر تم اُسے قطع کر دیتے اور باہمی نااتفاقی سے زمین میں فساد پھیلاتے ہو انہیں باعث سے تم خسارہ پانے والے ہو گئے۔ اسکے بعد انسانوں کو نعمت یاد دلائی ہے کہ تم بے نام ونشان اور مُردہ تھے پھر خدا نے تمکو پیدا کیا پھر وہی تم کو ماریگا پس تمکو کفر ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

اب ایک منصف مزاج اسی آیت کا ویدکے منتر کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھ لے کہ ان میں سے روحانی تعلیم اور خدا پرستی کی تعلیم کس میں دیگئی ہے۔ لالہ صاحب کے جھوٹ ہونے کے مطابق نہیں کہیں اس آیت میں یہودیوں یا رسول کا ذکر تک نہیں۔ یہ تو قرآن مجید کی رحیمانہ تعلیم ہے۔ اب اس کے مقابلہ پر ویدکی دغابازی وفریبی تعلیم کا ملاحظہ کیجئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۰ پر لکھا ہے کہ جب یہ معلوم ہوجاوے کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچیگی اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضروری ہو گی تب دشمن سے میل کرکے وقت مناسب تک صبر کرے (منو ۱۶۹) جب اپنی تمام رعایا فوج کو غائیت درجہ خوشحال ترقی پذیر سعادت مند جانے اور ویسا ہی اپنے کو بھی سمجھے تب دشمن سے جنگ یعنی وگرہ کرلیوے (منو ۱۷۰)

ناظرین قرآن مجید کی اتفاق کی تعلیم اور وید ک دغابازی کی تعلیم کا خود ہی مقابلہ کرلیں ہمیں لالہ جی کسطرح جھوٹے جانشے سرچڑھانے کی ضرورت نہیں۔

مندرجہ بالا تعلیم سے ہی دیانندیوں کے قول وقرار کے فریبی ہونے کا یقین کرلیں ذرا اور بھی دیکھئے منو ہے کا ترجمہ ورسشٹانند دیانندی نے یہ کیا ہے کہ دوسرے موقعہ پر بھی جب فتح حاصل ہونے کا یقین ہو تب بگاڑ کرکے جاوے اور دشمن کے اوپر جب دکھ دیکھے تب بھی جاوے۔

ناظرین اب اس سے زیادہ دغابازی کی تعلیم کیا ہوسکتی ہے بھلا جب پنتھ کی تعلیم ہی یہی ہو۔ کہ ویدکے منکر کو ملک سے ہی نکالدو (ستیارتھ صفحہ ۳) وہ پنتھ عقلی تعلیم کا کہانتک حامی ہوسکتا ہے۔ پھر جس پنتھ میں لڑائی و فساد کو مہا دھن (دولت عظیم) کا مترادف قرار دیا گیا ہے (دیکھو آدھی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۶۱) وہ کہانتک اتفاق کی تعلیم دینے کا حامی کہلا یا جا سکتا ہے لالہ صاحب دنیا بے وقوف نہیں کہ تمہارے جھوٹ کی پیروی کرکے اپنی عاقبت خراب کرے گی۔ فی الحال اس پر بس کرتا ہوں۔ امید ہے آپ اپنی کتب کے حوالجات کو ملاحظہ فرما کر ان کا جواب باصواب دینگے اور نری گپوں سے کام نہ چلائینگے۔

خبط مسافر

بجواب

مسافر آگرہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ

لالہ مسافر راہگذر فرماتے ہیں کہ ۲۳ فروری کو جلسہ آریہ سماج آگرہ کی تقریب پر دیانندیوں میں عید منائی جارہی تھی اور مسافر بے راہ فرط ونشاط بے اندازہ میں محو تفکرات دنیوی سے سہو قدرتی شان وشوکت کا منظر تھا کہ یکایک مجاہد سوہدروی کے توپ خانہ کا گولہ اس دیانندی کمپ کے عین درمیان جاکر پھیپٹ پڑا جس نے تمام دیانندی جلسہ کے حاضرین کو زخمی اور مسافر

کے سینہ پر کینہ کے اندر چار گز کا گہرا چھید کر دیا اور اس محفل نیوگ کو ماتم پرستی کا اکھاڑہ بنا دیا۔ اور دیانندیوں کو اپنے پنتھ کا جنازہ نکلتے ہوئے سامنے نظر آگیا۔ ہر چند اس مسافر پلید نے اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنی چاہی مگر یہ ایسا گولا نہ تھا کہ جس کا زخم کبھی اچھا ہو سکے جس طرح مقتول مکذب ایک راست باز کے مقابلہ پر دیانندی پنتھ اور اسلام کی سچائی پر کہتا ہوا اپنے پنتھ کی تکذیب پر اپنے خون کی مہر لگا گیا۔ اس طرح آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کی ستے چاٹنے والے بھولے بھٹکے مسافر اپنی چھ گز کی لمبی زبان کی قینچی سے ویدک منتروں کو کاٹ کاٹ کر اپنے زخمی سینوں کو ٹانکے لگا رہے ہیں اور جونہی کہ وہ ایک ٹانکا سینے کے قریب ہوتے ہیں۔ تو وہیں وید میں دوسرا چھید نکل آتا ہے۔ ہم ہیں کہ ان عقل کے اندھوں کو وید کے چھید دکھائے جا رہے ہیں خیر ہم لالہ جی کو اپنے زخمی ٹانکے سیتے چھوڑ کر ذرا ان کی دلجوئی بھی کر ہی دیتے ہیں۔

مسافر۔ آپنے ہماری ایک کتاب [illegible] نہیں دیا۔

رہبر۔ لالہ جی گھبرانے کی بات نہیں یہ کتاب آپکی کسی دو ورقی کا جواب نہیں ہے بلکہ صرف ویدک چیلوں کا ایک فوٹو ہے تاہم آپکی خاطر اخیر میں دیانندی تعلیم کے نتائج عمدہ طور پر باحوالہ بیان کر دیئے ہیں۔

مسافر۔ ہماری کتب تو آپکی خواب میں بھی نہ آئی ہونگی۔

رہبر۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ کیا تمہاری کتابیں لالہ دیانند اگنی کنڈ میں جاتے وقت ہمراہ لے گیا تھا۔ اگر نہیں تو پھر ایسی بیوقوفی ظاہر کرنے سے کیا حاصل۔ مجھے یقین ہے کہ تم نے کبھی ان کتب کا نام بھی نہ سنا ہوگا جو کتب دیانندی میں نے دیکھ رکھی ہیں اس پر زیادہ کہنا لاحاصل ہے میدان میں نکلنے پر جوہر ظاہر ہو جائینگے۔ ابھی سے گھبرانے کی آپکو ضرورت نہیں۔

مسافر۔ ایک فرضی ناول منجانب دھوتی پرشاد و مکھوری مل کے لکھکر خوب ہی دل کھولکر شریفوں کو صلواتیں سناتے ہیں۔

رہبر۔ شریفوں کی ایک ہی کہی۔ اگر شریفوں کی بجائے نیوگی شریفوں کہتے تو بہت بجا ہوتا۔ بھلا نیوگ اور شرافت ایک جا رہ سکتی ہیں۔ ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں۔

لالہ جی یہ فرضی مانیں نہیں یہ آپکی سماجوں کا اندرونی کچا چٹھا ہے۔ اور سماجیوں کے سیاہ دلوں کا فوٹو ہے۔

مسافر۔ مسافر کو ایسی تحریرات سے احتراز ہے۔

رہبر۔ مسافر تو پو سیوں اور مقتول مکذب کی قے تک چاٹ جاتا ہے ہاں جس بات کا جواب نہ آئے اُسے تھو کھٹے نہ کہا جاوے تو اور کیا کیا جاوے۔

مسافر۔ ذرا میدان علمی معرکہ میں آ۔

رہبر۔ سورج کے ظاہر ہوتے ہی چمگاڈر نے منہ چھپا لینا ہے ذرا اپنا پرچہ باقاعدہ بھیجتا رہ پھر تجھے علمی میدان کا مزا چکھا دونگا۔ کہ اگر ساری عمر تونے کبھی اسلام پر اعتراض کا نام لیا تو کہنا۔

مسافر۔ روح کی بابت قرآن صرف ویسئلونک عن الروح الخ کہکر خاموش ہو جاتا ہے۔

رہبر۔ شکر ہے کہ لالہ صاحب صفحہ اول سے ملا اعتراض پھاندھپوند کر نصف پر جاکر ایک اعتراض لے ہی آئے ہیں۔ اسلئے ہم آپکی خاطر اسی آئیت کا مفصل جواب عرض کرتے ہیں افسوس ہے کہ آپنے لاعلمی ناواقفیت اور ناسمجھی کی حالت میں اعتراض کرنے کے لئے زبان کھولی۔ آپنے یہ کہاں سے سن لیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت ؐ کو خدا کیطرف سے علم روح نہیں دیا گیا بھلا آپنے قرآن مجید میں کس جگہ اور کہاں دیکھ لیا

کہ آنحضرت صلعم روح کے علم سے بے خبر تھے میں جانتا ہوں کہ آپکو اپنی عقل ناتمام کی شامت سے اس آیت کے سمجھنے میں دھوکا لگا ہے جو قرآن شریف میں وارد ہے جس آیت پر آپکا اعتراض ہے اسکا ترجمہ یہ ہے اور کفار تجھ سے (اے محمدؐ) پوچھتے ہیں کہ روح کیا ہے اور کس چیز سے اور کیونکر پیدا ہوئی ہے۔ ان کو کہدے کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور تم کو اے کافرو علم روح اور علم اسرار الہی نہیں دیا گیا۔ مگر کچھ تھوڑا سا۔ سو اس جگہ اے مسافر بے راہ تمکو اپنے نقصان فہم سے یہ غلطی لگی کہ آپنے اس عبارت کا مخاطب کہ تمکو علم روح نہیں دیا گیا آنحضرت کو سمجھ لیا حالانکہ لفظ ما اوتیتم جسکا ترجمہ یہ ہے کہ تمکو نہیں دیا گیا جمع کا صیغہ ہے جو صاف دلالت کر رہا ہے کہ اس آیت کے مخاطب کفار ہیں کیونکہ ان آیات میں جمع کے صیغے سے کسی جگہ آنحضرتؐ کو خطاب نہیں کیا گیا بلکہ جا بجا واحد کے صیغہ سے خطاب کیا گیا ہے اور جمع کے صیغہ سے کفار کی جماعت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایسا سوال کرتے ہیں سو اگر کوئی ذرا اندھا نہ ہو تو سمجھ سکتا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں دو جمع کے صیغے وارد ہیں اول یسئلون یعنی سوال کرتے ہیں دوم ما اوتیتم یعنی تم نہیں دیئے گئے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ یسئلون کے صیغہ جمع سے مراد کافر ہیں جنہوں نے روح کی کیفیت کے بارہ میں سوال کیا تھا ایسا ہی ظاہر ہے کہ ما اوتیتم کے صیغہ جمع سے بھی مراد کافر ہی ہیں مگر آنحضرتؐ کو کسی جگہ جمع کے صیغے سے خطاب نہیں کیا گیا۔ بلکہ اول مجرد کاف سے جو واحد پر دلالت کرتا ہے خطاب کیا گیا یعنی یہ کہا گیا کہ تجھ سے کفار پوچھتے ہیں یہ نہیں کہا گیا کہ تم سے کفار پوچھتے ہیں۔ پھر بعد اسکے ایسا ہی لفظ واحد سے فرمایا کہ ان کو کہدے نہیں فرمایا کہ انکو کہدو برخلاف بیان حال کفار کے کہ ان کو ہر دو موقعوں جمع کے صیغہ سے بیان کیا ہے سو آیت کے سیدھے سیدھے معنے جو

سیاق سباق کلام سے سمجھے جاتے ہیں۔ اور صاف صاف عبارت سے نکلتے ہیں یہی ہیں کہ اے محمدؐ کفار تجھ سے روح کی کیفیت پوچھتے ہیں۔ کہ روح کیا چیز ہے۔ اور کس چیز سے پیدا ہوئی ہے سو انکو کہدے کہ روح امر ربی ہے یعنی عالم امر میں سے ہے۔ اور تم اسے کافر کیا جانو کہ روح کیا چیز ہے کیونکہ علم روح حاصل کرنے کیلئے ایماندار اور عارف باللہ ہونا ضروری ہے۔ مگر ان باتوں میں سے تم میں کوئی بھی بات نہیں۔

اب ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ ناوانی اور شتاب کاری کی آمیزش سے کیا کیا ندامتیں اٹھانی پڑتی ہیں غور کرنا چاہیئے کہ ان آیات شریفہ متذکرہ بالا کا کیسا مطلب صاف صاف تھا کہ کفار کی ایک جماعت نے آنحضرتؐ سے روح کے بارے میں سوال کیا کہ روح کیا چیز ہے تب ایسی جماعت کو جیسا کہ صورت موجود تھی۔ صیغہ جمع مخاطب کرکے جواب دیا گیا کہ روح عالم امر میں سے ہے یعنی کلمۃ اللہ باظل کلمہ ہے۔ جو بحکمت و قدرت الٰہی روح کی شکل پر وجود پذیر ہو گیا ہے اور اس کو خدائی سے کچھ حصہ نہیں بلکہ وہ درحقیقت حادث اور بندۂ خدا ہے اور یہ قدرت ربانی کا ایک بھید دقیق ہے جسکو تم اسے کافر و سمجھ نہیں سکتے۔ مگر کچھ تھوڑا سا جسکی وجہ سے تم مکلّف با ایمان ہو تمہاری عقلیں بھی دریافت کر سکتی ہیں اس کھلے کھلے مطلب کے سمجھنے میں لالہ مسافر بیراہ نے کتنی بڑی غلطی کھائی ہے اور یہ سمجھ بیٹھا کہ گویا یہ خطاب لاعلمی کیفیت روح کا آنحضرتؐ کیطرف ہے لاحول ولا قوۃ پتھر پڑیں ایسی سمجھ پر کاش مسافر بیراہ نے کچھ تھوڑی سی عربی پڑھی ہوتی یا کچھ تھوڑا سا قاعدہ صرف و نحو کا ہی دیکھا ہوتا اسے بے علم مسافر یہ ایک بڑی بھاری صداقت کا بیان ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ ربوبیت الٰہی دو طور سے ناپیدا چیزوں کو پیدا کرتی ہے اور دو نو طور کے پیدا کرنے میں پیدا شدہ چیزوں کے الگ الگ نام رکھے جاتے ہیں جب خدا تعالیٰ نے کسی چیز کو اس طور سے پیدا کرے

کہ پہلے اُس چیز کا کچھ بھی وجود نہ ہو تو ایسے پیدا کرنے کا نام اصطلاح قرآنی میں امر ہے اور اگر ایسے طور سے کسی چیز کو پیدا کرے کہ پہلے وہ چیز کسی اور صورت میں اپنا وجود رکھتی ہے تو اُس طرز پیدائش کا نام خلق ہے خلاصہ کلام یہ کہ بسیط چیز کا عدم محض سے پیدا کرنا عالم امر میں سے ہے اور مرکب چیز کو کسی شکل یا ہیئت خاص سے متشکل کرنا عالم خلق سے ہے جیسے خدا تعالیٰ دوسرے مقام میں قرآن شریف میں فرماتا ہے الا لہ الخلق و الامر یعنی بسائط کا عدم محض سے پیدا کرنا اور مرکبات کو ظہور خاص میں لانا دونوں خدا کے فعل ہیں اور بسیط اور مرکب دونو خدا کی پیدائش ہے دیکھا بے علم و بیراہ مسافر کہ یہ کیسی اعلےٰ و عمدہ صداقت ہے جسے خدا نے چند معدود الفاظ میں ادا کر دیا۔

اب اس کے مقابلہ پر ویدک تعلیم کا حال سُنئے

منوسمرتی مترجمہ درشنا نند ادھیائے اوّل شلوک ۸۔ اسکے دلمیں یہ خواہش ہوئی کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی خلقت پیدا کرنی چاہیے۔ تو اس نے پہلے پانی یعنی رج کو پیدا کیا پھر اُس پانی میں بیج ڈالا۔ (شلوک ۹) تب وہ بیج مثل طلاء و آفتاب کے بصورت براٹ کی گولائی کو انڈا بنگیا پھر اُسنے برہماجی یعنی ویدوں کے جاننے والے ایو بیج رشی جو نام مخلوقات کے پیدا کرنے والے ہیں آپ سے آپ پیدا ہوئے۔

ناظرین وناویدک فلاسفی کی ٹانگ لوٹتی ہوئی ملاحظہ فرماویں۔ اس فلاسفی کے خلاف اب لالہ دیانند کے گپوڑے بھی سنئے۔ وہ اپدیش منجری ص۹ پر لکھتا ہے کہ پرماتما نے پہلے آکاش کیا اُس آکاش سے والیو۔ والیو سے اگنی اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے اناج۔ اناج سے ویرج اور ویرج سے انسان پیدا کئے" اب پانی میں بیج ڈالنے کی کہاوت پر غور کریئے۔ اور پیدائش کے آپسے آپ ہونے پر وزا وچار کریئے۔ اسی بیہودہ تعلیم کو لیکر

لالہ صاحبان دنیا کو در غلانا چاہتے ہیں۔

مسافر۔ اس کا جواب ویدک سدھانت یہی دیتا ہے کہ ایشور کی پریرنا (حکم) سے ہر ایک جیو قالب عنصری پاتا ہے۔

رہبر۔ دروغ گو ہم بروئے تو۔ لالہ جی ہوش کرو کہیں رشی کیش سے بھنگ کا پیالہ تو نہیں چڑھا آئے۔ آپکا ورشنا نند منوسمرتی ادھیائے اول شلوک میں لکھتا ہے کہ "جو مکت جیو اندریوں سے الگ وباریک و پوشیدہ و ہمیشہ بفکر وسب مخلوقات کی جان ہے آپ سے آپ سانکلیک شریروں میں داخل ہوئے" یہاں سے تو ثابت ہو گیا کہ قفس میں کوئی ظاہراً خود بخود آ داخل ہوا اور مقید ہوا حالانکہ تم نے لکھا ہے کہ "جو نکہ روح قالب انسانی میں جس کو عقلانے ایک قفس عنصری سے تشبیہ دی ہے اور قفس میں کوئی ظاہراً خود بخود نہیں آنا چاہتا ہے نہ کوئی خود بخود مقید ہونا چاہتا ہے" اسی بے علمی اور بے سمجھی کے باعث تمکو مسافر بے راہ کا خطاب دیا گیا ہے۔

مسافر۔ سورہ بنی اسرائیل وسورہ الحجر بھی کہتی ہے کہ سنا ہوا گارا اللہ کے پاس موجود تھا جس سے آدم پہلا آدمی ابتدائے آفرینش میں پیدا کیا۔

رہبر۔ ناظرین جب ایک آدمی جان بوجھکر بیوقوف بننا شروع کر دے تو اُسکا کیا علاج۔ اگر دیانندیوں کو اپنی ہی کتب سمجھنے کی ذرا بھی قابلیت ہوتی تو وہ ایسے فضول اعتراض قرآن شریف پر نہ کرتے۔ لالہ جی ذرا کان لگا کر سنئے۔ لالہ دیانند نے تیتریہ اُپ نشد کے حوالے سے اُدیشن منجری صفحہ ۵۰ و صفحہ ۸۵ اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۹ میں لکھا ہے کہ جل سے ویدک ایشور نے پرتھوی بنائی اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ جل سے پرتھوی کیسے بنگئی آیا وہ پانی گارا ہو کر گارے کیطرح بنا تھا جس سے زمین بنی یا ویسے ہی بہتے پانی سے۔ صورت اول صحیح اور تجربہ پر مبنی ہے صورت

دوم بالکل غلط اور خلاف تجربہ ہے جب خود تمہاری کتب کا یہ حال ہے تو کس منہ سے قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہو۔ دیکھو تم کہتے ہو کہ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے اناج اناج سے ویرج۔ ویرج سے انسان پیدا ہوا۔ اگر ہم درمیانی مدارج کو چھوڑ کر صرف یہ کہدیں کہ مٹی سے انسان پیدا ہوا یا گارہے گارے سے یا پانی سے تو بتائیے کونسی خلاف عقل بات ہے اُسکی مثال اور سنیئے جیسا ہم کہدیں کہ مسافر بے راہ کو اشیور نے پیدا کیا حالانکہ ظاہر ہے کہ مسافر بے راہ اشیور کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اپنی ماں کے پیٹ اور باپ کے نطفے سے پیدا ہوا۔ مگر ہم نے درمیانی وسائط کو چھوڑ کر اشیور کی پیدائش بیان کردی۔ کیا اب بھی آپکی موٹی سمجھ میں آیا یا نہیں۔

مسافر۔ کیا اپنی روح سے تھوڑی سی کاٹ کر یا اپنے پاس سے روح ڈالی۔

رھبر۔ یہ اعتراض تو اُس پنتھ پر آسکتا ہے جو یہ عقیدہ رکھے (منوسمرتی ادھیائے اول شلوک ۳۲) اور اسکے دلمیں یہ خواہش ہوئی کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی خلقت پیدا کرنی چاہئے" مگر قرآن شریف ہرگز ایسی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ وہ روح کو خدا کی پیدا شدہ بتاتا ہے نہ کہ اسکے جسم کا ٹکڑا جیسا ویدیوں کا عقیدہ ہے

مسافر۔ روح مادہ کی پیدائش کی بابت کہیں ذکر نہیں۔

رھبر۔ قرآن شریف پیدائش کے مضمون سے تو بھرا پڑا ہے اور بار بار اسنے شرک کو مٹانے کے لئے اپنے خالق کل ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا اور فرمایا کہ **قل اللہ خالق کل شیئ وھو الواحد القھار** اور پھر مزید برآں یہی نہیں کہ ویدوں کیطرح دعوے بلا دلیل کردیا اور اپنے پیروں وں کو تسلے پہ سارا دارومدار رکھا بلکہ بہت عمدہ طور پر اس دعوے کے دلائل کو بھی بیان کردیا مثلاً ذیل کے دلائل پر غور کرو۔

دلیل اول یعنی لمی دلیل جسے سنسکرت میں انومان کی قسم میں پوروت کہتے ہیں یہ ہے۔ کہ فرمایا اللہ خالق کل شیئ وھوالواحد القھار یعنی اللہ ہر ایک چیز کا خالق ہے اور اس دعوے کی یہ دلیل دی ہے کہ اللہ تعالٰے اپنی ذات میں بے ہمتا اپنی صفات میں یکتا اور افعال میں وہ لیس کمثلہ ہے اور یہ تمام معانی الواحد کے ہیں جب یہ لفظ اللہ تعالٰے کی نسبت بولا جاوے اور وہ سب کا حکمراں و متصرف ہے اور سب کو اپنے ماتحت رکھتا ہے اور یہ معانی القھار کے ہیں جب خدا تعالٰے پر اسکا اطلاق ہو۔ اب اللہ خالق کل شیئ کا دعوے جس مسلم بات پر مبنی ہے وہ الواحد القھار کا لفظ ہے کیونکہ اگر وہ ہر ایک چیز کا خالق نہ ہو تو کچھ چیزیں اس کی خلق سے باہر بھی ہونگی اور جو اشیاء خلق سے باہر ہونگی بہر حال وہ چیزیں ضرور کسی نہ کسی پہلو میں اللہ تعالٰے کی شریک ہی ہونگی جیسے دیانندی کہتے ہیں کہ تمام ارواح حتّٰی کہ کیڑے مکوڑے بلکہ درختوں کی روحیں بھی خدا کی بنائی ہوئی نہیں مادہ عالم اللہ تعالٰے کا بنایا ہوا نہیں زمانہ آکاش بھی خدا کا بنایا ہوا نہیں وغیرہ وغیرہ پھر یہ چیزیں ازلی ہونے میں خدا کی شریک اپنی حقیقی ہستی میں خدا کی شریک اور پھر یہ اشیاء نہ اپنی ذات میں خدا کی محتاج نہ اپنے خواص میں نہ اپنے عادات میں اور نہ اپنے افعال میں خدا کی دست نگر با ایں ہمہ خدا کو بوجہ اُنپر حکمران مانتے ہیں۔

دلیل دوسری انی ہے جسے سنسکرت میں انومان کی قسم میں شیشن وت کہتے ہیں۔ کیا معنی مخلوق سے خالق شناسی حاصل کرنا اور وہ یہ ہے لم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیئ فقدرہ تقدیرا۔ یعنی اللہ تعالٰے لاشریک ہے سب کا خالق ہے دلیل یہ ہے کہ ہر ایک چیز ایک اندازہ پر ہے اور محدود ہے اور ہر ایک محدود کے لئے حد بندی کرنے والا ضروری ہے پھر مادہ وجیو کی حد بندی کرنے والا سوائے خدا اور کون ہے پس وہ اِن کا خالق بھی ہے۔

دلیل خلف - فرمایا ام خلقوا من غیر شیئ - ام هم الخالقون ام خلقوا السموٰت والارض بل لا یوقنون - ام عندهم خزائن ربك - ام هم المصیطرون - یعنی کیا یہ لوگ خود بخود ہوگئے (عدم سے وجود بلا مرجح کیونکر ہوا) کیا یہ اپنے آپ خالق ہیں یہ بات ہیں وجدان اور اپنی طاقتوں کے لحاظ سے غلط معلوم ہوتی ہے - اول تو اسلئے کہ جوں جوں ہم پیچھے جاویں کمزوری بڑھتی نظر آتی ہے دوم ہم تجارب کے بعد بھی انسان کیا کیڑا بھی بنانے کے قابل نہیں علاوہ بریں اسمیں تقدم اپنی ذات سے اور دور لازم آتا ہے، کیا آسمانوں اور زمینوں کے یہ خالق ہیں یہ صریح غلط ہے اور اس سے تعدد فی اللہ بھی لازم آتا ہے کیا انکے پاس بے انت خزانے ہیں جنسے ان کو پتہ لگا کہ یہ چیز مثلاً روح یا فلاں اشیاء - مادہ وزمانہ وغیرہ مخلوق نہیں نفس انسانی تو محدود ہے خدا کی بے انت باتوں کا احاطہ کیونکر کرسکتا ہے - کیا یہ آزاد ہیں اور کسی کے تحت وتصرف میں نہیں یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے انسان کھانے پینے جینے مرنے سب میں کسی کے نیچے ہے اور کسی کے قبضۂ قدرت میں ہے - پس جب یہ باتیں غلط ہیں - تو خدا سب اشیاء کا خالق ہے -

قیاس اقترانی سے فرمایا ھو اللہ الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنیٰ یعنی اللہ تعالےٰ ہے اندازہ کرنے والا (خلق کے معنے لغت عرب میں تقدیر کے بھی آتے ہیں - اسی واسطے خلق لکم ما فی الارض بلفظ ماضی صحیح ہے) وجود بخشنے والا اور رنگ برنگ صورتیں عطا کرنیوالا تمام صفات کاملہ سے موصوف تمام نقصوں سے منزہ نیست سے ہست کرنیوالا کیونکہ یہ ایک کمال ہے اور خدا کو سب کمالات حاصل ہیں - خدا کو انسان اپنے پر قیاس نہ کرے - غرض اسطرح کے بے شمار دلایل کا سمندر قرآن کریم میں موجزن ہے -

اب آپ اپنی دوور قی اور مکذب مخبوط کے جنونی خیالات کو اگنی دیوتا کی بھینٹ کرویں اور اپنا انعام مخبوط کے بذبان کو جلانے میں صرف کریں اگر تمہارے دماغ کا کیڑا ابھی نہ مرا تو اس کی دوبارہ بھی خبر لیجاوے گی

مسافر۔ یہ علمی مسائل ہیں یہاں پر محض اعتقاد وحشیانہ سے کام نہیں چلتا۔

رہبر۔ بس اگر ویدک ایشور کی علمی طاقت یہی ہے تو وہ لالہ دیانند سے بڑھکر کوئی چیز ثابت نہیں ہوتا۔ جیسے لالہ صاحب کے کوڑ مغز میں الہی فلسفہ نہ آیا اسیطرح ویدک ایشور بھی اپنی دورانیوں شری ولکھشمی کے عشق میں ایسا دیوانہ ہو رہا ہے کہ اُسے کسی چیز کا علم تک نہیں۔ آپ جیسے بے علم مسافروں کی گالیوں اور بدزبانی سے اپنی بے علمی کو چھپانا چاہتا ہے یہ عجیب علمی مسائل ہیں کہ جن کے علم سے ویدک ایشور بھی بے علم ہے اور وحشیوں کیطرح اپنی بے علمی کو بذریعہ وید کے ظاہر کیا۔

مسافر۔ پرماتما کی موجودگی میں آدم کو سجدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

رہبر۔ مادہ جیو کی موجودگی میں پرمیشور کی ضرورت ہی کیا ہے سالیشور کی موجودگی میں وہ والوں کو کیوں سجدہ کیا جاوے۔ ذیجر وید ادھیائے ۲ منتر ۳۲) جسکا اثر ویدیوں میں ابھی تک پیری پاؤنا یعنی پاؤں پڑنا اور سر کو آدمی کے پاؤں پر رکھ کر سجدہ کرنا موجود ہے یہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے جو ویدنے مخلوق پرستی اور لنگ پرستی سکھائی۔ برخلاف اس کے مسلمان سوائے خدا کسی کو سجدہ کرنا شرک جانتے ہیں۔ اگر آپ کو ذرا بھی سمجھ ہے تو وید کا کوئی منتر تو پیش کریں جسمیں شرک کی برائی اور مشرک کے لیئے عذاب کا وعدہ ہو۔ یوں بک بک کرنا فائدہ نہیں رکھتا۔ مسلمان کبھی آدم کو سجدہ نہیں کرتے یہ اعتراض ہی مخبوط الحواسی پر مبنی ہے۔

مسافر۔ بائبل کی موجودگی میں قرآن کی کیا ضرورت ہے۔

رہبر۔ پھر ویدوں اور شاستروں کی موجودگی اور پرانوں کی موجودگی میں ستیارتھ پرکاش و
دیگر لایعنی خرافات دیانندیاں کی کیا ضرورت ہے قرآن کی ضرورت تو
پولوسیوں اور ویدیوں کے مشرکانہ خیالات اور نیوگ پرستی آتش پرستی
کے مٹانے کے لئے ضروری ثابت ہوتی ہے مگر ستیارتھ پرکاش نے سوائے
نیوگ پرستی کے کیا کیا۔ بس اس کی یہی ضرورت تھی کہ حرامکاری کی حمایت
کرے اور اسے زور شور سے رواج دی اور آریہ ستان کو سپوت ہوئے جواب دے۔

مسافر۔ وید کی موجودگی میں ان تمام مزخرفات کی کیا ضرورت
ہے۔

رہبر۔ یہ سچ ہے پس سب سے پہلا کام یہی کرو کہ دیانندیوں کی سب
مزخرفات کو ماتی حمبا کے حوالے کرکے ہمیں اطلاع دو تاکہ تم کو نیوگ پرستی
مٹانے کا تمغہ بھیجا جاوے۔

مسافر۔ تخم درخت میں سب طاقت ہے مگر کاشت کرنے والے کی
کیا ضرورت ہے۔

رہبر۔ مگر وید تو ایک چھوڑ گیارہ گیارہ کاشت کار ایک ذنیوگن کے
کھیت کیلئے تجویز کرتا ہے تم کہتے ہو کاشت کرنے والے کی ضرورت ہی
نہیں۔ پس یہ سب تمہاری ملمع اس لایعنی ہے لالہ جی ہمارے اعتراض
پر کہ مادہ میں ملنے کی طاقت خود بخود ہے بہت سٹ پٹاتے ہیں۔ مگر جواب
بجز اسکے اور کوئی منہ سے نہ نکلا کہ یہ جھوٹ ہے ارے بے عقل ذرا اپنے
ہادیوں یعنی یورپین علماء کا اعتقاد اس بارے میں ہی ملاحظہ کر جنکی تعلیم کی
چوری سے وید بھرا پڑا ہے اور لالہ دیانند نے انکی تقلید میں ٹریں ہانکی ہیں۔

مسافر۔ وید بحر ذخار بے کنار ہے۔

رہبر۔ کیا کوئی ایسا بحر یعنی سمندر بھی موجود ہے جو بے کنار ہو۔ ہمیں
آج معلوم ہوا کہ نیوگ خانہ کا سوا جو بھوگیوں کے آزار کے ساتھ نشاط ہوتا

ہے اسکی لذائیذ کا سمندر بے کنار ہے یعنی جو نیوگ پرستی کا دلدادہ ہے وہ وید کی اس تعلیم کے صدقے جائیگا۔ کیونکہ دوسے زیادہ اللذت رکھتا ہے وید کی تعلیم کوک شاستر کو مات کر رہی ہے اسی لئے نیوگ کے متوالوں کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی جو منہ میں آتا ہے بکواس کر دیتے ہیں۔

لالہ جی چونکہ اپنے ہی اعتراض یعنی ولو فلقعنا الخ اپنی ایک دو چھٹی میں بھی کیے ہے جسکے جواب میں مفصل طور پر لکھا جاچکا ہے۔ اسلئے ہم آپکو اسی کا حوالہ دیتے ہیں یہاں طوالت مانع ہے۔

مسافر۔ تو یہ مدلل نے تکلف ہے۔

رہبر۔ اس کی کوئی دلیل تو دی ہوتی۔ حالانکہ بندہ نے اس پر کافی بحث کی ہے مگر نیوگ پرستی کی حمایت کرنے سے ہمارا اعتراض نہیں اٹھ سکتا۔ اور نہ ایسی باتیں کہنے سے کہ رودن سے لالہ جی کی جورو اڑالی۔ یا ماحمقل کی عورت نے سومیر رچا اور دوسرا خاوند تلاش کیا یا بھیشم پتامہ راجہ بنارس کی لڑکیاں اڑالایا کیونکہ تمہاری قدیم وحشی سوسائٹی میں پہلے درجہ پر تھی ان واقعات کا یہاں درج کرنا خلاف تہذیب ہے جو ویدیوں نے وید کی تعلیم کی بنا پر منہ میں رکھے اس کی کوئی یادگار ہے کہ کنجریوں یعنی فاحشہ عورتوں کو ویدیوں نے رام جنی کا خطاب دے رکھا ہے ذرا ان کے کام اور ان کے ویدک نام پر غور کریں۔ کہ ایسے ناپاک فرقہ کا نام کیا پوتر رکھا گیا ہے۔ یہ صرف اسلئے کہ جیسے ہی دیوتا ان کے عاشق زار ہوا کرتے تھے۔ اور ان کے لئے ویدک اشیور الپسرائیں بھیجا کرتا تھا۔

مادہ پرستی کے جواب میں لالہ لکھتے ہیں کہ عدم گنجائش کالم مانع ہے جو خوب بکواس کرنے کے لیے گنجائش کالم مانع نہیں مگر مدلل اعتراضات کا جواب دینے کے لئے کالم میں گنجائش نہیں رہی سچ ہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ویدک علمی ذخیرے کا ہی خاتمہ ہوچکا ہے۔ اور جو کچھ سند اس وید میں بھری پڑی تھی

وہ تو آپنے منہ کے راستے اُگل دی ہے اب اندر سے ڈھول کی پول ہے۔
آپ ذرا تکذیب کا حوالہ بھی دیتے ہیں جسکے جواب میں تو ویدک تعلیم کا کچا چٹھا عنقریب نکلیگا جس کے ذریعے ویدک تعلیم کا تانا بانا ہی اُدھڑ جائیگا اسلئے یہاں اُسکا لکھنا فضول ہے۔

مسافر۔ ان آریوں سے دریافت کرکے لکھو کہ لالہ دیانند نے کس مسئلہ میں غلطی کھائی۔

راھیل۔ اُن کا حوالہ ہماری کتاب میں دیکھ۔ اور پاس پارٹی والوں کے اخبارات عنسے پڑھ ایک مسئلہ پر لالہ دیانند کی غلطی ہو تو یہاں لکھا بھی جاوے جب اُسکی موٹی عقل میں کچھ علمی بات نہیں سما سکی تو کیا کیا گنایا جاوے سب سے پہلے نیوگ ہی کو دیکھ۔ کیا یہ باعزت آدمی کا کام ہے کہ اپنی بیاہتا کو دوسرے مشٹنڈے کے ساتھ سلاکر آپ دروازہ کی خبرگیری کرے۔ ذرا ویدسے دیکھ کر غیرت کی تعریف تو کر معلوم ہوتا ہے۔ وید میں سے غیرت کا لفظ ہی مفقود ہے۔ اسی لئے لالہ دیانند نے خود بیاہ نہ کیا کہ اگر گھر میں اولاد نہ ہوئی تو لوگ نیوگ کے لئے مجبور کرینگے ناچار اپنی جورو دوسرے کے حوالے کرنی پڑیگی اور یہی حکمت اُسکے اپنا گھر بار کا حال نہ بتانے کی ہے کہ اگر لوگوں کو پتہ چل گیا کہ لالہ دیانند کی کوئی ہمشیرہ وغیرہ بے اولاد ہے تو وہ اس مسئلہ پر عمل درآمد کے لئے مجبور کرینگے۔

اور پھر ملاحظہ ہو آریہ مسافر میگزین ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰ کہ لالہ دیانند گھر کے گاؤں کا نام اس لئے نہ بتاتا تھا کہ مبادا اس کا باپ جو اس کو پاگل قرار دیتا ہے اسے آکر زبردستی نہ لیجاتے۔ فرمایئے جسکو گھر والے پاگل کہتے ہیں اس کا حال کیا ہوگا۔ کیا اس کی تعلیم پر بھروسہ ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔

رسم ستی اور مسافر آگرہ کی گپ

ویدک زمانہ کی بڑی رسومات کی یادگاریں نیوگ وغیرہ زمانہ حال کے محققوں کو قدیم وحشی ویدیوں کی تہذیب کا بخوبی پتہ دیتی ہیں مگر موجودہ متعصب اور دروغ گو گروہ جو بدالنت خود وید کا بڑا حامی گنا جاتا ہے ان تمام ویدک بدتہذیبوں کا الزام مسلمانوں کے ذمہ لگاتا رہتا ہے۔ گو ہر بار وہ منہ کی کھاتے ہیں مگر وہ ایسے ہیں کہ پھر بھی باز نہیں آتے منجملہ دیگر الزاموں کے دیانندیوں کا دروغگو پرچہ "مسافر آگرہ اپنی ۳۰ اپریل ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں "کرشمات عالم" کے ہیڈنگ کے نیچے صفحہ ۸ کالم ۲ سطر ۱۰ میں لکھتا ہے کہ

"جہانتک ہمارا خیال ہے یہ مکروہ رسم مسلمانوں کے خونخوار زمانہ سے شروع ہوئی ہے"

"کیونکہ اسوقت ایک بیکس ہندو بیوہ اپنے پتی کے بعد شریر مسلمانوں کے ہاتھ سے"

"اپنی عصمت بچانا محال خیال کرکے خود کو پتی کی عزت اور اپنی غیرت پر قربان کر دیتی تھی"

"اور صرف اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے ہی یہ رسم ادا کی جاتی تھی"

یہ الفاظ ہیں جو اس دروغ گو اخبار نے لکھ کر اپنے ورق سیاہ کئے ہیں مگر ہم ذیل میں دیانندیوں کی مسلمہ کتب کے تواریخی حوالوں سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جہانتک ہمارا خیال ہے یہ مکروہ رسم ویدک بدتہذیبی اور حرامکاری کے زمانہ سے شروع ہوئی ہے کیونکہ اس وقت ایک بیکس بیوہ عورت اپنے پتی

کے بعد شریر ویدیوں کے ہاتھ سے اپنی عصمت بچانا محال خیال کر کے
خود کو چتی کی عزت اور اپنی غیرت پر قربان کر دیتی تھی۔ اور صرف ویدک
رشیوں کے من گھڑت نیوگ کے مسئلے سے اپنی عزت کے بچاؤ کے لیے ہی
یہ رسم ادا کی جاتی تھی۔ ذیل کے حوالے ہمارے بیانات مندرجہ بالا پر کافی
شاہد ہیں۔

(بھارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصہ اول صـ۴۷) میں لکھا ہے کہ کرم
دیوی راجہ آنیت کی لڑکی نے خودکشی کی اور ستی ہوئی۔

(بھارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصہ پنجم صـ۴۰) میں لکھا ہے کہ راجہ
نل کی عورت بھی ستی ہونے پر تیار تھی۔

(بھارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصہ نہم صـ۱۱۵) میں لکھا ہے کہ سولوچنا
اپنے خاوند میگھ ناد کے سر کے ساتھ ستی ہو گئی۔

پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ شوجی کی مہارانی ستی بھی ستی ہوئی تھی
(اپدیش منجری صـ۱۲۴) میں لکھا ہے کہ پانڈو کی رانی مادری بھی ستی ہوئی تھی۔

اب مندرجہ بالا حوالوں سے جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہیں صاف
ثابت ہوتا ہے کہ یہ ستی ہونا اسلام سے بہت پہلے ویدک رشیوں کے زمانہ
سے چلا آتا ہے۔ اور بیوہ عورتیں اپنے آپ کو ویدکی نیوگی تعلیم سے بچنے کے
لیے غیرت کے باعث یہ رسم بجا لاتی تھیں تاکہ شریر ویدیوں کے ہاتھ سے
انکی عزت خراب نہ ہو۔ امید ہے لالہ مسافر کی عقل ٹھکانے لگ گئی ہوگی
ورنہ اور حوالے بھی موجود ہیں۔

دیانندی لیڈر منشی رام کا جھوٹ

ناظرین یہی نہیں کہ عوام دیانندی اپنی کتب سے محض ناواقف ہیں بلکہ خواص
بھی جو دیانندی پنتھ کے سورج بنے پھرتے ہیں بتمول چراغ تلے اندھیرا آپنی

کتب کی تعلیم سے جاہل مطلق ہیں اُن کے دعوے دیکھو تو جھوٹ کے طومار پاؤگے۔ اُنکی چکنی چپڑی باتیں سنو تو بگلہ بھگت نظر آئینگے۔ مگر اندر سے نرالا ظاہر ہوگا۔ ان کو اتنی تو خبر نہیں لگتی کہ کونسا مسئلہ اُن کے گرو کا مسئلہ ہے اور کونسا نہیں جو جی میں آیا دھر گھسیٹتے ہیں۔ مثال کیلئے لالہ منشی رام کا اخبار ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۲۱ ماگھ سنہ ۱۹۶۲ بکرمی صفحہ ۴ کالم ۳ ملاحظہ کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"ہمیں یاد ہے کہ چند سال ہوئے ایک معزز کالج پارٹی کے لیڈر کے ساتھ آریہ سماج میں رشی دیانند کی پوزیشن پر ہماری بحث ہوئی اثنائے گفتگو میں ہمارے بزرگ بھائی نے فرمایا کہ ہم کس طرح سوامی جی کی ہر ایک بات کو صحیح تسلیم کر سکتے ہیں۔ جبکہ اُنکی کئی باتیں صاف طور پر سائینس کے مسلمہ اصولوں کے برخلاف ہیں مثال کے طور پر انہوں نے فرمایا کہ سوامی جی کا عقیدہ ہے کہ کئی اجسام فلکی آباد ہیں۔ لیکن سائنیس سے اسکی تصدیق نہیں ہوتی ہم نے جواب میں عرض کیا کہ ابھی تک اس مسئلہ پر سائنیس دانوں کی کوئی نشچت رائے نہیں لیکن ہمیں وشواش ہے کہ جب سائنیس دان اس پوزیشن میں ہونگے کہ اس معمہ کو حل کر سکیں تو انکا فیصلہ مہرشی دیانند کے حق میں ہوگا حال ہی میں جب ہم نے اخبار میں پڑھا کہ لنڈن کی رائل انسٹیٹیوشن میں لکچر دیتے ہوئے پروفیسر ٹرنر صاحب نے فرمایا کہ ان کا یقین ہے کہ اجسام فلکی میں آبادی ہے تو رشی کی تعلیم کی بزرگی کے سامنے ہمارا سر جھک گیا اور ہمارے مونہہ سے بے اختیار یہ شبد نکلے کہ "تیر درشٹا رشی کا واکیہ نراتھک نہیں ہوسکتا۔" پروفیسر صاحب نے اپنے لکچر میں فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بازو ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہوں اُن میں ذہانت نہیں ہوسکتی آپنے یہ بھی فرمایا کہ ایسے پرانی بھی ہیں جو وایو پانی اور گرمی کی سہایتا کے بنا زندہ رہ سکتے ہیں آپنے تجربوں سے ثابت کرکے دکھلایا کہ ٹھوس کی ہوئی وایو میں بھی پرانی رہ سکتے ہیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سورج چندرما میں رہنے والے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں اس ودشہ پر رشی واکیہ یہ ہے منشیں ولیار محات بر پرتھوی جل اگنی

وایو آکاش چندرما سوریہ اور نکشتر پ سرشٹی کا نواس نشان ہونے سے آٹھ وسو"
یہ بات سمرن رکھنے کے یوگیہ ہے کہ سرشٹی اشیہ کے ارتھ رچنا کے ہیں نہ کہ کسی وشیش
پرکار کی رچنا"

ناظرین ہم نے محض حق اور جھوٹ کو علیحدہ کرنے کے لئے اصل عبارت
دیانندی کی لکھدی ہے اگر آپ سے غور سے دیکھینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا
کہ یہ عبارت سر سے پاؤں تک جھوٹ کے طوماروں سے بھری ہوئی ہے اس مضمون کے
شروع میں دیانندیوں نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ جو کچھ دیانند کہہ گیا ہے سب سچ
اور قابل تسلیم ہے گویا وہ غلطی سے بالکل مبرا ہے۔ گویا دیانند اور وید کا ایشور کا
درجہ ایک ہی ہے۔ ایک انسان کو اور پھر ایسے انسان کو جسکی سوانح عمری مرتبہ
دیانندیاں ہی جاہلیت تلون مزاجی اور بد اعتقادی سے بھری پڑی ہو غلطی سے مبرا
کہنا یا سمجھنا دیانندیوں کی کم فہمی یا خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے۔ پھر اس سے یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ اس پارٹی کے تعریف دیانند کے اصول صاف طور پر مسلمہ سائنس کے
اصولوں کے برخلاف بھی ہیں اور یہ کہنے والوں کیلئے کہ جہاں جہاں سائنس کا علم
ہوگا ویدک جھنڈا لہرائیگا۔ قابل غور ہیں۔ دیانندیوں نے پرمیشر کے اس بیان کو بھی
کہ جن پرانیوں کے بازو تا محکمے دیکھتے دل ہیں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی
اور کہ ایسے پرانی بھی ہیں جو وایو پانی اور گرمی کی سہایتا کے بغیر تندرست رہ سکتے ہیں
مگر مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لالہ صاحب نے اپنی بے علمی کے باعث سخت
دروغ بیانی سے کام لیا ہے لالہ دیانند صاحب کے برخلاف اپنی کتاب رگوید
آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ٣٢ پر لکھتے ہیں کہ وہ صاف انکار پانی اور ہوا وغیرہ
ہی سے جاندار سکھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں ان کے بغیر کوئی نہیں جی سکتا"۔
اب اس صاف عبارت کے برخلاف یہ کہدینا کہ لالہ دیانند کا یہ عقیدہ ہے کہ پانی اور
ہوا وغیرہ کے بغیر بھی کوئی زندہ رہ سکتا ہے کذب صریح ہے اور خواہ مخواہ یورپین
لوگوں کی پیروی ہے تاکہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ وید کے اصول سچے ہیں [illegible]

نے جو کہا - اب مندرجہ بالا حوالہ کتب دیانند سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں - یا
تو دیانند جھوٹا ہے - یا اس کا چیلہ -
اس سے آگے دیانندی لکھتا ہے کہ "لالہ دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ
سورج چندر ما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس
پرتھوی پر رہتے ہیں" اس جگہ تو دیانندی لیڈر نے جھوٹ کے بھی کان کتر دیئے ہیں
اور نہ صرف جھوٹ سے کام لیا ہے بلکہ اپنی بے علمی کا بھی پردہ فاش کر دیا ہے ہم اپنی
طرف سے کچھ ایزاد کرنا نامناسب خیال کر کے لالہ دیانند کی اصل عبارت اسارہ
میں درج کر دیتے ہیں ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ دیانند کے پیرو یورپ کے لوگوں کی
تحقیقات کو اپنے گھر کے مسائل بنا بنا کر کہاں تک جھوٹ سے کام لے رہے ہیں -
اور ذرا بھی خوف خدا نہیں کرتے - بہرحال لالہ دیانند کی اصل عبارت اسارہ میں
یہ ہے -
دستیارتھ پرکاش ص۲۶۱ سملاس ۸ دفعہ ۵) سوال + جیسے اس ملک میں
انسان وغیرہ مخلوقات کی صورت (اور) اعضاء ہیں ویسے ہی دیگر لوگوں (کروں)
میں ہونگے یا اسکے برعکس - جواب + کچھ کچھ صورت میں اختلاف ہونا ممکن ہے
جسطرح اس کرہ زمین پر چینی حبشی اور آریہ ورت اور یورپ والوں کے اعضاء رنگ
روپ اور شکل میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے اسی طرح دیگر کروں میں بھی فرق ہوتا ہے
لیکن جس نوع کی جیسی خلقت اس دنیا میں ہے اسی نوع کی خلقت دیگر لوگوں (کروں)
میں بھی ہے جس جس جسم کے حصے میں آنکھ وغیرہ اعضاء ہیں دیگر کروں میں بھی اسی
نوع کے اعضاء اسی طرح اور اسی مقام میں ہوتے ہیں کیونکہ وصاتا پرمیشور نے جس
قسم کے سورج چاند روشنی زمین آسمان اور ان کے اندر سامان راحت کو پہلے کلپ
میں بنایا تھا ویسا ہی اس کلپ یعنی اس سرشٹی میں بھی بنایا ہے نیز سب لوک لوکانتر
بھی بنائے ہیں فرق ذرا بھی نہیں ہوتا اب اس صریح عبارت کے برخلاف دیانندی مہاشے
کا یہ لکھنا کہ "رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سورج چاند میں رہنے والے منش
اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں" - کہاں تک سچ

ثابت ہوتا ہے۔ لالہ صاحبان خدا کے لئے غور کرو اور دوسروں کی خوشہ چینی کرتے وقت اپنے مسائل پر قلعی نہ پھیرتے جایا کریں۔ اگر یورپین لوگوں کی تحقیقات سے فائدہ اٹھانا ہے تو وید کو سب سے پہلے اگنی دیوتا کی بھینٹ کر دو اور ایسی فضول کتاب کو ردی میں پھینک دو جو انسان کی کمینچ و تان کی محتاج بن رہی ہے۔ امید ہے دیانندیوں کے لیڈر صاحب اور ان کے مدح خوان اس جھوٹ صریح کی وجہ ضرور بیان کرینگے۔

تردید قدامت دنیا

{جہاں جہاں سچے علم عقل اور سائنس کی روشنی پہنچیگی وہاں وہاں سے
ویدک مت کا جھنڈا سب سے پہلے اکھڑتا دکھائی دے گا}

لالہ دیانند صاحب نے جیسے بے بنیاد ڈھکوسلوں پر اپنے مت کی بنیاد رکھی ہے انمیں سے ایک پیدائش دنیا کے بارہ میں ہے۔ آپنے بلا کسی تواریخی و مذہبی ثبوت کے دنیا کی پیدائش کا زمانہ دو ارب کے قریب لکھ مارا اور جہانتک ہو سکا آپنے اس جھوٹ کے پار لگانے کیلئے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے اور ایک جھوٹ موٹ شجرہ بھی ستیارتھ پرکاش میں دھر گھسیٹا اور پھر ماشاء اللہ آپکے شیشے منجی میں ایک باقاعدہ سلسلہ وار تواریخ بھی بیان کر دی۔ مگر ایک عالم اُسکی بے بنیاد باتوں پر غور کرکے صحیح نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ نے ہزاروں اور سینکڑوں سالوں کے عرصہ کو اربوں اور کروڑوں سالوں کا عرصہ بیان کرنے میں خوب کمال دکھایا ہے۔ آپکے پیرو بھی ایسے عقل کے پتلے ہیں کہ ایسی بے بنیاد باتوں کو آمنا وصدقنا کہے جاتے ہیں۔ اور اپنی علمیت کی ڈگریوں کو بٹہ لگا رہے ہیں دور کیوں جاؤ ایک ہزار سال کے شجرہ بیان کرنے میں لالہ دیانند صاحب کی تواریخ دانی کا حال ظاہر ہو رہا تھا مگر ایسی باتوں کی تحقیقات تو وہ کرنے بیٹھے جسے سچی باتوں کی تلاش کا خیال ہو

اس جھوٹ کے ریتیلے تودے پر مقتول مکذب نے ایک بڑی عمارت بنانے کی کوشش کی جو معہ اپنے بنانے والے سطح زمین سے جا ملی - آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی قے چاٹنے والے بڑے منہ بنا بنا کر اس کی تعریف کے راگ گا رہے ہیں اور فضولیات کے مجموعے کو وید سے بھی بڑھکر درجہ دے رہے ہیں. مقتول مکذب کے لیئے لازمی تو یہ تھا کہ لالہ دیانند نے جو شمہ تواریخی ویدک زمانہ کا بیان کیا تھا اسکی سچائی کی تحقیقات کرکے مفصل تواریخ لکھتا اور پھر اسکا نام تواریخ رکھنا بھی بھلا معلوم ہوتا - مگر اسکی ناکامیابی تو اسی سے ظاہر ہے کہ اسنے یورپ کے مختلف الخیال لوگوں کے ڈھکوسلے اکٹھے کرکے اپنی تائید میں پیش کیئے کہ ضرور دنیا کی پیدائیش کئی ارب سالوں سے ہے افسوس کہ اسے اتنا خیال نہ آیا کہ اگر یورپین لوگوں کی تحقیقات ہی وید کی سچائی پر دلیل ہے تو جو تحقیقات وہ وید کی تصنیف کے بارے میں بعد کامل غور و فکر کے کر چکے ہیں. وہ ان مختلف الخیال ڈھکوسلوں سے جنکا اختلاف ہی ان کی بے بنیادی کی دلیل ہے بدرجہا ماننے کے قابل ہے کیونکہ اس بارہ میں سب یورپین قریبا ہم خیال ہیں اور وید کی تصنیف کا ایک ہی زمانہ قرار دیتے ہیں بخلاف مقتول کے بیانکردہ آراء کے جنمیں کوئی دو چار بھی آپسمیں متفق نہیں ہیں ہم مقتول مکذب کی تواریخ کا ریویو علیحدہ ٹریکٹ کے ذریعہ کرینگے فی الحال ہمارا روئے سخن آریہ مسافر میگزین ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کے مضمون قدامت دنیا بصفحہ ص۲۶ کیطرف ہے جسمیں ایک نادان دیانندی نے ویدک کذب کو پھیلانے کیلئے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں - ناظرین ذرا آپکی راگنی بھی سُن لیں ہونہار بہ -

دیانندی - مسلمان اور عیسائی وغیرہ دنیا کی پیدائیش چھ سات ہزار سال سے بتلا کر عوام کو پرماتما اور آتما میں تیا - یو تر - گورشش رسوامی سیوک اور راجا پرجا کے ازلی ابدی تعلقات کے متعلق بداعتقاد کا شکار بناتے ہوئے گمراہ کر رہے تھے

انوار - واہ سبحان اللہ بھلا عیسائیوں کو تو جانے دو آپنے کس مسلمان سے ایسا سُن لیا کہ دُنیا کی پیدائیش چھ سات ہزار سال سے ہے قرآن شریف تو سارہ

میں کچھ نہیں کہتا کیونکہ ایسے سوالات ہی لغو ہیں اللہ تعالےٰ کبھی معطل اور بیکار نہیں ہوتا اور اسلئے کہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہے اور مقدار فعل فعل سے پیدا ہوتا ہے اور فعل فاعل سے تو زمانہ خود مخلوق ہوا ہاں صرف یہ تبایا کہ ہوا الاول اسکے معنے ہمارے پیغمبر صلعم نے فرماتے ہیں کہ لیس قبلہ شیئ اور فرمایا الی ربک المنتھیٰ

باقی رہا آپکا پرماتما اور آتما میں پتا پوتر کا ازلی ابدی تعلق بیان کرنا سو ہمیں ابتک وید کا یہ فلسفہ سمجھ میں نہیں آیا کہ بیٹا اپنے باپ کے ساتھ ازلی ابدی کیونکر ہو سکتا ہے قاعدہ قدرت تو یہ چاہتا ہے کہ بیٹا باپ کے بعد ہو مگر دیانندی اور ان کے استاد عیسائی ایک نیا قانون پیش کرتے ہیں کہ باپ بیٹا ہر دو ازلی ابدی ہیں اگر ایسی ہی صداقتوں پر ایسے منچلوں کے جھنڈے لہرانے ہیں تو حقیقی سچائی کو دنیا سے نابود ہونا پڑے گا۔ لالہ جی ہماری اتنی اور درخواست ہے کہ وہ یہ بیان کر دیں کہ آتما جو پرماتما کا بیٹا ہے وہ کس قسم کا بیٹا ہے نیوگی ہے۔ یا پوترجو۔ یا اورس کشترج دتک۔ کرترم۔ گوڑھوتپن۔ آپ مدہ میں سے ہے اور یا کانین۔ سہوڑھ۔ کرنیت۔ سویم رت یا شودر یہ میں سے ہے۔

دیانندی - پیدائش وفناہ کا سلسلہ ازلی و ابدی ہے بطریق دور تسلسل ہے

انوار - مگر لالہ جی دور تسلسل ہی باطل ہے بوجوہات ذیل:-

تسلسل کے معنے یہ ہیں کہ بیشمار امور جانب ازل (ازل مبدء کی جانب غیر محدود کو کہتے ہیں) میں لگاتار ہوتے ہوتے چلے جائیں اور یہ سلسلہ کہیں ختم ہی نہ ہو اور یہ بالکل خلاف عقل اور ناممکن ہے کیونکہ اس کے ماننے سے بیشمار محالات لازم آتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو چیز محال کو مستلزم ہے وہ محال ہے۔

اب تردید تسلسل کی دلائل سنئے۔

ہر عقل سلیم کے نزدیک یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ عدد ناقص اپنی اکائیوں کی تعداد کے لحاظ سے عدد زائد کے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا مثلاً پانچ کا عدد سات کے اعتبار سے ناقص ہے تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جتنی پانچ میں اکائیاں

ہیں اتنی ہی سات میں بھی ہوں۔ بلکہ سات میں پانچ اکائیوں سے دو اکائیاں اور زائد ہیں اسیطرح ہر چھوٹے عدد کو بڑے عدد کے اعتبار سے سمجھ لو خلاصہ یہ کہ ہر عدد ناقص اور زائد کا یعنی چھوٹے اور بڑے عدد کا اکائیوں برابر ہوجانا صریح محال ہے۔ اسیطرح عقل یہ بھی حکم کرتی ہے کہ جو مقدار دو حدوں کے درمیان گھری ہوگی وہ ضرور محدود اور متناہی ہوگی اور یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی شے دو حدود کے درمیان گھری بھی ہو اور غیر محدود بھی ہو۔ ان ہر دو امور کا جمع ہونا سراسر محال ہے اب دلیل بطلان تسلسل لیجئے:۔

اگر تسلسل ممکن ہو تو ضرور ہمیں جائز ہوگا کہ ہم ایسے دو خطوط فرض کرلیں کہ جو ایک نقطہ سے مثلث کی ہر دو ساقوں کے مثل نکل کر لگاتار چلے جائیں پس اُن کے اجزاء بمنزلہ اُن غیر محدود امور کے ٹھیرینگے کہ جو جانب ازل میں مرتب ہوتے ہوئے چلے گئے ہوں پھر ہم اُن ہر دو کے درمیان کی مسافت ظاہر کرنے کیلئے ضرور پے در پے خطوط فرض کرسکتے ہیں اور پھر وہ مسافت ظاہر کرنیوالے خطوط بھی طول میں اتنے ہی زیادہ ہوتے جائینگے جتنے کہ وہ پہلے کے ہر دو خطوط مفروضہ بڑھتے جائینگے اس کی صحت یوں سمجھئے

پس جب ہم نے ان خطوں کو غیر متناہی مانا ہے تو ضرور ہے کہ ان ہر دو خطوں کی درمیان کی مسافت بھی جسکو ہم نے خطوط سے ظاہر کیا ہے غیر متناہی ہو پس ان خطوط میں سے وہ خط بھی جو غیر متناہی مسافت کو ظاہر کرے گا ضرور غیر متناہی ہوگا حالانکہ وہ دو حدوں کے درمیان گھرا ہوا ہے کیونکہ اسکے درمیانی مسافت الخ دو حدود کے مابین گھرے اور محصور ہونے میں ذرا بھی شک نہیں اور دو طرفیں حدیں وہی دو خط مفروض ہیں حالانکہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ جو مقدار دو حدوں کے

ا میں محصور ہوگی وہ ضرور متناہی ہوگی امدیہ کہ باوجود سطح پر محصور ہونے کے اسکا غیر متناہی ہونا محال ہے پس جو امر کہ اس محال کو مستلزم ہے اور وہ اس موقع پر دونو خطوں کا غیر محدود ما ننا ہے جس کو کہ تسلسل کہتے ہیں وہ بھی ضرور محال ہوا۔

اسکے علاوہ اور بہت سی دلائل دور و تسلسل کے بطلان پر ہیں جو پھر کسی موقعہ پر بیان ہونگیں۔

دیانندی۔ موجودہ سرشٹی کو بنے ہوئے ایک ارب ۹۶ کروڑ۔ کئی لاکھ سال ہوئے ہیں:۔

انوار۔ بھلا اسپر کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہی دی ہوتی نرا دعوے ہی دعوے کر دینا محض فضول ہے۔ ویدوں کی طرز عبارت اور پھر اسپر لالہ دیانند کی بیان کردہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ وید ۴ ہزار سال کی تصنیف ہیں۔ اس سے زیادہ نری لالہ صاحبان کی گپیں ہیں۔

دیانندی۔ مقتول مکذب نے تواریخ دنیا لکھکر تسلی کرنی چاہی مگر آخر پیشگوئی کر گیا کہ جہاں جہاں علم و عقل کی ترقی ہوگی وہاں ویدک جھنڈا لہرائیگا۔

انوار۔ مقتول کی لاطائل گپیں پر دیانندیوں ہی کی تسلی ہوسکتی ہے ورنہ سمجھدار آدمی تو اسکی تحریر پر مسخری کرتے ہیں کیونکہ درحقیقت ہی وہ لقبعل آریہ مسافر (اکتوبر ۱۹۰۳ء) نرا سماج کا محلی ہی تھا سا مرا گل پن کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ اسکی پیشگوئی کا بطلان تو اسی سے ظاہر ہے کہ اسلام کے مقابلہ پر خود پیشگوئی کی قربانی چڑھ گیا۔ اور دیانندی مت پر صبح بے فروغ ہونے کا ٹیکا لگ گیا۔ اگر وہ بجائے اس پیشگوئی یہ کہہ جاتا کہ جس جس ملک میں حرامکاری کی ترقی ہوگی وہاں وہاں نیوگی جھنڈا سب سے پہلے جاکر لہرائیگا تو بہتر ہوتا۔

دیانندی۔ نظیر کے لئے ہم ۲۴ اپریل ۱۹۰۶ء کا مسلمانی اخبار پیش کرنا چاہتے ہیں

انوار۔ افسوس کہ اس مسلمانی اخبار کا نام زبان پر بھی نہ آسکا۔ اگر ایسا اخبار مع

نے لکھا بھی ہو تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ اسی لاکھ سال کی ہی مخلوق ہے کیا کوئی لاکھ سال والی عمر والا انسان موجود ہے جسنے چشم دید واقعہ بیان کیا ہے یہ صرف قیاس ہی قیاس ہے اور صرف ظن کی پیروی کرکے ایک نتیجہ کی سچائی پر دلیل قائم کرنی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی مثل صادق آتی ہے۔

دیانندی۔ قرآنی مسائل کو علم عقل وسائنس کے مطابق کرنے کی کوشش کرنے میں مسلمانوں نے عجیب پوزیشن گھڑی۔

انوار۔ قرآن شریف کے مسایل تو سراسر عقل ونقل کے مطابق ہیں کس نے آجتک اس سے نئے معنے گھڑ کر بت پرستی۔ آتش پرستی۔ لنگ پرستی۔ بھگ پرستی۔ عناصر پرستی۔ نیوگ پرستی نہیں نکالی مگر وید کی ان ذلیل پوجاؤں کو عقل کے مطابق کرنے کے لیئے لالہ دیانندنے ایک عجیب ہی روش اختیار کی اور سب قدیم ویدک مہاتماؤں کو جھوٹا قرار دیدیا۔ اس جھوٹ کے بدلے اسے یہ سزا ملی کہ صرف پورے دو وید ہی تحریف کرسکا اور نامراد دنیا سے سدھار گیا۔ باقی وید وہی بت پرستی اور آتش پرستی وبیہودہ خیالات کا مجموعہ موجود ہیں۔

دیانندی۔ کیا خدا میں انسانی پیدائش کی طاقت نہ تھی اگر تھی تو اسنے تمام دنیا اور اسکی بیشمار چیزوں کو بالکل بیفائدہ طور پر کئی کروڑ سال پہلے بنا چھوڑا اور اس سے فائدہ اٹھانے والوں کے عدم میں رکھا۔

انوار۔ ہمیں لالہ جی کی اس بیہودہ تحریر کا مطلب ہرگز سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا الول جلول دہر گھسیٹا۔ آپکا مطلب شائد یہ ہے کہ مسلمان مانتے ہیں کہ پہلے ہزار ہا کروڑ ہا سال سے انسان موجود نہ تھے صرف دنیا تھی۔ مگر جنتک لالہ جی ہمارا یہ اعتقاد قرآن سے نہ دکھائیں۔ ایسے بے سمجھ اور متعصب کو کچھ کہنا لاحاصل ہے جہاں بے سمجھی کی یہانتک حالت پہنچ جاوے وہاں سچی بات کون سنتا ہے۔

دیانندی۔ قرآن کے مسائل کو زندہ رکھنے کیلیئے ہاتھ پاؤں مارنے والوں کی نسبت یہی کہنا پڑتا ہے۔

الوار۔ لالہ صاحب قرآن کے مسائل ہمیشہ زندہ ہیں اور زندہ رہینگے۔ آپ وید کی خبر لیجئے اور نیوگ کے چیتھڑوں کو جاکر جوڑیئے۔ جس فضول کتاب کی پیروی کرنے سے ۵ ہزار سال کے عرصہ میں ایک آدمی بھی مکتی نہ پاسکے اُسے گنگا میں بہا دینا بہتر ہے یا اُسے مردے پھونکنے کے کام [illegible] ہے۔ رہ سہکر ایک نیم جاہل آدمی پیدا ہوا وہ بھی ایک بات برقرار نہ رکھ سکا اور صبح شام عقیدہ بدلتا رہا۔ آخر عمر میں سنا گیا ہے ویدوں پر سے اُسکا اعتقاد ہی اُٹھ گیا تھا امید ہے اگر چند یوم اور رہتا تو ویدوں کی خوب ہی مٹی خراب کرتا۔ فی الحال اسی قدر کافی ہے۔ ضرورت ہوئی تو ہم وسا کو برا پہنچا کر آئینگے۔

مسافر آگرہ کی جہالت

لالہ مسافر جس نے اسلام کے خلاف بک بک اور جھک جھک کرنیکا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ آپنے ۷ مئی ۱۹۰۶ء کے پرچہ صفحہ ۶ میں لکھتا ہے کہ چونکہ ویدک تعلیم شرک و زنا سے مبرا ہے اسکی بنیاد برہمچریہ جیسے متبرک اصول پر قایم لاخطا ہی وید دھرمیوں سے اس گناہ عظیم کا سرزد ہونا ناممکن الرواہے جو انسان ویدک تعلیم سے آشنا ہے۔ اُسپر آپکا سوال سایہ ہا ہے۔ دو جوں سے یہ امر ناممکن المحال ہے۔ آجتک ہوا اور نہ آئندہ ہونے کا خیال ہے لالہ جی کی یہ تحریر پڑھکر اور ویدک رشیوں کے اعمال کے ساتھ اُسکا مقابلہ کرنے سے مجھے سخت افسوس ہوا کہ ویدک رشی تو عورتوں کے دلدادہ اور زنا کے شیدا پائے جاتے ہیں حتےٰ کہ ویدک ایشور بھی دور انہوں شری اور لکھشمی کے بغیر زندہ نہ رہ سکا (یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۲۲) ویدک رشیوں نے تو سوائے ان کاموں کے اور کسی کو پسند ہی نہیں کیا۔ اور وید کے نزول سے پہلے ہی وہ بھوگ کے شیدا تھے۔ اب اتنا زمانہ دراز گزرنے پر مسافر جیسے نیوگی پرچے ان کے اعمال قبیحہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اصل حقیقت کو کون چھپا سکتا ہے۔ ہمارے سامنے ویدک تصانیف

کا کافی ذخیرہ ہے جسکے پڑھنے سے سوائے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنے کے اور کچھ نہیں کہا سکتا۔ فی الحال ویدک دہرمیوں کا تھوڑا سا نمونہ دکھاتا ہوں تاکہ مسافر اپنے دہرم راج رشیوں کے دہرم کا معائنہ کرلے اور اُسے معلوم ہو جائے کہ [illegible] یہی ویدک رشیوں کی مہربانی سے ہوا۔ نہ کسی اور طرح سے :۔

(ملاحظہ ہو کتاب شرنگار شتک مصنفہ یوگی راج بھرتھری جی مترجمہ سریدیال دیا تندی شلوک نمبر اول) "جسنے مہادیو اور برہما اور بشنو کو بھی عورتوں کے کار خدمات کیواسطے غلام بنا رکھا ہے اور طرح طرح کے چلتروں میں ہوشیار جسکا بیان نہیں ہو سکتا ایسے پھولوں کے ہتھیار رکھنے والے کام دیو کو سجدہ کرتا ہوں"۔

مسافر جی ذرا غور سے اسے پڑھو۔ خدا کا سجدہ کرنے کی بجائے کام دیو کے سجدے ہو رہے ہیں اور بسم اللہ ہی کام دیو سے شروع ہے پھر مہادیو برہما اور بشنو بھی عورتوں کی غلامی کا دم بھرتے رہے۔

آگے شلوک ۵ میں عورتوں کی تعریف یہاں تک کی ہے کہ سبحان اللہ فرماتے ہیں (سوال) شوکینوں کے دیکھنے کے لائق عمدہ کیا چیز ہے (جواب) عورتوں کی رشک غزال آنکھیں۔ خندہ پیشانی سونگھنے کی چیزوں میں اُنکی عطر بیز سانسیں شیریں کلام خوش ذائقہ چیزوں میں لعاب دہن۔ چھونے کی چیزوں میں جسم۔ اور تصور کے قابل ان کا جوبن اور رنگ و روپ ہے۔

پھر شلوک ۸ میں ہے۔ ایسی عورتیں جنکے کنگنوں کی آواز اور گھنگرو اور چھاجھن کی جھنکار سے راج ہنستی اپنی چال بھولے وہ نوجوان عورت ہرن کی سی آنکھوں کا پھندا ڈال کر کسکو نہیں پھنسا لیتی۔

شلوک ۹ عطر صندل وغیرہ جن کے جسم پر لگا ہوا اور گورے گورے ابھرے ہوئے سینہ پر ہار جھومتا ہو اور پاؤں کے نازک سے خلخال کی دلکش آواز ایسی

(باقی آئندہ)

خبریں

۸ جون بروز جمعہ [illegible] بابو گنپت رائے صاحب کا [illegible] معہ اپنے نوجوان صاحبزادہ بابو جہادھو پرشاد صاحب کے [illegible] عام [illegible] باسلام ہوئے اسلامی نام عبد الحق و عبد الہادی رکھے گئے۔

۱۸ جون بروز دوشنبہ شیو راج برہمن ہیڈ کانسٹبل پولیس مسجد پولیس لین برضاء و رغبت مسلمان ہوا اسلامی نام محمد خان رکھا گیا۔

ساحل افریقہ کے کسی جزیرہ میں ایک ہیرے کی کان نکل آئی ہے جسکے لئے ۲۵ ہزار پونڈ کے سرمایہ سے ولائیت میں ایک کمپنی بنی ہے۔

سان فرانسسکو کو ازسرِ نو آباد کرنے کے ذیل میں یہ بات بھی قرار پائی ہے کہ ایک ۱۵ منزل کا آہنی مکان بھی ہو۔ جو بنیاد سے چوٹی تک فولادی چادروں کا جہازکی وضع پر بنایا جائے گا یہ مکان اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہوگا۔

سان فرانسسکو کو جرمنی سے جو آہنی سامان جائے گا اسے لے جانے کیلئے انگریزی جہاز مانگے گئے ہیں۔

چہارشنبہ کو چیدارام جی بمبئی کے روئی کی ریچ میں آگ لگ گئی جس سے سوا لاکھ کا نقصان ہوا۔

اپریل کے مہینے سے بمبئی کے گوداموں میں ۴۲ بار آگ لگ چکی ہے جس سے ۱۸ لاکھ کا نقصان ہوا۔ اس لئے اسکے اسباب پر غور کرنے کے لئے بمبئی میں بیمہ کمپنیوں کے ایجنٹوں کا جلسہ ۲۸ جون کو ہوا۔ مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ آگ کسطرح لگ جاتی ہے۔

مسٹر وارن ایجنٹ بنک بنگال مقیم رنگون پر ان کے دربان نے حملہ کرکے انہیں سخت زخمی کیا مسٹر وارن اب شفاخانہ میں ہیں۔

راولپنڈی میں بارش اس زور سے ہوئی کہ شیشم کے درخت تک ٹوٹ گئے۔

اورنیٹل کالج لاہور کے طلبا نے مولوی اور مولوی عالم اور مولوی فاضل کی جماعت میں سے کل چار طالب علموں کو وظیفہ ملا۔ مولوی عالم کی جماعت میں سے دو طالب علموں [illegible] میں صرف دو ہی کو وظیفہ ملا [illegible] مولوی فاضل کی جماعت میں بھی دو طلبا [illegible] دیا گیا۔

حاجی علی المغربی نے جو شہر بوسٹن (امریکہ) میں ایک سال سے مقیم ہیں اور امریکہ میں اشاعت اسلام کر رہے ہیں ایک چندہ کی فہرست اس غرض سے کھولی ہے کہ بوسٹن میں جہاں مسلمانوں کی تعداد پانچسو تک پہونچگئی ہے ایک مسجد تعمیر کرائیں۔

ایک روسی اخبار لکھتا ہے کہ اورنبرگ کے نواح کے رہنے والے سب کے سب عیسوی چھوڑ کر مشرف باسلام ہو گئے ہیں۔ عیسائیوں کی اسقدر بڑی جماعت کے اسلام کے قبول کر لینے سے روس میں ایک اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔

روسی مسلمانوں نے اپنی حالت درست کرنے پر نہایت مستعدی سے کمر باندہی ہے۔ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ انہوں نے معرض معروض کر کے روسی قومی مجلس میں مسلمان ممبروں کی کافی تعداد داخل کر لی ہے اور اب معلوم ہوا کہ انہوں نے روسی حکومت سے احاطہ پارلیمنٹ کے اندر ایک موزون قطعۂ زمین مسجد بنانے کیلئے حاصل کر لیا ہے جسمیں وہ بوقت جلسہ اسلامی فرائض ادا کیا کرینگے۔ فالحمد اللہ علی ذالک

ولایت اورنبرگ (روس) کے رہنے والے تین ۳ کاسک برضا ورغبت مشرف باسلام ہو گئے اور اب اس فرقہ میں بتدریج اشاعت اسلام کے اچھے آثار نظر آتے ہیں (اللواء)

گنجہ (روس) میں جو اسلامی انجمن (اتفاق) نامی قایم ہوتی تہی اس نے علما مدرسین اور مسجد کے اماموں کے نام اخبارات جاری کرنے کا اہتمام کیا ہے پہلے اس نے طالبعلموں کو اخبار بینی پر مائل بنایا تہا (اللواء)

شہر ماسکو (روس) کے مسلمانوں نے وہاں ایک عظیم الشان نئی جامع مسجد بنائی ہے اور چند روز ہوئے اسکے افتتاح کا بہت بڑا جلسہ کیا گیا۔ (وکیل)

کریم بخش رحیم بخش اینڈ سنز اڈیٹرو پرو پرائیٹر کے اہتمام سے چھپکر مفید عام پریس لاہور سیالکوٹ سے شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۱۱۴ قیمت سالانہ پیشگی معہ محصولڈاک عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ

اللہ — اللہ

جلد ۵ — نمبر ۱

بابت یکم اگست ۱۹۰۶ء | پندرہ روزہ | مطابق جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

ہمدردان اسلام

جملہ عاشقان حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں نہایت ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ آجکل مختلف مذاہب اور مختلف عقائد و فرق کی گھٹا ٹوپ اندھیری نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا رکھا ہے کہ جس سے حق و باطل میں تمیز نہیں رہی۔ اسی غرض سے ہم نے یہ اسلامی رسالہ انوار الاسلام نکالا ہے جسکا اعلیٰ فرض یہ ہے کہ مخالفین اسلام آریہ ہو یا عیسائی کے بیہودہ اعتراضات کا جو وہ آئے دن اسلام پر کیا کرتے ہیں نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دے سو خدا کے فضل سے یہ رسالہ انوار الاسلام اس خدمت اسلامی کو پورا کر رہا ہے امید ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اس رسالہ کو حرز جان بنائیں گے اور اسکی ترقی کو اپنا دینی ایمان سمجھیں گے۔ اور مولا کریم کی درگاہ میں ہماری التجا ہے کہ دنیا کا ہر ایک شخص انوار الاسلام کی اس نورانی شمع کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر اسلام کے نور سے مستفیض ہو اور اپنے دل کو منور اور جسم کو سراسر نور بنا دے اور ہماری یہی التجا ہے کہ اے مولا کریم! تو اس اسلامی صداقت کو آفتاب کی طرح ہر ایک دل میں جگہ دے اور کفر و شرک کی ظلمت کو دلوں سے دور کر اور کل تاریکیاں اسلام کے نور سے بدل دے آمین

شلوک ۲۶ میں لکھتا ہے کہ چھاتی پر لیٹی ہوئی زلف عنبرین بکھری ہوئی آنکھیں نیم باز کچھ حرکت کرتی ہوئی۔ محنت جماع سے رخسارے عرق آلودہ ہیں ایسی عورتاں کا بوسہ صاحب نصیب کو میسر ہوتا ہے۔

ناظرین ہم نے ویدک یوگی راج جی کی کتاب کی اصل عبارت کا نمونہ یہاں پر لکھ دیا ہے جسے ایسے یوگ کے افعال نمونہ دیکھنا ہو وہ اُسکی کتب غور سے پڑھیں۔ بھلا ویدک یوگی راجوں کے ایسے خیالات نیک نیتی پر مبنی ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ دیکھیں لالہ مسافر اسکا کیا جواب دیتا ہے۔

اب ہم ویدک رشیوں کے حالات سے مندرجہ بالا خیالات کی تطبیق دینا چاہتے ہیں کہ وہ کہانتک کام دیو کے پیرو تھے۔ دیکھیے شتہ پتھ برہمن کا مصنف یاگیہ ولکیہ رشی دو عورتیں بنام میتریئی و کتائنی رکھتا تھا۔ راجہ دشرت صاحب کی علاوہ کیکئی کے دو اور رانیاں تھیں۔ مہاراجہ اُتانن پاد کی دو رانیاں سوروچی اور سونیتی تھیں۔ شری دت کی دو عورتیں بھدرا اور چنتا تھیں وسدیو کی پانچ عورتیں تھیں۔ ایلیا۔ بھرمی۔ الا۔ دھنیا۔ ویجی۔ پانڈو کی دو عورتیں کنتی۔ مادری تھیں یہ فہرست بہت بڑی ہوسکتی ہے۔ مگر بطور نمونہ اتنا ہی کافی ہے۔ اب فرمائیے۔ کیا مندرجہ بالا رشی و راجے دو جوں سے باہر تھے اور شو در تھے اور کیا وہ ویدک دہرم کے پیرو اور موجودہ لاعلم دیانندیوں سے وید کا علم کم جاننے والے تھے خصوصًا شتہ پتھ برہمن کا مصنف ان سب باتوں کے علاوہ ایک نیوگ کا مسئلہ ہی زنا کی اہمیت کو ظاہر کر رہا ہے کہ کس طرح ویدک رشی زنا کا پرچار کیا کرتے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے نیوگ کی تعریف نہیں کرتے صرف ایک عدالت کی تعریف لکھکر دکھانا کافی سمجھتے ہیں وھو ہذا۔

سنہ ۱۸۹۶ء میں ایک مقدمہ منجانب دیانندیاں کے ایک سناتن دہرمی پر ہوا تھا جو عدالت سے خارج ہوگیا صاحب مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھا کہ "اسبات سے انکار نہیں ہوسکتا ہے کہ دیانند جی کی خاص دہرم پستک ستیارتھ پرکاش میں فن

مجامعت کی تعلیم درج ہے مدعی خود اسبات کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ اصولوں پر جنمیں ایک بیاہی عورت کو اپنے اصلی خاوند کے جیتے جی کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی کے ساتھ ہم بستری کی ہدایت ہے ایمان رکھتا ہے یہ رسم بیشک و بے شبہ زناکاری ہے۔ اسواسطے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیانند کے چیلے اسکے مندرجہ بالا اصولوں پر ایمان لائے ہوئے رسم زناکاری کا آغاز کر رہے ہیں۔ اور اگر ان اصولوں پر ان کا یقین اسی طرح رہا تو وہ اسے (زناکاری کو) زیادہ ترقی دینگے مدعا علیہ نے راستبازی سے ایک برہنہ حقیقت کو قلمبند کیا ہے۔

اس فیصلہ کا اپیل سشن جج کی عدالت میں دیانندیوں کی طرف سے ہوا وہاں سے بھی وہ خارج ہو گیا فیصلہ میں صاحب سشن جج نے مندرجہ ذیل ریمارک دیا ہے "دیانند کے اصول اس قسم کے اصول ہیں کہ وہ اہل ہنود اور دیگر مذاہب کی حسن اخلاق کی سخت اہانت کرتے ہیں اور اس کتاب ستیارتھ پرکاش کے چند حصے خود بھی نہائیت ہی محش ہیں"۔

اس عدالتی فیصلہ کی سچائی پر ہمیں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں واقعات خود اس کی صحت کی تائید کر رہے ہیں۔ ہم نیوگ اور طلاق پر مفصل ایک علیحدہ ٹریکٹ کے ذریعہ کافی بحث کر چکے ہیں ناظرین وہاں دیکھیں۔ الزانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک خدا کا قرآن شریف میں صاف حکم ہے۔ زانیہ عورت کو کوئی مومن صاحب عصمت نہیں رکھ سکتا۔ ہاں اس صورت میں اسکی رکھنے کی اجازت ہے۔ کہ سمجھا کر بہت جلد اسے راہ راست پر لے آوے اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اسے اس کام سے روک دے۔

مسافر لکھتا ہے کہ دیانندیوں میں ایسی بری ہوا چلی ہے کہ اسنے آریہ سماج کے تیس سال پر چار پر پانی پھیر دیا اور آج ہر دیانندی اپنے آپکو ہندو پکار رہا ہے۔ کیوں نہ ہو آخر ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے ہندوؤں کے بچے چند روز کہلائیں تو اسکیا کہلائیں جب دیانند کا آریہ پن مفسدہ پردازی تھی

جیسے تمام اقوام ہند کے تعلقات پر پانی پھیر دیا۔ لالہ صاحب اس آڑ میں اور ہی شکار کھیلنا چاہتے تھے۔ (راقم سعدی)

تردید الآریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ تیرا شکر و احسان تیرا جود و کرم تیری عطیات تیرا فضل ورحم انسان ضعیف البیان سے ادا ہونا ناممکن ہے یا اللہ تونے انسان کو اشرف المخلوقات کیا اور قوت نطق دیا جیسا کہ اپنے کلام پاک میں ارشاد کیا۔

خلق الانسان علمہ البیان ترجمہ انسان کو پیدا کر کے خدا نے سکھا دیا + صاحب بیان اسکو کیا پل میں برملا۔

خدا وندا نہیں طاقت ہے کسی بشر میں جو تیرے حبیب مکرم شفیع معظم سلطان دوجہان تاجدار لامکان سرور عالم برگزیدہ نوع بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ فداہ ابی وامی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں زبان کھولے جسکی شان میں تونے ارشاد فرمایا ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک ترجمہ معہ تفسیر

اللہ تنہا اور کچھ بھی نہ تھا اور نہ ہوتا۔ پیدا جو اگر احمدؐ مختار نہ ہوتا۔

غفور الرحیم تونے اپنے محبوب کی اُمت میں پیدا کر کے قعر جہنم سے بچا یا بستان ارم دکھایا اب اس دعا پر یہ بندہ ناچیز ختم کرتا ہے۔ کہ بطفیل سید عالم فخر بنی آدم فداہ ابی امی علیہ الصلوۃ والسلام سچے مذہب اسلام کو کل مذاہب پر غالب رکھ اور دشمنان اسلام کو ہزیمت دے۔

اما بعد۔ چونکہ زمانہ حال میں ہر شخص اپنے مذہب کو حق بتلاتا ہے اور دوسروں کو باطل ٹھیراتا ہے اور اپنی کتب عقاید کو مستند والہامی مانتا ہی

اور دوسرے کی کتب عقائد کو غیر مستند اور غیر الہامی ثابت کرتا ہے۔ لہذا یہ پرچہ تردید الآریہ اس غرض سے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ تاکہ جملہ اصحاب مذہب آریہ سماج کے لچر و پوچ اصول اور ناقابل اطمینان تعلیم سے واقف ہو جاویں اور آریوں کے جھانسے میں نہ آویں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگرچہ انوار الاسلام میں مختصراً بیان مذہب آریہ سماج اور مذہب عیسوی کے متعلق عرض کیا کروں گا لہذا جو بیان متعلق آریہ سماج ہے اس مضمون کا نام تردید الآریہ رکھا گیا اور مذہب عیسوی کے متعلق جو تقریر ہے اس پرچہ کا نام تردید مذہب المثلثین ہے۔ ہمکو اپنے ناظرین والاتمکین سے امید ہے کہ مجھ عاجز خادم المسلمین کی تقریر جو متعلق مسئلہ تناسخ ہے دیکھ کر داد دیں گے اگر کوئی غلطی ہووے۔ تو معاف فرما کر اطلاع بخشیں گے والسلام خادم المسلمین محمد عزیز اللہ خان عفی اللہ عنہ متوطن قصبہ کٹرہ ضلع شاہجہانپور وارد حال ٹڑاگانوں ب

ابطال تناسخ

ایہا الناظرین۔ مذہب آریہ سماج کا اصول ہے کہ جو شخص مرتا ہے۔ اگر اس نے گناہ کئے ہیں تو وہ کسی حیوان کے قالب میں جاکر دکھ سہو گیگا۔ خواہ وہ قالب بندر کا ہو یا سوٴر کا یا کتے کا اور اگر نیک عمل کئے ہیں تو وہ انسان کے قالب میں آکر نجات یافتہ سمجھا جاتا ہے اور کل قالب ایک لاکھ چراسی ہزار ہیں اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ بغیر جرم کے کسی ناپسندیدہ قالب میں نہیں جا سکتا۔

اب ذرا انصاف فرمائیے کہ شروع دنیا میں ضرور ہر طرح کی خلقت پیدا کی گئی ہو گی۔ حیوان بھی ہونگے۔ انسان بھی ہونگے۔ نیک بھی ہونگے بدچلن بھی ہونگے امیر بھی ہونگے غریب بھی ہونگے تو بتلایئے کہ ان روحوں نے کیا قصور کیا جو ان کا کیا تھا جو ابتدائے آفرینش ہی میں مبتلائے عذاب کی گئیں۔ اگر کہا جاوے کہ عالم

سابقہ میں جو گناہ سرزد ہوئے تھے اُنکا بدلہ اس دنیا میں لیا گیا تو ہمارا سوال سب سے پہلی دنیا پر ہوگا۔ اور از روی عقل وفہم یہ بات سراسر ناممکن ہے کہ ایک ہی طرح کی مخلوقات پیدا کی گئی تھی اگر یہ بات تھوڑی دیر کیواسطے مان لیجاوے تو یہ اعتراض ہوگا کہ دنیا کا کام کسطرح چلا غرضیکہ اس مسئلہ سے روحوں کو نجات ابدی کبھی نہیں ہوسکتی ہے فرض کرو ایک شخص نے گناہ کیا اور وہ بتقلید وید بموجب مسئلہ تناسخ حیوان بنایا گیا اور بعد گذرنے میعاد مقررہ کے پھر وہ انسانی قالب میں تشریف لے آئے اور یہاں آکر حضرت انسان بنکر پھر شوگ جیسا برا کام کرنے لگے اور پھر وہ حیوانی جامہ میں منقلب کئے گئے یہ خوب مسئلہ تناسخ کیا ہوا لڑکوں کا کھیل ہوا جیسا کہ وہ کھیلتے ہیں۔ (جلکے جامین جاکے بامین جلکے چھٹے) اور پھر آجکل تو گناہ وشرارت کثرت سے دنیا میں جاری ہے۔ اسلئے زیادہ تعداد حیوانوں کی ہونی چاہئے۔ مگر برعکس اسکے ہر سال ہر مقام پر دنیا کی مردم شماری زیادہ ہے۔ تو کیا ایشری نیم (قانون) ٹوٹ گیا مہاشہ دوستو تمہارا تار تناسخ تار عنکبوت سے بھی ضعیف ہے +

اب رہا وہ مسئلہ کہ انسان کے قالب میں روح کو مکتی یافتہ سمجھنا۔

یہ سراسر بے علمی اور ناداقی کی دلیل ہے کیونکہ انسان سرتاپا مملو از معصیت ہے اور روح آپ جوہر لطیف ہے اول تو بیچاری روح کو مہاشہ صاحبان کے کے ساتھ رہکر سوئر اور کتے اور بندر کی جونوں میں سیر کرنی پڑی اور پھر مکتی بھی ملی تو انسان کے قالب میں یہ سراسر انصاف کا خون ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری بوڑھے لالہ پرمیشور کو خبط ہوگیا ہے تب ہی تو ایسے نادانی کے مسئلہ چھیڑتا ہے اب وہ کہانی سنئے کہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار قالب ہیں۔ منوجی لکھتے ہیں کہ جو آدمی کسی چالاک کو قتل کریگا تو جتنے اوس جیکے بال ہونگے اتنے ہی جونوں میں جاکر دکھ بھوگیگا +

اس اندھیر نگری کو دیکھکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر فرض کرو کہ

اس جانور کے بال ایک لاکھ چوراسی ہزار سے زیادہ ہوئے تو باقی جو نیں تمہارے مخبوط الحواس ایشور جی مہاراج اور سراج کہاں سے لاویں گے اور یہ بھی تمہارے ایشور مہاراج نیوگی کی گپ علے الگپ ہے کہ ایک مرتبہ کے سوا دوسری بار اس قالب میں وہ جا نہیں سکتا۔ سبحان اللہ متوجی بھی جھوٹے ٹھہرے اور ستو سمرتی بھی جھوٹی ٹھہری اور ایشور مہاراج کی بھی گپ گپوڑا عکبر سود کی جون میں چلی گئی ہائی کیسا انصاف کا خون کیا ہے۔ افسوس کوئی بھی عاقل ایسی واہیات تعلیم کا قائل نہیں ہو سکتا (فقط باقی آئندہ)

بابو عبدالغفور بی اے دہرم پال کی فہم نارسا پر افسوس

(نوٹ) بابو عبدالغفور بی اے دہرمپال نے اپنے رسالہ ترک اسلام کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مجھ کو گنگا۔ جمنا کی لہروں نے عرب کے ریگستان سے نکالکر اپنی طرف کھینچا۔ تقریر۔ انسانی زندگی اور موت دو قسم کی ہے۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ جو شخص یاد الٰہی سے غافل اپنے پروردگار سے بے خبر اس امر سے کہ کس کام کو آیا ہوں اور کیا کر رہا ہوں از خود فراموش اور صدق و کذب میں امتیاز نہیں رکھتا وہ بظاہر زندہ ہے اور در حقیقت باطن میں مردہ ہے اسیطرح جو شخص اہل اللہ و فنا فی اللہ صاحب ایمان مشغول بیاد الٰہی اپنے پروردگار کا رضا جو اپنے اس کام میں جسکے واسطے آیا ہے سرگرم ہے وہ زندہ ہے اور اسکی موت بھی حاصل حیات ہے۔ البتہ ظاہری جسمانی حیات نہیں رہتی وہ زندہ ہی جو عاشق اللہ ہے + مردہ ہے بے شبہ جو گمراہ ہے۔ اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے

اوراسمیں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ زندہ عاشق الٰہی ہے اور جو گم کردہ راہ ہے وہ مردہ ہے ناظرین یہ مقام غور ہے کہ گنگا کی خاصیت ہے کہ وہ مردوں کو اپنی جانب کھینچتی ہے اس کی یہ عادت قدیمی ہے جو تعلیم وید کا باعث ہے اور اس کشش کے ورد یچہ سے دور دراز تک مردے اوس کو ملجاتے ہیں کسی وجہ سے مردہ نہ ملے تو راکھہ ضرور ملجاتی ہے - چونکہ مردونکا اپنی سمت کھینچنا گنگا کا کام ہے - اور دھرمپال کو گنگا نے اپنی جانب کھینچ لیا - پس وہ مردہ ہے - اور ظاہری زندہ ہے اور جو داخل مردہ ہے (بموجب اصول مذکور) وہ گمراہ ہے پس گمراہ گمراہوں میں جا ملا اور اس سے وید اور اسکی تعلیم اور مذہب کی قلعی کھل گئی عربی ریگستان جسکے ذروں نے ہند کے کفر کو کافور ظلمات کو پانی پانی کرکے بہا دیا اور اسکا ذرہ ذرہ آنکھ کی پتلی سے کم نہیں ہے - اسکی گرمگی نے اس رطوبت کو جو صدہا انواع و اقسام کے مہلک امراض پیدا کرتی ہے مٹا دیا جسنے دل و دماغ میں کہ رطوبت خلل انداز تھی اور رطوبیت کے باعث مریض لب دم تھی انکو ریگستان کے ایک معمولی چھوٹے سے جھونکے نے جانکنی کی مصیبت سے بچا کر شفا بخشی جسکی تصدیق منہ کے لاکھوں اہل سلام ہیں - فقط (باقی آئندہ)

ہزار ثنا و صفت اوس خداوند منان کو کہ جس نے انسان ضعیف و ناتوان کو علم و عرفان سے مشرف فرمایا اور بے حد و بے شمار درود و رحمت اس ہادی خاتم زمان کو جس نے مو کچے مشرکوں کو فسق و کفر سے موحد بنایا اور ہم جہلا کو آفت پیچ سے پاک و صاف کرکے صراط مستقیم جنت دکھایا اما بعد یہ احقر بخدمت مسلمین عرض پرداز ہے کہ ونا کہ حال میں نصاری

کی عملداری ہونیکی وجہ سے پادریوں نے بہت زور کیا ہے یہاں تک کہ
ہر کوچہ و بازار میں لکچر دیتے پھرتے ہیں اور غیر مذہب والوں پر طعنہ زنی کرتے
ہیں اور بعض پر ایسا موٹا اعتراض کرتے ہیں کہ جس کی جواب دینے میں عقلاء کو
فکر بھی نہو لیکن اپنے اوپر ایسا موٹا اعتراض اوٹھا رکھتے ہیں کہ تا قیامت
اسکے جواب ذہن نہ پڑے اور خواہ مخواہ عوام بیچاروں کو بہکاتے ہیں چونکہ
عام لوگ انکے مذہب کی غلطیوں سے محض ناواقف ہیں لہذا کچھ سنکے چپ
رہتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب بولتے بھی ہیں تو بوجہ معقول جواب نہ جاننے کے
پادریوں کے بہکانیسے لاجواب ہوتے ہیں بنا براسکے میری ہمدردی کا اقتضا
یہ ہوا کہ اصول مذہب عیسوی کو بدلائل عقلی ونقلی توڑیئے جسکو اردو خوان
مطالعہ کرکے انکو بند کریں اور ہندو مسلمان دعا دیں۔ امید ہے کہ سب حضرات
اسکو بلا تعصب ملاحظہ فرما کر ممنون فرمائیگا۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان
والرجحان حضرات من مذہب عیسوی کا اصل اصول یہ ہے کہ وہ اعتقاد کرتے
ہیں کہ مسیح عم خدا کے بیٹے الوہیت تامہ اور انسانیت کاملہ
کے ساتھ تمام جہانیوں کے کفارہ ہونیکو دنیا میں تشریف لائی
اب سنئے جناب من مسیح عم کا ابن اللہ ہونا بدایۃ محال و باطل ہے (۱) کہ
باپ بیٹے میں مماثلت ہونی ضروری ہے جبتک مماثلت ہوگی بیٹا باپ ہونا
از روئے عقل و تجربہ محال ہے۔ مسیح عم اور خدا میں مماثلت تو بالائے طاق
بلکہ منافات کلیہ ہے۔
مسیح عم کو بول و براز اور کھانے پینے کی حاجت تھی۔ خدا ان چیزوں سے
بے نیاز و پاک ہے۔ مسیح عم پر مرض موت کا دباؤ آشکار خدا دباؤ سے
سراسر درکنار۔ خدا قدیم خالق و قادر و مسرور۔ مسیح عم حادث و عاجز و مخلوق
و مجبور۔ خدا غیر محدود مسیح عم محدود اتنے منافات ہوتے ہوئے خدا کا بیٹا ہونا
از روئے عقل و تجربہ و قاعدہ بالکل محال ہے (۲) بائیبل تم خدا و مسیح عم ہر

ہر دو نوں کو قدیم بالذات کہتے ہو یا ممکن بالذات یا ایک کو قدیم بالذات اور دوسرے کو ممکن بالذات اگر دونوں کو قدیم بالذات بتاتے ہو تو مسیح کا فرزند خدا ہونا بدیہی باطل ہے کیونکہ بیٹا ہونیکے واسطے یہ شرط ہے کہ بیٹے کا باپ کے بعد ہونا واجب ہے ورنہ ولدیت ہرگز ثابت نہ ہوگی چنانچہ ظاہر ہے سب کوئی جانتے ہیں ہاں جو صاحب عقل سے بے بہرہ ہیں وہ تو جناب لکیر کے فقیر ہیں اگر نہ سمجھیں تو میری کیا تقصیر۔

جب پادریوں نے دونوں کے وجود کو واجب التسلیم کیا تو پھر مسیح کا ابن خدا ہونا بدیہی محال ہے۔ کیونکہ جب مسیح خدا کے بیٹے ہونگے تو لامحال وجود خدا کے بعد مسیح کا وجود ہوگا۔ جس سے صاف مسیح کا حدوث ثابت ہوگا۔ اور ایک ابتدا مسیح کی نکلیگی۔ اور یہ مسئلہ تمام عقلائے جہان کے مسلمہ ہے کہ (جو چیز کہ اسکی ابتدا ہے وہ حادث ہے) اب مسیح واجب نہ رہے حالانکہ تم مسیح کو واجب بالذات کہہ چکے۔ اگر دونوں کو ممکن بالذات کہتے ہو تو نبوت ثابت ہوگی۔ مگر خدائے واجب تشریف لیگئے ممکن ہوگئے یا یہ بھی محال کیونکہ واجب کا ممکن ہونا محال ہے۔ اگر کہو باپ واجب ہے بیٹا ممکن تو بعد بیت نکلیگی مگر مماثلت نہ رہی بغیر مماثلت لڑکے کا ہونا محال عقلی و وقوعی ہے پھر تقدیر مسیح کا فرزند خدا ہونا بدیہی محال ہے (۳) اگر پادری صاحب کے گھر ایک بچہ بشکل گھوڑا ہو تو پادری صاحب انصاف سے بتائیے کہ آپکو کسقدر شرم آئیگی حالانکہ آپ میں اور گھوڑے میں بہتری مناسبت ہے۔ جیسا وہ کھاتا پیتا ہے آپ بھی کھاتے پیتے ہیں جیسا وہ ہگنے موتنے کی آفت میں مبتلا ہے آپ بھی خالی نہیں جسطرح وہ حادث و مخلوق مجبور آپ بھی ان صفتوں سے معمور جیسا خون و گوشت اس کا ویسا آپکا بھی جیسا وہ حیوان آپ بھی تو حیوان ہیں ہاں فرق اتنا ہے کہ آپ حیوان ناطق ہیں اور وہ حیوان جاہل۔ آپ کمالات علمیہ میں ہوشیار وہ ان کمالات سے بیکار باوجود

اتنی مناسبت ومشابہت کے تو آپکو شرم آئیگی کہ ہائے میرے گھر کیسا نکما بچہ پیدا ہوا مگر آپ خدا کا ایک ایسا بچہ تجویز کرتے ہیں کہ مناسبت ومماثلت تو درکنار بلکہ منافات ہے سراسر کیا خدا کو ایسے ناقابل لڑکے ہونے میں شرم نہیں ہوگی کیا معاذ اللہ خدا پادریوں سے بھی گیا گذرا ہے غرض مسیح کا فرزند خدا ہونے سے خدا کی بے عزتی لازم آتی ہے اور یہ محال ہے پس مسیح کا ابن اللہ ہونا بھی محال وباطل ہے۔ ۱۸) نبوۃ خاصہ ہے مخلوق کا اور خاصہ شئی کا وہ ہے جو اس میں پایا جاوے جیسے ہنسی خاصہ ہے انسان کا بجز افراد انسانیہ کے غیر میں نہیں پائی جاتی نبوۃ جب مخلوق ہی کا خاصہ مسلمہ ہے لہٰذا خالق میں پایا جانا محال ہے۔ اب مسیح کا فرزند خدا ہونا بھی محال ہے ۱۹) نبوۃ لازم ہے تغیر کو جیسا کہ بدیہی مسلم ہے تجربہ وعقل سلیم شاہد ہے اور جو چیز متغیر ہوتی ہے وہ حادث ہے بر تقدیر محال اگر خدا میں نبوۃ پائی جاوے تو خدا بھی بحکم مقدمہ مسلمہ مرقومہ سابقہ متغیر ہوا۔ جو خدا متغیر ہوا تو بداہتہً خدا حادث ہوا کیونکہ تغیر حدوث کو لازم ہے چونکہ خدا کا متغیر ہونا محال مسلم ہے لہٰذا مسیح کا خدا ہونا بھی محال ہے۔ فقط

لونڈی غلام اور خادم کا حق

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۹ نمبر ۱

ایک حدیث میں ہے جب خادم دھواں اُٹھا کر اور کھانا پکا کر سامنے رکھے تو ضرور اس میں سے خادم کو بھی کھلاؤ۔ زیادہ گنجائش نہ ہو۔ تو چند ایک لقمے ضرور چکھا دو +

آقا کا حق

آقا کی ہر حال میں خیر خواہی کرنی اس کے مال وغیرہ میں خیانت نہ کرنی

اس کے حکموں کو جو خلاف شرع نہ ہوں ماننا واجب ہے۔
آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب ایک غلام اپنے مالک کی بھی خیر خواہی کرے اور خدا کی عبادت میں بھی لگا رہے۔ تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔
ایک حدیث میں آیا ہے۔ کیا اچھا خادم ہے۔ جو اللہ کی بھی اطاعت کرے۔ اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کرے۔
آں حضرت سے روایت ہے جب خادم اپنے آقا کے یہاں سے بھاگا تو اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی +

بیمار قیدی اور بھوکے کا حق

بیمار کی عیادت کرنا کمال ثواب کا کام ہے۔ آں حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص بیمار کی عیادت کریگا۔ وہ ہمیشہ کے لئے جنت کے میووں سے بہرہ مند ہوگا۔
بیمار کے پاس جا کر اس کا حال پوچھو۔ تشفی دو۔ ممکن ہو۔ تو ساتھ کوئی کامل حکیم یا ڈاکٹر لے جاؤ۔ آں حضرت نے فرمایا چھڑاؤ بے گناہ قیدی کو کھانا کھلاؤ بھوکے کو۔ اور خیر و عافیت پوچھو بیمار کی +

غیر مسلموں اور کفار کے حقوق

آں حضرت نے فرمایا۔ کہ تمام مخلوقات اللہ کا عیال ہے۔ پس سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کا سلوک خدا کے عیال سے سب سے بہتر ہے +
اس حدیث میں غور کیا جائے تو کافر و مومن ہر ایک شخص کی خیر خواہی

کرنا شرطِ اسلامیت بلکہ لازمۂ انسانیت ہے۔ کفار کا یہ حق ہے۔ کہ ان کو اسلام کیطرف دعوت کیجائے سمجھا بوجھا کر اسلام کی طرف مائل کیا جائے اور جب مسلمان ہو جاویں۔ تو ہر بات میں اُن کو مسلمان کے برابر حق دیئے جائیں +

ہر ایک منکرِ اسلام کو لطف اور نرمی سے سمجھا کر اسلام کیطرف مائل کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالٰے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ تو لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلا۔ اور اُن کے ساتھ احسن طور پر مباحثہ کر +

سوائے اُن کفار کے جو دین کی آزادی کے مزاحم ہوں۔ یا جان و مال کے لاگو ہو جائیں۔ باقی تمام غیر مسلموں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا سلوک کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالٰے قرآن کریم کی سورہ ممتحنہ میں فرماتا ہے خدا تم کو اس بات سے نہیں روکتا۔ کہ تم ان لوگوں سے خوش سلوکی یا انصاف کرو۔ جو دین کے بارہ میں تم سے لڑے نہیں۔ اللہ کو تو انصاف کرنے والے ہر حال میں پسند ہیں۔ وہ تو تم کو صرف انہی لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑتے ہیں۔ یا دوسروں کو تمہارے مقابل مدد دیتے ہیں۔

مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کفار کے ساتھ بھی نرمی و ملائمیت اور شفقت کا سلوک کرے۔ اُن سے ہمیشہ بہ اخلاق پیش آئے۔ کوئی سچا مسلمان دینی حیثیت سے کسی کافر کو اچھا نہیں کہہ سکتا۔ نہ دینی محبت اس سے ڈال سکتا ہے۔ لیکن دنیاوی حیثیت سے ہر ایک غیر مسلم کے ساتھ اخلاق اور حسن مدارات سے پیش آنا چاہیئے۔ کسی کافر کے ساتھ بیوفائی عہد شکنی ظلم و بے انصافی وبدمعاملگی کرنی جائز نہیں۔ نہ اسکا مال و اسباب بلا اس کی اجازت کے تصرف میں لانا جائز ہے۔ بلکہ کفار کے سامنے ہر ایک مسلمان کو

خوش معاملگی اور وعدہ وفائی شفقت اور مواسات کا ایسا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ کہ وہ دل سے اسلام کا گرویدہ ہو جائے۔ بدعہد اور بد معاملہ آدمی خواہ مسلمان ہو۔ انسان کہلانے کے لائق نہیں۔

ہمسایہ کافر ہو۔ تو اُس کی ہمدردی اور مواسات بھی واجب ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایک ہمسایہ ایسا ہے جسکا ایک ہی حق ہے۔ وہ ہمسایہ کافر ہے ایک ہمسایہ وہ ہے۔ جس کے دو حق ہیں۔ وہ ہمسایہ مسلمان ہے۔ ایک ہمسایہ ہے جسکے تین حق ہیں وہ ہمسایہ یگانہ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں مخالفین دین کے ساتھ دینی امور میں محبت کرنے سے منع کیا ہے۔ بہر طرح پر شفقت کے لئے سخت تاکید فرمائی ہے۔ محبت اور شفقت میں یہ فرق ہے کہ محبت اپنے محبوب کے تمام اقوال وافعال کو بہ نظر استحسان دیکھتا ہے۔ اور رغبت رکھتا ہے کہ ایسے امور اُس میں بھی پیدا ہو جائیں۔ اور اُس کے رنگ سے بکلی رنگین ہو جائے۔ سو کوئی مسلمان دینی امور میں کافر اور مشرک کے رنگ سے رنگین ہونا پسند نہیں کر سکتا۔ اور نہ اُن سے محبت کر سکتا ہے[1]۔ خدا نے اسی قسم کی محبت سے مومن کو منع کیا ہے۔ اور فرمایا۔ لا تتخذوا الیہود والنصارٰی اولیاء۔ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم یہود و نصارا کو اولیا دمحب دینی مت ٹھیراؤ۔ دینی امور میں اپنے سوا دوسروں کو راز دار نہ بناؤ۔

لیکن شفقت۔ صرف ہمدردی خوش سلوکی اور خیر خواہی خلائق کا نام ہے خواہ مومن کی نسبت بجالائی جائے خواہ کافر کی نسبت اسلام میں حکم ہے

---

[1] ہاں دنیاوی امور میں اُن سے محبت اور تعلق پیدا کر سکتا ہے۔ اور دنیاوی ترقی میں ان کے رنگ میں رنگین ہونا پسند کر سکتا ہے۔ سو دنیاوی امور میں دنیاوی حیثیت سے کسی قسم کی محبت ہرگز منع نہیں۔ بلکہ عین مناسب ہے۔

کہ بلا امتیاز مومن و کافر کے۔ تمام خلائق سے شفقت برتو۔ مگر محبت صرف مومنوں سے رکھو۔

قرآن شریف کے موافق ہر ایک مومن کو غیر مسلموں سے کمال درجہ کی شفقت رکھنی چاہیئے۔ جس طرح ایک رحیم آدمی جذامیوں اور اندھے لوگوں اور لنگڑے وغیرہ پر شفقت رکھتا ہے۔ لیکن ان کے رنگ سے رنگین ہونے اور صحبت رکھنے اور دینی محبت کرنے سے باز رہنا چاہیئے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار پر شفقت کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم اے کافرو یہ نبی ایسا شفیق ہے۔ جو تمہارے دکھ کو دیکھ نہیں سکتا۔ نہایت درجہ خواہشمند ہے۔ کہ تم ہر قسم کی بلاؤں سے نجات پا جاؤ۔ اور پھر فرمایا۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ اے نبی شاید تو اس غم سے ہلاک ہو جائیگا۔ کہ یہ کفار لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے مطلب یہ ہے۔ کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ تو ان کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے اور پھر ایک مقام میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ۔ یعنی مومن وہی ہیں جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہیں۔ یعنے یہہ ہدایت کرتے ہیں۔ کہ شدائد پر صبر کرو۔ اور خدا کے بندوں پر شفقت کرو۔ یہاں مرحمت کے معنے رحم اور شفقت ہی کیے ہیں اور آں حضرت صلے نے فرمایا ہے۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء رحم کرو ان لوگوں پر جو زمین پر ہیں رحم کریگا تم پر وہ جو آسمان میں ہے۔

بعض نادان عیسائی اسلام کی نسبت یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ غیر مسلم لوگوں سے محبت نہ کریں لیکن افسوس کہ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ ہر ایک لفظ اپنے موقع پر مستعمل ہے

ہم بے شک مانتے ہیں کہ اسلام میں غیر مسلمانوں کے ساتھ محبت کرنے کا حکم نہیں۔ لیکن شفقت مواسات۔ ہمدردی۔ رحم۔ خوش معاملگی انصاف برتنے کا صاف حکم ہے۔ محبت کا جو اصل مفہوم ہے وہ کفار کے ساتھ ممکن ہی نہیں۔ فاسقوں اور کافروں سے محبت کے تو یہی معنے ہیں کہ ان کے کفر اور فسق سے حصہ لے لیا جائے۔ اور اُن کے رنگ سے انسان رنگین ہو جائے۔ لیکن کیا کوئی مسلمان کفار و فساق کے کفر و فسق سے حصہ لے سکتا ہے؟ ایسا ہرگز ممکن نہیں پس نہایت جاہل ہے وہ شخص جو یہ تعلیم دیتا ہے کہ دشمنان دین سے محبت رکھو محبّت تو نام ہی اسکا ہے کہ محبوب کے قول و فعل اور عادات و خُلق اور چال ڈھال کو رضا کے رنگ میں دیکھیں اور اُس پر خوش ہوں اور اُس کا اثر اپنے دل میں ڈال لیں ایسا ہونا مومن[1] سے کافر کی نسبت ممکن نہیں۔ ہاں خدا۔ رسول۔ صالحین کی نسبت ایسی محبت ضروری ہے۔ پس مومن کافر سے محبّت نہیں کریگا۔ پر شفقت کریگا اور تمام دقائق ہمدردی بجا لائیگا۔ اور اسکی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے دنیا کے تمام لوگوں سے ہمدردی کرو۔ بھوکوں کو کھلاؤ غلاموں کو آزاد کراؤ۔ قرضداروں کے قرض ادا کرو۔ اور زیرباروں کے بار اُٹھاؤ۔ اور بنی نوع سے ہمدردی کا حق ادا کرو۔ اور فرمایا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ یعنے خدا تعالےٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو۔ جیسے بچہ سے اُس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے اور پھر فرمایا۔

[1] ہاں عرف عام میں جسے محبت (دوستی) کہتے ہیں اس طرح اس لفظ کا استعمال کفار کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن لفظ کے اصلی مفہوم کے رو سے ہرگز نہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار انعامی مبلغ صہ

یہ اشتہار اس غرض سے شایع کیا جاتا ہے۔ کہ جو کوئی آریہ مینش از روئے عقاید
مذہبی و دلایل عقلی آریئے اور دھریئے میں فرق بین کر دکھلاوے۔ تو اسکو فریق
ثالث یعنی غیر مذہب والوں کے چند ثقہ آدمیوں کے متفق اقرار اور شہادت حقہ کے
بعد فی الفور مبلغ صہ روپے بطور انعام پیشکش کئے جاوینگے اور کسی قسم کا عذر نہ
ہوگا۔ لیکن ایسے فرق کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ سوامی دیانند سرستی کا عملاً
فعلاً قولاً مقلد اور پکا آریہ ہو۔ اور برائے نام ہی آریہ نہ ہو۔ بلکہ اعلےٰ درجہ قابل نجات
آریہ کے اوصاف حمیدہ سے متصف اور بہرہ ور ہو۔ **کامل آریہ سے مراد**
وہی ہے۔ جو سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۱ اور ۵۲ میں
لکھتے ہیں جس کی عمر چار سَو سال کی ہوئی از بس ضروری ہے۔ مگر ہم صرف اعلیٰ درجے
کے آریہ پر ہی اس انعام کو محدود نہیں کرتے۔ بلکہ اگر کامل آریہ آریہ ورت میں مفقود
اور کافور ہو۔ تو البتہ دویم درجے کا آریہ ہی منظور ہے۔ جو دو سَو سال کا ہو۔ مگر ادنےٰ
درجہ کا آریہ جو ہمہ اوصاف حمیدہ سے موصوف نہ ہو۔ وہ ناقص ہو کر ہمارا مخاطب
نہیں ہو سکتا۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ زبان سے تو سوامی جی کی تعلیم کا اقراری ہی ہو
مگر عملاً انکی تعلیم اور دھرم سے روگردان اور بے ایمان ہو۔ اور ہم رسالہ اختیار
الاسلام میں تفصیل لکھ آئے ہیں۔ کہ مہاتما آریہ کے لئے کون کون سے اعلےٰ
روزانہ فرائض واجب الادا ہیں۔ جنکی ادائیگی کے بغیر کوئی آریہ آریہ نہیں رہتا
پس ایسے آریہ کو خصوصاً اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جس صورت میں مادہ
اور ارواح قدیمی ابدی اور انادی ہیں۔ اور انفصال اور اتصال کی قوتیں

کبھی ان میں قدیم سے ہیں۔ تو پھر حیوانوں اور انسانوں کے مرنے جینے اور دوسرے جنم میں اتار لینے کے معاملہ میں پرمیشور کی کیا ضرورت اور حاجت ہی ایسی ارواح میں بقول سوامی دیانند سرستی ایک مادے یا جسم سے ملجانے اور الگ ہوجانے کی طاقت قدیمی اور ازلی ابدی ہے جس طرح پودے خاص وقت تک بڑھتے ہیں۔ اور پھلتے اور پھولتے ہیں۔ پھر ایک خاص وقت کے بعد ان کے اجزا بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور پودے کی جان ان سے خودبخود قطع تعلق کرتی جاتی ہے۔ تو پھر پرمیشور کا اسکے لئے ہونا نہ ہونا برابر ہے کیونکہ جوڑنے جاڑنے کا فعل روح کی از خود کرنا پڑتا ہے۔ اور آریہ صاحبان مانا کرتے ہیں کہ مادہ اور ارواح معہ اپنی تمام قوتوں اور استعدادوں کے ازلی ابدی اور قدیمی ہیں۔ ایشور کا کام صاف جوڑنے جاڑنے کا ہے۔ لیکن سوامی جی جوڑنے جاڑنے سے بھی اُسے ایک جگہ جواب دیئے گئے۔ اور ایشور کا ہونا نہ ہونا برابر تسلیم کرتے ہیں چنانچہ سوامی دیانند جی مستند ستیارتھ پرکاش کے باب ۹ صفحہ ۲۱۲ و ۲۱۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ ارواح میں ہمیشہ ارادہ خواہش اور نفرت محبت اور جوڑنے جاڑنے کی طاقت اور تحریک و ملاپ جدائی اور جدا کرنا اور ملانا اور گیان اور فعل وغیرہ کی وہ ساری چوبیس[۲۴] طاقتیں ہمیشہ ساتھ رہتی ہیں۔ جو ہم سب انسان حین حیات میں رکھتے ہیں سو جس طرح ہم انفصال اور انصال کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور وجود میں آتا ہے۔ اسکو عند الطلب وطاقت برگندرتے ہیں۔ اور ہر ایک سعی اور فعل کا نتیجہ اپنے ہاتھوں سے مہیا کرتے ہیں اسی طرح ارواح میں انسانی جسم کی ساری طاقتیں ہمیشہ ساتھ رہتی ہیں سو جس طرح ہم محنت استقلال اور جفاکشی سے اعلےٰ مکانوں اور اعلےٰ درجے کے لوگوں کے مجالس اور سوسائٹی میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور عمدہ گھر لباس اور مایحتاج کو دست بدست حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جان کا دکھ درد اور جا بجا حادثات اور امراض مہلک سے باحتیاط محفوظ رہ سکتے اسی طرح ارواح اپنے

اپنے اعمال جفاکشیوں اور نیک وبد ثمرات سے بہرہ ور ہو کر ادنیٰ و اعلیٰ
انسانی یا حیوانی جامہ پہن لیتے ہیں۔ اور ادنیٰ و اعلیٰ مکانوں میں حسب مراتب
وطاقت قدرت جا بستے ہیں۔ کیونکہ روح آزاد ہے۔ اور مرنے کے بعد اپنے
اعمال کے لحاظ سے وہاں تک پرواز کر سکتی ہے۔ جہاں تک نیک اعمال کا
توشہ راہ اور قوت بازو اسکی دستگیری کرتا ہے۔ پھر اس بات کا ذکر کرنا
کہ پرمیشور کا ان میں واسطہ ہوتا ہے۔ وہ بے معنی ہے۔ یعنی جسطرح زید
محنت مزدوری کرکے اپنی کمائی سے اپنے تئیں پالتا ہے۔ اور درخت
زمین سے اس خود بخود چوس کر اپنا نشوونما حاصل کرتا ہے۔ پھر اسمیں
ثالث کا کیا ذکر ہوا۔ ہر ایک اپنے کئے کا پھل پاتا ہے پرمیشور کی امید
کونسی کرپا ہے۔ اگر کوئی چار آنے کماتا ہے۔ تو اپنی محنت سے اگر کوئی
امیر بنتا ہے۔ تو اپنی محنت سے کیونکہ پرمیشور بغیر محنت کے حبہ تک
کا روادار نہیں۔ اگر پہلوان مضبوط ہوتا ہے۔ تو اپنی ورزش اور محنت
سے اگر کوئی روح ایک جسم سے الگ ہوتی ہے۔ بعد دوسرے جسم میں نفوذ
کرتی ہے تو اپنے دکھ وراز لی ابدی قویٰ یعنی انفصال اور اتصال کی
طاقتوں اور خاصیتوں اور وسائل سے پھر ان تمام صورتوں کو یکجائی
طور پر دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے۔ اور وہ قبل
آریہ خود بخود ہو رہا ہے۔ اور ہمیں کوئی سمجھائے کہ اسمیں ایشور نے کونسی
کرپا کی ہے۔ کیونکہ ہر نعمت اور تنگی ترشی سیاہی سفیدی تقبل سوائے
ہمارے اعمال پر منحصر ہے۔ یا ازلی قویٰ اور استعدادوں پس ہماری خیال میں
یہ آتا ہے۔ کہ آریہ صاحب اور ناستک غائب (دہریہ) میں کوئی خیال تفرقہ
نہیں۔ بعض روحوں میں عزت امارت بیماری کی ازلی گن ہیں۔ پھر تناسخ کہاں
رہا۔ (منقول از اخبار الاسلام جلد سوم)

(ماسٹر عبدالرحمن نو مسلم سابق مہر سنگھ)

تہذیب آریہ

ناظرین! اگر آپکو ناگوار خاطر نہو تو از راہ عنایت اس طرف تشریف لائے
ہم آپکو حضرت انسان کی ابتدائی حالت کا نقشہ دکھائیں گے۔
کتب تواریخ سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ حضرت انسان ابتدائی زمانہ میں مثل
ان چوپاؤں ۔ درندوں ۔ گزندوں کے تھے جو جنگلوں ۔ بنوں ۔ پہاڑوں میں چھپے
اور مارے پڑے پھرتے تھے کوئی تمیز نہیں اور انہیں نہ تھی بر آنہ ماننے اپنی ابنا جنس
کو اب نہ دیکھ لیجیو گا۔ جو پہاڑوں اور غاروں میں بنی مثل بہائم کے بسر کرتے ہیں
آپکو جو اب انسانیت کا اعلے مرتبہ پر پایا جاتا ہے یہ **علم** اور **عقل** کا طفیل ہے اسی کی
باعث آپ اشرف المخلوقات ٹھیرے سب سے پہلا ذریعہ جو آپکی ترقی کا ہو وہ ایک
معتبر کی زبان ہے باہم گفتگو کرنا اپنے دلی مدعا ظاہر کرنا اسی سے ہوا ہے۔ عام قاعدہ مسلمہ
ہے کہ اب سے جسقدر زمانہ میں بعد پایا جاتا ہے ہماری حالت موجودہ سے اسیقدر
تنزلی پائی جاتی ہے ہماری ابتدائی حالت بمقابلہ موجودہ حالت کو نہایت ہی خراب
تھی۔ ابتدائی اور حال کی زبان کو ہی دیکھئے اول کی زبان جو اب پچھلی کتابوں
میں دیکھتے ہیں تو بوجہ ثقل و سقم ہونے کے غیر مانوس متروک الاستعمال ٹھہری
اول کی رسم و رواج ۔ طور طریق ۔ عادات ۔ خصلت سب مہذب اور شائستہ ملکوں
میں نہایت ہی خراب اور گندے شرمناک [وحشیانہ] سمجھے جاتے ہیں جس قوم کے نزدیک انسانی
پیدائش کو ۱۹۶۰۸۵۳۰۰۰ سال آریہ ہوئے بھلا خیال تو فرمائیو ان لوگوں کے
اطوار و افعال و اقوال کا تناسب شائستگی کے زمانہ سے زمین و آسمان کا پایا جاتا ہے
اگر آپ نہ مانیں تو ہم سے دوسرے جنگلی اور بن مانس دیکھ لیں انکی زبان کسی ملک کے
متمدن لوگوں سے نہیں ملتی باعث اکثر پچھلے لکیر کے فقیر اسکو ہی بانی تصور کریں
یا خاص [illegible] جنگلی پہاڑی اور جزائر کے وحشی کبھی شائستہ ہوتے نہیں

اپنی پرانی اور خراب قابل شرم وحیا عادتیں چھوڑتے جاتے ہیں لائق عالموں فاضلوں نے اگرچہ بہت کوشش کر کے اپنے بزرگوں کی قابل اصلاح و شرمناک رسوم و اقوام و افعال کو محض تاویلات سے چھپانا چاہا مگر۔ **بیت**

چھپتی نہیں ہے بات بنائی ہوئی کبھی + آخر کو ہو کے رہتی ہے اصلیت آشکار

اگر کوئی صاحب اس بیان کو غلط مانیں تو لیجئے ہم آنکو ادہر کا ہی نقشہ اپنے بیان کی صداقت میں دکہلاتے ہیں۔ آریوں کے سوامی سنیاسی پنڈت دیانند سرسوتی جی (جو سمت ۱۸۸۱ بکرمی میں پیدا ہوئے اور سمت ۱۹۴۰ بکرمی میں فوت ہوئے) نے اگلی کتابوں کی اصلاح میں بہت ہی کوشش کی یہاں تک علم و عقل کا زور مارا کہ اگلے رشیوں منیوں کی کتابیں اور تفسیریں اور شرحیں سب غلط کر دیں اپنا نیا لغت جاری کیا سب کو جاہل گمراہ بیدین بنا دیا لیکن پھر بھی کوئلہ ہزار بار دودھ سے دھونے پر بھی کالا ہی رہا۔ خیر آپ صاحبوں کی خاطر ہم پچھلی کتابوں کے حوالے چھوڑ کر خود انکی ہی مسلمہ و مرتبہ کتابوں کی سیر کراتے ہیں مگر خیال رہے کہ آپکی تضییع اوقات منظور نہیں اور طول باعث ملال ہے لہذا ع انچہ گریم مختصر گویم ۔ ویدک تہذیب دید بھاشیہ سنسکار ودہی ستیارتھ پرکاش سوامی جی کی کتابیں اور ہمارے رسالے آرین الیشور۔ آریہ کرم ستیا چار۔ آریہ اپدیش۔ وید کی بھید۔ اور تکذیب خبط فن و فریب و بہرموچہیدن و اکثر پرچہ اخبار ست دھرم پرچارک دیکھو انمیں تہذیب آریہ کا پورا نقشہ نظر آویگا۔ (۱) اے عورت مرد جیسے دیور کو بیوہ اور سہاگن اپنے خاوند کو لیکر پلنگ پر جمع ہوتی اور اولاد کو سب طرح سے حاصل کرتی ہے ایسے ہی تم دونوں میاں بیوی کہاں رات کو اور کہاں دن میں لیٹے تھے کہاں اشیاء کو حاصل کیا اور کسوقت کہاں رہتے ہو تمہاری سونیکی جگہ کہاں ہے تم کون کس ملک کے رہنے والے ہو (۲) جب مرد اولاد جنانیکے قابل نہ ہو اسوقت اپنی بیوی سے کہہ دو کہ ہے بھاگوان کسی مرد سے اولاد حاصل کر لے (۳) ہے وید سے بکے سینچنے کے قابل بااقبال آدمی تو اس از دواج شدہ عورت یا بیوہ عورتوں کو اچھے لڑکوں والی اور

خوش نصیب کر۔ اس شادی شدہ عورت سے دس لڑکے پیدا کر اور گیارہویں
عورت کو مان اے عورت تو بھی شادی شدہ مرد یا نیوگ شدہ مردوں سے دس
بچے پیدا کر اور گیارہویں خاوند کو سمجھ (۴) اولاد کی ہونے میں سسر وغیرہ کی
اجازت لیکر عورت کسی رشتہ دار سے یا دیور سے خاطر خواہ اولاد حاصل کر لے۔ دیور
اور جیٹھ وغیرہ والد کا حکم پا کر بدن میں گھی لگا کر چپ چاپ بیوہ سے ہم بستری
کر لے جب حمل ٹھہر جاوے تب بڑا بھائی گرو کی مانند اور چھوٹے بھائی کی بیوی بیٹے کی
بیوی کی مانند باہم رہنے لگیں۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے جبکہ والد وغیرہ کے حکم سے یہ کام
کیا گیا ہو جو اپنی مرضی سے دونوں ہم بستر ہو گئے ہوں تو جیسے چاہیں رہا کریں
حصہ پا لینے سے گر جاتے ہیں جس طرح دوسری اولاد ورثہ و بید ورثہ مال و دولت
لیتی ہے اسیطرح وہ لڑکا جو عورت نے سسر وغیرہ کے حکم سے حاصل کیا ہے
حصہ لیوے کیونکہ کھیت والیکا بیج ہے اور اسکی پیدائش دھرم سے ہے۔ مرے ہوئے
بھائی کی جورو اور دولت کو جو اسکا بھائی اپنی حفاظت میں رکھے وہی اس بیچاری
کو بچہ جناوے اور جو بیوہ کے بچہ پیدا ہو وہی مال و دولت مذکورہ کو لیوے (۵)
جب خاوند نامرد یا بیمار ہو تب ایک عام جلسہ میں عورت کو لیجا کر اجازت دے کہ اے
نیک بخت عورت تو میرے سوا کسی دوسرے خصم کی خواہش کر کیونکہ میں نامرد
ہوں مجھسے اولاد پیدا ہونیکی آس چھوڑ دے اسیطرح جب عورت بانجھ ہو یا بیمار تب
وہ بھی خصم سے کہدے کہ ہے سوامی مجھسے اولاد کی آس مت رکھ کسی دوسری بیوہ
عورت سے نیوگ کرکے اولاد حاصل کر (۶) اگر خاوند دھرم کی خاطر پردیس گیا ہو
تو آٹھ سال تک۔ اگر بغرض طلب علم و حصول جاہ و مراتب گیا ہو تو چھ سال
تک۔ اگر تجارت یا دولت کمانیکی غرض سے گیا ہو تو تین سال تک عورت مرد کا
انتظار رکھکے کسی رنڈوے سنڈے سے نیوگ کر کے اپنے لئے یا دوسروں کے لئے
اولاد جنتی رہے جب خاوند سفر سے آجائے جھٹ اسکی بغل میں جا بیٹھے (۷) اگر
عورت بانجھ ہو تو بیاہ سے آٹھ سال تک۔ اگر اولاد پیدا ہو کر مر جاتی ہو تو دس سال تک

اگر عورت لڑکیاں ہی جنتی ہو۔ تو گیارہ سال تک رکھکر چھوڑدی بدزبان کو تو فوراً ہی گھر سے باہر نکال دی کسی اچھی عورت زیادہ بچے جننے والی سے کہہ کر میں تجھسے اولاد حاصل کرنے کو نیوگ کرتا ہوں ونش بچے تو دے ہی لوں اگر مرد بدزبان ہو تو عورت بھی فوراً چھوڑ کر کسی اور سے گٹھ جائے (۸) جن عورتوں کے نام درخت پہاڑ۔ ندی۔ ستاروں۔ وغیرہ کے نام پر ہوں انسے تو مرد بیاہ نہ کریں اگر کر لیا ہے تو چھوڑ دیں (ایسا ہی سلوک عورتیں بھی مرد کے ساتھ کریں تو اچھا ہی) (۹) عورت کے حاملہ ہونے پر اگر مرد سے نہ رہا جاوی تو سال بھر تک مزی سے نیوگ کرکے اور عورتوں کو یا نامردوں کو اولاد دیتا رہی۔ (۱۰) بدفعلی عورت کی جبلی عادت ہی یہ وید میں لکھا ہی دیکھنو والا (بحالت زناکاری) یوں کہکر خاموش ہو رہی کہ اگر نطفہ نے قرار پکڑا ہے تو اسی کا خصم اسکو پاک کرے ورنہ حیض آنے سے خود ہی پاک ہو جاویگی (۱۱) اپنی ماتا کی زناکاری دیکھکر کہنا چاہیئے کہ میری ماں نے میری باپ کے سوا کسی دوسرے مرد میں رغبت کی اور یہ پھل پایا اب میری والدہ کے اس بیج اور روپ کو یعنی دوسرے مرد کے اس نطفہ کو میرا باپ پاک کرے جو چیزیں پاک کرنے کے قابل ہیں وہ مٹی اور پانی سے جلنے سے اور جسکا دل غیر مرد سے ملگیا ہو وہ حیض آنیسے اور برہمن فقیر ہو جانے سے پاک ہو جاتا ہی (۱۲) جو رنڈی دام لیکر زنا سے انکار کرے اور بیمار نہ ہو تو دو چند اور بغیر ٹھہر لئے اقرار پر انکار کرے تو وہی دام واپس کرے یہی حکم مرد کو ہی (۱۳) جس قسم کے مرد سے عورت ہم بستر ہوتی ہے ویسا ہی بیٹا پیدا کرتی ہی اس لئے اولاد پاک ہونیکے لیے عورت کی حتی المقدور حفاظت کرنی چاہیئے (۱۴) جہاں سچ بولنے میں برہمن چھتری۔ ویش شودر قتل ہوتا ہو وہاں جھوٹ بولنا سچ سے بھی زیادہ اچھا ہے (اور قوموں کو قتل ہونے دو) (۱۵) جینیئی برہمن کا دہن کبھی نہ لے وآفت ہو تب کسونٹا کام کرنیوالا اور شاستر میں لکھی ہوئے کام کو چھوڑ نیوالا جو برہمن یا چھتری ہو اسکے گھر سے بھیک کرلے اور سزاء یا بی تعزیرات ہند میں سرقہ کی علت کیوں رکھی۔ ای شادی شدہ بھاگنے والی

عورت ہیں تیرا خاوند جسم تیری تندرست اور پاک رحم ہے اور جس تیرا انگ کے قابل
حمل ہے جس حمل کے خوبصورت اور سیدھے اعضاء ہیں اُس کو حمل کی خواہش کر دیلی
تیرے ساتھ ہم بستری کرکے دھرم یکت کر ایسے اچھی طرح حاصل کروں۔
صاحبو ہم اپنے اس مضمون کو بس اسی تہذیب پر ختم کرتے ہیں۔ آریوں کی شہوت
رانی کے متعلق جو فحش اور خلاف تہذیب محض گندی اپنی تعلیم کا بداثر پھیلانے والے وید اور
شاستروں کے احکام ہیں انکو لکھنے سے اسلامی تہذیب مانع ہے جب آریوں کے رشی منی خاصکر
گرو جی ہی نے جامۂ تہذیب زیب تن نہ فرمایا صرف برائے نام چار انگل لنگوٹی باندھکر مرد اور
عورتوں میں مادّہ اور روح کا ازلی ہونا تناسخ اور نیوگ کا اجراء اور دیگر
مذاہب و اہل مذاہب پر طعن و تشنیع اور فحش گالیاں بکنا اور دوسرے اپنے
معتقدوں کو سبھا اور بھجن منڈلی کے ذریعہ ایسی ہی تہذیب کا پھیلانا۔ لڑائی
جھگڑے جھوٹے اشتہارات اور خلاف تہذیب کتابیں اور رسالے شائع کرنا انکا
شیوہ رہا ہے اور کس شمار میں ہے جو کوئی بدتہذیب ہونا چاہے آریہ ہو جاتے
دیکھو عبد الغفور نام کے مسلمان جبتک برائے نام بھی مسلمان رہے مہذب رہے اس
دلدادہ نیوگ کا آریہ ہونا تھا کہ چار انگل جامۂ تہذیب بھی بدن پر نہ رکھا جن صاحبوں
کو لعن و طعن اور فحش گالیاں سیکھنا ہوں تو آریوں کی کتابیں و رسالے و اشتہارات
دیکھیں۔ آریہ صاحب جب تک مادّہ اور روح کو ازلی مانیں گے شرک فی الذات
و شرک فی الصفات سے شرک فی الاسماء نہیں بچ سکتے اور جبتک نیوگ نہ چھوڑینگے
زناکاری اور فحش برائیوں سے نہ بچیں گے اور جبتک تناسخ کے معتقد رہیں گے
نجات دائمی نہ پاوینگے ہمیشہ مرد سے عورت عورت سے مرد ہی الٹ پلٹ ماں باپ
زوج زوجہ بیٹی بیٹا سانپ بچھو کیڑے مکوڑے گائے بیل ہر ایک قسم کے درخت
بوٹ چن میں بنتے رہتے رہیں گے اگر کیا موحد بننا ہے ہر ایک قسم کی بری باتوں سے
بچنا ہے دائمی نجات حاصل کرنا ہے تو سچے دل سے مسلمان ہو جاؤ وما علینا
الا البلاغ۔

قدامت دنیا

بجواب آریہ مسافر بابت مارچ ۱۹۲۶ء

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اللہ تعالے اپنے نور کو پورا ہی کرے گا اگرچہ منکرین بڑے کڑھیں یہ ایک زبردست پیشین گوئی کلام پاک کی ہے کیونکہ بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تنہا ہزاروں اور لاکھوں نہیں بلکہ تمام دنیا کے مقابلہ میں دعوے رسالت کرنا اور تمام دُنیا کا مع جملہ عزیز و اقارب کے مخالف بنجانا اور سب پر آپ ہی کا غالب آنا یہی اس پیشین گوئی کا پورا ہونا ہے اور تا قیام قیامت انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

پس ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ یہ دیانندی جنکی تعداد انگلیوں پر گننے کے قابل ہے کس شمار و قطار میں ہیں جو اسلام کی مخالفت کرکے عوام میں غلط فہمی پھیلا رہے ہیں۔ چنانچہ انہیں میں سے ایک صاحب جنہوں نے بباعث شرم اپنا نام نہیں لکھا رسالہ ہذا میں بعنوان بالا خامہ فرسائی کرتے ہوئے ابتداء ہی میں تحریر فرماتے ہیں کہ (مسلمان اور عیسائی وغیرہ دنیا کی پیدائش چھ سات ہزار سال سے بتلا کر عوام کو پرماتما کے ازلی ابدی تعلقات بداعتقادی کا شکار بناتے ہیں) اس تحریر سے ثابت ہے کہ اس دیانندی کو نہ تحقیق سے غرض ہے نہ تفتیش سے کام۔ بلکہ اُن مکذوبی تکذیب سے متاثر ہو کر مکھی پر مکھی مار رہا ہے جو عوام میں

اسلام کے خلاف غلط فہمی پھیلا رہے ہیں کاش کہ اگر تحقیق سے کام لیتا اور اگر پوچھنا عار سمجھتا تھا تو کم سے کم (حدوث دنیا) مصنفہ شاہ مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب کو دیکھ لیتا تو یوں ٹھوکر نہ کھاتا اور جان لیتا کہ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ اُن میں سے بعض نے محض یہود و نصاریٰ کی غیر محققانہ تقلید میں ایسا لکھ مارا ہے

آگے چلکر ہمارا دیانندی دوست ایک اسلامی اخبار کے حوالے سے جسکا نام بھی اس کو نہیں معلوم ایک جانور کی اسی لاکھ برس پیشتر کی پرانی لاش کا مقام مونٹانا میں نکلنا بتلاتا ہے اور اس جدید تحقیقات پر نازاں ہوکر سوال کرتا ہے کہ (کیا اللہ میاں کے قرانی کن فیکون والے چھومنتر میں انسانی پیدائش کی طاقت نہیں تھی اگر تھی تو ہر قسم کی کائنات کو ختم المرسلین اور اسکی امت کی خاطر پیدا شدہ مانتے ہوئے وہ اس میں کونسی مصلحت بتا سکتے ہیں کہ اللہ میاں نے تمام دنیا اور اُس کی بیشمار چیزوں کو بالکل بے فائدہ طور پر کئی کروڑ سال پہلے بنا چھوڑا اور اس سے فائدہ اُٹھانے والوں کو عدم میں رکھا)

ناظرین! لفظ فیکون کی بجائے فیکن لکھنا ہمارے دوست کی علمیت کا پتہ دیتا ہے۔ اور کیوں صاحب۔ کیا آپ لوگ اس بات کو نہیں مانتے۔ کہ خدا تعالےٰ کے کُن کہنے یعنی ارادہ کرنے سے ہی تمام دنیا پیدا ہو جاتی ہے۔ مہاپرلے کے بعد جب دنیا پیدا ہوتی ہے۔ تو کیا وہ کن فیکون کہنے سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ مسلمان جب کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے آسمان و زمین کو چھ دن میں بنایا تو آریہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اسقدر دیر کیوں لگی۔ کیوں نہ خدا نے لمحہ بھر میں زمین و آسمان کو پیدا کر لیا۔ جیسا کہ ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ وہ مہاپرلے کے بعد لمحہ بھر میں دنیا و مافیہا کو پیدا کر لیتا ہے۔ تو تعجب ہے۔ کہ آریہ خود تو کن فیکون سے بھی

پیچھے پیدا کرنے کے قایل ہوں۔ اور مسلمانوں کے ان الفاظ پر محض عداوت اور تعصب سے اعتراض کریں۔ آریے تو ہر منا اور پیدائش کو اس سے بھی کم عرصہ میں وجود میں آجانے کے قایل ہیں۔ تو مسلمانوں پر یہ اعتراض کیا ؟ ہاں مادہ عالم پر اعتراض ہے۔ تو یاد رکھو۔ کہ مادہ ہرگز ہرگز قدیم نہیں ہوسکتا۔ مادہ بے شعور۔ اپنی ہستی تک سے بے خبر دوسرے کی قدرت میں مقہور۔ ہر طرح مجبور خاص خاص سے مخصوص۔ خاص حدود سے مقید۔ آپ سے آپ کیسے ہوسکتا ہے۔ کوئی شے ما سوا اللہ آپ سے آپ ہو نہیں سکتی۔ واجب ہستی صرف وہی ہوسکتی۔ جو کمال کے اعلےٰ ترین درجہ پر ہو۔ جس سے بڑھکر تجویز کرنا ممکن ہی نہیں۔ اور وہ صرف خدا تعالےٰ ہے جل جلالہ۔ کہ اسکے سوائے تمام چیزیں نقص و عیب کے داغ سے آلودہ ہیں۔ اور کوئی ناقص شے واجب بالذات نہیں ہوسکتی نہ مستقل وجود رکھ سکتی۔ یہ آریوں ہی کی عقل پر پردہ پڑگیا ہے۔ کہ روح و مادہ کو نقص و عیب کے داغ سے آلودہ اور ہر طرح مجبور و مقہور مان کر پھر واجب بالذات اور ازلی و قدیم مانتے ہیں۔ حالانکہ سوائے ایک ذات ربانی کے کوئی شے اپنے وجود سے مستقل اور واجب بالذات ہو ہی نہیں سکتی۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی شے کا وجود مستقل نہیں تو کوئی شے واجب بالذات ہوسکتی ہے۔ تو دنیا کا حادث اور خدا تعالےٰ کی قوت ایجادیہ کا اثر۔ صفت کا نقش اور قدرت کا پرتو ہونا آپ سے آپ ثابت ہوگیا۔

اس جانور کا اسی لاکھ برس کی پیدایش ہونا محض ایک اٹکل اور ملاگوئی اور ظنی تخمینہ ہے جسکا مذہب میں جو یقینیات پر مبنی ہوتا ہے ذرہ بھی اعتبار نہیں۔ ان باتوں سے ہوائی پر مذہب کی بنیاد ڈالنا آریوں ہی کا کام ہے۔

آریو انہی فلاسفروں کا بھی قول ہے کہ دنیا پہلے آتشی گولہ تھی آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہو کر حیوانی بود و باش کے قابل ہوئے۔ کیا ان حکماء کا یہ قول تمہارے مذہب کی بیخ کنی نہیں کرتا جس کا اعتقاد ہے۔ کہ زمین کے پیدا ہوتے ہی بہت سے بہت سے آدمی پیدا ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ بھی عقل و نقل کے خلاف ہے۔ جیسا کہ برق اسلام میں اسکا ثبوت دیا گیا ہے۔

دوسرے جزو کی نسبت اگر یہہ اپنی حالت پر غور کرتے کہ جب کوئی شخص کسی کی دعوت کرتا ہے۔ تو کس قدر پہلے اُس کے لئے جملہ سامان مہیا کرتا ہے اور جب سمجھ لیتا ہے کہ اب وقت پر کسی چیز کی ضرورت نہ ہوگی تب مہمان کو بلاتا ہے۔ پس بلا تشبیہ اسی طرح اس حکیم مطلق نے جب اس حضرت انسان کو جسے اشرف المخلوقات کا مرتبہ بخشنا پیدا کرنا چاہا اُسکے لئے پہلے سے ہر قسم کا سامان عیش مہیا کیا۔

ماہران علم طبقات الارض نے یہہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہہ زمین بھی مثل دیگر سیارات کے ہے اور کچھ زمانہ قبل یہہ بالکل گرم تھی اور اب یہہ کرہ ٹھنڈہ ہو رہا ہے اوپر کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا اور اندرونی ساخت اسکی اپنی اصلی حالت پر ہے۔ لیکن گرمی برابر باہر نکل رہی ہے اور ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ یہ کرہ بالکل ٹھنڈا ہو جاویگا۔ دیکھو اردو جغرافیہ حصہ سوم۔

کرہ ارض کی اصل گرم حالت میں ہی نباتات و حیوانات کا پایا جانا ممکن نہیں ہے۔ تجربہ آج بتا رہا ہے کہ آفریقہ کے میدانوں میں نباتات و حیوانات کا پتہ نہیں ہے۔ باوجودیکہ اُسکی گرمی اصل گرمی سے بدرجہا کم ہے۔ صرف آفریقہ کے میدانوں پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ خط استوا پر کل زمین کی یہی حالت ہے منطقہ حارہ کیحالت کو ناظرین جغرافیہ بخوبی جانتے ہونگے اور ہمارا

دوست تو ضرور ہی واقف ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خلقت حیوانی و نباتی زمین پر اسی وقت ہوتی جب اس کرہ کی سطح ٹھنڈی ہوتی اب ہم اپنے دوست کو اسکے گروکے عقیدے مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۲۵۳ کیطرف توجہ دلاتے ہیں جہاں وہ لکھتا ہے کہ (ابتدا میں انیک یعنی سینکڑوں ہزاروں جوان انسان پیدا ہوئے) پس حال کی مردم شماری پر جو ایک خاص تعداد میں برابر بڑھتی آرہی ہے نظر کرکے اسکو چاہیئے کہ غور کرکے بتائے کہ وہ انسانوں کی تعداد ضرور بالضرور موجودہ شمار سے بہت کم تھی اور ایک ہی چھوٹے حصہ زمین پر بقول پنڈت دیانندجی مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۲۵ بمقام تبت وہ لوگ تھے اور اب قریب قریب کل زمین مخلوقات سے مملو ہے پس کیا ضرورت تھی کہ انیک (بیشمار) انسان پیدا کئے گئے اور کن وجوہات سے ایک انسانی جوڑا پیدا کرنا کافی نہ تھا۔ کیا ایشور میں اتنی سکتی نہ تھی پھر بیشمار تعداد جوڑوں میں پیدا کیگئی یا کم و بیش اگر جوڑوں میں پیدا کیگئی تو اسکے لئے کافی دلیل ہونا چاہیئے کہ کیوں ایک خاص تعداد میں خودمختار ہوکر جیو ایسے عمل کرتا ہے جو کمی بیشی نہیں واقع ہوتی اور ہر دنیا کی ابتدا میں برابر تعداد مرد اور عورت کی ہو جاتی ہے اور اگر کم و بیش ہوئی تو تقسیم کی کیا صورت ہوئی آیا نیوگ کا پرچار ہوتا رہا اور صورت پیدائش کیونکر وقوع میں آئی آیا درختوں کی طرح زمین سے اُگے یا اولوں کی طرح آسمان سے گرے۔ ان صورتوں پر غور کرتے ہوئے دوست کو ابتداء آفرینش میں ایک ہی جوڑے انسان سے جسے اہل اسلام آدم و حوا کہتے ہیں نظام عالم میں نسل انسانی کا پھیلنا ماننا پڑیگا ورنہ تاویلی روغن چڑھانیکی ضرورت ہے جسکے صاف کرنیکے لئے ہم دوبارہ موجود ہیں۔ فقط

(دیانندیوں کا بہی خواہ بشیر ستیاپوری)

پرشنوتر

نقش حیا مٹا دیا کسنے ؟ نیوگ نے
آنکھیں نہیں ملاتے لجاتے ہیں آریے
لالہ ہیں خار چشم نیوگن میں ہٹ کے اب
یاوصنم نے خواہش اولاد دی بھلا
لالہ تو مدتوں سے ہیں پردیس میں مقیم
لالہ کو بھی نوید ولادت پہنچ گئی۔
لالہ فدا کسی پہ۔ نیوگن کسی پہ غش
ایسا نہ ہو نیوگی سے ہو جائے راز فاش
بیوہ ہے ایک اور نیوگی ہیں بے شمار
جی چاہیگا جسے اُسے کرلیگی خود پسند
لڑکی جنی جو لالی تو لالہ نے یوں کہا۔
لالہ کی عدم یابی سے لالی نکل گئی
لالی ہوئی جو گرم تو لالہ کو بھی وہیں
غیروں کے پاس زن کو ہیں نامرد بھیجتے
ایجاد آریوں کی ہے یہ نطفہ مانگنا
غیروں کا نطفہ اپنا ہے اپنا ہے غیر کا
اگنی کے ساتھ آج نیوگن نکل گئی
صدمات ہجر برسوں سے جو تھی اٹھا رہی
عباس بس بھی کر کہ یہ قصہ طویل ہے

غیرت کا گھر جلا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
نیچا انہیں دکھا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
یہ گل نیا کھلا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
اسقاط پھر کرا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
لالی کو یہاں جنا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
مژدہ نیا سنا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
یہ ماجرا دکھا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
یہ فکر نو لگا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
ہنگامہ یہ مچا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
مختار اسے بنا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
الٹا اثر دکھا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
یہ راستہ بتا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
دلدار سے ملا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
دلیوث انہیں بنا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
پیشہ نیا سکھا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
یہ فلسفہ پڑھا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
لالہ کا جی جلا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
پل میں انہیں ملا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے
ہم کو یہیں تھکا دیا۔ کسنے ؟ نیوگ نے

(صدا محقق طالبعلم از بستی دانشمنداں)

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ معجزہ حضور نے کیا خوب دکھا دیا — وحشی تھا اک جہاں اسے انساں بنا دیا

کافور ہو گئی وہیں سب تیرگی کفر — جب شمس رخ نے آپکے جلوہ دکھا دیا

تھے فیض یاب دوست و دشمن جناب سے — دریائے جود آپنے گویا بہا دیا

حرف غلط کیطرح مٹا کر جہان سے شرک — توحید کا ہر ایک کو کلمہ پڑھا دیا۔

تہا نقشہ بعث ونشر کا بعثت حضور کی — سب مردگان جہل کو جسنے جلا دیا

تھا بتکدہ ہی بن چکا بیت خدا مگر — قبضہ بتوں کا آپنے وہاں سے اٹھا دیا

جاتے بھٹک نہ ظلمت غفلت میں تا کوئی — ہر راہ میں چراغ ہدایت جلا دیا

دختر کشی کی رسم اٹھا دی جہان سے — ہر ظلم کے غبار کو یکسر بٹھا دیا۔

ابرار کو بشارت رحمت سے خوش کیا — اشرار کو خدا کے غضب سے ڈرا دیا۔

آگاہ کرکے بادہ کی بدیوں سے یا نبی — صہبائے ذوق سے ہمیں بے خود بنا دیا

نقصان قمار کے ہمیں تونے دیئے جتا — اور سود کا زیان بھی ہمکو سمجھا دیا

بے وحدتوں کو وحدت حق تونے دی سکھا — لوح جہاں سے نقش دوئی کو مٹا دیا

نور خدا سے کرکے منور جہان کو — آتش کدوں کی نار کو تونے بجھا دیا

سر دشمنوں نے گرچہ اٹھایا بہت بہت — پر تیرے حلم نے انہیں نیچا دکھا دیا

عباس پر بھی بہر خدا اک نگاہ لطف
اس گردش زمانہ نے اس کو مٹا دیا

احقر الناس عبدالحق عباس طالب العلم از بستی شیخ ضلع جالندھر

ترقی اسلام

(با اسلام)

اندنوں دنیا کے چاروں اطراف سے ترقی کی خبریں دھڑا دھڑ آرہی ہیں ۔ چنانچہ شہر امد (؟) میں دو دو دولتمند چینی دائیرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں داخلہ اسلام کے بعد جب اونہیں معلوم ہوا کہ اسلام میں سود حرام ہے تو اونہوں نے جملہ سودی مبلغ کو نام بنام اپنی اسامیوں کو بانٹ دیا ۔ قزان (روسی) کا اسلامی اخبار مخبری لکھتا ہے کہ شہر کنجہ میں آرمینوں کی کثیر التعداد جماعت مشرف باسلام ہوئی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ عنقریب ایک دوسری جماعت بھی اسی طرح مسلمان ہوجائیگی روس میں اشاعت اسلام کی ایک اور نئی خبر آئی ہے ہمعصر بیروت (شام) لکھتا ہے کہ قوندی نام لواح موشاک ضلع الوغہ میں ایک آباد قریہ ہے جسکے ۹۵۹ مرد عورت مسلمان ہوگئے ہیں ۔ اب کوشش کی جارہی ہے ۔ کہ جہانتک جلد ممکن ہو مسجدیں اور مدرسہ قریہ مذکور میں طیار ہوجائیں ۔ تاکہ شعائر اسلامیہ پورے طور سے ادا ہوسکیں ۔ اگر اس قدر لوگ آریہ یا عیسائی ہوجاتے تو آریہ اور عیسائی دنیا میں مارے خوشی کے شور مچ جاتا اور جابجا خوشی کے جلسے ہوتے اور اخباروں کے ورق سیاہ کئے جاتے جیسا کہ عبد الغفور کے آریہ ہونے پر ہوئے تھے ان کثیر التعداد اشخاص کے مشرف باسلام ہونے پر کسی آریہ یا عیسائی اخبار نے ایک لفظ تک نہیں لکھا لکھیں کس طرح اس پر لکھنے سے اون کو اپنے بھائیوں کے برگشتہ اور مذبذب ہونے کا احتمال ہے جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے ۔ اونکو اپنے دلوں سے اس بیجا خیال کو دور کردینا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ جب اسلام کا کوئی مشن نہیں کوئی منادیا امداد نہیں اور اسلام کی کسی پر جبر اور تعدی نہیں لوگ خود بخود بلا کسی کی تحریک کے اسلام کو قبول کررہے

خوشخبری

روسیونکا اسلام لانا

ہم اس مضمون کو البیان سے نقل کرتے ہیں جسکو اونہوں نے المصالح (نمبر ۲۳ مورخہ یکم جون) و طرابلس الشام (نمبر ۶۲۳ مورخہ ۱۷ مئی) و ثمرات الفنون (نمبر ۱۵۶۶ مورخہ ۵ ربیع الآخر) سے لیکر شائع کیا ہے مضمون کا مفاد یہ ہے۔

روس کے ثقہ اور معتبر اخبارونکا بیان ہے کہ شہر وارسا[1] کے ایک لاکھ عیسائیوں نے آرتھوڈکس کو چھوڑکر کیتھولک مذہب کا طریقہ اختیار کر لیا۔ اور کچھ غور کے بعد تحقیق حق کا زیادہ شوق ہونے سے اونہوں نے اسلام کو اختیار کیا اور علانیہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ آخری خبریں ہیں کہ مضافات صوبہ جیبطائی واقع روس کے مواضع آطا و آقصوو قصبہ جاربن کے باشندوں نے جنکی مجموعی تعداد تین ہزار ۷۹۲ شخص ہے اسلام اختیار کر لیا اور سرکاری طور پر اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا۔ گورنمنٹ کیطرف سے یہ مذہبی تبدیلی جائز قرار دی گئی۔

دین اسلام میں داخل ہونے کے لیے موضع آلی مضافات صوبہ توتش واقع روس کے بانوے (۹۲) خاندانوں نے بڑی جلدی کی۔ موضع کوچک کوک کوز" پرگنہ بارش واقع ضلع شنوس (روس) کے اسّی (۸۰) شخصوں نے بھی اسلام کو اختیار کیا اور گورنمنٹ سے درخواست کی کہ دفتر میں ہمارے مذہب کی تبدیلی کا جواز لکھ لیا جاوے۔ گورنمنٹ نے اونکی درخواست منظور کر کے اس پادری کو جو اونکی مذہبی رسوم کیلئے مامور تھا اشارہ کیا کہ اونکے یہاں سے چلا جاوے اور بجاے اوسکے فیض اللہ بن عبدالرحمن آفندی کو جو ایک فاضل عالم ہیں اونکا امام مقرر کیا۔ مولوی صاحب موصوف ان لوگوں کو عقاید اسلام کی بھی تعلیم دینگے۔

ایک اور روسی جماعت بھی جسکو کہ شہر بون کہتے ہیں اور جنکی بود و باش کمی بولغار نامی ایک موضع میں ہے اسلام لائی ہے اور دفتر میں اپنے اسلام کو لکھوا دیا ہے۔ گورنمنٹ نے انکے لیے بھی ایک

---

[1] فرسوفیا۔ وارسا۔ یورپی روس کا ایک مشہور شہر ہے جہاں کے باشندوں نے روس کی آخری اندرونی بغاوت میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا اور محرک شورش فادرگین کا ساتھ دیا تھا ۱۲

امام مقرر کر دیا ہے۔ جو مذہبی عقاید سکھائیگا

موضع کوشن کے باشندے جو بنام جقلی موسوم ہیں۔ اسلام لائے وہاں ایک مسجد کی طیاری ہو رہی ہے۔ موضع آقخواجہ واقع ضلع زدیہ (روس) کے باشندے بھی مسلمان ہوگئے اور ان کے ساتھ بھی وہی کارروائی ہوئی جو ان کے ہمسایوں کے ساتھ کی گئی۔ ان مقامات میں نور اسلام برابر پھیلتا جاتا ہے۔ اللہم زد فزد ۔ ۱۱۔ مئی کو لاہور کی جامع مسجد میں ۷ شخص مسلمان ہوئے

ہمارے معزز دوست مولانا بشیر احمد صاحب بنیاپوری کا مراسلہ بھی قابل اندراج اور مسرت خیز ہے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ۶۔ جولائی بعد نماز جمعہ ہمامیر قوم اہیر عمر تخمیناً تیس سال اور ایک عورت برہمنی معہ ایک لڑکے کہ جسکی عمر ۶ یا ۷ سال کی ہوگی بطیب خاطر مجمع عام میں مولانا مولوی حاجی حافظ ہادی علیخان صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق کی نگہداشت کو لاہور میں ایک مسلم لیگ نام انجمن قائم کیگئی ہے

مسلمان کن بادشاہتوں میں ہیں انگریزی حکومت میں ۱۰ کروڑ مسلمان ہیں۔ ترکوں کی ماتحت ۱۰ کروڑ۔ چین میں چار کروڑ۔ فرنچ نوآبادیوں میں ۳ کروڑ۔ روس میں دو کروڑ۔ ایران میں ۱۰ کروڑ افغانستان میں ایک کروڑ مغرب الاقصی میں ایک کروڑ۔ مگر نصاری رپورٹیں ۳۰ یا ۴۰ برس سے یہی تعداد مسلمانوں کی تبلائی جاتی ہے۔ شبہ ہوتا ہے کہ فرنگی کرسٹان مسلمانوں کی آبادی کو ہمیشہ کمتر بتاتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو ہمت نہ ہو۔

حاجی گل خان گورنر بدخشاں کا استعفا منظور ہو گیا ہے اور اُسے مکہ کو ہجرت کرجانیکی بھی اجازت مل گئی۔ محمد علی اسکا جانشین ہوا ہے۔ اہالی بدخشاں نہایت امن لپسند ہیں۔ وادی جلال آباد کے علاقہ تنکراہر کے جو شورہ پشت لوگ افغانی ترکستان کو جلاوطن کیے گئے تھے ان کو بھی اب تائب ہو جانے پر واپس آنیکی اجازت مل گئی ہے۔

دمشق دسیبرد لائین کے اسٹیشن رباق سے حما تک لائین جاری ہو چکی ہے اب حماسے حلب کیطرف بھی بن رہی ہے۔ ۲۰ کیلومیٹر پر ریلیں بچھ چکی ہیں اور خاص حلب کے اسٹیشن کی پختہ عمارت بھی بن چکی ہیں حلب سے بغداد لائین کی اسٹیشن عین تاب تک ایک سال میں ریل بن جائیگی جس کی تکمیل پر قسطنطنیہ اور حجاز کے درمیان ریلوے سلسلہ مسلسل جاری ہو جائیگا ۔ راج الاخبار

مرزا تیس رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے شائع ہوا

سب سے پہلے ان کلمات کو ملاحظہ فرماویں

(۱) یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ شہر سیالکوٹ سے پندرہ روزہ یعنی ہر ایک ماہ میں دو بار بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے (۲) اس رسالہ میں غیر مذاہب آریہ ہو یا عیسائی کے واہی تباہی خیالات کے مدلل جواب دیئے جاتے ہیں اور اسلام کو چمکتا ہوا چاند دکھایا جاتا ہے (۳) قیمت اس رسالہ کی تمام دنیا کے رسالجات کی نسبت بہت کم رکھی ہوئی ہے یعنی صرف [illegible] سالانہ و طلبین اسلام سے [illegible] طالب العلموں سے [illegible] غیر مذہب سے محض حقانیت پہونچانے کی غرض سے [illegible] لیا جاتا ہے والیان ملک سے [illegible] (۴) سب سے زیادہ خوبی اسمیں یہ ہے کہ ہر ایک سال میں ایک نیا تحفہ تمام خریداران انوار الاسلام کو بوقت وصول چندہ بیش قیمت پیش کیا جاتا ہے جس سے ایک خریدار اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایک سال میں انوار الاسلام قریبا مفت وصول ہوگا (۵) اس رسالہ میں اشتہار بھی بطور ضمیمہ کے شائع کئے جاتے ہیں جنکی اجرت فیصدی [illegible] کے حساب سے لیجاتی ہے اور خاصکر شائع کنندہ کو پورا پورا اطمینان دلایا جاتا ہے اور اسمیں آئندہ سے اشتہارات بھی طبع کئے جایا کرینگے جس کی اجرت بہ تفصیل ذیل لی جاویگی سالم صفحہ ایک بار کیلئے [illegible] دوبارہ [illegible] سہ ماہی کے لئے [illegible] سال بھر کے لئے صرف [illegible] (۶) بوقت خط و کتابت ہر ایک صاحب اپنا نمبر خریداری جو چٹ پر ہوتا ہے ضرور تحریر فرمایا کریں تاکہ جواب میں توقف نہ ہو (۷) اپنا نام اور جگہ کا نام مع ڈاکخانہ کے صاف لفظوں میں تحریر فرمانا چاہیئے۔

ہر ایک قسم کی خط و کتابت

بنام

منشی کریم بخش رحیم بخش اینڈ سنز پروپرائیٹر و ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ ہو

پیارے نبی کے پیارے حالات

جلد اول ۸عہ

اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کیسی پیاری کتاب ہے کوئی مسلمان نہیں جسکو اپنے پیارے نبی کے پیارے حالات سے سچی محبت اور پیار نہ ہو۔ اس کتاب میں آنحضرت م کے حالات با برکات ولادت سے وفات تک ایسے عجیب ڈھنگ سے لکھے ہیں کہ آجتک اسکی نظیر دنیا میں مل نہیں سکتی شروع میں تمام انبیا کے حالات مندرج ہیں اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ حالات کیوں مذکور فرمائے۔ اس کتاب کو کیسا ہی مخالف اسلام ایکدفعہ دیکھ لے تو ممکن نہیں کہ بے اختیار آنحضرت کی نبوت کی صداقت پر گواہی نہ دے اٹھے۔ بات بات میں آنحضرت م کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے اور توراۃ و انجیل و زبور سے جا بجا بشارات ذکر کیگئی ہیں جو آنحضرت کے حالات سے صاف صاف مطابقت کھاتی ہیں۔ ایکدفعہ اس کتاب کو مطالعہ کر جاؤ سارا قرآن شریف آپ کی سمجھ میں آجائیگا۔ بڑے بڑے علما و فضلا نے اتفاق کر لیا ہے کہ ایسی پیاری کتاب تا حال کہیں طبع نہیں ہوئی ہر ایک مسلمان کو اسکا منگانا فرض ہے اگر پسند نہ آوے تو واپسی کا اختیار ہے اس سے بڑھکر اسکی عمدگی کا یقین اور کس طرح دلایا جا سکتا ہے۔ حجم ۲۰۳ صفحہ کلان۔ جلد دوم حجم ۳۲۰ صفحہ قیمت ۸عہ

کل درخواستیں

بنام حکیم محمد بخش حکیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر و پروپرائیٹر رسالہ الرار الاسلام ہونی چاہئیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

اللہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

رسالہ

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

نیک صلاح

جب سے کہ غازئیے اسلام انوار الاسلام کا مربی و سرپرست جناب منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور دنیا فانی سے طرف عالم جاودانی کے راہی ہوئے ہیں اسی فکر و تردد میں تھا کہ کوئی ایسی تدبیر کی جاوے کہ جس سے غازئیے اسلام کی اشاعت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہویدا ہو۔ اسی خیال میں تھا کہ یکبارگی یہ تدبیر عمدہ معلوم ہوئی چونکہ میں تصنیف و تالیف سے زیادہ دلچسپی رکھتا ہوں۔ اسلئے لازم ہے کہ تو اپنی کوئی کتاب حضرت غازئیے اسلام کی نذر کر جس سے دینی و دنیاوی فایدہ تجکو اور تیرے بھائی بندوں کو ہو چونکہ واقعہ ۳ شہر ربیع الآخر سنہ ۱۳۴۲ھ روز چہارشنبہ بوقت ۲ بجے شب میرے پیارے بھائی سید مظہر حسین صاحب مرحوم و مغفور نے اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی

کے کوچ کیا ہے پس مناسب معلوم ہوا کہ اپنے بھائی کی یادگار میں ایک مجموعہ سہ رسالہ کا غازیٔ اسلام کی نذر کروں اور اسکا حق تصنیف بھی ہمیشہ کو بلا معاوضہ ہبہ کر دوں۔ لہذا تعدادی بیش جلدیں قیمت فی جلد ۲؍ اسوقت بھیجتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جملہ حضرات مصنفین و مؤلفین میری طرح اپنی تازہ تصنیفات در بیان بحث و مناظرہ بالخصوص در رد آریہ و عیسائی ضرور غازیٔ اسلام کی نذر کیا کریں اگر یہ سلسلہ قایم رہے تو ایک معقول مدد غازیٔ اسلام کو پہونچتی رہے گی اور اہل اسلام کو بھی ایک ذخیرہ کتب مباحثہ کا ایک ہی جگہ سے دستیاب ہوتا رہے گا۔ غازیٔ اسلام میں اُن حضرات کا پتہ معہ عطیہ و شکریہ کے ساتھ درج ہوا کرے اور جس نظر سبب یادگاری میں وہ صاحب مرحمت فرمائیں اُس کا حوالہ دیں۔

میں جملہ ناظرین رسالہ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے پیارے بھائی سید مظہر حسین صاحب مرحوم کے حق میں دعا مغفرت کریں

ضروری اطلاع

مجموعہ سہ رسالہ یعنی آرین نفیور۔ آریہ کرم۔ تہذیب آریہ۔ ایسا ذخیرہ معلومات کا ہے کہ اسکو دیکھکر پھر آریوں کی کسی کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ اس مجموعہ کو ضرور ہی خریدے بہت کتابیں نہ دیکھئے صرف اس ایک مجموعہ رسالہ کو دیکھیے۔ ۲ برس چھپے ہو گئے مگر اسوقت تک کسی صاحب نے اس نایاب مجموعہ کا جواب نہیں لکھا قیمت صرف ۲؍ مصنف سے بھی یہ مجموعہ بقیمت مل سکتا ہے جب دوبارہ چھپوائے [illegible] مجھکو مطلع کیجئے تا کہ درست کر دوں۔ اڈیٹر غازیٔ اسلام کو اجازت [illegible] اپنے نفع کی غرض سے خود چھاپے۔ رسید و صولیابی کی مطلوب ہو ورنہ ہو

[illegible] خادم المسلمین سید محمد حسین مدرس اول مدرسہ [illegible] گنج ضلع بدایوں سید پوری۔
۲۴ جون [illegible]

جناب اڈیٹر صاحب سلام مسنون۔ عرض ہے کہ تاریخ وفات منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور منیجر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ ارسال خدمت ہے امید کہ آپ رسالہ انوار الاسلام کے کسی نمبر میں کسی صفحہ پر جگہ دیکر تحریر فرما دیجئے۔

قطعہ تاریخ وفات منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور

ساری مخلوقات کو ہے بس فنا — سب کو چکھنا ہے مزا اس موت کا
باغ دنیا کیا پھلا پھولا ہے پر — آخرش چل جائے گی بادِ فنا
باغ دنیا میں نظر آتے ہیں گل — ہے نہیں اُن کو ہمیشہ کی بقا
اس چمن میں جو نظر آتے ہیں شجر — ایک دن برباد کر دے گی قضا
ہے یہ سچ دنیا فنا کا ہے مقام — کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ ہے غیر از خدا
جبکہ ہے ہر ایک شے حادث ضرور — وہ فنا ہوگا۔ کہ جو پیدا ہوا
فرق بندہ اور خدا میں ہے یہی — یعنی ہے بندہ فنا۔ قایم خدا
کیا بھروسہ ہے تیرا دنیائے دون — چل بسے سب انبیاؑ و اولیا
عالم و فاضل و لایق اور ذہین — اور تھے دنیا و دیں کے پیشوا
عابد و زاہد کریم و متقی — اور جن کا نفس پر قابو رہا
سرورِ عالم نے دنیا چھوڑ دی — واسطے جنکے ہوا عالم بپا
ایسے ایسے آدمی جب اُٹھ گئے — کون باقی رہ سکے غیر از خدا
ایک ہمارے تھے مکرم دوستو — تھے بڑے وہ باحیا و باصفا
تھے وہ عابد اور زاہد متقی — اور کریم النفس تھے وہ پارسا
خیرخواہ سچے تھے وہ اسلام کے — نام پر اسلام کے ہوتے فدا
اُن کے دم سے تھی اشاعت دین کی — نور تھا اسلام کا پھیلا ہوا

ہائے دنیا سے وہ رحلت کر گئے
فکر رضوی نے کیا تاریخ کا
فکر کیا تجکو ہوا لکھ دے یہی
یہ دعا رضوی کی ہے شام و پگاہ
کرم سے اپنے کریا بخش دے
اُن کے ننھے سے جو بچے ہیں یتیم
آخری رضوی دعا کرتا ہے یہ
اور اشاعت اس رسالہ کی بڑھے

کر دیا دنیا کو بے نور و ضیا
ہاتفِ غیبی نے دی اُنکو ندا
داخل جنت وہ مغفور ہوگیا
بخش دے تو بخش دے ۱۳۲۰ یا ربنا
اور کر مرحوم کو جنت عطا
صبر دے بیوہ کو اُن کی ربنا
جاری رکھ تو یہ رسالہ ایخدا
اسقدر جس کی نہ ہو کچھ انتہا

داخل کی ۳ کے تم اور مغفور کے ۱۳۲۰ کل ۱۳۲۴ سنہ ہجری

رقیمہ نیاز بنیاد علی رضوی رہاسوی متعلم ٹریننگ کلاس تحصیلی سکول غازی آباد ضلع میرٹھ خریدار ۶۷۲۵ ـ

سکھ صاحبان کی توجہ کے لائق

کہاں ہیں جو نانک کے ہیں خاک پا
کہاں ہیں جو اس کے لئے مرتے ہیں
ہو کرتے ہیں اُس کے لئے جاں فدا
جو ہے واک اُس کا وہی کرتے ہیں

معزز ناظرین! اس میں کوئی کلام نہیں ہے۔ کہ خداوند نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے مگر جو قدرتی کمزوری انسان کے گلے کا ہار ہو گئی ہے۔ وہ ذرہ بھی آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ چونکہ انسان یہ چاہتا ہے کہ میں آگے بڑھوں اور جہاں تک ہو سکتا ہی الٰہی قرب حاصل کر سکوں اس لئے انسان کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہئے کہ ایسی کمزوریوں سے ہر وقت بچتا رہے۔ میں نے بھی جب سے ہوش سنبھالا ہے عقل اور انسانیت کا

جاننا پہنا ہے مجھے یہ بھی خواہش تھی کہ کسی طرح سے صراط مستقیم (سیت مارگ) کا رستہ ملے۔ مگر بہت سے گڑھوں سے نکلکر باہر آیا۔ اور گڑھے بھی اسقدر عمیق تھے کہ جن سے نکلنا محال تھا چونکہ فضل الٰہی میرے شامل حال تھا مجکو ان گڑھوں سے ایسا نکالا۔ جیسے چاہ سے یوسفؑ۔ خدا کی قدرت شاید اسی واسطے میرا نام بھی یوسف رکھا گیا تھا۔ اب میں ان گڑھوں کا کچھ مختصر ذکر کروں گا جن میں مجکو بہت سی مشکلات پیش آئی تھیں۔ پہلا گڑھا آریوں کا تھا جس میں خوب غور اور خوض کیا گیا۔ لیکن اسکی تعلیم اسقدر بھدی اور پایہ تہذیب سے گری ہوئی تھی۔ کہ اگر کوئی شریف اور مہذب آدمی سیکھے یا غور فرماوے تو اسکو ہرگز ہرگز قبول نہیں کریگا۔ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھ کر کوسوں دور بھاگے گا۔ اول انکی ویدک تعلیم میں سے ایک مسئلہ نیوگ کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بانی نے آریوں کو ایسا بے لگامی کا سبق دیا۔ پانڈو اور کورو کی مثال مہاتموں اور رشیوں کے لئے ایک سیدھی سڑک بنا دی جس سے اس کی خواہش تھی کہ کوئی شخص بھی اس دنیا سے پاک اور پوتر اور بے لوث نہ جاوے۔ ایسی ہی تعلیم تھی جس نے سکھوں اور برہمنوں اور اروڑوں وغیرہ کی خانگی زندگی پر اپنا اثر ڈالا اور ایسی بیشرم زندگی کو پاک اور پوتر سمجھا گیا۔ مختصر یہ کہ ایک چکلے کی بنا ڈال دی مگر باقاعدہ وواہ یا شادی کی اجازت نہ دی اور اس میں یہ بھی کوئی قید نہیں کہ مرد کا بلا عورت اور عورت کا بلا مرد ہونا ضروری ہے بلکہ جب کبھی عشق جوش مارے اور قوت شہوانی غالب ہو تو مرد یا عورت عورت یا مرد بلا تمیز ہمبستر ہو سکتے ہیں واہ رے دیانند تیرا علم چہ خوب

جستجو سے تیری وحشت کا چلن ثابت ہوا
لغو باتوں سے تیرا دیوانہ پن ثابت ہوا
آجتک دعوی پہ جس کی تھا مدار زندگی
وائے محرومی وہی پیماں شکن ثابت ہوا

نیوگ کا دلدادہ نکلا زاہد صورت پرست
شیخ سمجھے تھے جسے وہ برہمن ثابت ہوا

اب ذرا آپ صاحبان وید کی حقیقت کی طرف توجہ مبذول فرماویں (۱)گنیش آینمہ۔ یہ منتر سام وید وکٹوریہ پریس کا نشی کے ص۵ میں جہاں سے اترنبتا شروع ہوتا ہے اور تمام ویدوں کے ہر ایک ہیڈنگ اور بھومکا میں آتا ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے گنیش دیوتا کو سلام۔ گویا بسم اللہ ویدوں کی یہی ہے۔ اسے منتر جنبو اگر آریہ دھرم سچا اور وید ایشور کا کلام ہوتا تو پرمیشور کے نام سے شروع ہوتا۔ بنا گنیش دیوتا کے نام سے۔ اگر وہ پرمیشور کا نام ہے تو کس نے رکھا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ اس سروشکتی مان سے دیوتا افضل ہے کہ وہ اس کے نام سے ویدونکو شروع کرتا ہے۔ اور خلقت بھی پرمیشر کے نام ونشان کو ابتدا میں اُسی کو یاد کرتی ہے۔

(۲) اوم پرماتما آینمہ یعنی پرماتما کو سلام۔ اگر پرماتما ایشور کا نام ہے اور سب آتما (ارواح) اسی سے نکلے ہیں تو معلوم ہوا کہ پرمیشر روحوں کا چشمہ ہے اسی وجہ سے اسکو جگت آتما بھی کہتے ہیں پھر کیا یہی ایشور کی فضیلت اور پرماتما سے اگر کوئی بڑی روح مراد ہے تو یہ پرمیشر ہے۔

(۳) یہ سام وید کا پہلا منتر ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج نے ترجمہ کیا ہے۔ کہ ہے اگنی تم گیان سروپ ہو۔ میں تمہاری ہی تعریف کرتا ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید کا کرتا (بنانے والا فاعل) کوئی پروہت ہی۔ پرمیشور نہیں کیونکہ یہ اگر خدا کا کلام ہوتا۔ کہ میں اگنی کی تعریف کرتا ہوں۔ تو ایسا نہ ہوتا۔ بلکہ اگنی وغیرہ سب اُس کے لئے تعریفیں ہیں۔ ایسا ہوتا۔ یہ رگوید کی پہلی منڈلی بھومکا ۲۷ کا تیرھواں منتر ہے۔ دھرم سبھا والوں نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ بڑے دیوتاؤں کو سلام۔ چھوٹے دیوتاؤں کو سلام۔ نوجوان دیوتاؤں کو سلام۔ دیانند بوا یہ بھی پرمیشر

کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بھول چوک سے پاک ہے اور اُس کی ذات کے سوا کوئی پوجے جانے کے لائق نہیں۔ وہ خود معبود ہے۔ دیوتاؤں وغیرہ کا پوجاری نہیں ہو سکتا۔ یہ وید کے کرتے کی لیاقت کا نقصان ہے۔ کہ وہ بڑے اور چھوٹے اور سب کو سلام بھی کر گذرا مگر یہ نہ بتلایا کہ جنکو میں نمسکار کر رہا ہوں۔ کیا وہ دیوتا ہیں یا پرمیشور۔ یا حیوان یا بندے اور حسب منشا دیانند جی اُس کے یہ معنے ہوئے۔ بڑے پرمیشروں کو سلام چھوٹے پرمیشروں کو سلام۔ نوجوان پرمیشروں کو سلام۔ اور ہم سب پرمیشروں کو حتی المقدور سلام کرتے ہیں واہ رے دیانند تیری پھرتی۔ اس اندھیر نگری سے تنگ ہو کر جب میں نے پھر حق کے لئے جستجو کی تو سکھوں کے گڑھے میں پھنس گیا اور گرنتھ کو اول تا آخر خوب غور اور خوض کے ساتھ پڑھا۔ تو اُس کو اسلامی تعلیم سے بھرپور پایا۔ سو چند شلوک باوا نانک جی کے بطور نمونہ کے عرض کرتا ہوں :۔

آدگرنتھ شلوک صفحہ ۳۴۶

اول اللہ نور اوپایا قدرت دے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اُپجیا کون بھلے کون مندے

یعنی خدا تعالیٰ نے اول ایک نور پیدا کر کے اُس نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ پس پیدائش کے لحاظ سے تمام ارواح نوری ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ باوا صاحب آواگون کے ہرگز ہرگز قائل نہ تھے۔

دویم صفحہ ۵۶۵ آدگرنتھ

وید پڑھنت برہما موئے چاروں وید کہانی
سادھو کی مہما وید نہ جانی

یعنی برہما ہی وید پڑھ کر مر گیا۔ اور حیات جاودانی حاصل نہ کر سکا۔ چاروں وید سراسر کہانی ہیں اور یاوہ گوئی ہیں۔ پھر باوا نانک جی صاحب فرماتے ہیں :۔

آدگرنتھ صفحہ ۱۲۴۳ - "ہندو اتاں مسلمان کانا نوتاں وچوں جوگی سیانا" اس سے یہ مقصود نہیں کہ مسلمان درحقیقت خدا کی شناخت سے کانے تھے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں کیونکہ جس زمانے میں باوا نانک جی پیدا ہوئے تھے وہ فیج اعوج کا زمانہ تھا اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اس گئے گذرے وقت میں بھی جبکہ اکثر مسلمان رسم اور عادت کے طور پر مسلمان تھے اور اسلام کی حقیقت اُن میں نہیں پائی جاتی تھی تاہم اس گئے گذرے وقت میں بھی مسلمان ہندوؤں کی طرح خدا کی شناخت سے بالکل اندھے نہ تھے چونکہ بسبب بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں اس واسطے اُنکی روشنی گویا نصف رہ گئی تھی - تاہم ایک چشم والا بینا کہلا سکتا ہے اور یہاں جوگی سے مسلمان صوفی فقیر مراد ہیں - (۱) اس جگہ باوا صاحب کیسے صاف لفظوں میں اسلام کی شہادت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں

(ک) کلمہ یاد کر اور نہ بھولو بات
لفس ہوائی رکن دین تس سیں ہوئیں مات

دوم (کلام) لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کرین
تھوڑا بہتا کھٹیا تھوں ہتھ گوین

یعنی اُن لوگوں پر لعنت ہے جو نماز کو ترک کرتے ہیں جو کچھ تھوڑا بہت کمایا تھا اسکو بھی دست بدست ضائع کر رہے ہیں۔ ہائے افسوس۔ مگر معلوم نہیں کہ سکھ صاحبان باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتے اور باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے اور باوجود سننے کے نہیں سنتے مگر اس میں بھولے بھالے سکھوں کا کیا قصور ہے۔ چنانچہ پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ "گُر جس لائی گلیں اوسے نال اُٹھ چلی" سو ہمارے سکھ بھائیوں کا حال ہے۔ کیونکہ بعد میں باوا گوبند سنگھ نے اس تعلیم کو دوسرے پہلو میں بدل دیا۔ چنانچہ میں ایک شلوک باوا نانک جی کا اور ایک

شلوک باوا گوبند سنگھ جی کا برائے مقابلہ بطور نمونہ کے پیش کرتا ہوں۔ آدگرنتھ میں صفحہ ۵۴۵ باوا نانک جی توحید کی کیا خوب داد دیتے ہیں

شلوک

دوسر کاہے سمریئے جمے تے مرجا

اک وسمرو نانکا جو جل تھل رہیا سما

مگر ساتھ ہی آدگرنتھ میں اس صفحہ پر گورو گوبند سنگھ کس دشمنی سے باوا نانک جی کی توحید کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں شلوک

اکال پرکھ کے حکم سے تبھی چلاوے پنتھ

سب سکھن کو حکم ہے گرو مانیو گرنتھ

اور پھر باوا نانک جی آدگرنتھ صفحہ ۷۹ میں فرماتے ہیں۔ شلوک

ایک بھگت بھگوان بہین پرانی کے ناہیں من

جیسے سو کر سوان نانک جانو ناہیں تن۔

یعنے جس انسان کے دل میں خدا کی محبت نہیں وہ انسان سؤر اور کتے سے بھی بدتر ہے۔ مگر ہائے تعصب تیرا ستیاناش ہو۔ یہ اس گورو کا حکم ہے۔ جسکے چیلوں کا یہ من بہاتا کھاجا ہے۔ جسکو باوا صاحب نے تمام روئے زمین کی چیزوں سے نکھد شمار کیا ہے۔ اہی سکھ صاحبان انصاف آپ کے ہی اوپر چھوڑتے ہیں۔ آپ صرف دس منٹ کیلئے بے تعصب ہوکر اور خدا کو حاضر ناظر جانکر بروئے انصاف خود ہی نتیجہ نکالیں کہ باوا گوبند سنگھ نے جو مخالفانہ اور منافقانہ جوش آپ لوگوں کے دلوں

میں پھونک دیا ہے وہ کہاں تک تمہاری نجات (مکتی) کا موجب ہوسکتا ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جبکہ وقت باوا نانک جیسے مہاتمانے اسلام کی شہادت دی ہے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اگر کوئی سچا مذہب دنیا میں ہے تو اسلام ہے۔ پس میں نے خالصہ دہرم کو بھی سلام کیا۔ کیونکہ گرنتھ ہمارے رہبری یا رہنمائی نہیں کرسکتا ہے۔ اسواسطے خالصہ دہرم زندہ اور مستقل کہلانے کے لائق نہیں۔ کیونکہ خالصہ دہرم میں جیسے کسے غیر کے ساتھ شادی کرنیکا استحقاق حاصل ہے۔ ویساہی ماں بہین کے ساتھ کیونکہ گرنتھ میں کچھ ممانعت نہیں ہے۔ آج فقط اسلام ہی صفحہ ہستی پر اندرونی اور بیرونی خوبیوں کے ایک ایسا مستقل اور زندہ مذہب ہے۔ جو آپ نے صدور من اللہ ہونے پر بڑے بڑے واضح اور قاطع دلائل پیش کرکے متلاشیے حق کو معقول طور پر تسلی اور اطمینان کرا سکتا ہے۔ اور ذات باریتعالےٰ کو واجب الوجود واجب الاطاعت ثابت کرکے اس سے قرابت پیدا کرنیکے ڈھنگ اور اُنکے نتائج سے طالب صادق کو بالتفصیل آگاہی دیتا ہے خصوصیت کے ساتھ جن معنوں سے میں نے اسلام کو ممتاز پایا ہے اُن میں سے اختصاراً دو تین باتیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اول سب سے بڑی خوبی اور تمام کامیابیوں کی جڑ جسمیں قریباً قریباً دنیا کی کل قوموں نے غلط فہمی سے کام لے رکھا ہے۔ خدا کی ہستی اور اسکی صفات کا مسئلہ ہے۔ اسلام نے اس ذات باریتعالےٰ کو الٰہی بے نقص اور جامع صفات کاملہ ہستی میں پیش کیا ہے۔ کہ اس کے قادرانہ جلال اور حاکمانہ حیرت اور حکیمانہ تجلی کا خیال ہوتے ہی روحیں سجدہ میں گرجاتی ہیں بالخصوص

اس حالت میں جبکہ نادان آریہ کا ویدی ایشور جوکہ بزعم انکے نہ خالق
نہ بانتیا دیر مشہور رہے ۔ نعوذ باللہ انکے مابین کوئی بے اختیار مشہور
ہے ۔ اور باوجود سرب شکتی مان ہونیکے معطل ہے ۔ دوئم اسلام
کا عمل درآمد ایک ایسی جامع قوانین کتاب پر ہے جسمیں قرآنی ضوابط
کے علاوہ خداتعالٰے نے سورج اور چاند سے بھی کہیں بڑھ کر خوفناک
تاریخ کیونکہ دور کرنے والی روشنی کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے ۔ اور طرفہ تر یہ
کہ اس صغیر الحجم کتاب میں موثر ہونیکا وہ اعجاز رکھا ہے جس سے کل دنیا
کی الہامی کتابیں محروم ہیں ۔ وہ کوئی صداقت نہیں جو از روئے عقل
کار آمد ہے ۔ اور اسکا تذکرہ اس کتاب میں نہ پایا جاوے ۔ اور ایک
طرف وہ نحوی اور صفائی ہے ۔ اور اس ترتیب سے انسانی ضروریات
کے متعلق پیدائش تا دم واپسین تک کے احکام جن پر دین اور دنیا کی
فلاح اور بہبودی کا دارومدار ہے ۔ صاف صاف بیان کئے ہیں ۔ کہ
ایک عام آدمی بھی ایک باریک بین نکتہ اس فلاسفر کی طرح پورا پورا
ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ۔ دوسری طرف اس کتاب میں بڑے
بڑے ضروری اور اہم معاملات مثلاً خدا اور اسکی ضرورت نبوت اور اسکی
معاد انسانی ہستی اور اسکے اغراض اور حصول مقاصد کے ذرائع
حشر و نشر اور اسکے جزا اور سزا پر نہایت ہی حکیمانہ طرز اختیار کر کے
ایسی لطیف بحث کی ہے ۔ اور ان کی فلاسفی کے متعلق حقائق اور
معارف بیان کرتے ہیں فصاحت اور بلاغت پر ایسا زور دیا ہے ۔ کہ
علوم کی بڑی بڑی لافیں مارنے والے اسلامی مخالف بھی اسکے سامنے
منہ رکھ دینے کے سوا کچھ چارہ نہیں دیکھتے ۔ خدا کی عبادت کے لئے

وہ الفاظ اور ایسے قواعد تجویز کرتے ہیں جن سے بڑھ کر خدا کی تمہید اور تسبیح بیان کرنے والے اصول باندھنا انسانی پرواز سے بالکل بالاتر ہے۔ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ اگر یہہ مسیح سے روٹی مانگنے والے اور ہمارے ہوم کے بجاریوں صبح اور شام مردہ انسانوں سے سہارا چاہنے والے صرف دس منٹ کیلئے بے تعصب ہو کر اور پکش پاتی کو بالکل بالائے طاق رکھکر خدا کو حاضر ناظر سمجھہ کر اسلامی نماز کے ساتھہ ہی جو اللہ کے نام سے شروع ہو کر اللہ کے نام پر ختم ہوتی ہے۔ اور مواحد کو کم از کم فی یوم پانچ دفعہ دربار باری تعالےٰ میں حاضر کرکے عرض معروض پیش کرنیکا موقعہ دیتی ہے۔ اپنی عبادت کا مقابلہ کریں تو ممکن نہیں کہ وہ ان ہماری زنجیروں کے جنہوں نے ان کی عجائب بین نظروں کو زمین کی طرف جھکا رکھا ہے۔ میں گمان نہیں کر سکتا۔ کہ ایک حقایق پسند اور انصاف پرست دل جسکے دلمیں روز ازل سے رب کی توحید کا تخم بو یا گیا ہو۔ نظر کرنیکے بعد کبھی قرآنی تعلیم سے استعفا اختیار کر سکے۔

معزز ناظرین ہر ایک دسو مندول اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذہب کا تبدیل کرنا کچھہ آسان بات نہیں۔ اسکے ثبوت میں یہہ کہدینا ہی کافی ہوگا کہ اپنے پیارے مہربان والدین بہائیوں اور بہنوں اور دیگر رشتہ داروں سے کس چیز نے چھوڑایا۔ وطن سے بے وطن کس چیز نے گھر سے نکال کر غیروں کے در بدر کس نے پھرایا۔ والدین کے ناز و نعمت کو ترک کرنا اور غیروں کے جور و ستم کس نے دکھلائے۔ وہ کونسے جذبات تھے جسکو طمع میں والدین کی درد انگیز آہوں کی کچھہ پرواہ نا کی گئی

وہ کونسا پیارا خزانہ تہا۔ جسکے عوض غیروں کی گالیاں اور طعن بسر چشم منظور کئے گئے۔ وہ کونسا امولک رتن تہا جس کی خاطر جو نہایت پیارے تھے وہ نہایت خطرناک دشمن بن گئے۔ صرف صراط مستقیم یا ذکیوں ست مارگ کی خاطر، مگر معلوم اسی کو ہوتا ہے جسکے دل پر گذرتی ہے۔ اوروں کیلئے تو کہانی ہوتی ہے۔ نیز ہم نے پہلے تمام نفع نقصان کا فیصلہ کرلیا تہا۔ اور بعد میں حلقۂ اسلام میں پاؤں رکہا تھا۔ اور اب تو یہہ حالت ہے ؎

بیٹھے ہیں تیرے در پہ تو کچھ کرکے اُٹھینگے۔
یا وصل ہی ہوجائیگی یا مر کے اُٹھینگے۔

میں ہوں آپکا سیوک

محمد یوسف مدرس مدرسہ لشبین بنک بلوچستان سابق اسون سنگھ برہم چاری

مسافر آگرہ کی ہزلیات

۲۳ مئی ۱۹۰۶ء صلہ پر

مسافر آگرہ ایک مضمون بعنوان مولوی عبد الفتاح کو چیلنج دیکر لکھتا ہے کہ آریہ پرشوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو میدان مناظرہ میں پچھاڑا ہے اور پچھاڑ رہے ہیں اور باوجود چند مرتبہ چیلنج دینے کے کسی ملا نے مونہہ نہیں دکھلایا اور پھر آخر میں چل کر لکھتا ہے کہ ہم برائے انکشاف تعبیر مولوی عبد الفتاح کو چیلنج دیتے ہیں کہ ہم سے ایک ایک عقدہ حل کرالیویں۔ لالہ صاحب کی یہ ہزلیات پڑھکر ہمیں تعجب ہوا۔ کہ یہ مُنہ اور مسور کی دال۔ دیانتدی

اور فتح اور بھی چیلنج۔ خیر بہر حال ہمارا کام جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کا ہے اسلئے ہم لالہ صاحب سے ایک عقدہ حل کرواتے ہیں وہ یہ ہے کہ لالہ دیانند ستیارتھ پرکاش گیارھویں سملاس میں لکھتا ہے کہ منوسمرتی دنیا کے ابتدا میں لکھی گئی تھی۔ جبکہ دیانندیوں کے مہم رشیوں کا جو انکا دور شروع تھا اسلئے ضرور ہے کہ منو نے اپنے دہرم شاستر میں ویدوں کا مفصل ذکر کیا ہوگا۔ سو لالہ مسافر صاحب ہمیں منوسمرتی سے چاروید کے نام ملہمان کے ثابت کردیں۔ اور جو شلوک اپنے ثبوت میں پیش کریں اسکا مستند ترجمہ بھی ساتھ لکھیں جو اُن کے کسی لیڈر کا مسلمہ ہو۔ مولوی عبدالفتاح کی بجائے الوارالاسلام آپکے چیلنج کو منظور کرتا ہے اور آپ سے ان تمام مضامین کے جواب جو دیانندی پنتھ کے خلاف اسمیں شائع ہورہے ہیں مطالبہ کرتا ہے جواب دیانندی کتب کے حوالہ اور مستند کتب کی بنا پر دیا جاوے۔ زبانی باتیں بلا حوالہ قابل قبول نہ ہونگی۔

لالہ مسافر اسی پرچہ میں لکھتا ہے کہ "ہندو مسلمانوں میں اتفاق بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے"۔ اسمیں شک نہیں کہ جب تک اس بانی نفاق و فساد دیانندی پنتھ کا وجود ہندوستان میں رہیگا ہندو مسلمانوں یا دیگر اقوام کا اتفاق ناممکن امر ہے۔ کیونکہ اس پنتھ کا اصول ہی جھگڑے فساد کا ہے کبھی تو امرتسر کے دربار صاحب سے مورتیاں اٹھائے جانے پر ہندوؤں کی خیر خواہی کرکے سکھوں اور ہندوؤں میں جھگڑا ڈالدیتے ہیں کبھی سکھوں کے گرو صاحبان کے حالات لکھکر اُن کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ کبھی خود ہی ہندو بنکر مسلمانوں کے خلاف بھولے بھالے ہندوؤں کو اُبھارتے ہیں اسلئے جمیع مذاہب ہند کا یہ عین فرض ہونا چاہئے

کہ اگر وہ ملک میں اتفاق دیکھنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ایک مجتمع قوت سے اس بانی فساد پنتھ کی تردید بذریعہ اپنے اپنے اخبارات و رسالہ جات و واعظان کے کریں تاکہ عوام ان کے اصلی اور واقعی حالات سے خبردار ہو جاویں پھر اتفاق کا نام لیں۔

مسافر اسی پرچہ میں ایک عجیب غریب بیل کی نسبت ہندوستانی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ لکھنؤ میں ہیرا نند سادھو ایک بیل لایا ہے جو ہر ایک بات بتا دیتا ہے لوگوں کی مختلف اقوام بتا دیتا ہے مالک مکان وغیرہ بتا دیتا ہے پھر لکھتا ہے کہ لوگ حیران ہیں کہ معاملہ کیا ہے ہماری دانست میں حیرانگی کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کیونکہ دیانندی پنتھ کی ڈکشنری دیکھنے سے ہمیں یہ جواب ملتا ہے کہ یہ بیل گزشتہ جنم میں ایک بڑا جنتی ستی ہشی تھا جو نہائیت درجے کے نموگنی اعمال کرنے کے باعث مویشی کے جون میں آیا۔ اور یہ بھی وید اور دیانندی پنتھ کی سچائی پر ایک دلیل ہے۔

یہی ہمعصر اپنے ایک نامہ نگار سکیت کے حوالہ سے پردہ پر اعتراض کرتا ہوا لکھتا ہے کہ مدراس کا ایک مسلمان اخبار ہندؤں میں پردے کا رواج مسلمانوں کے عہد سے بتاتا ہے اور اس سے پہلے ہندؤں میں اسکا رواج نہ تھا۔ اسپر لالہ جی دھوتی سے باہر ہو رہے ہیں مگر افسوس کہ آپکو اگر اپنے گھر کا حال معلوم ہوتا تو خوشیاں نہ مناتے سنئے لالہ دیانند پردہ کا اصول بہت عمدہ طرح سے بیان کرتا ہے جو اسنے منوسمرتی کے حوالے آیڈیشن منجری صہ ۱۸ پر لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ اندریاں اسقدر زبردست ہیں کہ ماں بہن اور لڑکی وغیرہ کے ساتھ بھی ہوشیاری سے رہنا چاہئیے دوسروں کا تو کیا کہنا ہے منوجی کا یہ اصول پردہ

شاعمدہ ہے جسکی پیروی نہ کرنے کے باعث آریہ ورت میں حرام کاری کا وہ بازار گرم ہوا کہ وام مارگی فرقے وید کے متبع ماں بہن بیٹی کے ساتھ بھی منہ کالا کرتے رہے اسپرہی بس نہیں بلکہ بڑے بڑے آریوں کے بزرگوں کے معرکے بھی اس اصول پردہ کی پیروی نہ کرنے کے باعث وقوع میں آئے۔ دیکھئے بھارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصّہ دوازدہم صـ۳ میں مصنف کتاب جو بڑا کسٹر دیانندی ہے لکھتا ہے کہ رام راون کی لڑائی۔ یدوبنشی کوروکیشتر میں لڑے نل کی جلاوطنی اور بھرتری کا راج چھوڑنا سب عورتوں کے باعث ہوا۔ اسی کی تائید میں ملج رشی بھرتری جی اپنی کتاب سنگار شتک صـ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ لشوامتر پراشر وہ بھی گلعذار عورتوں کو دیکھکر فریب میں آئے۔ وہی بھرتری جی ویراگ شتک صـ۲۳ میں لکھتے ہیں کہ سب دنیا میں ایک آدمی بھی نفسانی خواہشات کو روکنے والا نہ ملا۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے اگر دیانندی صاحبان منوجی کے بیان کردہ پردہ پر عمل نہیں کرتے تو یہ انکی حماقت ہے جسکا خمیازہ نیوگ کی صورت میں جلوہ گر ہے۔ لالہ دیانند بھی لڑکوں لڑکیوں تک کو علیحدہ رکھنے کی تعلیم دیتا ہے (ستیارتھ سملاس تین) اسپر بھی دیانندیوں کا پردہ کو برا کہنا انکی جہالت اور ہٹ دھرمی ہے پھر مسافر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے کبھی اسقدر عزت اور وقعت اہل ہند کے دلوں میں ہرگز نہیں پائی کہ وہ پردہ مسلمانوں سے لبطور نقل کے لیتے۔ یہ فقرہ دیکھکر مجھے اس بے سمجھ نامہ نگار کی بے علمی پر افسوس ہوا کہ اسے اتنی خبر تک نہیں کہ مسلمان بادشاہ اہل ہند کے نزدیک اتنے باعزت اور باوقعت ہو گذرے ہیں کہ ہندوؤں نے خوشی سے اپنی لڑکیاں

(باقی آئندہ)

آریوں کی مکتی کا انجام اور نتیجہ

واضح ہو کہ چونکہ ہر ایک شخص جو مذہب میں دلچسپی رکھتا ہے اور اُس کی خاطر صدہا رنج و غم اور مالی جانی نقصانات تک بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے ضرور ہے کہ ہر ایک دانشمند اپنے مذہب کی علت غائی یعنی مسئلہ نجات کو خوب غور و فکر سے سمجھ لے۔ ایسا نہ ہو کہ جس چیز کے لئے اپنے بیگانے اور بیگانے اپنے بنائے جاتے ہیں وہ انجام کار تشنہ آب کے لئے بحر سراب ثابت ہو۔

اس عاجز نے قبولیت اسلام پر دو تین کتابیں بھی لکھی ہیں اور صدہا مرتبہ آریوں سے مسئلہ نجات پر بحث بھی کی ہے۔ مگر اب تک وہ خاموش رہے ہیں۔ اس لئے مناسب دیکھتا ہوں کہ رسالہ انوار الاسلام کے ذریعہ سے ہی اس مسئلہ پر کچھ آریہ صاحبان بولیں یا لکھیں۔

میرے قدیمی بزرگوں اور مہربانوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا بقول آریہ صاحبان کسی گناہ کو کبھی نہیں بخشتا اور نہیں ٹلتا اور نہیں باز آتا۔ جب تک کہ مجرم بدبخت کو پوری سزا نہ دے لے ورنہ اسکا انصاف قایم نہیں رہتا۔

اور بقول لیکھرام یہ ضرور ہے کہ تمام کرموں (اعمال) کا پھل ملے خواہ وہ بھول اور نر بھول سے ہوئے ہوں۔ یا دیدہ و دانستہ (دیکھو کلیات آریہ مسافر بیان ثبوت تناسخ صفحہ ۵۳۶) اور چیونٹی تنگے وغیرہ کو ہلاکت گاہ سے آہستہ ہٹا دینا چاہئے ورنہ (پاؤں کے نیچے دب کر) یا آگ میں جل کر

مرجاویگا۔ انہیں پاپ ہوگا (دیکھو بھومکا ۳۵) اب ہولناک سوال یہ ہے کہ فاضل سائنس دانوں نے ایک قطرۂ آب میں بھی بارہ ہزار کیڑے دکھا دیئے ہیں۔ اور ہر روز پاؤں کے نیچے صدہا کیڑے مرجاتے ہیں۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا۔ کہ پھونک پھونک کر قدم رکھا جاوے۔ پس جو ایماندار آریہ ہر روز پاؤں کے نیچے کیڑے مکوڑے کو مار اور پانی کے چند پیالے پینے سے کروڑوں کیڑوں کا خون بیدریغ گرا کر اور لاکھوں چیونٹیوں کا خون جگر کھاکر مریگا تو پھر وہ آدمی کی جون میں جنم نہیں لے سکتا۔ کیونکہ ایک ادنی خون اور گناہ کے بدلے ہزاروں برس ادنے جونوں میں سرگردان ہونا اٹل اور لابدی امر ہے یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ ایشر مجرم بدبخت کو ایک مکھی یا نڈی کی دردانگیز موت کی سزا سے رہائی اور معافی دیدے یا اس کی توبہ قبول کرے پھر ناچار اس مجرم کو کتے یا ادنے جانور کا جنم لینا پڑتا ہے مگر کتا بلی بھی بہتی سے مرغیوں اور چوہوں اور پانی کے قطروں پر ظالمانہ کارروائیاں کرکے مکڑی کی جون میں مبتلا ہو کر رہیگا۔ پھر وہ بدبخت مکڑی بھی ہزاروں مکھیوں کو بے خان ومان کرکے نجاست کے کیڑے کی طرف عود کرے گی۔ پس اس دور تسلسل سے وہ جیو (روح) دوبارہ کتا یا بدبخت شیر ہو ہی نہیں سکتا چہ جائیکہ انسان ہوسکے۔ اگر ایشور کے انصاف کو بالائے طاق رکھکر بردستی سے شیر ہو بھی گیا تو پھر ممکن نہیں کہ وہ شیر فقر و فاقہ اور زہد و تقوی اور تپسیا سے زندگی بسر کرے اور جنگلی جانوروں کو بجائے مار کر کھانے سے انکی حفاظت میں اپنے آپ کو قربان کردے اور کیڑے مکوڑوں کو پاؤں کے نیچے نہ روندے (گو روح چینی بھی ہو) علاوہ ازیں سوامی دیانندجی لکھتے ہیں کہ انسان اور تمام جانداروں میں جیو یعنی ارواح یکساں ہیں (ستیارتھ ۔۔۔) اور پھر جا

اسلئے سے اسنے تر ین یہی چاہتا ہے کہ کبھی نہ مروں پس ہم ایسی بات کہیں اور کریں جس سے جانداروں کی بہبودی ہو اور فنا اور تباہی نہ ہو (دیکھو مکا ۱۱۸و۱۰۹) پس دوستو! بقول آریہ یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ آدمی اشرف المخلوق ہوکر اونے جانوروں کو ہلاک کرکے سزا سے مستغنی ہوجاوے۔ بلکہ جتنا کوئی عقل والا اور عزت والا ہے۔ اُتنی ہی زیادہ اُس کی سزا مقدر ہے کیونکہ اُس نے جان بوجھ کر یا دانستہ غفلت اور لاپرواہی سے کیڑے اور چیونٹے روند کر ہلاک کر ڈالے۔ اسی واسطے راجہ کو عام لوگوں کی نسبت ہزار گنے اور وزیر کو آٹھ سو گنے سزا دینی واجب ہے (دیکھو ستیارتھ صـ ۳۲۳) پس سوامی جی ہدایت مذکورہ کی روسے عام آدمی کو جو بمقابلہ اونے جیوانوں کے راجا (آدمی) جانداروں کو ناحق ستا ڈالتا پھرے اور پھونک پھونک قدم نہ دھرے اور ویدک پرمیشر اس خونی انسان کی طرف داری اور ناحق رعایت کرکے لاکھوں برسوں کی قید تناسخ سے چھوڑ دے اور مظلوم اور درندگی سے کچلے ہوئے کیڑوں کا آہ ونالہ نہ سُنے اگر ایسا کریگا تو وہ نیاکاری کہاں رہا اور آریہ سماج کا دوسرا اُصول کہ پرماتما دیالو کرپالو اور نیاکاری ہے یعنی رحیم کریم عادل ہے دریابرد ہو جاویگا۔ پس ان تمام اُمور کو یکجائی طور پر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر میں آریہ ہی رہتا تو از روئے ویدک اُصول کبھی بھی کیڑے مکوڑے بننے کی آفت سے نجات پانے کے لائق نہ ہوتا۔ اور نہ چارسو سال کی عمر پاکر ایمان والا آریہ کہلا سکتا۔ پس میرے بزرگ دوستو! تم سوچو سمجھو کہ اگر خدا کوئی گناہ نہیں بخشتا تو پھر تم کس طرح بیگناہ ہوکر مکتی حاصل کرسکوگے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ علاج مرض طاعون وسل ومیوہ جات وغیرہ میں کیڑے کیوں تباہ کئے جاتے ہیں۔ کیا اُن کی نسبت تمہاری جان بہت پیاری ہے۔ اگر ایک بکری کا

ذبیح ہونا گناہ عظیمہ ہے تو لاکھوں کروڑوں کی ہلاکت کیوں پیاری لگتی ہو
بلکہ ان کیڑوں کی تباہی تمہارا پاپ ہی بقول مہاتما بصورت مکافات ۔ میں زیادہ
طول دینا نہیں چاہتا ایک ہی اعتراض کی تشریح کی ہے اگر کسی صاحب کو
آریوں کی مذہب کی ہلاکت اور موت دیکھنی ہو تو رسالہ اخبار الاسلام دیکھو
قصہ کوتاہ ہم انشاء اللہ آریوں کے مذہب پر اعتراض کرنے سے بس نہیں
کرینگے جبتک عیب بینی اور ناحق کی نکتہ چینی سے باز آ کر آریہ سماج ہتھیار نہ ڈال
دے ورنہ یاد رکھیں گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے ۔

راقم ماسٹر عبدالرحمن (سابق مہر سنگھ) از کپورتھلہ مکان عبدالمجید خان صاحب

نوٹ ۔ یہ جو کچھ ہمنے آریوں کی نجات کے متعلق لکھا ہے ۔ اس سے صاف
ظاہر ہے ۔ کہ حسب اصول تناسخ آریوں کی نجات محال ہے اور یہ سارا
مضمون قرآن شریف کی ایک چھوٹی سی آیت سے اخذ کیا گیا
ہے اور وہ یہ ہے لو یوا خذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک علیہا
من دابۃ ۔ یعنی اگر ذرہ ذرہ گناہ اور ظلم وستم پر خدا گرفت کرنے لگے ۔ اور
توبہ استغفار اور عفو سے کام نہ لے تو دنیا کا ایک دن میں خاتمہ کر دے ۔
پس اس آیت سے مسئلہ گوشت خوری کا بھی صاف ہو جاتا ہے یعنی جب ایک
آریہ ہزاروں چیونٹیوں کو بھی مار کر نجات کا طالب اور حقدار ٹھیرتا ہے تو پھر
کیونکر ان میں ایک مسلمان کا ایک بکرا ذبح کر کے کھانا کیوں گناہ ٹھہرا ۔ تدبر ۔

لو صاحب ہم شدھ ہونے کو تیار ہیں

ہمارے ان الفاظ کو دیکھکر وہ لوگ جو اپنی رائے میں لفظ شدھ کو پسند کرتے

ہیں بہت خوش ہونگے اور جو لوگ بجائے لفظ شدہ کے کوئی اور الفاظ پسند کرتے ہیں شاید اس سے کوئی اور خیال کریں مگر ہمارے نزدیک سبکا مفہوم ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ سبکو نیک اخلاق کرنے چاہیئے اور ایک وحدہ لاشریک ذات کا تابعدار ہونا چاہیئے اور ہر ایک کا مفہوم اور مقصود بھی یہی ہے خواہ الفاظ کئی قسم کے استعمال کیوں نہ کئے جاویں۔ بقول

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش

من انداز قدرت را مے شناسم

یہ بھی یاد رہے کہ ایک عمدہ لفظ کو اپنے حق میں استعمال کرنے سے خود عمدہ نہیں بن سکتے۔ بلکہ اس کے پرکھنے کے واسطے ہر مذہب کے اوضاع و اطوار اور گفتگو اور اُس کی مذہبی تعلیم سے کام لیا جاویگا۔ اس وقت ہمارا خیال اُسی مذہب کی طرف ہے جس نے لفظ شدہ کو اپنے واسطے پسند کیا ہے اس واسطے ہم اُس مذہب کو اُس کی تعلیم سے معلوم کرتے ہیں کہ کس درجہ پر ہے کیونکہ ہر چیز اپنے اوصاف اور ہر درخت اپنے ثمر سے اپنے حسن و قبح کو ثابت کر دیتا ہے اور ہر انسان کا فرض بھی یہی ہے کہ تعصب سے پاک ہو کر ہر مذہب کی تعلیم کو نظر غور سے مطالعہ کرے۔ راستی کا تابعدار اور ناراستی سے پرہیز کرے۔ کیونکہ یہ انسانی زندگی ایک نایاب اور قیمتی چیز ہے۔ خیال کرو۔ کہ انسان ایک آدھ پیسہ کی دیا سلائی بازار سے خرید کرتے وقت کس قدر جدوجہد سے دیکھ بھال کرتا ہے کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ مگر افسوس اور سخت افسوس ہے اُن لوگوں پر جو تعصب اور تقلید کے پھندے میں پھنسے ہوئے آبائی طریق کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ ناحق اپنی عمر کو ضایع اور رایگاں برباد کرتے ہیں؟۔

اسوقت مذکورہ بالا گروہ جس نے لفظ شدھ کو اپنے واسطے پسند کیا ہے محقق ہونیکا مدعی ہے۔ اسواسطے ہمنے بھی اُن کے ساتھ متفق ہوکر تحقیق سے کام لینا چاہا ہے مگر صرف لفاظی محقق بننے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہانتک ہمارا خیال ہے یہ گروہ تحقیق کے سایہ تک بھی نہیں پہونچا ہے یہانتک کہ پنڈت دیانند مہاراج کی نسبت عام شکایت ہے کہ صاحب موصوف نے وید کو تاویلوں کے سانچے پر ڈھالا ہے۔ ہم کسی کے قول کو تو باور نہ کرتے مگر جب ہمنے خود غور و فکر سے کام لیا۔ تو یہ بات واقعی سچ اور بالکل درست نکلی۔ کہ پنڈت صاحب نے جیسا موقعہ و محل دیکھا۔ اُسی کے مطابق اپنی رائے کو ظاہر کیا۔ مثلاً ستیارتھ میں پنڈت صاحب نے وید کا الہام اس طرح مانا ہے۔ کہ ادھر پیدائش ہوئی اور اُدھر اُسی وقت وید کا الہام جیسا کہ آریہ مسافر میگزین اپنے رسالہ ماہ جنوری ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں لکھتا ہے کہ ہم آریہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اور ہم مانتے ہیں کہ اگنی وایو۔ انگرہ۔ ادتیہ یہ یوگی اور رشی آدی سرشٹی کے موقعہ پر عین عالم شباب میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ اور ایک منٹ بھی گمراہ نہ ہوئے۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی اُنہوں نے جہاں مادی آنکھوں کے لئے سورج کی روشنی پائی۔ وہاں روحانی آنکھوں کے لئے ایشوری علم کی تحریک دل میں حاصل کی یعنی ملہم ہوئے؟۔

اس بیان میں مندرجہ ذیل اُمور ہیں:۔

(۱) پیدائش جوانی کی حالت میں (۲) پیدائش کے ہوتے ہی الہام کا ہونا اور ایک منٹ کی بھی دیر نہ ہونا؟۔

مگر جب ہم نے ایڈیشن منجری پنڈت صاحب موصوف کا مطالعہ کیا۔ تو بالکل اسکے برعکس وہ وھنذا پیدائش کے وقت ہی الہام نہیں ہوا بلکہ کچھ عرصہ کے بعد دیکھو ایڈیشن منجری منٹ ۔

جیسے چھوٹے بچوں کو اب بھی پیدا ہو کر کچھ عرصہ جینے تک باوجود اسی طرح مرجانے پر کسی طرح کی سزا نہیں ملتی اس طرح آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے اُن کے لئے کوئی امر ونہی نہ تھا۔ نہ ہی اب تک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا اور کانوں سے شبد سننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ۔ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا۔ دیکھو یجر وید ادھیاء ۴۰ منتر ۸ ۔

ناظرین پنڈت صاحب کی اس عبارت میں مندرجہ ذیل اُمور ہیں :۔

(۱) پیدائش بچپن کی سی حالت میں۔ انسان کے لئے کوئی امر ونہی نہ ہونا۔ (کیونکہ وہ امر ونہی کے سمجھنے کے لایق نہ تھے)۔

(۲) آدی سرشٹی یعنی دنیا کی ابتدا کا یہی وقت تھا۔ (حالانکہ آریہ صاحبان دنیا کی ابتدا نہیں جانتے)۔

(۳) وید کا الہام پیدائش سے کچھ عرصہ کے بعد ہوا۔

اے آریہ نسرو۔ دیانندی محققو۔ کیا آپکی تحقیق اسی درجہ تک ہی ہے کہ پنڈت صاحب کی صاف عبارت کو نہیں سمجھتے ۔

کہاں یہ بات کہ پیدائش کے بعد ایک منٹ کا بھی نہ گذرنا اور وید کا الہام

ہو جانا۔ کہاں کچھ عرصہ تک مخلوق کا بغیر امر و نہی کے اوقات بسر کرنا اور پھر وید کا الہام ہونا۔ کہاں پیدائش جوانی کی حالت میں اور کہاں بچپن کی سی حالت میں عقل و فہم سے کام لو آپ شدھ ہو کر لوگوں کو شدھی کی ترغیب دو۔ کیا اذا تعارضا تساقطا یہ سب کچھ گت مربود نہیں ہوتا۔ میں نے ان متناقض بیانات کو رسالہ ویدی عقاید کی بے ثباتی میں طبع کرا دیا ہے۔ جس کی خواہش ہو۔ مطالعہ کرے۔ اسی طرح پنڈت صاحب نے الہام کے لئے آٹھ شرطیں مقرر کی ہیں جنسے میں نے ثابت کر دیا ہے کہ وید خود ان شرائط پر پورا نہیں آتا۔ اور وہ رسالہ بھی تردید شرائط الہام دیانندی طبع کرا دیا ہے اگر کوئی صاحب میرے ان دونوں رسالوں کا جواب مہذبانہ طور پر دلوے تو میں شدھ ہونے کو تیار ہوں۔ اگر جواب نہ ملے۔ یا یہی کہکر ٹال دیا جاوے کہ یہ کتاب مطبع میں غلط طبع ہو گئی ہے۔ تو یہ عذر کافی نہ ہوگا۔ کیونکہ دیانندیوں کے مطبع تو اپنے ہوں۔ اور ان کی کتابیں دو دو تین تین دفعہ طبع ہو چکی ہوں۔ مگر جب کوئی آدمی کوئی بات معلوم کر کے جواب طلب کرے۔ تو یہ کہکر ٹال دینا کہ مطبع والوں کی غلطی ہے۔ بعید از انصاف ہے۔

آریہ صاحبان کا سب سے بڑا عقیدہ تناسخ پر ہے جس کو میں نے مفصل ویدی عقاید کی بے ثباتی میں بیان کیا ہے۔ مختصر طور پر اس جگہ بیان کرتا ہوں پنڈت صاحب ستیارتھ ۲۶۲ دفعہ ۱۷ کے سوال کے جواب میں تحریر کرتے ہیں:۔

وہی چار جیو سب جیوں سے زیادہ تر پاک آتما تھے دوسرے لوگ اُن کی مانند نہیں تھے۔ اس لئے علم کا اظہار

انہی کے باطن میں کیا۔

اب ہم پوچھتے ہیں۔ کہ وہ چار آتما پاک کس طرح ہو گئے۔ کیونکہ پنڈت صاحب اُپدیش منجری منٹ میں تحریر کرتے ہیں:۔

بس وید کے گیان سے ہی گناہ اور نیکی کا علم ہوا۔ اور اُسی اُسی قسم کے چلن ہوتے گئے۔ پھر صاف ظاہر ہی کہ گناہ اور نیکی کی حالت کے موافق نتیجے پیدا ہونے لگے۔ انسان پاپ کی وجہ سے حیوانوں کے جسم میں گئے اور پاپ چھوٹنے پر پھر انسانی جامہ میں آئے۔ آدی سرشٹی میں انضفنی (سنا تکلیک) سرشٹی ہونے کی وجہ سے بہت سے جیو آتما انسانی جامہ میں پیدا ہوئے حیوان وغیرہ نہ ہوئے۔ پھر چال چلن کے فرق اور پاپ پن کے مطابق خیانتر کے چکر میں آپھنسے؟۔

پنڈت صاحب کی اس تحریر میں مندرجہ ذیل باتیں ہیں۔

(۱) وید کے الہام ہونے سے ہی نیکی اور گناہ کا علم ہوا (وید سے اول مخلوق کی حالت ...... بچپن کی سی تھی اُن کے لئے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ اوپدیش منجری منٹ)۔

(۲) وید کے الہام ہونے کے بعد گناہ اور نیکی کے باعث نتیجے مرتب ہوئی (جس سے تردید تناسخ کا بدیہی ثبوت)۔

(۳) انسان پاپ کی وجہ سے حیوانوں کے جسم میں گئے اور پاپ چھوٹنے پر پھر انسانی جامہ میں آئے۔

(۴) آدی سرشٹی میں بہت سے جیو آتما انسانی جامہ میں پیدا ہوئے

حیوان وغیرہ نہ ہوتے (کیونکہ دنیا کے آغاز میں صرف نیک ہی جنس پیدا ہوئی
تھی۔ کیونکہ ابھی تک کسی جیو نے کوئی نیک و بد عمل نہ کیا تھا) مگر دنیا کا کارخانہ
کس طرح چلا ہوگا۔ دیانندیوں کو گئو ماتا کا دودھ کہاں سے ملتا ہوگا؟۔

اس جگہ تو پنڈت صاحب نے ابتدا میں صرف انسانوں کی پیدائش
مانی ہے۔ مگر اس کتاب کے صفحہ میں ہر قسم کی پیدائش مانی ہے۔ ملاحظہ ہو
ہماری سرشٹی میں ایشور نے بہت سے انسان اور حیوان پکھیرو پیدا
کئے (چنانچہ یجر وید کے اکتیسویں ادھیائے میں اسکا مفصل بیان ہے۔

پس تو پیدائش کے بارے میں متناقض بیان ہونے کی وجہ سے
پنڈت صاحب کی کوئی بات بھی قابل قبولیت کے نہیں۔ کیونکہ پنڈت
دیانند صاحب ابتدائی پیدائش کی بابت کہیں تو صرف انسانوں کی پیدائش
مانتے اور کہیں انسان حیوان اور پکھیرو وغیرہ سب کی۔ تو کسکو درست
مانیں اور کسکو غلط۔ فافہم فتدبر

اس کے بعد مندرجہ بالا مضمون سے چند امور دریافت کرتے ہیں

(۱) جب گناہ اور نیکی کا علم وید سے ہوا۔ اور بہت سے جیو آتما انسانی
جسم میں پیدا ہوئے۔ تو چار جیو (اگنی وایو آدتیہ انگرا) زیادہ نیک
کس طرح ہو گئے اور ان کو وید کا الہام کیوں دیا گیا۔ ایشور رعایت کا
ملزم ٹھیرا۔ فتفکرو؟۔

(۲) ایشور نے بعض انسان اور بعض کو حیوان کیوں بنایا۔ حالانکہ جیووں
نے کوئی عمل نہ کیا تھا۔ بغیر اعمال کے کسی کو حیوان اور کسی کو انسان بنایا
جس سے تناسخ کا ابطال ثابت ہوتا۔ کیونکہ تناسخ کا تو یہ مطلب ہے کہ گناہوں کے
بدلے کوئی حیوانی جسم دیا جاوے اور انہوں نے ابھی کوئی عمل نہ کیا تھا۔

باوجودیکہ دنیا کو کچھ عرصہ آباد ہوئے گذر چکا تھا اور وہ بچپن کی سی حالت میں گذارا کرتے تھے پھر کچھ عرصہ کے بعد پرمیشور نے منشوں کو وید گیان دیا۔ ایڈیشن ہجری ص۲۲۳ ۔
پھر پنڈت صاحب ایڈیشن ہجری ص۲۳۵ میں تحریر کرتے ہیں۔ ماں کے رحم میں بھی ایک بچے کو دکھ ہوتا ہے اور دوسرے کو سکھ ہوتا ہے۔ ایک دھرماتما کے یہاں جنم لیتا ہے دوسرا پاپ کی جگہ میں پیدا ہوتا ہے۔ پس بتلاؤ کہ یہ فرق کس طرح پر اور کہاں سے ہوا۔ اسپر بھی غور کرو۔ کہ تناسخ نہ مانتے ہوئے اس فرق کی وجہ سے ایشور پر کتنا بڑا الزام آتا ہے؟۔
اس جگہ تو پنڈت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تناسخ کو نہ ماننے سے ایشور پر الزام آتا ہے۔ پنڈت صاحب ایشور کو ملزم بنانے میں تو بڑے ماہر ہیں۔ مگر اصل بات پنڈت صاحب کی یہ ہے ع۔

الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

جو دراصل قصور پنڈت صاحب کا اپنا ہے۔ حالانکہ چھوٹے بچوں کی سزا کے پنڈت صاحب خود قایل نہیں مگر اس جگہ تناسخ کو درست کرنے کے لئے قبول کرتے ہیں۔ ایڈیشن ہجری ص۶ جیسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اب بھی پیدا ہو کر کچھ عرصہ جینے کے باوجود اسی طرح مر جانے پر کسی طرح کی سزا نہیں ہوتی۔ اسی طرح آدمی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ ان کیلئے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ نہ ہی اب تک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں

روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سُننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر پرمیشور نے منشوں کو وید گیان دیا؟۔

اس سے تناسخ کا صریح ابطال ثابت ہوتا ہے۔ دوسرے اسوقت جو وہ شبد بولتے تھے کس زبان کے تھے۔ وید تو ابھی تک الہام نہ ہوا تھا جس ویدی زبان کی قدامت کا بھی کوئی پتہ نہیں چلتا جب اس وقت تک اُن کے لئے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ اور نہ اُن کو نیکی اور گناہ کا علم تھا۔ بغیر گناہ اور نیکی کے کسی کو حیوان اور کسی کو انسان بنایا جس سے تناسخ کا ابطال ثابت ہوتا ہے۔ اور جس کو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ آدی سرشٹی میں ایشور نے بہت سے انسان حیوان اور پکھیرو پیدا کئے۔ اُپدیش منجری ۹۵

اسی جگہ ایک اور بات قابل غور ہے کہ آریہ صاحبان دنیا کی ابتدا نہیں مانتے اور دنیا کا حدوث قبول نہیں کرتے مگر اس جگہ سے دو تو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ دیکھو پنڈت صاحب فرماتے ہیں جس حالت میں کہ آجکل جہان ہے جس حالت میں آغاز نہ تھا اس لئے موجودہ جہان کو اُتر سرشٹی کا مطلب دیتا ہوں بعد گذشتہ جہان کو آدی سرشٹی؟ اُپدیش منجری ۹۵۔

پس اے آریہ صاحبان میری اس عرضداشت کا جواب منہ بانہ دیویں جو حصہ بچھلا سارا اور رد تناسخ پر ہے جس کی پنڈت صاحب کی شہادت سے تردید ہوتی ہے اسپر غور کرو۔ اور آپ وید کا الہام پیدایش کے ساتھ ہی مانتے ہیں مگر اس جگہ وید کا الہام ہونا کچھ عرصہ کے بعد مانا ہے۔ اسکا بھی جواب دو مگر قبولی پنڈت صاحب الہام میں رعایت نہ ہونی چاہئیے

اگر بشہادت پنڈت صاحب نمبر اول کے چار آدمیوں کو وید کا الہام دیا گیا ایشور رعایت کا ملزم ٹھہرا وغیرہ وغیرہ ان کا جواب باصواب دیکر وید کے الہام سے اول جو شبد استعمال ہوتے تھے وہ کس زبان کے تھے اور رشیوں نے کہاں سے سیکھے تھے۔ فتدبر۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو ہ اب آگے خواہ مانو یا نہ مانو

آہلوں کا خیرخواہ محمد فضل الدین از مرالہ ضلع گورداسپور۔

نوٹ۔ اے آریہ صاحبان جس پرچہ اخبار میں آپ اسکا جواب درج کریں۔ وہ پرچہ براہ مہربانی عنایت فرما دیں۔ خواہ قیمت اُسکی اول طلب کر لو؟۔

اخبار نورافشاں کے ایک مضمون نویس کی جہالت[1]

نورافشاں مطبوعہ یکم دسمبر ۱۹۰۵ء جلد ۳۳ نمبر ۴۸ کے صفحہ ۳ میں ایک گمنام عیسائی نے قرآن پاک پر حملہ کیا ہے۔ مگر بباعث بزدلی اپنا نام صاحب مضمون نے نہیں لکھا۔ اور اس مضمون کی سُرخی یہ ہے قرآن کن کے لئے اور

[1] یہ مضمون ہمارے عنایت فرما جناب مولوی الدین صاحب واعظ انجمن حمایت الاسلام ہم سال وارد دہلی نے عرصہ ۵ ماہ سے برائے اندراج رسالہ انوارالاسلام ارسال کیا ہوا تھا مگر بباعث فوت ہو جانے جناب منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور ایڈیٹر رسالہ انوارالاسلام شہر سیالکوٹ و عدم گنجایش کے درج نہ ہو سکا۔ اسواسطے اُمید ہے کہ مولوی صاحب موصوف معاف فرماوینگے اور آیندہ اپنے مضمون برائے اندراج رسالہ روانہ فرما کر ممنون و مشکور فرماتے رہا کرینگے۔

نیازمند مینجر

کیوں ہے؟ اب ہم اس مضمون کی تھوڑی تھوڑی عبارت نقل کرکے اسکا جواب دیتے ہیں۔

قولہ جس طرح جسمانی تندرستوں کے لئے حکیم کی ضرورت نہیں اسی طرح راستباز روحانی لوگوں کے لئے کسی الہامی کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جواب جسمانی تندرستوں کو اپنی تندرستی قایم رکھنے کے لئے حفظان صحت کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بدون حکیم حاذق کے پوری نہیں ہوسکتی۔ رہا آپکا یہ فرمانا کہ راستبازوں کے لئے کسی الہامی کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایڈیٹر صاحب پہلے راستبازی اور راستی کی حقیقت تو معلوم کی ہوتی سنیئے حضرت راستبازی یعنی سچائی اور سچ بولنا جو خدا کی خوشنودی کا باعث ہے خدا کی کلام ہی سے اسکی خوبی اور اسکے نیک اجر کا پتہ لگتا ہے اور راستباز ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ جبتک کلام الٰہی راستبازوں کا دستور العمل نہ ہو اور یہ آپکا لکھنا بالکل غلط ہوگیا۔ کہ راستبازوں کے لئے الہامی کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔

قولہ ضرورت ہی اس امر کی موید اور شاہد ہے کہ اہل ضرورت محتاج بالغیر ہیں اور محتاجی محتاج کی کمی کو ظاہر کرتی ہے جب انسان روحانی کمزور ہو اور محتاج بالغیر ہو تو اسکی ہدایت اور امداد کے لئے کسی کتاب آسمانی کی ضرورت پڑتی ہے یا بہ الفاظ دیگر کسی آسمانی کتاب کا مقصد اور منشا یہی ہوتا ہے۔ اور ہونا چاہئے۔ کہ وہ گنہگاروں اور عاجزوں کے فایدہ اور تسلی کا موجب ہو

جواب سب سے اول بڑی ضرورت انسان کو اپنا ایمان درست کرنا ہی اور ایمان کی درستگی کا مدار عرفان الٰہی پر مبنی ہے کیونکہ جس انسان کو اسماء ذاتی و صفاتی خداوندی کا عرفان نہیں وہ شخص خدائے حقیقی یعنی معبود برحق کے سوا مخلوق پرستی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جتنے ماسوی اللہ کے پوجاری

اور مشرک ہیں۔ وہ عدم عرفان الٰہی کی وجہ سے غیر معبودوں کے پرستار بن جاتے ہیں۔ سوا یا ندار انسان کی روحانی ترقی کا پہلا ذریعہ عرفان الٰہی ہے جو بدون کتاب آسمانی کامل کے بجز عقل اس کی رہبر نہیں ہو سکتی۔ عدم عرفان الٰہی سے ہی خدا کی سچی عبادت ہو سکتی ہے اور اللہ کی فرمانبرداری اور ایمان کامل نزول رحمت باری تعالیٰ کا سبب ہو جاتے ہیں اور خدا کی رحمت اور شفقت ہی سے نجات ابدی حاصل ہو سکتی ہے اور آسمانی کتاب کا مقصد اللہ عا یہی ہوتا ہے کہ وہ انسانوں کو تاریکی سے نکالکر روشنی اور نجات سرمدی تک پہونچا وے سو یہ تمام خوبیاں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کیا کوئی عیسائی کتاب آستر سے انسانی ضروریات مذکورہ بالا کا ثبوت دے سکتی ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اے حضرات کتاب آستر سے کوئی عیسائی عرفان الٰہی کیا بیان کرسکتا ہے۔ اس بدنصیب کتاب کے گو دس باب ہیں۔ مگر ایک جا پر بھی خدا کا نام اس میں پایا نہیں جاتا۔ پھر وہ کتاب آدمیوں کی کیا رہبری کرسکتی ہے اسے عیسائیو اس کتاب آستر پر ایمان لاکر تم کیا روحانی یا عرفانی فایدہ اٹھا سکتے ہو آؤ اسکو بائیبل سے نکال ڈالیں پھر دوسری کتاب غزل الغزلات کی طرف توجہ کریں۔ افسوس عیسائیوں کی حالت زار پر۔ آستر جیسی بدنصیب کتاب پر ایمان لاویں اور قرآن شریف پر نکتہ چینیاں کریں۔

قولہ۔ اگر سوال کیا جائے کہ قرآن کس کے لئے اور کیوں آیا؟ تو جواب بالعکس مذکورہ بالا بیان کے پایا جاتا ہے "قرآن میں جا بجا یہی لکھا ہے۔ کہ یہ کتاب متقیوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے فاسقوں اور فاجروں کے لئے ہونا نہیں ملا ہے :

جواب۔ قرآن شریف کا یہ ارشاد کہ کلام الٰہی متقیوں کے لئے ہدایت

اور رحمت ہے بیشک ٹھیک بات ہی۔ کیونکہ گھی اور دودھ خدا کی نعمت ہے مگر تندرستوں کے لئے نہ کہ بیماروں اور خصوصاً گھا لنی والوں کے واسطے ایسے ہی قرآن پاک کی مثال ہے کہ وہ بھی خدا سے ڈرنیوالوں اور ہدایت کے طالبوں کو ہدایت کا راستہ دکھلاتا ہے۔ اور بے ایمانوں فاسقوں فاجروں اور تثلیت پرستوں کو عذاب آلہی سے ڈراتا ہے یہی کلام خداوند عالم کا ہونا چاہئے تھا۔

قولہ۔ جو کوئی جیسا اعمال کریگا ویسا پائیگا۔

جواب۔ اس میں کیا شک ہے چنانچہ یہی فرمان تورات وانجیل میں ہے۔ دیکھو انجیل متی باب ۱۶ آیت ۲۷۔ کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اُس کے اعمال کے موافق بدلہ دیگا۔ مطابق اسکے خط رومیوں باب ۲ آیت ۶۔ اور کتاب مکاشفات باب ۲۰ آیت ۱۲ پھر کتاب ایضاً باب ۲۲ آیت ۱۴ میں ملاحظہ فرمائیں

قولہ۔ فضل اور رحمت کی کوئی آسان راہ اُس میں یعنی قرآن میں تبلائی نہیں گئی۔

جواب۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اس عیسائی برقعہ پوش نے قرآن شریف آنکھیں کھولکر دیکھا نہیں یا جھوٹ بولکر بندگان خدا کو دھوکا دینا ہے دیکھئے سورہ دخان رکوع ۳ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے ووقھم عذاب الجحیم۔ فضلا من ربک ذلک ھو الفوز العظیم۔ یعنے اور بچاوے ان کو تیرے رب کے فضل نے عذاب دوزخ سے یہی بڑی مراد ملنی ہے اور مطابق اسکے سورۃ زمر رکوع ۶ میں موجود ہے۔

قولہ بجز اعمال حسنہ کے جس کو انسان بکمال ہرگز حاصل نہیں کرسکتے نجات کی

کوئی اور طریقہ ظاہر نہیں کیا گیا۔
جواب۔ نجات کا پہلا ذریعہ قرآن شریف نے فضل خدا وندی پیش کیا ہے جس کا ثبوت اوپر دے چکا ہوں۔ اور دوسرا دسیلہ نجات کا شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا ثبوت سورہ نساء رکوع ۹۔ اور سورہ ممتحنہ رکوع ۲۔ اور سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ میں موجود ہے ناظرین خود ملاحظہ فرماویں۔ سچی توبہ اور اعمال حسنہ بھی ذریعہ نجات کا ہو سکتے ہیں مفصل بیان نجات ابدی کا پانا از روئے قرآن پاک ہمنے اپنے رسالہ وسایل نجات میں بخوبی کیا ہے جو عنقریب چھپنے والا ہے۔ اور رہا اس کمزور عیسائی کا یہ لکھنا۔ کہ کوئی انسان بکمال یعنے پورے پورے اعمال کر ہی نہیں سکتا۔ سو اسکا رد حضرت یوحنا حواری کے قول سے ہو سکتا ہے۔
چنانچہ خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۳ میں لکھا ہے کیونکہ خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اسکے حکموں پر عمل کریں اور اُسکے حکم بھاری نہیں ہیں۔ یعنی خدا کے حکم بکمال آدمیونکو پورے کرنے ممکن ہیں کوئی غیر ممکن امر نہیں اور اکثر بندگان خدا مثلاً زکریا وغیرہ کا سب خدا کی تمام شریعت پر پورے پورے عمل کرتے ہیں ثبوت اسکا انجیل لوقا باب اول آیت ۵ میں موجود ہے۔ یہودیہ کے بادشاہ هیرودیس کے دنوں میں ابیاہ کے فریق میں زکریا نامی ایک کاہن تھا اُس کی جورو ہارون کی بیٹیوں من تھی اور اُسکا نام الیسبات تھا وے دونوں خدا کے حضور راستباز اور خدا کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ انتہی۔
حضرت زکریا اور اُنکی بیوی صاحبہ خدا کے تمام حکموں اور قانونوں پر عمل کرنے والے گناہوں سے بالکل پاک ثابت ہوتے اور انجیل متی باب ۹ آیت ۱۲ میں لکھا ہے کہ حکیم بھلے چنگوں کو درکار نہیں جس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ بے گناہ بندوں کو

کسی کے فدیہ و کفارے کی کوئی حاجت نہیں۔

قولہ۔ تمام قرآن میں ایک آیت بھی اس قسم کی نہیں کہ۔ اے تم لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو سب میرے پاس آؤ۔ کہ میں تمہیں آرام دونگا۔ میرا جوا اپنے اوپر لے لو اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے خاکسار ہوں اور تم اپنے جیووں میں آرام پاؤگے۔ کیونکہ میرا جوا ملایم اور بوجھ ہلکا ہے۔

جواب۔ یہ تعلیم متی باب ۱۱ آیت ۲۸ کی جو اس برقعہ پوش عیسائی نے پیش کی ہے اول اسکی تھوڑی تھوڑی عبارت نقل کرکے اسکی خوبی ظاہر کرتا ہوں بعدہٗ گمنام صاحب کے اس فاسد خیال کا کہ **تمام قرآن میں ایک آیت بھی اس قسم کی نہیں** بخوبی رد کرکے کافی جواب دیا جائیگا۔ مسیح کی تعلیم۔ اے تم لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو سب میرے پاس آؤ۔ کہ میں تمہیں آرام دونگا۔ سبحان اللہ مسیح کی آرام دہ تعلیم بھی ماشاء اللہ ایسی ہے جسپر کوئی عیسائی شروع سے لیکر آجتک عمل کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔ بطور نمونہ ایک ہی حکم نقل کیا جاتا ہے۔ دیکھئے انجیل متی باب ۱۰ آیت ۳۸ میں لکھا ہے اور جو کوئی اپنی صلیب اٹھا کے میرے پیچھے نہیں آتا میرے لائق نہیں۔ انتہے۔

اس آیت کی شرح میں پادری عماد الدین اپنی تفسیر خزانۃ الاسرار مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے ۱۰۳ سطر میں لکھتا ہے (صلیب اٹھا کے) اس لفظ سے اپنی صلیبی موت پر اشارہ کرتا ہے کیونکہ وہ مصلوب ہونے والا تھا۔ پس فرماتا ہے کہ تم بھی اپنی خوشی سے مصلوب ہو جاؤ یہ مصلوب ہونے کی بات خداوند نے بار بار سنائی۔ انتہے۔ کیا اس اپنے فرضی خدا کی تعلیم پر کسی عیسائی نے مسیح کے زمانہ میں عمل کیا یعنی اپنی خوشی سے صلیبی موت قبول کی نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ برعکس اسکے حضرت پطرس حواری موت کے ڈر سے جھوٹی قسمیں

کھا کر اور اپنے خداوند مسیح کے نام پر لعنت کا ناپاک کلمہ بول اُٹھا دیکھو انجیل متی باب ۲۶ آیت ۷۴ و ۷۵ - کیا حواریوں کے علاوہ کسی اور عیسائی نے دنیا میں کبھی ابن مسیح کے فرمودہ پر عمل کر کے خودکشی کی یعنی صلیبی موت سے وفات پائی کیا یہ تعلیم مسیح کی کہ صلیب اُٹھا کے جو میرے پیچھے نہیں آتا میرے لائق نہیں - متی باب ۱۰ آیت ۳۸ کی صریح تکذیب نہیں کرتی -

قولہ - میرا جوا اپنے اوپر لے لو اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے خاکسار ہوں -

جواب اول تو حلیم اور خاکسار صاحب نے رسی کے کوڑے سے ہیکل میں صرافوں وغیرہ کی خوب ہی گت بنائی - ثبوت اسکا انجیل یوحنا باب ۲ آیت ۱۴ میں موجود ہے - دوم حلیم صاحب فرماتے ہیں یہ مت خیال کرو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں - انجیل متی باب ۱۰ آیت ۳۴ سوم خاکسار صاحب کا ارشاد ہے - میرے اُن دشمنوں کو جنہوں نے نہ چاہا کہ میں اُن پر بادشاہی کروں یہاں لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو - انجیل لوقا باب ۱۹ آیت ۲۷ - چہارم حلیم صاحب اپنا حلم ظاہر کرنے کو اپنے شاگردوں سے ارشاد فرماتے ہیں جس پاس نہیں اپنے کپڑے بیچکر تلواریں خریدے - دیکھو انجیل لوقا باب ۲۲ آیت ۳۷ - افسوس حلیم اور خاکسار صاحب کی کارروائی ثابت کر رہی ہے کہ آپ حلیم اور نرم دل بالکل نہیں تھے اور انجیل نویس جو مسیح کا حلم اپنی اپنی انجیلوں میں لکھ رہے ہیں درحقیقت انجیل یوحنا باب ۲ آیت ۱۴ - اور متی باب ۱۰ آیت ۳۴ - اور لوقا باب ۱۹ آیت ۲۷ - ایضاً باب ۲۲ آیت ۳۷ - کی تکذیب کر رہے ہیں -

قولہ - ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے

جواب انجیل یوحنا باب ۱۳ آیت ۲۸ میں لکھا ہے کہ ایک حواری کے پاس

بحکم یسوع تھیلی رہتی تھی یعنی اس تھیلی میں لوگوں کا دیا ہوا زر نقرہ جمع رہتا تھا۔ بحکم
یسوع تھیلی کا حواری کے پاس رہنا اسکا ثبوت تفسیر انجیل یوحنا پادری عماد الدین
مطبوعہ ۱۸۸۰ء کے صفحہ ۳۹ سطر ۲ میں موجود ہے۔ اب التماس ہے کہ یہ زر نقرہ تھیلی
میں جمع کیا جاتا تھا لوگ بطور خدمت یہ چندہ دیتے تھے یا یسوع کوئی محصل بندگان
خدا سے وصول کیا کرتے تھے بہرصورت بطور خدمت چندہ ہی مسیحیوں کو کہنا
پڑیگا جس سے خدمت بندگان خدا کی ثابت ہوگئی اور خوبی یہ کہ اس زر نقد میں سے
جو تھیلی میں بحکم یسوع جمع ہوتا تھا تھیلی بردار حواری چرا بھی لیا کرتا تھا۔ دیکھو انجیل یوحنا
باب ۱۲ آیت ۶ +

اور ایک بازاری عورت یعنی کسبی کا اپنی ناپاک خرچی کی کمائی سے خریدکردہ عطر از راہ
خدمت یسوع کے بدن پر ملنا جس کا ثبوت انجیل لوقا باب ۷ آیت ۳۷ سے ۳۸ تک
مطالعہ کرنے سے بخوبی ہو سکتا ہے اور کسی کی ناپاک کمائی کا حرام ہونا کتاب استثنا باب ۲۳
آیت ۱۸ سے معلوم ہو سکتا ہے رہا اس کسبی کا توبہ کرنا یہ بات جدی ہے ہمارا مدعا
تو از راہ خدمت بازاری عورت کا اپنے مال حرام سے خدمت کرنے سے ہے کیوں
حضرت گمنام صاحب ابن آدم کا خدمت لینا انجیل ہی سے ثابت ہوگیا۔ اب
اس فقرے کے غلط ہونے میں کلام ہی کیا ہے کہ ابن آدم اس لئے نہیں
آیا کہ خدمت لے۔

قولہ۔ اور اپنی جان بہتوں کے لئے فدیہ دے۔

جواب۔ اے گمنام صاحب اگر مسیح اپنی جان بہتوں کے لئے فدیہ میں
دینے کے واسطے تشریف لائے تھے تو بروقت صلیب چیخے اور چلائے کیوں؟ اور
بیقراری کی حالت میں کیوں زبان سے بول اٹھے **ایلی ایلی لما سبقتنی۔**
یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ انجیل متی باب ۲۷

آیت ۵۶ - **قولہ** - کیونکہ ابن آدم لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا ہے **جواب** - لوگوں کی جانیں تو خوب بچائیں - یہودی تو بباعث غلط دعوے الوہیت آپکی نبوت حقہ کا انکار کرکے کافر کہنے لگے دیکھو انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۳ - وہ تو یوں برباد ہوئے اور عیسائی آپکو خدا جانکر مشرک ہو گئے مشرکوں پر الٰہی فتوی ابدی دوزخی ہونیکا ہو چکا ہے - چنانچہ قرآن شریف سورہ مایکدہ رکوع ۱۰ میں ارشاد ہوتا ہے مقرر جس نے شریک کیا ساتھ اللہ کے سو بالیقین حرام کر دیا اللہ نے اس پر بہشت اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہیں ہے واسطے ظالموں کے کوئی مددگار - عمل اگر کوئی مسیح کی رسالت کا فایدہ پہونچا ہے تو اہل اسلام کو پہونچا ہے - انجیل یوحنا باب ۱۷ آیت ۳ - حیات ابدی یہ ہے کہ وے تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں - دیکھی حیات ابدی کا دار و مدار خدا کی توحید اور حضرت مسیح کی رسالت کے قبولنے پر ہے جو اہل اسلام نے مانا ہے - اب باقی رہا گمنام صاحب کا یہ سفید جھوٹ کہ تمام قرآن شریف میں ایک آیت بھی متی باب ۱۱ آیت ۲۸ کے برابر نہیں سو اسکا جواب یہ ہے کہ یا تو اس عیسائی نے قرآن شریف پر غور نہیں کی - یا دیدہ و دانستہ صریح جھوٹ بولکر پادریوں کو خوش کرنا چاہتا ہے تا کہ ترقی تنخواہ ہو -

اے ناظرین متی باب ۱۱ آیت ۲۸ کی تعلیم جس کے بارے میں یہ گمنام عیسائی فخر کرتا ہے اُس کا نقص اوپر بیان کر چکا ہوں - اب اس انجیلی تعلیم سے بڑھ چڑھ کر قرآن شریف کی پاک تعلیم ہدیہ ناظرین کرتا ہوں - دیکھو سورہ اعراف رکوع ۱۹ میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے - وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسول کی جو نبی اُمّی ہے یعنی جس نے علم ظاہری کے لئے کسی اُستاد کے آگے زانو خم نہیں کیا جس کی خبر پاتے ہیں اپنے توریت اور انجیل میں یعنی کتاب استثنا باب ۱۸ آیت ۱۵ و ۱۸ میں اور انجیل یوحنا

عوبیہ مطبوعہ لنڈن ۱۸۴۴ء باب ۱۴۔ آیت ۱۶ وانا اطلب من الاب فیعطیکم فارقلیط) تعلیم دیتاہے نیک کام کی اور منع کرتاہے بُرے کاموں سے اور حلال کرتاہے انکے واسطے پاک چیزیں اور حرام کرتاہے اُن پر ناپاک اور اُتارتا ہے اُن سے بوجھ اُن کے اور پھانسیاں جو اُن پر تھیں (یعنی پوپ کی غلامی اور انجیل متی باب ۱۰ آیت ۳۰ میں ہرایک عیسائی کو جو عیسیٰ موت کی تعلیم دی گئی تھی ، اور جو لوگ ایمان لائے اوپر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکی حمایت کی اور اُنکو مدد دی اور جو نور ہدایت یعنی قرآن شریف اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے اُسکے احکام کی پیروی کی یہی لوگ کامیاب یعنی نجات یافتہ ہیں۔

اے عیسائیو آؤ اب اُس نبی برحق کی پیروی کرو جس کی خبریں حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام دے چکے ہیں۔ یادرکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار در حقیقت حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کا انکار کرنا ہے۔

کمترین شیخ الدین واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور حال وارد دہلی کھاری باولی مطبع قاسمی۔

غیر مسلموں اور کفّار کے حقوق

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۱۱ صفحہ ۱۶)

لاینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین

یعنے نصاریٰ وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنی منع فرمائی ہے تو اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ نیکی احسان اور ہمدردی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے۔ نہیں بلکہ جن لوگوں نے

تمہارے قتل کے لئے لڑائیاں نہیں کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا وہ خواہ کسی مذہب کے ہوں بیشک اُن پر احسان کرو۔ اُن سے ہمدردی کرو۔ انصاف کرو کہ خداوند تعالیٰ ایسوں سے پیار کرتا ہے اور تمہیں کبھی کسی قوم کی عداوت اس بات کے لئے نہ اُکسائے کہ بے انصافی کرو۔ ولایجرمنکم شنأن قوم علےٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے۔ کہ تم انصاف چھوڑ دو۔ ہر حال میں انصاف کرنا تمہارا فرض ہے۔ تقویٰ سے لگتی ہوئی بات یہی ہے سو مومن آدمی نصاریٰ یہود اور ہنود سے دوستی۔ ہمدردی اور شفقت کر سکتا ہے۔ احسان کر سکتا ہے۔ عدل و انصاف کا برتاؤ کر سکتا ہے مگر اُن سے محبت نہیں کر سکتا۔

چوپاؤں اور دیگر جانداروں کے حقوق

آنحضرت صلعم نے چوپاؤں کے حقوق ادا کرنے کی نسبت سخت تاکید فرمائی ہے اُنکو دانہ گھاس اچھی طرح دیتے اور ہر حال میں اُنکی خبرگیری کرنے کی نسبت مبالغہ فرمایا ہے ابوداؤد سے روایت ہے کہ آں حضرت صلعم نے ایک دُبلا اونٹ دیکھا اونٹ والے کو سخت ملامت کی اور فرمایا کہ اُن بے زبان چوپاؤں کی نسبت خدا سے ڈرو ان سے مناسب سواری کا کام لو اور مناسب طور پر انہیں چھوڑ دو۔ پس نہ تو اتنے آدمی اُن پر سوار ہو جاؤ جنکو وہ اُٹھا نہ سکیں اور نہ کبھی اُنہیں بھوکا رکھو۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ عالم کشف میں مجھ پر جہنم ظاہر کی گئی۔ تو اُس میں میں نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا۔ اُس پر اس سبب سے عذاب ہو رہا ہے کہ اُس نے ایک بلی باندھ رکھی تھی۔ نہ اُسے کھانا دیتی نہ اُسے چھوڑ ہی دیتی کہ کسی اور جگہ سے پیٹ بھر لے۔ آخر وہ بلی مر گئی۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ کسی پیغمبر نے ایک کیڑے کے کاٹنے کے سبب تمام کیڑوں کو جلا دیا تو ان کی طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے عتاب نازل ہوا کہ تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا۔ اور تم نے اللہ کی پاکی بیان کرنے والے جھنڈ کے جھنڈ کو جلا دیا۔

رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تم تیراندازی سیکھنے کے واسطے کسی جانور کو نشانہ نہ بناؤ۔ تاکہ اس کو تمہارے اناڑی ہونے کے سبب سے تکلیف نہ پہونچے۔

اس رحمت عالمین نے کسی جانور کے منہ پر مارنے اور منہ سے داغنے سے بھی منع فرمایا۔

اور فرمایا کہ تم ہر شے پر احسان کرو حتیٰ کہ ذبح میں بھی احسان کے طریق کو مرعی رکھو جب تم قتل کرنے لگو تو نہایت ہی جلد آناً فاناً قتل کر دو۔ اور جب ذبح کرنے لگو تو چھری تیز کر لو۔ تاکہ جانوروں کو کُندی اور دیری کی وجہ سے اذیت نہ پہونچے۔

کسی جانور کو آگ میں جلانے سے سخت ممانعت کی اور گناہ کبیرہ ٹھہرایا۔

تمام جانوروں کے اوپر بے بسی اور اضطراری کی حالت میں رحم کرنے کو نہایت درجہ کا ثواب اور دخول جنت کا موجب بیان فرمایا چنانچہ بخاری اور مسلم میں روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ منقریب ایک بدکار عورت نے گرمی کے دنوں میں ایک کتے کو دیکھا۔ کہ کنوئیں کے آس پاس گھومتا ہے اور پیاس کے مارے زبان نکالے ہے۔ پس اس عورت نے اپنا موزہ اُتارا پھر اسکو اپنی اوڑھنی سے باندھا۔ پھر پانی نکالکر اسکو پلایا۔ تو اسی کے سبب سے اسکے گناہ معاف ہوگئے

اور پھر فرمایا کہ قیامت کے دن حقدار کے حقوق ضرور دلائے جائینگے جس شخص نے کسی جانور کو ناحق تکلیف پہونچائی ہے اسکی سزا قیامت کے دن بھگتے گا اور بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے دلایا جائیگا۔

جتنی احادیث ہم بیان کر چکے ہیں ان سے اظہر من الشمس ہے کہ اسلام جانوروں تک کے حق میں بھی رحمت اور سراسر رحمت ہے چنانچہ ایڈورڈ گبن صاحب مورخ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی نیکیاں جانوروں سے محدود بھی ہوتی ہیں اور ان میں محتاج اور فقراء کی رعایت کی کرتا کید ہے بلکہ فرض اور حکم ناگزیر کی طرح پر واجب قرار دیا گیا ہے۔

خبریں

ینبوع سے مدینہ منورہ تک تار برقی لاین مکمل ہو گئی۔ افتتاحی رسم ایک بڑی مجلس میں ادا کی گئی۔

کلکتہ میں عبدالرؤف نامی ایک شخص گرفتار ہوا ہے جس نے گذشتہ چار سال میں اپنے آپکو نواب مشہور کرکے بہت کچھ لوٹا تھا۔

سوئٹزرلینڈ کے مقام جرادمور کی جھیل میں ایک آدمی نے پائیک قسم کی ایک مچھلی پکڑی جس کا وزن ۳۰ پونڈ نکلا۔ ایک باورچی نے اسکو مول لیا اور جب اُسکا پیٹ چاک کیا تو اُس میں سے ایک بٹوا نکلا جس کے اندر نو اشرفیاں رکھی ہوئی ملیں۔ اغلباً کسی شخص کا بٹوا جھیل میں گر گیا ہوگا اور اُسکو مچھلی نے کھا لیا۔

مغربی افریقہ کے شہر ممباسہ میں ایک معزز انگریز معہ اپنے نوجوان لڑکے کے مسلمان ہو گیا۔

مظفر آباد کشمیر سفتہ گذشتہ میں مقام بفہ ضلع ہزارہ میں رات کو سخت آتشزدگی ہوئی قریباً ۱۵۰ دوکانیں جلکر خاکستر ہو گئیں۔ نقصان کا تخمینہ اتبک نہیں کیا گیا اور زنار گھر بھی جلکر خاک ہو گیا۔ لوٹ بھی بہت ہوئی۔

جموں ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء کو بوقت ۳ بجے دن کے دریائے توی میں ایک کشتی جس میں تقریباً ۲۳۰ آدمی زن و مرد تھے غرق ہو گئی۔ وجہ بیان کیجاتی ہے۔ کہ جن ملاحوں کو کشتی سپرد ہو وہ اُس جگہ حاضر نہیں تھے۔ ایک ناواقف آدمی اُنہوں نے چھوڑ رکھا ہے جس سے کہ اس موقعہ پر کشتی نہ سنبھالی گئی۔

جالندھر میں ۲۸ جولائی کو سوار لہنا سنگھ اہلووالیہ کے مکان پر ایک بیوہ عورت کی شادی لالہ دیا رام برادر لالہ دیارام (؟) راتی اہلووالیہ کے ساتھ بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوئی یہ اپنی قسم کی پہلی شادی ہے۔ جو اس فرقہ میں ہوئی۔ نامی گرامی اصحاب اس

اس موقعہ پر رونق افروز تھے۔

امرتسر میں قطب الدین نامی ایک شخص جو پنشن یافتہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہے لوگوں سے نوآبادیوں کی اراضی کے لئے پانچ روپے فی کس لیتا تھا اور اس طرح بہت روپیہ جمع کر لیتا تھا مگر آخر گرفتار ہوا۔

شام کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حماہ سے حلب تک ریلوے لاین تیار ہو گئی ہے اور ماہ اگست کے اواخر میں اُسکا افتتاح ہوگا۔

برمنگھم۔ انگلستان کے ایک مالدار نوجوان بیکر نامی نے شیخ الاسلام شیخ عبداللہ کوئیلیم کو بذریعہ ایک خط کے اطلاع دی تھی کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ مصری اخبارات کے کارسپانڈنٹ نے لکھا ہے کہ یہ شخص بغیر کسی تحریک اور کوشش کے محض اسلامی لٹریچر سے سرسری واقفیت پیدا کر کے اس مقدس مذہب کا ایسا گرویدہ ہو گیا کہ فوراً اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

مصر کے ایک مقام کفرالشہداء کی جب ایک عیسائی لیڈی نے مسلمان ہونا چاہا۔ تو حسب قاعدہ اُس نے صوبیدار ضلع کو اپنی تغیر مذہب کی اطلاع دی۔ صوبیدار نے پادریوں کو لکھا کہ اپنی متفقہ کوشش سے اس عورت کو سمجھاؤ کہ اس خیال سے باز آجائے۔ مگر پادریوں کی تمام کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ لیڈی مسلمان ہو گئی۔

۱۴۔ اگست ۱۹۰۶ء سیالکوٹ میں ایک لڑکی نو دس سال کی ندی ایک۔ میں ڈوب گئی جس کی لاش تک کا پتہ نہیں ملا۔

ملتان سٹیشن پر سے ایک شخص اپنی دو لڑکیوں کو لئے ہوئے گھر کو جا رہا تھا۔ ایک لڑکی لاین پر چلی گئی۔ باپ جو اُسکے بچانے کو دوڑا تو سامنے سے آنیوالے انجن سے کٹ گیا۔ گو وہ لڑکی کی بھی ٹانگ کٹ گئی۔ مگر جس لڑکی کے بچانے کو وہ دوڑا تھا وہ بچ رہی۔

کریم بخش رحیم بخش ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے اہتمام سے چھپکر مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے شایع ہوا

مختصر فہرست دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تمام خط و کتابت بنام

کریم بخش رحیم بخش ایڈیٹر مہتمم رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
رسالہ
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

مسافر آگرہ کی ہزلیات

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۱۲ صفحہ ۱۸

اپنی لڑکیاں اُن کو شادی میں دیں۔ اس سے زیادہ اُن کی عزت کیا ہو سکتی ہے پھر ہندؤں نے بادشاہوں کی پرستش کی۔ ہاں اگر یہ باتیں دیانندیوں کو تاریخ میں نظر نہیں آتیں تو وہ تعصب سے مجبور ہیں جب ہندو خوشی سے مسلمانوں کو لڑکیاں دیتے تھے تو کوئی دیانندی یہ کہنے کی دلیل نہیں رکھتا کہ مسلمانوں کے جبر کے باعث ہندؤں میں پردہ رایج ہوا۔

یہی دیانندی پرچہ اسی اشاعت صفحہ ۱۳ پر لکھتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے باہر نکال دینا نجات محدودہ ثابت کرتا ہے۔ اس بیچارے کم علم کو اتنی خبر نہیں کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ اسی زمین میں خلیفہ مقرر ہوگئے

تھے اور اُن کی رہائش کا مقام ایک سرسبز جگہ تھی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ یہ نہیں فرمایا کہ انی جاعل فی الجنۃ خلیفہ۔ پھر لالہ صاحب لکھتے ہیں کہ بتاؤ ویدک نجات محدود کہاں لکھی ہے یا گپ ہانکنے سے ہی کام ہو رہیں افسوس ہے کہ اپنے پنتھ سے اتنی ناواقفیت کے باوجود لالہ صاحب اسلام پر معترض ہونے ہیں جس شخص کو اپنے مذہب سے معمولی واقفی بھی نہیں وہ دوسرے مذاہب کا عالم اور معترض ہونے کا دعوی کرے سخت افسوس ہے مہاشے جی ذرا ستیارتھ پرکاش سمولاس نواں ملاحظہ کیجئے لالہ دیانند جی آپ نشد کے حوالے سے لکھتا ہے کہ وہ مکت جیو مکتی کو پا کر برہم میں آنند کو تب تک (مہا کلپ کے عرصہ تک) بھوگتے ہیں اور پھر مہاکلپ کے پیچھے مکتی کے سکھ کو چھوڑ کر دنیا میں آتے ہیں امید ہے ویدک نجات محدودہ ثابت کرنے کے لئے اتنا حوالہ کافی ہوگا۔ اب لالہ صاحب کوئی منتر پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ ویدک نجات غیر محدود ہے۔

اسی پرچہ کے صفحہ پر کوئی شرما صاحب ...... ہو کر اپنی نبوگی زندگی پر نازاں ہو کر اسلام پر معترض ہیں اور اپنے متعصب و کم فہم لیڈروں کی نئے مزے سے چاٹ کر دھوتی میں نہیں سماتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مسلمان خدا کو مجسم بالغیر اور شریک پیغمبر بناتے ہیں اور اُن کے ہاں متعہ جائز ہے۔ آگے چلکر ..... سے ویدیوں کو افعال قبیحہ مثل کفر شرک۔ قتل۔ خونریزی۔ نفاق۔ گوشت خوری زناکاری مسلمانوں پر تھوپتے ہیں اس سے آگے چلکر دیانند جی کی تعریف فضول اور ہمہ دانی کا راگ گایا ہے اور بزعم خود ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر کی کتاب ثبوت نبوت کا جواب دینا چاہا ہے۔ اس لئے ہمارا ارادہ ہے کہ اس .... شرما کی سرکوبی ساتھ ساتھ ہی کرتے جاویں تاکہ دیانندی پنتھ کی اصل حقیقت و بدتہذیبی کی تعلیم سے عوام الناس

واقف ہوتے جاویں۔ لالہ صاحب اگر خدا کو مسلمان نعوذ باللہ مجسم بالغیر مانتے ہیں جس کا ثبوت آپکے پاس کوئی نہیں تو اس سے بڑھ کر ویدوں کا ایشور مجسم ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان حتّٰے کہ وہ جورو میں مسمات شری و لکشمی تک رکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو پرش سوکت یجروید مندرجہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا۔ اس سے زیادہ ایشور کی جسمانی حالت کیا ہوگی۔ کہ وید نے اس کی دو جوروں کے نام تک بھی بتا دیئے۔ متعہ کے بارہ میں آپ نے کمال۔ ۔ ۔ اختیار کرلی ہے۔ ہم متعہ کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور اس کے جواز کو گناہ قرار دیتے ہیں اس لئے اس کے بارہ میں اعتراضات صرف کج فہمی کے باعث ہیں۔ اسکے خلاف آپ نیوگ کے دلدادہ۔ نیوگ کے فدائی نیوگ کے عاشق یار۔ نیوگ پر جان نثار۔ نیوگ وید کی تعلیم پر مبنی پھر اسپر عمل کرتی آپکی نیچرل حمیّت و فطرتی غیرت لالہ دیانند کی عقل کے صدقے ہو جائے۔ اور اگر اتنی گند دھرم۔ مشن کو پیش کرنے کے باوجود آپکی لالی اول درجہ کی پاکدامن عفت مآب عصمت کی دیوی بنی رہے سے غیرتی ہو تو ایسی ہو۔ کسی بزرگ نے خوب کہا ہے۔

دس سے کروا چکی زنا لیکن	پاک دامن ابھی بچاری ہے
آریو دل میں غور سے سوچو	شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں	اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اُسکے یاروں کو	ایسی جورو کی پاسداری ہے
گو زمانہ میں روشنی پھیلی	اُن پہ اندھیر اب بھی طاری ہے
ہے یہ قرآن کی دشمنی کا وبال	بالیقیں رائے یہ ہماری ہے

مفصل کے لئے آریہ دھرم یا نیوگ کا ناول دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے منگوا کر دیکھو۔ کفر شرک۔ نفاق۔ قتل۔ گوشت خوری۔ زناکاری کا حال دیکھنا ہو تو لالہ دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا گیارھواں سملاس دیکھ لو کہ ویدیوں نے وید کے

بھیڑ ڈالے رکھا۔ اُن کو جانے دو اور اپنے بزرگ رشیوں
کا تھوڑا سا حال مجھ سے بھی سن لو۔ بہ صرف رشتے نمونہ از خروارے
مرلی لڑکی شکنتلا نے راجہ دشنیت سے زنا کیا۔ اسپر رشیوں نے راجہ
پورا کشش کیا اور شکنتلا سے زنا کا طعن دیا (شجاع استریاں حصہ پنجم ص۱۵)
وشوامتر رشی نے ہرشچندر سے تمام ملک چالاکی سے لے لیا اور اُس کی عورت تک کو
بیچوایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی بکری کا رواج بھی اُسوقت موجود تھا
وشوامتر کے زمانے میں برہمن اول درجے کے سفاک کینہ ور بیدرد اور حریص اور
انسانیت سے کوسوں دور ہوتے تھے۔ راجہ جنک کے سولابھا سے نامناسب تہذیب
سے کلام کیا۔ راجہ شنتنو نے سیتہ وتی سے زبردستی کی۔ اسکے علاوہ ہم ہزارہا واقعات
ویدیوں کے ظالمانہ برتاؤ و علانیہ بدتہذیبی کے ویا نندی کتب سے دے سکتے ہیں
جو لالہ ۔۔۔۔ کے آیندہ مضامین کے جواب میں وقتاً فوقتاً آتے رہیں گے آگے
چونکہ لالہ صاحب سنسکرت دانی اور پہاڑی بولی کی ناواقفیت کا الزام ڈاکٹر صاحب
پر لگاتے ہیں مگر خود بدولت بھی ماشاءاللہ سنسکرت سے اُمّی محض ہیں جتنے کہ بڑے
بڑے بھاشئے منشی رام و آتمارام تک چند منتروں کو رٹنے کے سوائے سنسکرت سے
ناواقف ہیں مگر مسٹر صاحب مسلمانوں پر سنسکرت کی ناواقفی کا الزام لگانا چاہتے
ہیں پہلے سماج اپنے پیروؤں کو تو سنسکرت دان بنالے پھر مسلمانوں پر اعتراض کرے
اور تمہیں تو لالہ ۔۔۔۔ ہی سچ بتاویں کہ کیا اُنھوں نے سنسکرت کا ودوان ہوکر
ویانندی اُصولوں کو پرکھا ہے یا محض ترجموں سے اگر وجہ اول ہے۔ تو ودوانی کا
سارٹیفکیٹ پیش کریں اگر وجہ دوم ہے تو ایک مسلمان پر جو انہیں ترجموں کے ذریعے
ویانندی اُصولوں سے بخوبی واقف ہو جاوے۔ سنسکرت دانی کی ضرورت
نہیں۔ بھلا لالہ صاحب آپکا ادھرم پال کونسی سنسکرت دانی کے ذریعہ ویانندی

بنا جب بقول آپکے ایک شخص محض تراجم اور سنی سنائی باتوں کے ذریعے نہ کہ سنسکرت دانی کے ذریعہ دیانندی پنتھ کی سچائی پا سکتا ہے تو دوسرا شخص کیوں انہیں تراجم اور دیانندیوں کے شایع کردہ خیالات کے ذریعہ اُن کا تاریک پہلو نہیں پا سکتا اس لئے تمہاری سنسکرت دانی و بھاشنہ دانی کا یہاں کچھ دخل نہیں ۔ بھلا نیوگ میں سنسکرت دانی یا بھاشنہ دانی کیا کام آئیگی ۔ ہاں اتنی ضرورت ہے کہ بی نیوگن جو سنسکرت دان ہو اُس کی بات سمجھ میں آجاوے اور اُس کے اشارے و کنایہ و رمز کی باتیں سمجھ لی جاسکیں سو اتنی ڈاکٹر صاحب جانتے ہیں ۔

مسافر آگرہ کا ایک نامہ نگار رو رہا نام نے ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۶ع کے پرچے میں بہت رونا رویا ہے کہ ہمارے لیڈر ضرے باتونی ہیں اور کہ تیس سال سے یعنی سماج کی قائمی کے دن سے آجتک ہم نے چوتھائی حصہ بھی عملی طور پر ظاہر نہیں کیا نرے عہد و پیمان ہی کرتے رہے ۔ اور اب دیانندی لیڈر دھرم کو چھوڑ کر اتفاق کرنے کی سوجھا رہے ہیں یعنی دھرم کی اور خصوصاً دیانندی پنتھ کی جو نفاق کا موجب ہے ضرورت نہیں ناظرین یہ ہے ہمارے مصلحان ہند کی اندرونی حالت کہ کھچیا چلا آتا ہے ۔ مگر عمل نام کو نہیں سماج میں کوؤں کی طرح شور مچانا اور گھر میں وہی پرانی بت پرستوں والی بھیڑ چال ۔ میری دانست میں جتنی جلدی اس دیانندی دھرم سے سماجی علیحدہ ہونگے اتنی ہی جلدی بہتر ہے کیونکہ ہند کا بیڑا ابھی پار ہو سکتا ہے کہ اس نفاق کے بیج کو اکھاڑ کر دیانند کی طرح دنیا سے نابود کر دیا جاوے ۔

حامیان نیوگ

نیوگی صاحبان جب ویدک بھیا پڑھ کر یا نیوگ پر کے اعتراضات سے عاجز

آجاتے ہیں تو وہ زید و عمرو بکر کی شخصی کارروائیوں کی آڑ میں جو سراسر مذہب اسلام کے خلاف ہوتے ہیں اپنے دل کی بھڑاس نکال لیا کرتے ہیں اسی اصول کو مدنظر رکھ آگرہ کا نیوگی پرچہ اپنے ۸۔جون کی اشاعت میں شاہ اودھ کی ایک بیہودہ کارروائی کی آڑ میں نیوگ کا جواز ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس عقل خر رکھنے والے کو اتنی تمیز نہیں کہ بادشاہوں کی عیاشانہ کارروائیوں سے مذہب کا کیا تعلق اور پھر شاہ اودھ کے اعمال سے جو مشہور عیاش ہو گذرا ہے۔ اسی عیاشی نے تو اس کی سلطنت کا بیڑا ڈبو دیا۔ اصل میں اپنے عیاشانہ اصولوں پر نظر رکھتے ہوئے نیوگی بھی سچا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نیوگ و بدک ایشور کا دل پسند مسئلہ ہے اس پر سوم کی چاشنی اور پھر شراب کا جواز دستیارتھ پرکاش سملاس چھٹا دفعہ ۵۶۔ اردو مسنند بار دوم) اس لئے اس کے نزدیک بادشاہوں کے ایسے افعال مذہب کا جزو ہیں۔ غیرت سہکر بیچارے نیوگی کو کہیں تو سہارا ملا

مرگئے بولنے والے

آگرہ کا نیوگی پرچہ منوہان کی دم میں لٹکا ہوا خوب اچھل کود رہا ہے اور دوسرے نیوگیوں کو بھی اچھلنے کی تاکید کرتا ہے یہ کیوں۔ نہ اس لئے کہ کوئی نیوگن ہتھے چڑھ گئی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ایک زرپرست اس کے دام تزویر میں قابو آنا چاہتا ہے جیسے یہ قبل از وقت عالم و فاضل سید بنانا چاہتا ہے اور بکواس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس کے سینکڑوں مرید ہیں اور وہ عربی فارسی کا عالم و فاضل ہے اسلئے اس سے پہلے کہ وہ کم فہم و بے علم نشکار روبا نندی زرکو چک کر اس نیوگی جال میں پھنسے ہم اس بازاری نیوگی سے اس کے سینکڑوں مریدوں اور اس کے عالم و فاضل عربی و فارسی دان ہونے کا ثبوت مانگتے ہیں۔ لالہ نیوگی تو اس کے صرف

۵۰ مریدوں کے نام معہ پتہ درج اخبار کرے نیز اسکے عالم فاضل عربی و فارسی ہونے کا
ثبوت خواہ بذریعہ سند یونیورسٹی یا سندکسی مشہور عالم سے دے - اور زیادہ نہیں دس
بیس سطریں عربی کی جن میں دیانندی اُصولوں کا اسلامی اُصولوں سے بہتر ہونا
معہ دلایل کے درج ہو - اپنے بینوگی پرچے کی تازہ ترین اشاعت میں درج کرے - ہمیں
اتنا دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی - اگر وہ اُسے سینکڑوں مرید رکھنے والا اور عربی
و فارسی کا عالم بیان نہ کرتا - اُمید ہے کہ بینوگی صاحب مفتول کذب کی طرح جھوٹ
کی گندگی پر مُنہ نہ مارکر اپنے ۸ جون کے نوٹ کی تائید میں ہماری تسلی کر دے گا +

دیانندی بکواس

آگرہ کے بینوگی اخبار مورخہ ۸ جون میں ایک امرناتھ عقل کا پتلا دیانندی پنتھ کی
تعریف کرتے کرتے لکھتا ہے کہ صرف دیانندی قوم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ وہ غیر
مذاہب کو شدھ کر کے اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اور اس طرح وہ بنی نوع انسان کو
بھائی بھائی بنا دیتا ہے ہمیں ایسے گندگی پر مُنہ مارنیوالوں کی بیہودہ بکواس پر
سخت افسوس آتا ہے کہ اُن کو یہ تو معلوم نہیں کہ سب سے بڑھ کر بنی نوع کی
نااتفاقی کا باعث وید کا وجود ہے جس نے انسانی کانشنس کا خون کر کے درجے
مقرر کر دیئے اور غیر اقوام کو دُشٹ پاپی اُسر راکشس ملیچھ کے خطاب دیئے جنکو
لالہ دیانند نے اپنے نئے وید میں درج کیا ہوا ہے - پھر لطف یہ کہ اس بارہ میں کوئی حکم
وید میں موجود نہیں کہ اگر کوئی راکشس وید کو مان لے تو اُسے شامل کر لیا جاوے یا نہیں
اگر کیا جاوے تو کس ورن میں برخلاف اس کے اسلام امیر غریب سیاہ کالے سب بنی
نوع انسان کو اسلام لانے کے بعد ایک درجہ پر کر دیتا ہے - وہ ویدوں کی طرح یہ نہیں
کہتا کہ شودروں کو منتر سنگھتا نہ پڑھاؤ - جیسا لالہ دیانند ستیارتھ پرکاش میں

لکھنا ہے ملکہ سب انسان اس سچے خدا کا کلام پڑھ سکتے ہیں وہ اسلام لانے پر غیر مذاہب والوں کو مسلمانوں کی برادری میں شامل کر دیتا ہے جہاں اُن کے ساتھ برادری کا سا سلوک ہوتا ہے اکٹھا کھا پی سکتے ہیں شادی غمی سب میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اسکے بعد دیانندی پنتھ پر غور کیجئے۔ اکٹھا بیٹھکر کھانا تو درکنار وہ تو آریوں کے ساتھ شادی بیاہ کرنا بُرا جانتے ہیں کچھ عرصہ سے ایک جولا لا مرتد ہو چکا ہے جس نے سماج میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد یہ رائے قایم کی ہے کہ دیانندی مت کمزور ہے اور اس میں غیر مذاہب والوں کو جذب کرنے کی طاقت نہیں مگر آج ایک ویانندی نکلے ہیں جو دیانندی پنتھ کو ہمالیہ سے بھی اونچا چڑھا رہے ہیں۔ اُمید ہے لالا مرتد اپنی بےعقلی کا علاج مرتد کا مضمون اسی بارہ میں پڑھ کر کرلینگے۔ ورنہ ہم واقعات کے رو سے آپکی بےعقلی اور کم فہمی کا علاج کرنے کو تیار رہیں ٭ باقی آیندہ

شادی بیوگان

اخبار سیالکوٹ پیپر مورخہ ۸۔ اگست ۱۹۰۶ء مٹ کالم سوم سے معلوم ہوا ہے کہ جالندھر میں ۲۸ جولائی کو سرامر سنگھ صاحب اہلو والیہ کے مکان پر ایک بیوہ کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی برات میں اچھے اچھے آدمی شامل ہوئے۔

کتاب جگت سمرتی ترجمہ منوسمرتی میں لکھا ہے کہ عورت بعد وفات اپنی شوہر کے دوسرے شوہر کا نام بھی نہ لیوے اچھے مول پھول پھل سے حسب خواہش تھوڑا کھا کر صحیح البدن رہکر اوقات بسر کرے۔ اور جس استری کا ایک ہی پت ہی وہ پت برتا دھرم کی خواہش کرتی ہوئی اپنے مرتے دم تک نیم سے برہم چارنی ہو کر لاغر بدنی

زمینداری ہوتے جاتے ہیں منجملہ انہیں اشخاص کے بابو آتمارام صاحب بی۔اے
وکیل ضلع ہیں بابو صاحب مولداً جینی مذہب تھے بعد فراغ تحصیل علم و قانون کے انہوں نے
مذہب بقہ میں بخیال خود بوے شرک دیکھکر شراکت آریہ سماج اختیار کی۔ اور دیوبند میں
چند دیگر اشخاص اپنے ہمخیال بناکر آریہ سماج قایم کیا۔ مگر دوسرے اشخاص کو سیکرٹری
و پریزیڈنٹ تجویز کیا۔ لیکن الگ لیڈر خود رہے۔ کچھ عرصہ بعد بابو صاحب کو جستجو
مذہب جو رہی تو مختلف کتب اردو متعلق مختلف مذاہب بالخصوص مذہب عیسوی
اور مذہب محمدی مطالعہ کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بابو صاحب نے ۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو
بمقام مظفر نگر جلسہ عام میں بعد اطلاع جناب صاحب مجسٹریٹ ضلع سہارنپور کے
و اعلان عام کے مذہب اسلام قبول کیا اور نام احمد حسن رکھا گیا اور جناب مولانا
مولوی ملا محمد مراد صاحب دام فیضہ کے دست مبارک پر بیعت خاندان صوفیان
کرام ہوئی۔ یہ مضمون سابقہ ہے جب مذہب اسلام قبول کیا اب ان کے
حالات قابل غور ہیں شب بیدار علاوہ نماز پنجم وقتی کے تہجد۔ اشراق۔ چاشت
و قرآن شریف قریب ختم کے ہے۔ عربی شروع کر دی ہے اکثر شغل کتب دینیہ کا رہتا
ہے ایک حافظ ایک عالم نوکر رکھا ہوا ہے تعلیم شروع ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالے
سال آیندہ میں حج بیت اللہ و مدینہ منورہ شریف کا قصد ہے۔ مالدار ہیں۔ چند
مواضعات بیں حصے ہیں شہر میں کئی ہزار بیگہ اراضی صحرائی موجود ہے آمدنی معقول
ہے اسوقت یہ کیفیت ہے کہ وہ مقدمات جنمیں جھوٹ یا سود شامل ہے نہیں لیتے
عابد و زاہد شخص ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اتقا و زہد و ایمان کی پایداری میں برکت عطا
فرماوے۔ بابو صاحب کے دو لڑکیاں ایک لڑکا دو ہمشیرہ ہیں چونکہ ان کے رشتہ دار
ان کو علیحدہ لے گئے ہیں لہذا ان سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ زوجہ انکی پہلی ہی انتقال
کر گئی تھی۔ فی الحال انکا قصد شادی کا معلوم نہیں ہوتا۔ براہ مہربانی اس پوری

مضمون کو رسالہ میں شایع فرما دیجیئے + ڈاکٹر محمد عظیم الدین حنفی دیوبندی ضلع سہارنپوری

مرسلہ ۳۳۷۹۱ — ۲۴ جون ۱۹۰۶ء

ترقی اسلام

حامیٔ دین و ناصرِ اسلام ۔ ماحیٔ شرک و دافع اوہام ۔ اڈیٹر انوار الاسلام ۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی و مددگار رہے اور آپکی ہمت میں وسعت و برکت عطا فرما دے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

ہزاراں ہزار شکر و سپاس ذوالجلال کبریا کو کہ جس نے دین حقہ اسلام کو جمیع ادیان پر غلبہ دیا لیظہرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا آج چار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بج رہا ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ۔ باوجود اسقدر بے سروسامانی غربا اسلام ۔ اسلامی کلمہ شہادت سے زمین و آسمان گونج رہا ہے۔ الاسلام یعلو ولا یعلےٰ چنانچہ ان ایام مسرت انجام میں ہماری خوش قسمتی سے فاضل اجل و عالم بے بدل حامی دین و ملت ماحی شرک و بدعت ترقی خواہ دین و ایمان واعظ حدیث و قرآن مولانا مولوی عبد السبحان صاحب نقشبندی مشہور بمولوی سبحان اللہ اس طرف تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ یہاں پٹھانکوٹ و سوجان پور میں آپکے وعظ ہو رہے ہیں۔ دین اسلام کی ترقی روز افزوں ہے جیسا کہ ذائل عیسائی کئی روز سے مولانا صاحب کی خدمت میں دین حق و نجات آخرت کے بارہ میں تحقیق کر رہا تھا۔ آج تیسرے روز تثلیث پرستی سے بیزار ہو کر انکار کیا اور توحید اسلامی کا اقرار۔ جامع مسجد کشمیریاں پٹھانکوٹ میں بعد نماز جمعہ مولانا صاحب فضایل و صداقت اسلام پر جوش کے ساتھ وعظ فرما رہے تھے۔ ذائل جو شروع وعظ سے حاضر تھا جلدی اٹھکر مجنونانہ رفتار سے چلا گیا۔ حاضرین کی نگاہیں حسرت کے ساتھ ادھر اٹھ گئیں کہ ناخوش ہو گیا ہے مگر مولانا صاحب کے وعظ میں جوش پہلے سے بہت بڑھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں ۔ کہ

وانیل عیسائی معہ اپنی میم اور تین لڑکوں اور دو لڑکیوں سے چھوٹا ہوا چلا آرہا ہے اور مسجد کے سامنے ٹوپی اتار کر پکار اٹھا۔ کہ مولانا صاحب ہم سبکو مسلمان کرو۔ حاضرین نے سبحان اللہ کے نعرے سے اظہار سرور کیا۔ مولوی صاحب ممبر سے اتر کر کلمہ شہادت تلقین کرنے لگے اور شہادتین و آمنت باللہ پڑھاتے ہوئے اُن کے معنے کا وعظ فرمانے لگے۔ مولانا صاحب کی آنکھیں سرخ نمناک وانیل کی رقت آمیز نکل گئی۔ اُسوقت کا سماں قابل دید منظر تھا۔ جب مولوی صاحب چھوٹے بچوں تک سے مختصراً توحید کا اقرار کرا چکے دعا کو ہاتھ اٹھے سبحان اللہ بارک اللہ کی صدا بلند ہوئی۔ آخر میں سب نے کلمہ شہادت پڑھا اور تکبیر پڑھتے ہوئے اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔ شیخ عبد الرحمان صاحب اپنے گھر سے زنانہ کپڑے لائے۔ سا بہا ترواے اور اسلامی پردہ دار کپڑے پہنائے۔ الحمد للہ اللھم انصر من نصر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم وجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ چونکہ آپکا اسلامی رسالہ خصوصاً مسلمانوں کے نظروں سے گذرتا ہے۔ مناسب معلوم ہوا کہ آپکے ناظرین تک یہ بشارت پہنچائی جائے۔

اسماء نومسلمان تفصیل وار

نمبر	عیسائی نام	عمر سال	اسلامی نام	کیفیت
(۱)	وانیل	[illegible] سال	اصلاح الدین	بتاریخ ۲ جمادی الآخر سنہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۳
۲	المیزان زوجہ	[illegible] سال	راشدہ	اگست سنہ ۱۹۰۶ء بروز جمعہ روبروئے مجمع
۳	کلیرہ دختر	۱۷ سال	سعیدہ	مسلمانان پٹھانکوٹ منشی عزیز الدین صاحب
۴	فرنسس پسر	۱۴ سال	صلاح الدین	میونسپل کمشنر و ٹھیکہ دار پٹھانکوٹ
۵	مسیحی پسر	۱۲ سال	فلاح الدین	شیخ عبد الرحمان صاحب رئیس تاجر پشمینہ
۶	ایڈورڈ پسر	۹ سال	صلاح الدین	قاضی حافظ امیر الدین صاحب۔
۷	ایڈیتہ دختر	۷ سال	حمیدہ	قاضی بدرالدین صاحب وغیرہم

گوجرانوالہ کے آریہ سماج جو ایک نام کے مسلمان برعکس نہند نام زنگی کافور۔ عبد الغفور کو سماج میں ملا کر پھولے نہ سمائے۔ مسلمانوں کی اس استغنا سے سبق حاصل کرے کہ مولانا مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نے اُس سعزز عیسائی خاندان کو مشرف باسلام کر کے نہ مسلمانوں سے کوئی جلسہ کرایا جس میں بطرز آریہ کسی مذہب کا استخفاف کیا جاتا۔ نہ کوئی بھجن منڈلی۔ شہر میں گشت کرنے کو نکالی جو کسی مذہب کے بزرگوں کو گالیاں دیتے اگر کسی آریہ اپدیشک کو ایسی کامیابی حاصل ہوئی ہوتی تو خدا جانے کیسے زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے آریہ صاحبان اگر واقعی ترقی کرنے والے قوموں کی فہرست میں کوئی درجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ذرا عالی ظرفی سے کام لیں۔ عبد الغفور کی نسبت بیان کیا گیا۔ کہ خاندانی مسلمان ہے لیکن یہ نہیں ثابت کیا گیا۔ کہ حالت اسلام میں کونسی خاندانی وجاہت اُسے حاصل ہے چونکہ مسلمانوں کو ایسے شخص کے نکل جانے سے کچھ بھی افسوس نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اُنہیں کچھ ضرورت نہیں کہ اُسکے کریکٹر کا پتہ لگائیں اور اُس کے حسب نسب کے بارے میں جو مشہور ہے اُسکی وضاحت کریں دھرم پال نے رسالہ ترک اسلام لکھ کر آریوں کے خوش کرنے کے جو کچھ کوشش کی تھی۔ مسلمانوں نے بہت جلد اُس کا خاکہ اُڑا دیا۔ ہمارے فاضل اجل ابو الوفا مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) شیر پنجاب نے تغلیب الاسلام سے اُس کے لایعنی اعتراضوں کی دھجیاں اُڑا دیں اگر واقعی دھرم پال کی طبیعت انصاف پسند حق گزین واقع ہوئی ہوتی۔ تو مُنہ دکھاتا کہ اُس سے جواب الجواب بن نہ پڑا اور بمقابلہ اسلام و بدک دھرم کی خوبیاں ثابت نہ کر سکا۔ پس پبلک پر بخوبی ثابت ہو گیا اور اخباری دنیا میں جہان نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ اُسکو احقاق حق ہرگز منظور نہ تھا۔ ہم اُسکو دردمندانہ نصیحت کرتے ہیں سے تانے بانے پہ نہ کر دنیا کے ہرگز اعتبار + غور کر چشم حقیقت سے کہ سر پر کوچ ہے

توڑ کر تو اس طرف سے اُس طرف کو جوڑ لے + پھر تو تو مومن ہو ورنہ مومنی پوچ ہے

راقم عبدالصمد کشمیری ساکن بھچھانکوٹ متصل جامع مسجد

متفرق باتیں

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوارالاسلام جلد ۸ نمبر ۱۲ صفحہ ۴۲)

دودھ پلانے والی عورت کا حق بھی ماں ہی کی طرح ہے۔ خالہ بھی ماں ہی کا حق رکھتی ہے پچچے اور ماموں بمنزلہ باپ کے ہیں۔ دادے نانے۔ اور تمام جدی بزرگ خدمت اور اطاعت میں باپ ہی کا حکم رکھتے ہیں۔ ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحم اور احسان واجب ہے بڑا بھائی باپ کا حکم رکھتا ہے۔ چھوٹا بھائی بیٹے کا بھائی کو چھوٹے پر اولاد کی طرح شفقت اور محبت رکھنی چاہئے۔ اور کسی طرح اُس کا حق ضایع نہیں کرنا چاہئے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ ایسا ہی چھوٹے بھائی کو بڑے کا ادب ملحوظ رکھنا چاہئے۔ چھوٹی بہنوں سے پیار اور شفقت کرنی چاہئے اور ایسا ہی درجہ بدرجہ ہر رشتہ دار کا حق ہے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میں رحمٰن ہوں۔ اور قرابت رحم ہے میں نے اپنے نام سے اُس کا نام نکالا ہے۔ جو صلہ رحم کرتا ہے میں اُس سے ملتا ہوں اور جو قطع رحم کرتا ہے میں اُس سے قطع کرتا ہوں۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ میری عمر دراز ہو اور روزی فراخ ہو۔ اُس سے کہدو کہ یگانوں کے ساتھ سلوک کرے اور فرمایا کہ صلہ رحم سے بڑھ کر کسی عبادت کا ثواب نہیں۔

اور فرمایا کہ کوئی صدقہ اس سے بہتر نہیں کہ تو اُن قرابتیوں کو دے جو تیرے ساتھ خصومت رکھتے ہیں۔

صلہ رحم میں ترتیب یہ ہے کہ پہلے زیادہ تر قریبی سے شروع کرے پھر اُس سے نیچے۔ پھر اس کے نیچے وعلےٰ ہذا۔

اول والدین۔ پھر بہن بھائی اُس کے بعد والدین کے رشتہ دار قریبی یعنے چچا۔ چچا کا بیٹا۔ دادا کے بھائی۔ خالہ۔ خالہ کی اولاد۔ بھائی بھانجی۔ بھتیجا بھتیجی خسر یا خسر پور ماموں اور ماموں کی اولاد۔ ان کے سوائے جو رشتہ دار ہیں وہ دور کے ہیں جب مال اپنی ذات اور اپنے بچوں سے بڑھ رہے۔ تو بقدر گنجایش وحاجت رشتہ داروں کو دے۔ دور و نزدیک کا فرق سمجھے اسی کا نام صلہ رحم ہے۔

اگر رشتہ دار لوگ محتاج صلہ کے نہ ہوں تو اُن کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آئے اور حقوق اسلام کی رعایت اُن کے ساتھ رکھے۔ یہ بھی صلہ رحم میں داخل ہے۔ صلہ رحم صرف مال وزر سے مدد کرنیکا نام نہیں بلکہ جس امر کی دوسرے کو احتیاج ہو اسی کے موافق اُس کی مدد کرنا صلہ رحم ہے۔

صلہ رحم سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص آنحضرت ؐ کی خدمت والا میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلعم مجھ سے ایک بڑا کبیرہ گناہ سرزد ہوا ہے۔ کیا اُس کی معافی کی کوئی راہ ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ تیری ماں زندہ ہے۔ کہا نہیں۔ آپنے فرمایا تیری خالہ ہے؟ اُس نے کہا۔ ہاں۔ پھر فرمایا تو اُس کے ساتھ سلوک کر۔ سلوک کرنا بھی ایمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ مومن کو اس پر کاربند ہونا چاہیئے۔

عام اخلاق اور صحبت کی [illegible]

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اے ایمان والو کوئی قوم کسی قوم سے ہنسی ٹھٹھول کرے شاید وہ لوگ بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ان سے اچھے ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کی ہنسی اڑائیں شاید وہی ان سے اچھی ہوں۔ اور نہ ایک دوسرے کو آپس میں عیب لگاؤ اور نہ بُرے لقبوں سے ایک دوسرے کو مطعون کرو۔ ایمان لانے کے بعد فاسقانہ نام رکھنے بُری بات ہے اور جو توبہ نہ کرے یہی لوگ ظالم ہیں۔ اے ایمان والو بہت سی بدگمانی سے بچو یقیناً بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور لوگوں کے عیب نہ ٹٹولو اور نہ کوئی تمہارا ایک دوسرے کے عیب کرے کیا تم میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردے بھائی کا گوشت کھائے۔ سو تم اُسے ناپسند ہی رکھو گے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اللہ فرماتا کہ مومن آپس میں بھائی ہیں پس تم اُن کی باہم صلح کرا دو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

معاذ بن جبل رضہ سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کسی بدکام کا عیب لگائے وہ نہیں مرے گا جب تک اس بدکام سے خود بھی مطعون نہ ہولے۔

انس رضہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشی ہو اُس شخص کو جو لوگوں کے عیب چھوڑ کر اپنے عیب کی اصلاح کی طرف مشغول ہو۔

برق اسلام حصّہ دوم میں سے دھرمپال کی کتاب ترک اسلام کے اعتراض نمبر ۵۵ کا جواب

قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ خدا کی وحی محض پیغمبروں کے پاس ہی نہیں بلکہ وہ شہد کی مکھیوں کے پاس بھی آتی ہے۔ چنانچہ مکھیوں کا شہد جمع کرنا اور گھر بنانا اُس وحی کے مطابق ہے کہ جس وحی کے مطابق قرآن ہے۔ اس لحاظ سے تو پھر چڑیاں، بلبلیں، کوّوں، کبوتروں کے گھونسلے بھی خدا کی وحی ہی کے ذریعے بنتے ہیں مگر جبرئیل کس کس کے پاس پہونچا ہوگا۔ راج اور دیگر کاریگر بھی تو پھر خدا کی وحی کے مطابق ہی کام کرتے ہونگے۔ مگر جبرئیل کی شکل کو کوئی نہیں دیکھ سکے۔ اور کیوں نہیں وہ الہام کا دم بھرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ عقلمند ہیں ✣

جواب

ہٹ دھرمی مذہب کی تاریکی میں پھنس کر واقعی عقل زایل کر لیتے ہیں (دیباچہ

ــه برق اسلام حصہ دوم میں سے اعتراض نمبر ۵۵ کا یہ جواب لکھا گیا ہے۔ برق اسلام واقعی ایسی کتاب ہے کہ اس کے جواب سے دنیا کے تمام آریے عاجز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے تہذیب الاسلام میں برق اسلام کی طرف رُخ نہیں کیا۔ اس لئے کہ جو جواب دوبارہ دھرمپال نے دیئے ہیں۔ اگر برق اسلام کی طرف نظر کر لی جاتی۔ تو اُن کی ضرورت ہی نہ تھی۔ برق اسلام کے مقابل تہذیب الاسلام بالکل معدوم اور ردی ہے ۔

ستھیار تھے مگ) اب تو اُس شخص کا آریہ ہونا مسلمانوں کے لئے ذرا بھی قابل افسوس نہیں رہا جس شخص کو اتنا علم اتنا شعور بھی نہ ہو کہ وحی کا لفظ عربی لغات میں اور کلام ربانی کی اصطلاح میں کئی معنوں میں ہوتا ہے۔ صرف وحی نبوت کے معنے میں نہیں ہوتا۔ اس جاہل اور ننگ قوم کا بقول اُئے "حس کم جہان پاک" اسلام سے چلا نا ذرا بھی قابل افسوس نہیں۔ ارے مرد آدمی قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ جس وحی کے مطابق قرآن شریف الہام شدہ ہے۔ اسی کے مطابق شہد کی مکھیوں اور راجوں اور کاریگروں کو الہام ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں وحی سے مراد الہام طبعی ہے یعنی وہ فطرت جس پر مگس شہد مطبوع و مجبول ہے اور تفہیم الٰہی سے عجیب و غریب چھتہ بناتی ہے جسکو دیکھکر دنیا کے تمام فلاسفر و حکما اور مہندسین حیران ہیں۔ تو اس میں کیسے کیسے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں جنکی مساوات میں سر مو تفاوت نہیں ہوتا۔ اور اسکو دیکھکر خدا تعالیٰ کی عجیب و غریب قدرت یاد آتی ہے کہ ایک ادنے سے جانور کو ایسی سمجھ اور ایسی حکمت عطا فرمائی۔ کہ جس سے اشرف المخلوقات انسان حیران ہے

اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے کام اور اُس کی فطرت کی حالت کو ان معجزانہ الفاظ میں اظہار فرمایا ہے واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و من الشجر و مما یعرشون ہ ثم کلی من الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللاہ یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون ہ ترجمہ اور ہمارے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور لوگ جو اونچی اونچی ٹٹیاں بنا لیتے ہیں۔ اُن میں چھتے بنا پھر ہر طرح کے پھلوں سے اُن کا عرق چوستی پھر پھر (فرماتی) اپنے رب کے آسان طریقوں پر چلی جا۔ مکھیوں کے پیٹ سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے (یعنی شہد) جس کی رنگتیں کئی طرح کی ہوتی ہیں اُس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔

بیشک غور کرنے والوں کے لئے اس میں قدرت خدا کے بڑے نشان ہیں +

خدا تعالیٰ کے اس الہام میں جسکا اثر ہر ایک نبات ۔حیوان ۔ درند ۔ پرند میں موجود ہے پھل پھول ۔ درند ۔ پرند ۔ اسی طرح الہام کے ذریعہ سے اپنی غذا حاصل کرتے ۔ اور بکمال نشوونما پر پہونچتے ہیں ۔ اگر یہ الہام طبعی نہ ہوتا تو دنیا کے تمام کارخانے بند ہو جاتے ۔ نبات حیوان وغیرہ کسی شئے کا وجود نہ ہوتا ۔ یہ سارا کارخانہ قدرت خدا تعالیٰ کی اس وحی یعنی الہام فطرت کا ظہور ہے ۔ ویدک الہام کا ظہور نہیں جو انسان کو بھی اپنی فطرت پر قایم نہیں رکھ سکا اور بقول تمہارے لاکھوں برسوں تک لوگوں کو کفر و شرک کے بحر ظلمات میں غرقاب رکھا +

اس وحی الٰہی یا الہام طبعی کا نظارہ دیکھنا ہو تو کسی درخت کے پاس جا کر تم کھڑے ہو جاؤ ۔ اس کی ساخت اور بناوٹ ۔ پھول پھل اور پتے جدا گانہ نظر آئیں گے ۔ اور ہر پھول پھل کا رنگ اور مزا جدا متمیز ہوگا ۔ اور جس طرح حنا ۔ موتیا ۔ بیلا ۔ چنبیلی ۔ مولسری کے درخت مختلف ہیئت و نباہت کے ہوتے ہیں اور ایسے ہی اُن کے عطر و خواص و طبایع بھی مختلف ہوتے ہیں اور ہر درخت کا عطر محض بُو سے پہچانا جاتا ہے ۔ عطر کے ساتھ درخت کا پھول پھل و پتہ ساتھ نہیں جاتا ۔ اور جس قوت کے ذریعہ سے ہم اُن میں فرق معلوم کر لیتے ہیں ۔ وہ قوت علی حسب مراتب انسان ۔ حیوان ۔ پرند چرند ۔ درخت ۔ پتھر وغیرہ تمام مخلوقات میں موجود ہے ۔ اسکے اثر سے بغیر کسی کے سکھائے ہوئے ہر نیک و بد ۔ دوست و دشمن ۔ ملایم غیر ملایم کو پہچانتے رہتے ہیں یہی وحی یا الہام جبلی ہے ۔ یہ الہام اگنی ۔ واگرا ۔ وایو وغیرہ وید کے رشیوں کے ذریعہ سے تمام مخلوق کو نہیں پہونچا ۔ بلکہ خود خدا تعالیٰ نے سبکو بغیر توسل غیر کے عطا فرمایا ہے ۔ قرآن شریف کا یہ اشارہ اس طرف ہے واوحی ربک الی النحل الخ +

اس الہام کا اثر ہر شے میں موجود ہے ۔ تم غور سے دیکھو ۔ اس الہام نے شہد کی

مکھی میں کیا اثر پیدا کیا۔ اُس نے کس طرح پہاڑوں کی چوٹیوں اور بلند درختوں کی ٹہنیوں میں کس حکمت سے چھتا لگایا۔ اور کس دانائی سے اُس میں چھوٹے چھوٹے مسدس خانے بنائے جس سے ذرا بھی جگہ بیکار نہیں جاتی۔ اور کس پرکار سے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہ ذرا بھی کمی بیشی یا غیر موزونیت نہیں ہوتی اور کسی طرح شفا بخش اور عمدہ عمدہ اس طرح طرح کے پھولوں سے چوس کر لائی۔ اور کس مشین سے اس طرح کا شہد بنایا جس کے مختلف رنگ ہیں اور کس طرح ان مسدس خانوں میں اسکو بھرا جس کی نسبت خدا فرماتا ہے **فیہ شفاء للناس** اور کس طرح موم بنایا۔ خانے بنانے کے لئے کہاں سے چیپ اور گوند لائی۔

اگر یہ جبلی الہام یا تفہیم الٰہی یا فطرت اللہ کا اثر نہیں تو بتاؤ شہد کی مکھی نے کس سے وید پڑھا۔ اور اسکو اگنی۔ انگرا۔ وایو۔ وغیرہ وید کے رشیوں نے کب تعلیم دی تھی کہ تو نے ایسے اور ویسے گھر بنایا۔ اور شہد لا لا اُس میں بھرنا۔ اور شہد بنانے اور چھتا لگانے کی ترکیب کون سے وید میں درج ہے کوئی وید منتر کا پتا دو۔ بلکہ بنا کر اس ترکیب سے دکھا دو۔ کہ جیسے وید میں درج ہے اور مکھی بناتی ہے۔ کیونکہ تمہارا خیال یہی ہے۔ کہ دنیا کے تمام علوم و فنون وید ہی سے نکلے ہیں۔ تو مگس شہد کی صنعت و حکمت کو وید سے نکالنے میں کیا تامل ہے۔ تار۔ جہاز۔ غبارہ۔ فوٹوگراف۔ فونوگراف اور دنیا کے تمام علوم و فنون وید میں موجود ہیں تو مگس شہد کا یہ فن وید میں کیوں نہ ہوگا؟

سنو جی! تمام اہل وید کی گپیں اور ڈینگیں ہیں وید کے جس مفہوم کے موافق پنڈت دیانند جی نے تار وغیرہ کو وید سے استنباط کیا ہے۔ جب ابتداء دنیا سے آجتک وہ مفہوم ہی کسی رشی نے نہیں بیان کیا۔ تو یہ علوم و فنون وید سے کیسے نکل سکتے ہیں ہاں پنڈت دیانند جی کی دل خوش کن باتوں پر کوئی شخص خوش ہونا چاہے۔ تو پڑا ہوا کرے۔ اور وید کو اُمّ العلوم و اُمّ الفنون کہا جائے۔ کیا کرے۔ ورنہ حقیقت کیا تھ

اُس کو کوئی تعلق نہیں۔

پھر الہام فطری کی اور مثال لو۔ ایک ادنےٰ سا زرد رنگ کا پرند بنا بیٹے اسکی کرتب پر نگاہ ڈالو۔ کہ اُس نے الہام فطرت سے کیا کر دکھایا۔ کس حکمت سے وہ اپنا گھونسلا خیمہ سا بناتا ہے کہ ویسا دہرم پال بھی نہیں بن سکتے اور دشمنوں سے محفوظ رکھنے کو کسقدر بلند درختوں اور کانٹے دار پیڑوں کی چوٹیوں میں لٹکاتا ہے۔ برسات کی اندھیری راتوں میں کس طرح کرم شب تاب پٹ بیجنے کا چراغ اپنے گھونسلے میں جلاتا ہے یہ اگر الہام طبعی اور وحی جبلی کا اثر تھی۔ تو بتاؤ بیّتے نے کس سے وید پڑھا تھا۔ یا اگنی انگرا وغیرہ نے آغاز دنیا میں اُسے بنایا تھا۔ کہ پٹ بیجنا فاسفورس وار کیڑا صرف روشنی دیتا ہے اور گھونسلا نہیں جلاتا۔ تو بے گھونسلا ان ترکیبوں سے بنا کر فلاں کانٹے دار درخت پر لٹکانا۔ اور وید میں کونسی جگہ پر اُس کی ترکیب اور تعلیم درج ہے۔

پرندوں پر نگاہ ڈالو۔ کس طرح جوڑا جوڑا ہو کر اڑتے ہیں۔ اپنے انڈوں کو کیسی معتدل حرارت پہونچاتے ہیں کہ بڑے بڑے حکیموں سے نہیں پہونچ سکتی۔ پھر بچہ کس طرح انڈا کھٹک کر نکلتا ہے اور اُس کو ماباپ دونوں پالتے ہیں۔ جب بچہ بڑا ہوتا ہے اُڑ جاتا ہے اور وہی کام کرنے لگتا ہے جو اُس کے ماباپ کرتے ہیں یہ اُس وحی الٰہی یا الہام جبلی کا کمال نہیں۔ تو بتاؤ۔ اگنی۔ انگرا وغیرہ اُن کو تعلیم دینے پر کب مامور ہوئے تھے۔

اس تعلیم کے مطابق چرند بھی اپنا چارہ پانی ڈھونڈ لیتے ہیں۔ چرنے کے اوزار حیوان کو نے نہیں۔ موقعہ پر کام میں لاتے ہیں۔ اونٹ بعید فاصلے سے پانی کی بو سونگھ لیتا ہے۔ بکری نے بھیڑیا کبھی نہ دیکھا ہو مگر پہلی دفعہ ہی دیکھکر کانپ اٹھتی ہے اور جان بچانے کو بھاگتی ہے۔ دوسرے جانور اور جاندار بھی اپنی اپنی غذا اور کو اس الہام کے ذریعہ پہچان لیتے ہیں جو قادر مطلق نے انہیں

دے رکھا ہے۔ وہ آریوں کے وید کی تعلیم سے۔ بالفرض وید سے ہے تو بتاؤ وید میں
انڈا سینے اور پکانے کی ترتیب کہاں درج ہے؟ اور وید کے رشیوں نے اُن کو
کب تعلیم دی تھی۔

یہ اُس الہام طبعی کی خوبیاں ہیں کہ مونیا کا درخت چنبلی کی اور چنبلی کا درخت
موتیا کی روش پر پیدا نہیں ہوتا اور نہ ویسا پھول لاتا ہے اور چرند پرند کی طرز پیدا
نہیں ہوتا۔ نہ وہ طرز معاشرت اختیار کرتا ہے۔ جو گوشت خور ہوتا ہے گوشت خور
ہی رہتا ہے۔ جو گندگی خور ہوتا ہے گندگی خور ہی رہتا ہے۔ گھاس خور ماس خور کی
اور ماس خور گھاس خور کی غذا نہیں کھاتا۔ ہر ایک اپنی فطرت اور خلقت پر چلتا ہو
اور اس خلقت اور فطرت سے وید واقف نہیں اور قرآن اسکا پتہ دیتا ہے
سبح اسم ربک الاعلیٰ الذی خلق فسوی۔ والذی قدر
فھدی اے نبی تو اپنے اُس عالی شان مربی اور محسن اللہ کی تقدیس بیان کر جس نے
تمام مخلوق کو بنایا پھر اُسکو موزونیت واعتدال عطا فرمایا اور جس نے ہر ایک کے لئے
ایک فطرت مقرر کی۔ پھر اُس فطرت کے موافق چلنے کی راہ دکھائی۔

اور پھر فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ
اور خدا کا نیچر وہی ہے جیسا اُس نے انسان کو بنایا۔ خدا کے نیچر میں رد و بدل نہیں
دین قیم یہی ہے پر اکثر لوگ جانتے نہیں۔ یہی الہام عقلی ہے جسے فطرت اللہ
کہا جاتا ہے۔ اس الہام طبعی کے موافق تمام نظام کائنات ایک انتظام کے ساتھ
چل رہا ہے۔ اس الہام جبلی پر تمام حکما و فلاسفر کے علوم و فنون کی بنیاد ہی۔ افسوس
کہ دھرم پال جی دین حقیقی سے ایسے گئے۔ کہ اپنے اس نیچر یا الہام طبعی کو بھی بھول گئے
جس پر تمام انگریزی لٹریچر کی بنا ہے۔

سنو اگر تم اس الہام طبعی پر غور کرتے تو آریہ مت اور تناسخ کے سبب سے بڑے دشمن

تم ہی ہوئے ۔ یہ الہام طبعی ابطال تناسخ کی ایک زبردست دلیل ہے کیونکہ تناسخ کے قایل روح کو سوار اور قالب کو سواری کی مانند بنایا کرتے ہیں کہ جیسے گھوڑی کا سوار کوئی خطا کرے تو سوار کو سزا دی جائیگی ۔ نہ کہ گھوڑے کو ۔ اس طرح جو روح کرتی ہے بھرتی ہے ۔ قالب کو سزا بالکل نہیں ملتی ۔ کیونکہ قالب کو فعل روح سے کوئی تعلق نہیں بیان کرتے ؂

رہی تقدیر اگر انسان قالب شیر یا خوک میں اپنے قوانین فطرت کے خلاف غذا نہیں کھائیگا ۔ یا شیر و خنزیر اگر قالب انسان میں آئے ۔ تو بھی اپنی فطری غذا سے باہر نہیں جائیگا اور یہی عمدہ فطرت ہے کہ جو جس کی غذا ہو ۔ وہ اسی کو کھائے ۔ اور اپنی چھوڑ کر دوسرے کی غذا کھانا خلاف فطرت ہے ۔ اسی واسطے کبھی کسی انسان کو شیر یا خنزیر کی غذا کھاتے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ شیر و خنزیر ہی کو کسی انسانی فطرت پر چلتے دیکھتا ہے ۔ اگر اہل تناسخ کے قول کے مطابق ایک دوسرے کے قالب میں روح مبدل ہوتی ۔ تو اپنے قاصد و الہام کے مطابق خورد و نوش کرلی چونکہ ایسا نظر نہیں آتا ۔ لہذا تناسخ باطل ہے اور جبلی الہام باطل نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہر شے میں اُس کا ظہور ہے اور ایک ذرہ بھی اُس سے خالی نہیں ۔

اور یہ نہیں ہو سکتا ۔ کہ دوسرے قالب میں جاکر کوئی روح اپنا خاصہ چھوڑ دے ۔ چنانچہ گدھے کا سوار گدھے پر بھی اور گھوڑے پر بلکہ جس پر بھی سوار ہو ۔ اپنی خاصیت کے موافق ہی کام کرے گا ۔ انسان شیر یا گدھے پر سوار ہو کر شیر یا گدھے کا کام کرنے لگے ۔ ایسا کبھی نہیں ہوا ۔ لہذا دوسرے قالب (سواری) میں جاکر خلاف فطرت خود کام کرنا ہی باطل ہے اور چونکہ ایک روح فطری خاصہ اول عادتاً و الہاماً حاصل کر چکی ۔ ہے اب اُس کے واسطے تبدیل ناجایز ہے ۔ لا تبدیل لخلق اللہ پس تناسخ باطل ہوا ۔

جو روح ابھی سانپ کی جون میں تھی۔ اُسے سابق جنم کے سبھاؤ کے موافق زمین پر رینگنا چاہیئے۔ تو کہاں کی چھاتیوں میں ہاتھ ڈال لینا۔ روح کی فطرت بدل نہیں سکتی۔ کسی جنم میں جائے۔ روح اپنے خواص کیوں منفک کر دے حالانکہ آریوں کا اُصول ہے۔ کہ صفت اپنے موصوف سے جدا نہیں ہوتی۔ ایک انسانی خاصہ کی روح گدھے کا خاصہ کیوں اختیار کر لیتی ہے۔ وعلےٰ ہذا اُسکے برخلاف ہی۔ مگر جو لوگ نباتات میں بھی انسانی روحوں کے وجود کے قایل ہوں۔ اور پھر سبزی چٹ کرتے رہیں۔ اور دوسروں کو گوشت خوری کی ملامت کریں۔ وہ کسی غیر امر کے قایل ہوں۔ اُن پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ جن لوگوں کے مذہب میں زید کا نطفہ قلب ماہیت کرکے عمرو کا نطفہ اور عمرو کی اولاد بن جاتا ہے۔ جیسا کہ نیوگ کا اُصول ہے۔ وہ اگر روح کے صفات و خواص کی ہر جنم میں آنے کے بعد قلب ماہیت و صفات کے قایل ہو جاوے تو اُنپر کوئی تعجب نہیں۔ حماقت ہی ایک حد تک ہوتی ہے اور آریوں کی اس حماقت کی کوئی انتہا ہی نہیں۔

اصل یہ ہے کہ آریوں کو فی الحقیقت سائینس اور فلاسفی سے قطعی دشمنی ہے۔ ہاں دوسروں پر اعتراض کرنے کے لئے سائینس اور فلاسفی بار آجاتی ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ قلب ماہیت ہوکر زید کا نطفہ مرد کا نطفہ بن جائے۔ یا گدھے کے خواص بدل کر روح میں انسانی خواص یا انسانی فطرت بدلکر حماری فطرت بن جائے۔ روح کو نفس ناطقہ کیوں کہتے ہیں۔ جب کہ حیوانی جنم میں آکر وہ قوت منطق کو بھی جواب دیدیتا ہے۔ فتفکروا یا اولی الالباب

وید کی وکالت اور وید کے وکیل کی وکالت

ناظرین! وید وہ کتاب ہی کہ جس نے دنیا میں نیوگ پرستی اور توہم پرستی اور سورج پرستی اور بُت پرستی کی بنیاد ڈالی جس کی وکالت کا بیڑا پنڈت دیانند صاحب نے اُٹھایا اور اسلامی توحید اور حق پرستی کے سورج کو نصف النہار پر چمکتا ہوا دیکھکر اسکو تاویلوں کے سانچے پر ڈہالنا شروع کیا اور طرح طرح کے بے بنیاد دعووں پر اُس کی بنیاد ڈالی - گر کچھ نہ ہوسکا - بقول سہ آہنے راکہ مورچا نخورد + نرود بر دزد بہ صیقل زنگ - خود پنڈت دیانند صاحب تحریر کرتے ہیں اور آتش پرستوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں اسی طرح پر پارسی لوگ بھی آتشکدہ میں آتش پرستی کرتے ہیں کیا اس عمل کی بنیاد ویدوں میں نہیں ہے۔ ایڈیشن منجری ملک -

اب ہم پنڈت صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ جب اس کتاب میں ہی آتش پرستی کی بنیاد تھی۔ تو آپ اسکی بے وجہ وکالت کرکے اور تاویلوں کے سانچے پر ڈہال کر کس لئے اُس کو ناکردہ گناہ کا مجرم بناتے ہیں اسپر طرفہ یہ کہ پنڈت صاحب مہاراج نے تو وید کی وکالت کا بیڑا اُٹھایا - اور اب پنڈت صاحب کی وکالت اُس کے چیلے کرتے ہوئے بگلا بھگت کی ایک ہی ٹانگ بنائے جاتے ہیں - ان باتوں کو ذرا خیال سے ملاحظہ فرماویں سہ

پُرانا ملک کو دل جلوں سے اِتنی کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردیں تو داغ نام نہیں

پنڈت صاحب وید کو قدیمی کتاب اور الہامی مانتے ہوئے منوسمرتی کا مہا لیتے ہیں- اور وید کے بعد منوسمرتی کا وجود مانتے ہیں - مگر بقول دروغ گورا حافظہ نباشد اُن کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ منوسمرتی مہابھارت کے زمانہ میں لکھی گئی -

ابتدائے آفرینش سے لیکر پانچہزار برسوں سے پہلے زمانہ تک آریوں کا عالمگیر اور چکرورتی یعنی روئے زمین پر سب کے اوپر ایک ہی راج تھا دیگر ممالک میں ماندلک یعنی چھوٹے چھوٹے راجے رہتے تھے۔ کیونکہ کورو پانڈو تک یہاں کے راج اور ضابطہ سلطنت میں کل روئے زمین کے سب راجا اور رعایا چلتے تھے کیونکہ یہ منوسمرتی جو دنیا کی ابتدا میں ہوئی اُس کا حوالہ ہے ۹ ستیارتھ ص ۲۶۸ +

ناظرین پنڈت صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ پانڈو کورو تک کے زمانہ کا حال منوسمرتی میں موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ منوسمرتی پانڈو کورو کے زمانہ میں یا اُس کے بعد تیار ہوئی۔ مگر پنڈت صاحب کا یہ فرمانا۔ کہ منوسمرتی وید کے بعد دنیا میں پہلی کتاب ہے۔ گپ علی الگپ نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر نہیں معلوم وہ کتاب جو کورو پانڈو کے زمانہ میں تصنیف ہوئی اُس کے حوالہ سے وید کی بنیاد کو قایم کرنا بنا فاسد علی الفاسد نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر اسی طرح یہ کہ منوسمرتی کے بعض اشلوکوں کو معرفہ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ اس میں جو بے سروپا حکایتیں ہیں اُنکا جواب نہ دینا پڑے اور یہ کہہ کر ٹال دیا جاوے کہ وید ورودھ ہیں یعنی وید کے خلاف۔ تو اس میں یہ عرض ہے جب وید کے موافق جو بات منوسمرتی میں ہے وہی قابل قبولیت ہے تو وہ بات وید میں ضرور ہوگی تبھی وید کے موافق ثابت ہوگی۔ اور اگر منو کی ہر بات جو قابل قبولیت خیال کی جاتی ہے۔ وید میں نہیں تو اُسکو وید کے موافق کس طرح خیال کیا جاتا ہے۔ اور جس پر مخالف کا اعتراض ہے اُس کو وید ورودھ کیوں کہا جاتا ہے۔ کیا یہ من مانی کارروائی اور پنڈت صاحب کی وکالت نہیں تو اور کیا بغیر اس کے بھی جانے دو۔ بعض آریوں نے جو منوسمرتی کا ترجمہ کیا ہے۔ اُس میں سے معرفہ شلوکوں کو کیوں نہیں نکال دیا۔ اُسکو بھی جانے دو

ترجمہ کرتے وقت نوٹوں کے ذریعے ہی اُن اشلوکوں کو جو وید ورُدھ ہیں۔ واضح کر دیا جاوے۔ مگر کیسے نوٹ کون اور کس طرح اور کس کس کو سے

سبھے کیونکر کو ہے سب کام اُلٹا

تم سُنئے بات اُلٹی وید اُلٹا

اس کو جانے دیجئے۔ کیونکہ دیانندی وکالت کے لئے مشت نمونہ خروار ہی کافی ہے۔ اب دیانندی چیلوں کی وکالت ملاحظہ ہو۔

پنڈت دیانند صاحب تو دنیا کو ازلی ابدی نہیں مانتے دیکھو ستیارتھ ص۵۵

جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے وہ ازلی ابدی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور فعل ہی پیدائش اور فنا سے آزاد نہیں جہان میں جس قدر اشیاء پیدا ہوتی ہیں وہ سب اتصال سے پیدا ہونے والی ہیں۔ وہ پیدا اور فنا ہوتی دیکھی جاتی ہیں پھر دنیا پیدائش اور فنا کے تابع کیوں نہیں۔ ستیارتھ ص۵۵۔

پنڈت صاحب کے قول کے مطابق تو دنیا اور مخلوق اور مخلوق کا فعل ازلی ابدی نہیں مگر پنڈت صاحب کے چیلے اس کے برخلاف بیان کرتے ہیں۔

جیو اور اُس کے اعمال کا ویسا ہی تعلق دوامی ہے جیسے بیج اور درخت کا اس لئے ایک کے انادی (ازلی) ماننے سے دوسرے کو لازمی طور پر انادی ماننا پڑیگا۔ اگو ید آدی بھو مکا کا حاشیہ صلا

دیکھو پنڈت صاحب کے برخلاف اعمال وغیرہ کو دوامی بیان کرنے لگ گئے کیوں نہ ہو گرو جیہا ندے چیلے جان شڑپ؟۔

مگر پنڈت صاحب تو نجات تک تو اعمال کا نام و نشان بھی قبول نہیں کرتے۔

جیسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اب بھی پیدا ہو کر کچھ عرصہ جیتے ہیں با وجود اس طرح مر جانے پر بھی خلقت کی سزا نہیں ملتی۔ اسی طرح آدمی سرشٹی کے

انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ اُن کے لئے کوئی امر و نہی نہ تھا نہی
اب تک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا کانوں سے شبد سننا پاؤں
سے چلنا وغیرہ۔ بس اس سے زیادہ کام آدمی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت
آدمی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی پھر پرمیشور نے منشوں کو وید گیان دیا۔ بحوالہ
یجر وید ادھیائے ۳۰ منتر ۸۔ ایڈیشن نیچری صفحہ

مندرجہ بالا عبارت پنڈت صاحب کی نسبت نو میں رسالہ ویدی عقائد
کی بے ثباتی میں پورے طور پر بحث کر چکا ہوں۔ مگر اس جگہ اشارۃً کچھ عرض کرتا
ہوں۔ دیانندی چیلے تو افعال مخلوق کو ازلی ابدی مانیں۔ مگر پنڈت دیانند صاحب
کچھ عرصہ تک بچپن کی سی حالت میں جہان کی حالت بیان کرتے ہیں۔ اور اُس
وقت تک سزا کی بھی قائل نہیں اور جب سزا کے قائل نہیں۔ جو کہ اعمال کے
موافق دی جاتی ہے۔ تو پھر اعمال انادی کیسے ہوئے۔ واہ دیانندی چیلو آپکی
اور آپکے گرو کے بلہار کیوں جائیں۔

(۱) بچپن کی حالت میں اُن کے لئے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ پنڈت دیانند کی وکالت
سے ثابت اور وید کی قدامت و انادیت باطل۔

(۲) جب کوئی امر و نہی نہ تھا۔ تو اعمال کی ازلیت کہاں۔

(۳) آنکھوں سے دیکھنا کانوں سے شبد سننا۔ شبد بامعنی ہوتا ہے۔ وہ کس
زبان کے شبد تھے کیونکہ وید کا ابھی تک نام و نشان نہ تھا۔

(۴) ایسی حالت آدمی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی پھر پرمیشور نے منشوں کو
وید گیان اے دیانندیوں۔ کچھ عرصہ تک جب کو وید کا گیان نہ اترا تھا۔ خلق خدا
کی کیا حالت تھی۔ اور اُن کا کاروبار کس طرح چلتا تھا۔ کیونکہ بغیر وید کوئی علم حاصل
ہو نہیں سکتا اور کیا وید اُس زبان میں نازل ہوا۔ جس کے الفاظ وہ استعمال

کرتے تھے۔ تو ایشور رعایت کا ملزم ٹھیرا۔ کہ اُن کی زبان میں وید کا نزول کیا۔ اگر اُن کی زبان میں نہیں اُتارا۔ تو وہ زبان جس کے الفاظ (تسبد) وید کے نزول سے اول استعمال ہوتے تھے سنسکرت سے تفضیلت رکھتی ہے۔ کیونکہ دیانند یول کے نزدیک فضیلت کی پگڑی قدامت کے باعث ملتی ہے۔

ناظرین یہ نمونہ ہے دیانندی وکالت کا جو ویدکی اُس نے اپنے ذمے لی ہے اور پھر اُس کی وکالت جو اُس کے چیلوں نے کی ہے اس وقت میں اسی پر بس کرتا ہوں۔ کیونکہ ؎

اندکے باتو گفتیم و بدل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

اس کے بعد دیانندی چیلوں نے جو دیانند کی وکالت ہے اُس کی تردید ہم دیانندی شہادت سے تو کر چکے۔ اب عقلی دلایل بیان کرتے ہیں :۔

(۱) بقول دیانندی۔ اور اُس کے چیلوں کے دنیا کو ہم اَنادی اور نہ مخلوق کو ہم اَنادی قبول کرتے ہیں۔ کیونکہ جب مخلوق اَنادی۔ مادہ اَنادی۔ روح اَنادی۔ اعمال مخلوق اَنادی۔ روح مادہ میں اتصال کی قوت اَنادی۔ تو اب ایشور کی کیا ضرورت اور کیا حاجت۔ یہ عقایدِ دہریوں کا ہے۔ دیانندیوں نے جب اپنا ناطقہ ہر طرح سے تنگ دیکھا تو دہریوں کے عقاید قبول کر کے بے وجہ یہ کہنا شروع کیا۔ کہ ہم ایشور کو مانتے ہیں؟

(۲) اگر ہم دنیا کو بقول دیانندیاں اَنادی مان لیں۔ تو نعل مخلوق تو پھر بھی حادث ماننا پڑیگا۔ کیونکہ مخلوق نے پیدا ہوتے ہی یہ تعلقات تو نہ ڈال لئے تھے۔ ان معاملات کے سوچنے اور آپس میں تعلق پکڑنے کے واسطے رشیوں سے جنکو وید الہام ہوتے تعلیم حاصل کرنے میں کچھ نہ کچھ وقفہ تو ضرور ہو گیا ہوگا۔ خواہ

ایک دن یا ایک گھنٹہ کا نہ ہوا۔ پھر انہوں نے جب تعلقات پکڑے ہونگے۔ تو نیک و بد اعمال کی حاجت اُن کو ہوئی تو اعمال انادی کس طرح ہوئے۔ بہر حال یہی ثابت ہوا۔ کہ افعال مخلوق حادث ہیں جب افعال مخلوق حادث ہیں۔ تو مخلوق جس کو دیانندی انادی مانتے ہیں اور وہ طرح طرح اور نوع بنوع کے جسموں میں پیدا ہوئی۔ حالانکہ جسم کا ملنا اعمال کا نتیجہ ہے اور اعمال حادث ہیں تو اس سے تناسخ کا صریح بطلان ثابت ہوا ہے؟

(۳) دنیا ہی حادث ہے۔ روح اور مادہ اور ایشور انادی۔ اب غور کرو۔ ایشور فاعل ہے دنیا کا پیدا کرنے والا مخلوق مفعول۔ فاعل معلوم۔ مفعول معلوم۔ فاعل سے جو کام سرزد ہوا اُس کا وقت بھی ضروری ہونا چاہیئے۔ اگر وقت نہ مانیں گے تو پھر وہی دہریہ خیال ہی ہوگا۔ جو کہ ایشور کو قبول نہیں کرتے۔

ان امورات کے بیان کرنے کے بعد ہم ناظرین کی توجہ کو اس طرف مبذول کرتے ہیں۔ کہ آیا وید کی تعلیم دین و دنیا میں ہمیں کچھ فایدہ بھی پہونچا سکتی ہے یا نہیں میرے خیال میں وید کی تعلیم سے ہمیں نہ تو دنیا میں اور نہ دین میں کوئی فایدہ حاصل ہونے کی اُمید ہے۔ نہ اُس پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ صریح قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اور جو کتاب خلاف قانون قدرت ہو اُس کو کبھی الہامی نہ ماننا چاہیئے جسکو رگوید آدی بھومکا میں شرط ۳ قرار دیا ہے۔

ستیارتھ پرکاش ۱۵۶ نیوگ سے پیدا شدہ لڑکا اسی طرح جیسے خاوند سے پیدا شدہ لڑکا میرے باپ کے وارث ہوتے ہیں۔

ناظرین ہم دریافت کرتے ہیں کہ اولاد ہمیشہ اپنے باپ کی جائز وارث ہوتی ہے یعنی جس کے نطفہ سے اولاد ہو۔ اسی کی وارث۔ مگر یہ کونسا قانون قدرت ہے کہ نطفہ تو کسی کا اور جائز وارث مرے ہوئے باپ کا۔ مرا ہوا باپ بیچارہ دو فرزند

چھوڑ گیا۔ اب اُس کی عورت نے نیوگی مرد سے چھ بچے اور پیدا کر لئے۔ اب مرد کے ہو با کے آٹھ بچے جائز وارث بن بیٹھے۔ کسقدر ظلم اور قانون قدرت کے خلاف یہ بات ہے کہ کہاں دو بچوں پر وہ جاید اد تقسیم ہونی کہاں آٹھ پر۔ ایسا ممکن ہو کوئی مہذب اور قانون دان پارٹی روا رکھے اور قانون قدرت سے بھی صریح بر خلاف

پھر ستیارتھ ۱۵۵ منوجی کا شلوک۔ اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو۔ تو آٹھ برس تک انتظار کرے اور اگر علم اور نیکنامی کے لئے گیا ہو تو چھ برس اور دولت وغیرہ بھوگ کے لئے گیا ہو تو تین برس انتظار کر کے عورت نیوگ سے اولاد پیدا کرے۔

اس میں تین درجہ ہیں (۱) اگر دھرم کی خاطر گیا ہو تو بیاہی عورت آٹھ برس انتظار کر کے اولاد پیدا کرے۔ مگر جب ریاضیوں سے دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ نیوگ کیوں جاتا ہے۔ تو کہتے ہیں نیوگ کرنا دھرم ہے گرنا ہے۔ اب مرد بیچارہ تو دھرم کی خاطر پردیس گیا اور عورت نے دھرم کو دریا میں پھینک کر اولاد حاصل کرلی خاوند کو دھرم کی خاطر پردیس میں مصیبت اُٹھانے سے کیا فایدہ ہوا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ اپنے گھر میں بے دھرم بیٹھا رہتا تو اُس کی جورو دوسرے کے بغلگیر تو نہ ہوتی اب اگر عورت سے اولاد بھی ہوگئی ہے۔ تو اُس پردیس گئے ہوئے مہاشہ کو اپنی جایداد کا مالک غیر کا نطفہ ضروری بنانا پڑا۔ یہ کس قانون قدرت کے موافق ہے ایسا ہی باقی درجہ والوں کا حال ہے۔ ایک تو علم کے واسطے گیا تھا۔ دوسرا دولت کے واسطے۔ اُن کو مسافرت کی مصایب اُٹھا کر علم و دولت تو حاصل ہونا ہو۔ مگر جائز وارث منفرد ہو گئے۔ واہ سماجی دوستو آپ کا قانون قدرت۔ واہ آپ کی علمی لیاقت۔ سچ ہے سه

تجارت کو نکلو تو سسرالیے پیچھے ✦ جو لوٹو تو پوبارہ ہونگے تمہارے

بعہ سود تم اصل حاصل کرو گر + ملے بیوی بجائے منفعت کے لڑکے

عمل اس نصیحت پہ جو جو کرے گا

وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا

دیگر یہ۔ کہ نیوگ کے واسطے تین درجہ کیوں رکھے ہیں حالانکہ تمام عورتوں کی خواہش ایک جیسی ہی ہے۔ دیکھو ستیارتھ ملا ۱۴۹ کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائنات کے مطابق عورت اور مرد کا قدرتی عمل رک ہی نہیں سکتا بجز تارک الدنیا عالم باکمال اور یوگیوں کو مستثنےٰ کر دیا ہے۔ مگر ان کی بھی یہ حالت ہے ع۔

چوں بخلوت مے روند آں کار دیگری کنند

اسی واسطے اسلام نے حکم دیا ہے۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ اسلام میں تارک الدنیا ہونا جائز نہیں اب سماجی دوستو بتاؤ جب مرد عورت کا قدرتی عمل رک نہیں سکتا تو یہ حکم کیوں دیا۔

(۱) دھرم کی خاطر گیا تو آٹھ سال انتظار۔

(۲) اگر علم کی خاطر گیا تو چھ سال۔

(۳) اگر تجارت کی خاطر گیا ہو۔ تو تین سال انتظار کرے اس تفاوت سے شرط اس طرح اڑتی ہے جس طرح گدھے کے سر سے سینگ۔ کیونکہ شرط ہذا کا مدعا ہے کہ الہام میں کسی کی رورعایت نہ ہونی چاہئے۔

اے آریہ صاحبان اس کا جواب باصواب باتہذیب تحریر کرو۔ یہ حالت نہ اختیار کرنا۔ ؎

چو صحبت نماند جفا جوئے را

بہ پیکار گردن کشند روئے را

آریوں کا خیر خواہ قاضی محمد فضل الدین مرارہ ضلع گورداسپور۔

خبریں

میلان بجانب اسلام مسلمانان روس کی بیداری سے علاوہ مادی فواید کے اسلام کی وقعت بھی لوگوں کے دلوں میں گھر کرتی جاتی اور اسلام کی حقیقت دلنشین ہوتی جاتی ہے اور قبول اسلام میں روز بروز بیشی نمایاں ہوتی ہے چنانچہ جب سے ایک فرمان شاہی کے بموجب رعایا کو عقاید و خیالات کی آزادی عطا ہوئی ہے نہ صرف مسلمان نسل کے ہزار ہا ایسے لوگ جنہیں جبراً عیسائی بنایا گیا تھا۔ اپنے دین آبائی میں واپس آ رہے ہیں اور حال میں روسی ضلع اوفا کے ایک قصبہ آرکرجی نامی میں ۲۰۵ آتش پرستوں نے علامہ شاکر جان آفندی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے روسی مسلمان اس نئے برادران دین کی بڑی خبرگیری و اعانت کرتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے معلمین انکی بستیوں میں بھیجکر اور مسجدیں بنوا کر انکو احکام دینی سے واقف ہونے اور مراسم شرعیہ ادا کرنے میں سہولتیں بہم پہونچاتے ہیں۔

قبول اسلام کی خواہش تازہ ڈاک کے مصری صحایف میں بحوالہ موتر کی اخبار اقدام یہ حیرتناک و مسرت انگیز خبر شایع ہوئی ہے کہ روسی صوبجات قران سارق اور سیمبرسک کے بسنے والے آتش پرست لوگوں نے حکومت زار کو اس امر کی اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں اسپر زار نے ان کی مردم شماری کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ قبول اسلام کے خواہشمندوں کی تعداد دس لاکھ ہے اگر اخبار اقدام کی یہ روایت صحیح نکلی اور روسی باشندوں کے قبول اسلام کی خواہش فی الحال پیش آئی ہوئی نہیں سمجھے ہو اسکی صحت چنداں بعید از قیاس نہیں معلوم ہوتی تو اس بات کو واردات زمانہ میں شمار کرنا غلط ہوگا۔ کیونکہ ظاہر

اسلام سے آجتک کوئی نظیر ایسی موجود نہیں جس سے اتنی بڑی تعداد کے ایک مرتبہ
داخل دائرہ اسلام ہونیکا ثبوت بہم پہونچتا ہو۔ اللھم وفق عبادک الی الحق
انک علی ماتشاء قدیر۔ ہندوستان کے مسلمان ان باتوں کو دیکھکر اپنی
قومی ذمہ داری پر متنبہ ہوں اور اپنی اصلاح و ترقی میں مستعدی سے کوشش
کریں۔

حوادث۔ دہلی شاہدرہ ریلوے کے سب اسسٹنٹ انجینیر پر ڈاکوؤں نے حملہ کرکے
ایک سائیس کو قتل اور دو آدمیوں کو زخمی کیا۔ اور ۵ ہزار روپیہ لے گئے

ضلع لاڑکانہ کے موضع سا... پر ۲۴ بدمعاشوں نے ڈاکہ ڈالا اور ایک مالدار
بنئے کے بیٹے اور اس کے نوکر کو قتل کر ڈالا۔
اور دس آدمیوں کو زخمی کرکے ۳۵ ہزار کے زیورات اور
نقدی لے گئے۔

کابل میں تیل نکالنے کا کارخانہ بھی قائم ہونے والا ہے۔

بالاگھاٹ کے قریب دیوانہ کتے نے ایک ہاتھی کے سونڈ میں کاٹ کھایا
اس صدمہ سے ہاتھی مرگیا۔ علاوہ ہاتھی کے اس کتے نے کئی گائے اور
بھینسوں کو بھی کاٹ ڈالا۔

مصر کے شہزادہ پرنس محمد ابراہیم کی موٹر کار فرانس کے شہر برنے میں ایک
ٹرین سے ٹکرا گئی۔ شہزادہ کو سخت صدمہ پہونچا جس سے وہ جانبر نہ ہوسکے
اور دوسرے روز مر گئے۔

جاپان کی مذہبی کانفرنس میں اسلام کو قائم مقام نہایت اچھا احترام کیا گیا۔ مسلمان علما نے دین
اسلام کی خوبیاں اور احکام کو بیان میں جو کتابیں یا رسالے یا خطبے پیش کئے تھے ان کا
سلسلہ جاپانی ترجمہ چھپوا کر ملک میں مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اَفَمَن شَرَحَ اللّٰہُ صَدرَہٗ لِلاِسلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُورٍ مِّن رَّبِّہٖ

رسالہ

جلد ۸

نمبر ۱۴ و ۱۵

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

پندرہ روزہ

بعض معاونین انوار الاسلام کی توجہ کے لایق

اور

تفسیر فیروزی پارہ عم

یہ ایسی عمدہ تفسیر ہے کہ فی تفسیر سونے کے تول اور جواہرات کے مول بکتی ہے۔ حجم ۱۶۸ صفحہ کلان تقطیع جسکو دوگنا کرنے سے ۳۳۶ صفحہ ہوتے ہیں مفت اور سال بھر رسالہ انوار الاسلام ۴۷۶ صفحہ کا دیا جاتا ہے۔ اسقدر رعایت دنیا بھر میں کہیں نہیں ملتی لیکن افسوس کی بات ہے کہ اسپر بھی بعض معاونین نے باوجود قریباً جلد ۸ ہے ۱۳ تک رسالہ وصول کرنے کے سنگدلی

سے وی پی واپس فرمادینگے اور کچھہ خدا کا خوف نہیں کیا۔ اور ناحق ہم یتیموں کو اتنے کثیر خرچ کا زیربار کر دیا کیا اسی کو اسلامی ہمدردی اور خیرخواہی کہتے ہیں۔ جب پہلے سے اطلاع دی گئی تھی۔ کہ جن صاحبان کو سال حال کے لئے رسالہ انوار الاسلام کی خریداری منظور نہ ہو وہ اطلاعی کارڈ روانہ فرماویں پھر انکی تعمیل کیوں نہیں کی ایک پیسہ کے بجائے چار چار آنے ضایع کئے۔ اور وی پی واپس کر دیا ہے۔ انہوں نے کیوں پہلے اطلاع نہیں دی؟

اب ہم پھر دوبارہ اُن کے نام بمعہ سابقہ خرچ کے کل عہ کا وی پی روانہ کرینگے

اگر پھر بھی انہوں نے واپس کر دیا تو آیندہ کسی رسالہ میں جلی قلم سے اسلام کے ایسے خیرخواہوں کے نام جو **یتیموں** کے مال کو خدا کا خوف بھلا کر ہضم کرنا چاہتے ہیں شایع کرینگے اور قطعی طور پر رجسٹر خریداران سے اُن کے نام **کاٹ** دینگے۔ امید ہے کہ سب معاونین **انوار الاسلام** وی پی کو وصول فرما کر یتیموں کو شکریہ کا موقعہ دینگے۔ والسلام

مینجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام سیالکوٹ

دیانندیوں کی پول

دیانندی محض بکواس کرنا اور صرف کتوں کی طرح کائیں کائیں کرنا ہی جانتے ہیں ویسی بکواسوں سے تو اُن کے اخبارات بھرے پڑے ہوتے ہیں مگر جب کسی کو اپنے اُصولوں پر عمل کرنیکا موقعہ پڑتا ہے تو اُصولوں کو محض ردی اور فضول سمجھ کر نیوگ خانہ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ لالہ دیانند تو بڑے زور سے لکھتا رہا کہ کنوارے کنواری کا بیاہ ہو سکتا ہے اور کنواری اور رنڈوے کا بیاہ وید کے خلاف ہے تو پھر بھی سماج کے ایک لیڈر صاحب کو ایک کنواری کا عشق گدگدایا اور اپنے دیانندی اُصولوں پر لات مار کر کنواری سے شادی کر لی حالانکہ آپکی اولاد پہلے سے موجود ہے ایسی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانندی اُصول صرف نیوگ خانہ کی دیواروں پر لٹکانے کے لئے ہیں نہ کہ عمل کرنے کے لئے اور یہ بھی سچ ہے کیونکہ جو اُصول بنی نوع انسان کے قدرتی میلان کے خلاف ہوں اور قانون قدرت

کے صریح برخلاف بنائے جاویں ان پرعمل در آمد ایسی ہی مفقود ہوتا ہے ۵ اجون کے آگرہ نواہی نیوگی پرچے میں ایک دیانندی جوالا پرشادجی کی عملی حالت کا نمونہ لکھا ہے کہ آپ خیر سے درڑھ آریہ تھے یعنی پکے کٹر نیوگی۔ آپ نے لگن میں کم روپیہ آتے دیکھکر شادی سے انکار کردیا اور جب آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ روپیہ لیوینگے تو پھر ہم ویدک ریتی کی شادی کو منظور نہ کرینگے۔ اسپر پکے کٹر نیوگی جوالا پرشاد جواب دیتے ہیں کہ ہمیں روپیہ سے مطلب ہی چاہیے ویدک ریتی سے شادی ہو یا نہ ہو چاہے پورانک ریتی سے "

ناظرین یہ ہے عملی حالت ہماری معترضوں کی جو ہند کا کیا کل دنیا کا سدھار کرنا چاہتے ہیں اور اپنے گھر کی حالت پر غور نہیں کرتے۔ آپ خیر سے ممبر سبھا سدآریہ کنوار سبھا دہلی ہیں بھلا جن لوگوں کی عملی حالت کا یہ حال ہو وہ دوسروں کو نصیحت کریں اور دنیا کی اصلاح کا نام لیں۔ محمد منظور الٰہی سوہدروی

آگرہ کے نیوگی پرچے کے دیانندی ...... کو واضح ہو کہ جب اُسکی ...... کا خاتمہ ہولیگا تو ہم بہت جلد اُسے نیوگ خانہ میں لیجا کر ہدری کے درشن کروا دینگے۔ اور اُس سے پاپڑ ملوائیں گے۔ "

دیانندی نیوگی اور ہندو

آگرہ نواہی نیوگی ۵ اجون کی اشاعت صفحہ ۵ میں ایک مسلمان اخبار کو گالیاں نکالتے ہوئے لکھتا ہے کہ کہیں آپ میں ہندو کہتے ہیں کہیں آریہ جس سے معلوم ہوا کہ آریہ و ہندو میں آپکو تمیز نہیں نیک و بد میں تمیز نہیں گویا اپنے منہ سے وہ اپنے آپکو نیک جاننا چاہتا ہے اور ہندوؤں کو برا مگر برا ہو اس نیوگی تعصب کا کہ خود ہی اسی

اسی پرچہ میں آگے جا کر اپنے آپکو ہندو یعنی بُرا بنا رہا ہے اور لکھتا ہے کہ ہم انہیں (یعنی راجپت رائے دیانندی کو) ہندو قوم کی ڈوبتی کشتی کا بہادر ملاح سمجھا کرتے ہیں پھر آگے چلکر لکھتا ہے کہ ہم بڑے زور کے ساتھ ہندو قوم کو بیدار کر کے بتلاتے ہیں کہ ایسے لیڈروں کو تلانجلی دو۔ اب یہاں نیوگی صاحب خود ہی ہندو قوم میں ہونا فخر سمجھتے ہیں اور اپنی قوم کو ہندو قوم کہنے سے بُرا نہیں جانتے۔ اصل میں نیوگی دیانندی کی تعریف ہی یہی ہے کہ جس کا کوئی اُصول نہ ہو۔ جدھر ہوا دیکھی اُسی طرف مُنہ کر لیا۔

عجیب طلاق کے عنوان کے نیچے یہی دیانندی نیوگی بکواس کرتا لکھتا ہے کہ امریکہ کے کسی شخص نے اپنی عورت کو اس وجہ پر طلاق دیدی کہ اُسکے پاؤں کی سردی کے باعث اُسے تکلیف ہوتی تھی۔ اسپر نیوگی صاحب ہم کو صلاح دیتے ہیں کہ چونکہ طلاق نے مغرب میں عجیب اشانتی پیدا کر رکھی ہے اسلئے اسلامی دوست اسلام کے عملی پہلو پر وچار کر کے فایدہ اُٹھائیں لالہ صاحب کا یہ ریمارک دیکھکر ہمیں ایک بات یاد آئی۔ کہ کسی نیوگ کے عاشق زار نے اپنی رانڈ ہمشیرہ کو خواہش مند اولاد پاکر اس سے نیوگ کر کے اگنی کا نام پالیا۔ اسپر جب اُسے ملامت کی گئی کہ یہ تو نے کیا کیا تو وہ کیا جواب دیتا ہے کہ ہمارے با غیرت لیڈر لالہ دیانند نے جب اسے جایز رکھا ہے۔ تو ہم کیوں نہ کرتے اور پھر اُس نے یہ کہیں نہ لکھا کہ ماں بہن سے نیوگ جایز نہیں ہے۔ یہی حال یہاں ہے کہ طلاق کی فلاسفی نہ سمجھنے نے یہ قابل اعتراض بات پیدا کی۔ دراصل حقیقت طلاق معمولی باتوں میں دینا اسلام کے اُصول کے خلاف کارروائی کرنا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ میرے نزدیک سب سے بڑی بات طلاق دینا ہے اب اگر نیوگی صاحب یہ کہیں کہ پھر جایز کیوں رکھا تو جواباً عرض ہے کہ جیسا بھوک سے مرتے وقت مردار کھانا جایز ہے

اسی طرح جب عورت مرد کے بناہ کی کوئی صورت ہی قایم نہ رہ سکے تو اُسوقت بجبورا وہ چھوڑ دی۔ ہم نیوگی صاحب کے ممنون ہونگے۔ اگر وہ ہمیں کوئی ایسی آیت قرآنی دکھا سکینگے جس میں یہ درج ہو کہ جب جی چاہے طلاق دیدو۔ یا معمولی باتوں پر طلاق دیدو۔ سمجھنے کے لئے ایک مثال لیجئے کہ گو آزادی ایک بہت اچھی چیز ہے مگر یورپ نے آزادی کا جو ناریک پہلو اختیار کر رکھا ہے وہ بہت بدترین ہے یعنی آزادی نے حرامکاری اور عیاشی شراب زنا۔ عیاری کی وہ ترقی کر رکھی ہے کہ الامان۔ اب اگر کوئی یہ کہدے کہ آزادی اچھی نہیں تو ایسا کہنیوالا جھوٹا ہے آزادی اچھی ہے مگر اس حد تک کہ خدا کا قانون نہ ٹوٹے۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد قایم رہیں۔ پھر طلاق پر اعتراض کرنا محض تعصب وجہالت ہے جو نیوگیوں کا خاصہ ہے۔ ۔

دیانندی الہام

آگرہ کے نیوگی پرچے میں جھنگ کے ایک شرما شیرم ہو کر دیانندی الہام پر عجیب غریب طبع جوہر کر نیوگیوں کو خوش کر رہے ہیں آپ الہام کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ وہ صحیح علم جو ایشور اصولاً ابتدائے سرشٹی میں مستحق بندوں کے دلوں میں منکشف کرے اور وہ علم مکمل ہو ترمیم تنسیخ تغیر تبدیل اور سلسلہ حکایات و روایات سے مبرا و منزہ ہو اور قانون یزدی کے مطابق ہو۔ ہمیں تعجب تو اس امر پر ہے کہ یہ تعریف ہم کسی وید مقدس یا برہمن میں نہیں پاتے جو نیوگی صاحبان الہام کی کر رہے ہیں اگر ہمیں اس تعریف پر وہ کوئی نقلی دلیل دیں تو ہم بہت ممنون ہوں سب سے بڑھکر تعجب یہ ہے کہ سب سے پہلے یہی تعریف دیانندی ویدوں کو جھوٹا ثابت کر رہی ہے یہ تعریف اچھی ٹھہری کہ جس چیز کے لئے ایسی تعریف نیوگی دماغ سے نکلی ہو اُس چیز کا ہی عدم ثابت ہو جاوے۔ بہرحال ہم اُسی تعریف پر دیانندی ویدوں کو پرکھتے ہیں اور دکھاتے

ہیں کہ وہ اس تعریف کی رو سے ہرگز ایشوری الہام کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے اس لئے بنگی صاحبان کو کوئی دوسری الہامی کتاب تلاش کرنی چاہئیے۔

معیار اول ابتدائی سرشٹی میں ہونا

دیانند کی تصانیف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وید ابتدائی سرشٹی میں ہرگز نہیں بنائے گئے بلکہ کچھ عرصہ کے بعد بنے اور اس عرصہ کا پتہ لگانے کے لئے ہمیں دیانند کی دوسری کتب دیکھنی پڑتی ہیں جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں دیانند الفاظ کچھ عرصہ استعمال کرتا ہو یا دنیا کے ابتدا سے کسی چیز کا ہونا بیان کرتا ہے وہاں اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ انسانی پیدائش کے شروع سے ہی ہوتی ہے بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں اپنی قسم کی مضامین کے لحاظ سے پہلی چیز ہوتی ہے مثلاً گیارھویں سماس ستیارتھ پرکاش دفعہ دوم صلہ ۳۱ پر وہ لکھتا ہے کہ یہ منوسمرتی جو دنیا کے ابتدا میں ہوئی ہے اب اگر اس تحریر کی رو سے کوئی یہ دعوی کرے کہ منوسمرتی بھی سرشٹی کے پیدا ہوتے ہی بنائی گئی تو اسکا یہ دعوی محض غلط ہوگا۔ کیونکہ یہ مسلمہ بات ہے کہ منوسمرتی کی تصنیف کو ۱۲ کروڑ سال سے زیادہ عرصہ نہیں گذرا یعنی یہ کتاب دنیا کی پیدائش کے ڈیڑھ ارب سال کے بعد بنائی گئی تاہم دیانند نے اسکا ابتدا دنیا سے ہونا مان لیا اور دوسرا ثبوت اسارہ میں لیجئے۔ لالہ دیانند ستیارتھ پرکاش سملاس دفعہ ۸ ص ۲۵۵ پر لکھتا ہے کہ آریہ لوگ ابتدائی عالم میں کچھ عرصہ کے بعد تبت سے سیدھے اسی ملک میں آکر بسے تھے یہاں بھی لالہ صاحب نے ابتدائی عالم اور الفاظ کچھ عرصہ استعمال کئے ہیں اب ہم اس تحقیق کے لئے کہ درحقیقت آریہ لوگ کب اور کتنا عرصہ ہوا کہ آریہ ورت میں آئے لالہ صاحب کی تصانیف کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں ایڈیشن ہجری صلہ ۹۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ اکشواک کے زمانہ میں آریہ لوگ اس بہرت کھنڈ میں سب سے پہلے آکر بسے اور راجہ اکشواکو دنیا کی پیدائش سے قریباً ڈیڑھ ارب سے

بہت زیادہ عرصہ بعد اور منوسمرتی کی تصنیف سے کئی کروڑ سال بعد ہوا ہی تو اس سے ثابت
ہوا کہ لالہ دیانند کا ابتدائے عالم یا کچھ عرصہ پیدایش دنیا کے بعد کہنے سے یہ مطلب نہیں ہوتا
کہ وہ کتاب یا وہ کام ضرور شروع دنیا میں ہی ہوا ہو بلکہ اسکا مطلب یہ ہوتا ہی کہ اُس
جیسی چیز پہلے موجود نہ تہی بلکہ اپنی قسم کی دنیا کی پیدایش میں وہ پہلی کتاب تھی۔ آبندا سے
عالم" اور "کچھ عرصہ کا" معمہ سمجہانے کے بعد ہم وید کی بابت دیانند کا اعتقاد دیکھتے ہیں۔ سو
ہمیں ایڈیشن ہجری صفحہ ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ وید آدی سرشٹی کے کچھ عرصہ بعد تصنیف
کئے گئے پہلے دنیا کی حالت بچپن کی سی تہی اور اُن کے لئے کوئی امر ونہی نہیں تہا۔
اس سے معلوم ہوا کہ دیانندیوں کا یہ دعویٰ کہ دنیا کی پیدایش کے ساتھ ہی وید مستحق لوگوں
پہ اُتارے گئے واقعات اور نقل کے رو سے محض جہوٹا ہی یہ ہم اپنی طرف سے نہیں
کہتے بلکہ دیانند کی تحریر کے رو سے ہم نے یہ دعویٰ معہ دلایل پیش کیا لالہ صاحبان میں ہمت
ہے تو اسے نقل کے ذریعہ سے جہوٹا ثابت کریں فضول بکواس بلا حوالہ قابل سماعت
نہیں اسبات سے ہم ہرگز انکار نہیں کرتے کہ دنیا میں اپنی قسم کی وید پہلی کتاب ہی اور
جو مضامین یوگ پرستی ہون پرستی۔ آتش پرستی۔ تناسخ۔ باپ بیٹی کی مجامعت کے افسانے
دیوتا پرستی اس میں درج ہیں وہ اس سے پہلے کسی کتاب میں نہ تہے اور اس لئے یہ دنیا کی
اس قسم کی پہلی کتاب ہی اس سے زیادہ اگر کوئی ثابت کر سکتا ہے تو دلایل دے۔

معیار دوم ـ مکمل ہو

ظاہر ہے کہ ویدوں کو مکمل کہنے والا بالکل جہوٹا ہے اگر وید مکمل ہیں تو کم از کم ہمیں اس سے حرام
حلال۔ نکاح۔ سندھیا۔ بُرے کاموں کی تفصیل و سزا۔ تناسخ۔ ہون پرستی۔ یوگ پرستی
کی تفصیل و ان کے دلایل ویدسے دکہا دیئے جاویں اور جو جو دعویٰ وید نے کیا ہی اسکی
دلیلیں ویدسے دکہا دی جاویں کیونکہ نرا دعویٰ کسی کام کا نہیں جبتک اُس کے ساتھ
دلیل نہ ہو۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وید میں ماں بیٹی بہن یا اور نا قابل بیاہ عورتوں

کی تفصیل تک نہیں کی بھلا تناسخ مان کر انکی ضرورت ہی کیا رہی۔ تناسخ کے بعد ماں بیٹی بہن سب جایز ہیں تو دنیا میں کیوں جایز نہ ہوں اسپر کوئی دلیل نہیں اور تردید کی ہے ایسے ہزارہا معاملات سے وید محض خالی ڈھول کی پول ہیں۔

معیار سوم ترمیم تنسیخ سے مبرا ہو

وید اس سے بھی عاری ہیں کوئی ان کا سلسلہ روایت نہیں رشیوں کی دستخطی تحریر نہیں محض سُنی سنائی بات پر یقین ہے اسی لئے اُن کا نام شرتی ہے اور پھر بمبئی کا چھاپہ شدہ جرمن سے نہیں ملتا۔ کوئی دو مختلف جگھوں کے نسخے آپس میں نہیں ملتے۔ سکتوں سکت غایب ہیں اور پھران کتب کو جنکو وید کہا جاتا ہے محض شاکھا یعنی شرح مانا گیا ہے اور اصل وید پردہ اخفا میں رشی ہمراہ ہی لے گئے ہوئے ہیں۔ دیانندی رگوید کو شاکل شاکھا یجروید کو ماد صیندن شاکھا۔ سام وید کو کوتھومی شاکھا۔ اتھرب وید کو شونکیہ شاکھا کہا جاتا ہے ترمیم و تنسیخ تو علیحدہ رہی۔ یہاں اصل چیز ہی غایب ہو بلکہ اس کی جگہ مصنوعی کتابوں نے لے رکھی ہے۔ اس لئے اس معیار پر بھی دیانندی وید پورے نہ اُترے۔

معیار چہارم سلسلہ حکایات و روایات سے مبرا ہو

لالہ جی کا مطلب اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک حکایات و روایات تو ہوں مگر سلسلہ وار نہ ہوں۔ گو با خود اُن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وید میں حکایتیں کی بڑی بات نہیں صرف سلسلہ وار نہ ہوں اگر لالہ صاحب اس کے خلاف کہیں تو وید میں حکایتیں بھی بھری پڑی ہیں۔ یم یمی کے سنباد۔ باپ بیٹی کے عاشقانہ قصے ویدک ایشور کا شری و لکشمی اپنی دو رانیوں سے اظہار عشق وغیرہ کئی فضول اور عاشقانہ مضامین درج ہیں جنکی تفصیل کی گنجایش نہیں۔ جس نے لالہ دیانند کی کتب کو بھی دیکھی ہونگی وہ ان باتوں کے وجود سے انکاری نہیں ہوسکتے۔ بلا حوالہ انکو اس کرنیوالے

دیانندی محض جھوٹے ہیں -

معیار پنجم پر یعنی قانون ایزدی کی مطابقت پر تو کسی صورت وید ٹھیک نہیں اُتر سکتے۔ بھلا کیا یہ ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں وید ک ایشور کی دو ماشیاں نہیں یا باپ بیٹی نے باہمی تعشق کا اظہار کیا ہو- اور یا دنیا کے ابتدا میں ویدک ایشور بولا ہو مگر اب اُس کی زبان بند ہے یہ سب باتیں خلاف قانون الٰہی ہیں- اس لئے دیانندی وید الہامی کتاب تو کیا ایک عقلمند اور نیک انسان کی بنائی ہوئی کتاب بھی نہیں ہو سکتی -

امید ہے بے شرم شرما ہمارے مندرجہ بالا دلایل سے فایدہ اُٹھائیگا۔ وما علینا الا البلاغ

پانی پینے کے آداب

یہ ہیں کہ پانی کا برتن داہنے ہاتھ میں لے اور بسم اللہ کہے اور آہستہ پئے۔ کھڑے کھڑے لیٹے لیٹے نہ پئے پہلے دیکھ لے کہ اُس میں تنکا یا کیڑا نہو اگر ڈکار آئے تو کوزہ کی طرف سے مُنہ پھیر لے اگر ایک دفعہ سے زیادہ میں پیاس بجھانا ہے تو تین دفعہ کر کے پئے۔ ہر بار بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے اور کوزہ کے نیچے دیکھتا رہے تاکہ پانی کہیں نہ ٹپکے۔ جب پی چکے تو کہے الحمد للہ الذی جعلہ عذبا فراتا برحمتہ ولم یجعلہ ملحا اجاجا بذنوبنا یعنی سب تعریف اُس اللہ کو ہے جس نے کیا اُس پانی کو خوش مزہ میٹھا اپنی رحمت سے اور نہ کیا اُسے کھاری بدمزہ ہمارے گناہوں سے -

ایک سکھ سردار کا مسلمان ہونا

اگرچہ خاکسار نے اپنی قبولیت اسلام کے وجوہات رسالہ اختیار الاسلام میں مفصل لکھے ہیں مگر مختصراً بذریعہ رسالہ آنجناب (انوار الاسلام) ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتا ہوں تاکہ کسی خیر خواہ کی بدولت میرے قدیمی بزرگ اور مہربان سکھ صاحبان حقیقت اسلام سے آگاہ ہو جاویں۔

واضح ہو کہ پنجاب میں کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو باوا صاحب کے نام سے آشنا نہ ہو لیکن اب بہت کم لوگ ہیں جو ان کے مذہب کی حقیقت سے واقف ہیں۔ سو عرض ہے کہ حضرت باوا صاحب اگرچہ ہندوؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر بعد میں اسلام میں اسقدر کھنچے گئے تھے کہ انہوں نے اپنے خویش و اقربا ترک کرکے دین اسلام میں وہ مراتب اور سلوک کے طریقے طے کئے کہ وہ اب اولیاء اللہ اور خدا کے نہایت پاکیزہ بندوں میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہزارہا لوگ انکی نشستگاہوں میں اور عبادتگاہوں پر دور دور سے پہونچکر خیر و برکت حاصل کرتے ہیں حضرت باوا صاحب سو چونکہ اعلےٰ درجہ کے مسلمان تھے اس لئے انہوں نے مکہ معظمہ کا حج کیا تھا جیسی صلحاء و اکابر اسلام کا طریق ہے۔ بعد ازاں آپ حضرت پیر دستگیر قطب ربانی و غوث صمدانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار و زنع بغداد شریف پر جاکر خیر و برکت سے مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد آپ بخارا میں ٹھہرے[۲] چنانچہ وہاں کے لاکھوں باشندے باوا صاحب کو ولی اللہ اور پکا مسلمان[۳] یقین کرتے ہیں اور ایک شخص محمد شریف نام جو بارہ سال وہاں مقیم رہا اس نے بیان

کہا کہ باوا صاحب اس ملک میں باوا ملنو ھندنی[۴] کے نام سے مشہور ہیں۔ اور مسلمان انکو ولی اللہ یقین کرتے ہیں اور **کابل** کے نواح میں بھی آکر کچھ عرصہ مقیم رہے۔ چنانچہ ان دونوں مقامات یعنی خواجہ سرائے اور قلعہ بند کے لوگ باوا صاحب کو مسلمان جانتے ہیں پس ہزاروں پٹھانوں کی گواہی سے انکار بیہودگی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ وہ لوگ ہر ایک ہندو اور کافر کو کسی صورت میں مسلمان نہیں کہہ سکتے گو جان[۵] جائے علاوہ ازیں انکا مسلمان ہونا اس امر سے بھی بداہت ثابت ہے کہ آپ اکثر اہل اسلام کے فقرا اور اولیاء اللہ کی مزاروں پر جاکر چلہ کشی کرتے تھے۔ تاکہ ان بزرگوں کی قبروں پر جہاں برکات اور رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں اُن سے بھی وہ مستفیض ہوں۔ پس اسی اسلامی غرض اور رسم اور نیت آپ خواجہ **عبد الشکور**[۶] صاحب جن کا مزار شریف سرسہ میں ہے وہاں باوا صاحب نے چلہ کشی کی اور وہ مکان جہاں انہوں نے چلہ کیا اب تک موجود[۷] ہے۔

اور وہاں ہزارہا سکھ صاحبان باوا صاحب کے چلہ کے مقام مبارک سے برکات حاصل کرنے کے لئے اب تک جاتے ہیں اور ہزاروں روپے کا چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور روضہ مبارک جس کے عین متصل چلہ واقعہ ہے اُس کے مسلمان مجاوروں کو وہ روپیہ دیا جاتا ہے جو اس روضہ اور چلہ کے مہتمم ہیں اسی طرح باوا صاحب[۹] نے ملتان میں **حضرت محبوب سبحانی شاہ شمس تبریز** کے روضہ مبارک پر چلہ کشی کی اور وہاں ایک تنگ مکان یا حجرہ ہے جس میں اُنہوں نے اپنا پنجہ اور لفظ **یا اللہ**[۱۰] خود نقش برسنگ کیا ہے اور اس مکان کا رخ ۔۔۔ اور شہر سرسہ کے مکانات

ے نوٹ۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میں جب ۱۳۰۰ھ میں سرسہ میں خواجہ صاحب کے مزار پر گیا تو ایک سکھ سردار صاحب بھی وہاں آئے تو انہوں نے ایک روپیہ خواجہ صاحب کے مزار پر چڑھایا اور پانچ روپے باوا صاحب کے چلہ پر معہ شیرینی چڑھائے۔ خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی۔

کا رخ قبلہ کی طرف ہی یا کسی مندر یا دھرم سالہ (۱۱) یا پاٹ شالہ کے پاس ہرگز نہیں ہے بلکہ خانقاہ کے اندر اور مسجد کے نزدیک تر واقعہ ہے تاکہ مسجد (۱۲) میں نماز باجماعت ادا کر سکیں ان سب باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ مذہب اسلام میں کھوئے گئے تھے اور محبت اسلام اُن کے دل میں گھر کر گئی تھی۔ اور سینہ نور ایمان سے بھر گیا تھا۔

علاوہ ازیں ترکستان، روم و شام اور بلاد عرب میں دور و دراز کا سفر طے کر کے ان ممالک کے اولیاء اللہ کے ہاں بغرض استفادہ خیر پہنچے۔ اس بیان کی تفصیل کے لئے اس جگہ ہرگز گنجایش نہیں کیونکہ انشاؤ ہر ایک کو معلوم ہے کہ وہ نعوذ باللہ دیوانہ وار یونہی آوارہ گردی نہیں کرتے تھے۔ ان بیشمار دلایل اور ان لاکھوں سکھوں کے اقتدا سے جو ان (۱۳) کے مقامات پر زیارت اور متھا ٹیکنے کے لئے آتے ہیں۔ اور سینکڑوں کے صدہا لوگ پشت در پشت رہنے والے باشندوں (۱۴) کی متفق علیہ شہادت سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ وہ درحقیقت مسلمان تھے اور ہندو یا ویدک دھرم سے بکلی دور اور متنفر تھے مگر باوا صاحب نے ان دلایل اور یادگاروں پر ہی بس نہیں کیا بلکہ وہ ایک زبردست نشانی چھوڑ گئے جس سے کسی متعصب اور سیاہ کار دل باطن کے سوا اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ غالباً انکو کشف اور الہام الہی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اُن کی قوم اسلام سے دور جا پڑے گی اور جہالت اور تعصب کے گڑھے میں گرفتار ہو جاوے گی۔ اس لئے اُن کی آنکھیں کھولنے کے لئے انہوں نے صرف دو چار جگہیں اور لاکھوں آدمی نسلاً بعد نسل گواہ ہی نہیں چھوڑے بلکہ وہ ان سب سے بڑھ کر ایک اور زبردست نشان اپنے مذہب کا چھوڑ گئے جس سے کوئی کافر بجز بد باطنی اور بے ایمانی کے انکار نہیں کر سکتا اور وہ یادگار یہ ہے کہ ضلع گورداسپور میں چند کوس ایک مقام ڈیرہ بابا نانک کے نام سے مشہور ہے

جہاں باوا صاحب موصوف کی سمادھ موجود ہے یہ مقام حضرت باوا صاحب موصوف کا صدر مقام تھا۔ اور آخری ایام زندگی یہیں بسر کئے۔ اس مقام پر باوا صاحب کا ایک چولہ (۱۵) رکھا ہوا ہے جس پر صدہا قیمتی رومال بڑے بڑے سکھ سرداروں اور راجاؤں نے چڑھائے ہیں اور اس چولہ صاحب[1] کو اسقدر متبرک یقین کرتے تھے کہ خوفناک مصائب اور جنگوں کے وقت سکھ سردار اور دیگر راجگان[2] چولہ کو سر پر باندھ کر برکت اور امان ڈھونڈتے تھے۔ چنانچہ ان کی مرادیں چولہ صاحب کی برکت سے پوری ہوتی تھیں اور اب تک

[1] جو کچھ باوا صاحب نے چولہ صاحب پر تحریر فرمائے ہیں اسکی تصدیق مندرجہ بالا دلایل ہی سے نہیں ہوتی بلکہ بے تعصب اور اہل انصاف فاضلوں کی جنکی اسلام سے ذرہ ہمدردی اور تعلق نہیں انہوں نے بھی بے لوث شہادت دی ہے کہ باوا صاحب موصوف نیک مسلمان تھے چنانچہ ان فاضلوں کی تحریروں میں سے ہیوز ڈکشنری سب سے بڑھ کر معتبر اور قابل وثوق گواہی ہے جو کہ ایک عیسائی فاضل کے منہ سے نکلی ہے

نعم الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ منہ

[2] خدا تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ ہے کہ جس طرح کی قوم ہوتی ہے ویسی ہی اس کی سرشت کے مطابق تبلیغ حق کے سامان باری تعالیٰ خود مہیا کر دیتا ہے۔ چنانچہ سکھوں کی ایک ایسی قوم ہے جو علم و ہنر سے چنداں بہرہ ور نہیں اور ان کے عوام کالانعام کا یہ حال ہے کہ ان پر اتمام حجت بظاہر محال نظر آتی ہے لیکن چولہ صاحب کے وجود نے ہر خاص و عام کو اس ضروری امر سے آسانی پوری پوری خبر دیدی اور ان لوگوں سے معقولی اور منقولی بحث امکان سے خارج تھی اسلئے ایسے لوگوں کے لئے انہیں آسان طریق سے اسلام کا راہ دکھایا گیا ہے مگر آریہ صاحبان انہیں اس نعمت عظمیٰ سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور چھپکے بعض نادانوں کو آریہ بنانے جاتے ہیں اور شدھی وغیرہ کے طمع یا طمعہ سے بہتوں کو پھسلایا ہے۔ لیکن غیر تمند سکھ سردار آیندہ کو

وہ چولہ صاحب سکھوں کے لئے فیوض اور برکات الہیہ کا موجب ہے جس کی وجہ سے صدہا سال ہوئے کہ بڑی بزرگ چولہ صاحب کو متھا ٹیکتے ہیں اور نسلاً بعد نسلٍ سکھوں کی حفاظت و امانت میں چلا آتا ہے اور لاکھوں روپیہ جو سکھ صاحبان سال بسال وہاں چڑھاتے ہیں اُنہی سکھ محافظوں اور سادھوؤں کا حق ہے جو پشت بہ پشت چولہ صاحب کے نگران اور محافظ ہیں وہ لوگ بلکہ لاکھوں اور باشندے اور زیارت کرنے والے سکھ اس امر کے زندہ گواہ موجود ہیں اور ہر سال زیارت کو جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ چولہ صاحب جو آجتک ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے باوا صاحب بطور وصیت چھوڑ گئے تھے تاکہ آنے والی نسلیں چولہ مذکور سے فیض اور برکت حاصل کرتی رہیں اور جو کچھ اسپر لکھا ہے وہ باوا صاحب کی آخری وصیت ہے اُسپر عمل درآمد کریں اور اس راہِ حق سے جسپر باوا صاحب نے قدم مارا ہے اس سے برگشتہ اور گمراہ نہ ہو جاویں یہ چولہ پہلے پہل باوا صاحب کی وفات پر انگد صاحب کو ملا جو اول جانشین قرار پائے اور گدی پر بیٹھتے وقت سر پر باندھا تھا۔ تب سے بڑی عزت اور تعظیم کے ساتھ آجتک چلا آتا ہے۔ اس ہمارے زمانہ میں بعض بدبختوں نے شرارت سے اس چولہ صاحب کو تلف کرنے کی کوشش کی تھی سو وہ ناکام و نامراد ہو کر خود ہی تلف ہو گئے مگر چونکہ اب چولہ صاحب بار بار شایع ہو چکا ہے اس لئے اب کسی سے تلف کرنے کی علت غائی یعنی اخفاء حق وقوع میں نہیں آسکتا۔

واضح ہو کہ میں سکھ قوم سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ اظہار حق کے

لہ نوٹ۔ بعض گمراہ اور بد اندیش آریوں نے یہ عمداً جھوٹ اُڑا دیا تھا کہ چولہ صاحب میں سنسکرت لکھی ہوئی ہے سو واضح ہو کہ یہ بالکل غلط اور سیاہ جھوٹ ہے۔ اب وہ آپ ہی چولہ کو بچشم خود دیکھکر جھوٹ کی نجاست کہا گئے۔ اصل میں باوا صاحب وید کے مخالف تھے جیسے کہ اُن کے شعر سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے

وید پُہت برہما مرِ چاروں وید کہانی ✦ سادھ کی مہماں وید نہ جانی

اب ناظرین چولہ صاحب کو دیکھکر یقین کرلیں کہ باوا صاحب نے جو وصیت اور راز نہانی آیندہ نسلوں کی راہنمائی کے لئے چھوڑا ہے اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اِنَّ (۱۷) الدِّیْنَ عند اللہ الاسلام ولو کرہ الکٰفرون - لا یمسہ الا المطھرون یعنی سچا دھرم جو خدا کے نزدیک اس کے قرب اور وصال کا ذریعہ ہے وہ صرف اسلام ہے اگرچہ کافر اس امر کو نفرت سے کبیدہ خاطر ہو کر دیکھیں گے - قرآن پاک کتاب ہو اسکے مطالب اور معانی حق تک صرف اُن لوگوں کو رسائی ہے - جو پاک دل ہیں اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ باوا صاحب کو یہ پیشگوئی تبلائی گئی تھی کہ تیرے ایمان اور دین اسلام کے اظہار سے ہزاروں تاریکی کے فرزند تعصب اور گمراہی کی آگ میں اندر ہی اندر جل جاوینگے بعد ازاں سورہ فاتحہ - آیۃ الکرسی - لا الٰہ الا اللہ (۱۸) محمد رسول اللہ سورہ اخلاص اور دیگر اسلامی احکام مندرج ہیں جو اسلام کی روح رواں ہیں اور مسلمانوں کے لئے اُن کی تعمیل از بس ضروری ہے - یہ سب چولہ صاحب پر باوا صاحب لکھ گئے ہیں مگر اب اکثر سکھ متھا تو ٹیکتے ہیں مگر اصل مدعا یعنی باوا صاحب کی وصیت اور نصیحت پر عملدرآمد نہیں کرتے الحمد للہ کہ میں عملدرآمد کر کے مشرف باسلام ہو گیا ہوں -

نتیجہ مذکورہ بالا بیان سے اور نقشہ چولا صاحب سے ہر ایک دانشمند اور فرمانبردار سکھ بھائی

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵) یعنی برہما بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر مر گیا مگر حیات جاودانی حاصل نہ کی - چاروں ویدوں میں صرف کہانی اور یاوہ گوئی ہے جنہیں کچھ دیا نہیں اور وہ اسنت اور جھا پر مشہور کی جو عارف بیان کیا کرتے ہیں اور وہ خوبیاں الشور کی جو سچوں اور برگزیدوں کو معلوم ہوتی ہیں بیدوں کو اُن کی کچھ بھی خبر نہیں - سنسکرت کا چولہ پر نہ لکھنا اور قرآنی آیات بینات اور نماز وغیرہ (۲۰) اسلامی احکام کا لکھنا ایک اور زبردست ثبوت اُن کے مسلمان ہونے پر ہے اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو اپنا سر کھائے - دنیا رنمذی شد - و عاقبت کار باخدا و شد - منہ

کمل میں یہ بات خود بخود آتی ہے کہ وہ شخص جس کو ہم اپنے مذہب کا بانی مبانی یقین
کرتے ہیں اُسنے ساری عمر بزرگان دین اسلام کی صحبت اور استفادہ خیر و برکت
اور بعد دراز بلاد اسلام میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے صرف کی اور اپنے مسلمان
ہونے پر نہ صرف لاکھوں بخارا کے باشندوں کو گواہ ناطق چھوڑ گئے[19] بلکہ اُنہوں نے مکہ معظمہ
کا حج کرکے اور بخارا میں لاکھوں مسلمانوں میں نماز روزہ ادا کرکے اور متقی پرہیزگار مسلمان بنکر
دنیا پر یہ امر بداہت تام ثابت کردیا۔ کہ درحقیقت وہ دین اسلام پر فدا تھے اور اُسی کی
خاطر اُنہوں نے اپنے دنیوی فوائد اور مال و متاع کو خیرباد کہا۔ یہ کہنا بیہودگی اور جاہلانہ
حرکت ہی کہ اُنہوں نے بخارا کی لاکھوں مسلمانوں کو لاکھوں روپیہ کی رشوت دیکر یا اپنے تئیں
درپردہ منافق اور بے ایمان بتاکر اُنہیں مسلمان بننے سے دھوکا اور فریب دیا تھا بلکہ
علاقہ قلعہ بند افغانستان میں حیات[20] خاں نامی کی لڑکی سے اُنہوں نے شادی بہی
کی تہی۔ وغیرہ مفصل دیکھو رسالہ اختبار الاسلام۔
اتنے ثبوتوں کے بعد بہی اگر کسی کے دل میں شک اور کفر جاگزین ہے تو اُسکو چاہئے
اگر وہ ہزاروں باشندوں کو مارکر اور بیسیوں عبادتخانوں کو مسمار کرکے اور چولہ صاحب کو
جُراکر اور باوا صاحب کا خون جگر کھاکر اور اُن کی محنتوں اور کوششوں کے نتایج
اور یادگاریں تلف کردے اور ملک بملک اور دہ بدہ گشت کرکے لوگوں کے دلوں میں
کفر اور ناپاک بدبو دار جھوٹھ بٹھادے مگر جب یہ نہ ہوسکے تو خود بھلا مانس ہوکر باوا
صاحب کی یادگاروں اور وصیتوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھکر اسلام قبول کرے
اب بہی اگر میرے ہموطن اور بھائی بند حضرت باوا صاحب کے طریق اسلام کو
قبول نہ کریں تو بیشک یہ بات ظاہر ہوجاویگی۔ کہ وہ سکھ نہیں بلکہ پاپی اور باوا صاحب
کے دشمن ہیں الحمد للہ کہ ہم اصلی سکھ ہیں کیونکہ مشرف باسلام ہوکر باوا صاحب
کے سچے چیلے ہوگئے ہیں پرماتما اوروں کو بہی توفیق دیوے۔ یہ بہی یا مد ہے

کہ چونکہ آریوں کے پنڈت دیانند جی امام ہیں اُنہوں نے باوا صاحب کو مکار دھوکا باز اور پرلے درجہ کا منافق اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہل جُل مچانے والا۔ رکابی مذہب والے مدیا کار شہرت کو چاہنے والا اور خواہ مخواہ سنسکرت دان ہونے کا دعویٰ کرنے والا۔ جاہل مطلق لکھا تھا۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ صفحہ ۴۷۴ ء ۔

پس ہم اب سکھ صاحبان اور اپنے بھائی ہندوؤں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ جو شخص (سوامی دیانند جی) ایسے مہاتما بزرگ کی نسبت ایسے ناپاک اور خلیظ ناگفتہ بہ کلمات لکھے وہ ایسا شخص نہیں کہ اسکی بات کو مان لیا جاوے پس ایسے پنڈت اور آریوں سے پرہیز کرنا چاہئے جنہوں نے باوا صاحب کو ایسا گمراہ اور ناپاک باطن تجویز کیا ہے ہم ایسے لوگوں اور پنڈتوں سے بہت بیزار اور ناراض ہیں جو ایسے مہاتما بھگت اور بزرگ کی شان میں ایسے خبیث الفاظ بولتے ہیں افسوس ان سکھوں پر جو حضرت باوا صاحب کو ترک کرکے دیانند کے پیچھے لگ گئے ہیں اور اُن کے واہیات خلاف عقل و قانون فطرت دربارہ چار سو سال عمر پانے اور نیوگ وغیرہ کی طمع میں آکر آریہ بن گئے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ کچھ دن بعد اُنہیں دیانند جی کے حکم کے بموجب کیس ڈاڑھی اور مونچھیں وغیرہ منڈوانی پڑینگی (ستیارتھ صفحہ ۳۴۵) اور روزانہ سندھیا اور آگ جلا کر اس میں کئی ایک قیمتی اشیاء مثلاً کستوری کیسر روغن زرد وغیرہ وغیرہ پندرہ اشیاء دو وقتہ خرچ کرکے فی کس کم از کم صد روپیہ ماہوار خرچ کرنا پڑیگا ورنہ شودر محسوب ہونا پڑیگا۔ (منقول از اختیار الاسلام صفحہ ۱۴۳)

ماسٹر عبدالرحمن نومسلم سابق مہر سنگھ مکان عبدالمجید انڈیپنڈ محلہ

مسافر کی کرتوت

مئی سنہ ۱۹۰۶ء کا دیانندی اگرہ کا بازاری پرچہ مسافر طلاق پر بکواس کرتا ہوا لکھتا

ہے کہ اسلام تعلیم یافتہ دنیا کے لئے دجال جانؔ سے بڑھ کر ہے کیونکہ وہ تعلیم یافتہ دنیا کو خدا کی فطرتی اصولوں کا پابند بنانا چاہتا ہے اور اُن کو بے حیائی اور دیوثی کے راستہ سے ہٹانا چاہتا ہے۔ اسپر اگر دیدک نیوگی اسکو اپنا دجال جان نہ کہیں تو اور کیا کہیں اس سے آگے یہی پرچہ لکھتا ہے کہ اسلام کا ایک بھی اپنا اصول ایسا نہیں۔ جو عملاً دنیا میں شانتی پھیلا سکے۔ اگر لالہ صاحب کے نزدیک نیوگی تعلیم سے دنیا میں شانتی پھیل سکتی ہے تو اسلام اس شانتی پر ہزار لعنت بھیجتا ہے اور اگر دیانندی صاحب کے نزدیک دوسروں کے بزرگوں اور خدا تک کو گالیاں دینا اور بہتان باندھنا۔ اور دوسروں کو ناستک قنور ملیچھ۔ وشٹ۔ چنڈال کہنا شانتی ہے تو اسلام اسپہ نفرین کرتا ہے۔ ہاں اسلام الحیاء من الایمان یعنی حیا ایمان کا جزو ہے۔ اور کل مومن اخوۃ کل مسلمان بھائی بھائی ہیں کی سچی تعلیم دیتا ہے جس سے زیادہ شانتی کسی انسان کے خیال میں نہیں آسکتی۔ آگے چلکر لالہ دیانندی لکھتا ہے کہ ہر مذہب کی صداقت اسکا عملی پہلو دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ ہمیں لالہ صاحب کا یہ قول بہت پسند ہے خصوصاً اس لئے کہ یہ دیانندی پنتھ کی جڑ کو کاٹ رہا ہے اس کی دلایل سنئے:۔

لالہ دیانند اخیر عمر تک برہمچاری رہا اس لئے بموجب اسکی اپنی تحریر کے بجائے ۸ سال برہمچریہ برابر ہے ۴۰۰ سو سال عمر کے انکو ۴۰۰ سال سے زیادہ عرصہ زندہ رہنا ضروری تھا مگر وہ جلدی ہی اگنی کی نذر ہو کر اپنے اصول سے جھوٹا ہونے پر مہر کر گیا دوسرے دیانندیوں کی کارگذاری سُن لو اور اُن کا عملی پہلو بنظر غور ملاحظہ کرو۔ اسی ماہ یعنی ۲۰ مئی کا مسافر صفحہ ۷ ملاحظہ ہو نامہ نگار اسی بات کا رونا روتا ہے کہ تیس سال سے جو جدوجہد بیان ہم کرتے رہے ہیں اُس کا چوتھائی حصہ بھی اگر عملی طور پر ظاہر ہوتا تو دیانندی پنتھ کی یہ درگت نہ ہوتی۔ اسی طرح ۲۲ فروری ۱۹۱۶ء کا اخبار

[illegible]

پرتنیدھی سبھا ممالک مغربی وشمالی کی خودغرضانہ چالوں کی قلعی کھولتا ہے کہ کس
طرح اُسکے گورکل کے خلاف چالیں چلی گئیں اسی مسافر میں ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء
کی اشاعت صک ایک دیانندی پربھولال کی دغابازی کا حال لکھا ہے پھر
۱۵ مارچ کے پرچہ صلا پر اپنا حال اور دیانندیوں کا اندرونی چٹھا لکھا ہے کہ کس طرح
اُنہوں نے اُسکے راستہ میں رکاوٹیں ڈالیں پھر ۸ - اپریل کے پرچہ میں یہی رونا
رویا ہے کہ دیانندی خودغرضی سے اندھے ہوکر اپنے ہی گھر میں لڑتے جھگڑتے ہیں
پھر ممالک متحدہ - راجستان - بنگال - مدراس پنجاب کی دیانندی سماجوں کی
عملی حالت دکھاکر بہت کچھ رونا رودیا ہے - یہی رونا مسافر نے ۸ - اکتوبر ۱۹۰۵ء صـ
پر رویا ہے - اب اور نمونہ دیانندیوں کی عملی حالت کا دیکھئے اور غور کیجئے کہ یہ نمونہ اُس
پنتھ کے پیروں اور جوشیلے بہادروں کا ہے جو تمام دنیا کا سدھار کرنا چاہتے ہیں جالندھر
کا دیانندی پرچہ ست دھرم ۲۱ - اسوج ۱۹۶۲ صـ ۸ پر لکھتا ہے کہ دیانندی سماج
میں غیر مذاہب کے ساتھ بحث مباحثہ کرتے ہوئے اس قسم کا سبھاؤ لوگوں میں پڑ گیا
ہے کہ وہ ہر ایک بات پر نکتہ چینی کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں پھر لکھتا ہے کہ اسوقت
تُکا دھرمی اپدیشکوں نے آفت مچا رکھی ہے - یہ لوگ دیانندی سماج کو سخت بدنام
کر رہے ہیں

اور لیجئے ذرا بڑے مہاتما کا حال سنئے لاہور کا دیانندی پرچہ منش سدھار
جو دوسروں کو سدھارتا سدھارتا خود بھی لالہ دیانند کے ساتھ کسی دوسری جون میں چلا گیا
ہے - ۵ نومبر ۱۹۰۵ء صـ ۶ پر لکھتا ہے کہ دیانندی سماج کے بھوشن اور سرتاج لالہ
منشی رام نے دیانندی سماج سے قطع تعلق کرنے میں اپنی کمزوری اور تلون مزاجی کا
ثبوت دیا ہے - پھر لکھتا ہے کہ دیانندیوں کی چالی پرتنیدھی سبھا کے خودغرض لیڈر
اپنی شہرت حاصل کرنے کے لئے لالہ منشی رام کو گرانے کی روز کوشش کر رہے ہیں الخ

ان خود غرض لوگوں نے اپنی عزت کا سکہ جمانے کے لئے مہاتما جی کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ پھر اسی پرچہ کے اسی تاریخ کے ضمیمہ صفحہ الف میں لکھتا ہے کہ آریہ سماج کی اندرونی حالت خراب ہے اور کہ اخباری جھگڑا بازی کچھ دو آریہ سماج میں پیدا ہوتی رہی نام کو تو گروکل وغیرہ بنا دئیے مگر اندرونی رنگ ویسا ہی رہا۔ پھر صفحہ الف پر لکھتا ہے کہ پنجابی دیانندیوں کی سستی اور لاپرواہی سے دیانندی سماج کے دن کھوئے جا رہے ہیں پھر آگے لکھتا ہے کہ یاد رکھو یہ پاپ تمہاری گردن پر ہے تم نے دیانندی سماج کی باگ ڈور جن لوگوں کے ہاتھ میں دے رکھی ہے یاد رکھو وہ اپنی اعمال سے اسے رساتل کو پہونچا کے چھوڑینگے۔ یہ نمونہ ہے دیانندیوں کی عملی کا جو انہوں نے کھولا ہے۔ اب اس نمونہ کو دیکھکر جبکہ سماج ابھی تازہ جوش سے بھری ہوئی ہے اس کی سچائی پر قیاس کریں اور اگر نیوگ ہوم۔ سندھیا اور مردہ جلانے وغیرہ کا عملی نمونہ دیکھنا ہو تو بڑے سے بڑے مہاتما کو دیکھ لیجئے زبانی سب جمع خرچ کرو گے مگر عملی حالت خاک بھی نہیں سماج کے بڑے بڑے مہاتماؤں کی بہو بیٹیاں وغیرہ نیوگ کے لائق اور بے اولاد ہیں مگر عمل کون کرے ہمیں بہت خوشی ہوگی اگر آگرہ کا بازاری پرچہ نیوگ کرنیوالوں کے اشتہارات بھی شایع کیا کرے جبکہ وہ شادی کے اشتہارات ہمیشہ شایع کرتا ہے۔

آگے چلکر لالہ دیانندی طلاق پر اعتراض کر کے کسی یوروپین کا حوالہ دیتا ہے۔ سو ہم طلاق کے بارہ میں علیحدہ ٹریکٹ کے ذریعہ بحث کرینگے۔ ایک یوروپین رائے قانون فطرت کے برخلاف قابل قبول نہیں جبکہ دیانندی ویدوں کے بارہ میں ان میں سے کسی ایک کی بھی رائے نہیں مانتے۔ پھر ہم ایک آدمی کی رائے کیسے مان لیں یوروپ نے مجبور ہو کر طلاق کی طرف رجوع کی ہے ہاں اگر وہ اس قسم کی بیحیائی جائز رکھتے جیسا کہ وید اجازت دیتا ہے اگر خاوند عورت میں نطفہ نہ سکے تو دوسروں سے منہ کالا کر لیا کریں اور پھر دو

خوب ہولا و پیدا کر کے مزے لوٹیں پھر بھی جو رو فاوند برقرار رہیں ایسی صورت میں
طلاق کی ضرورت نہیں طلاق صرف باحیا اور باغیرت اقوام جایز رکھ سکتی ہیں نہ کہ
دیوث اور بے غیرت اقوام - فی الحال اسی قدر کافی ہے سعد منظور الٰہی سوہدری

بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ

۱۵- جون کے نیوگی پرچہ میں ایک طفل نوآموز پنڈی نیوگی لونڈے نے ہمارے جوابات
پر جو ہم نے آگرہ کے نیوگی پرچہ میں چھپوائے تھے دُر افشانی کی ہے گویا اپنی طرف سے وید
کی رہی سہی لٹیا ڈبو دی ہے - ہم نے جو جوابات دیئے تھے اگر اسے ذرا بھی چشم بینا ملی
ہوتی تو اسکی تسلی کے لئے کافی تھے مگر نہیں ان نیوگیوں کو جتنک گھر تک نہ پہونچایا
جاوے اور اسلام کا چراغ لیکر انکو وید کی اندھیری کوٹھڑی کی سیر نہ کرائی جاوے ان کی تسلی
ناممکن ہے - اس نیوگی بچے کا آگرہ کے پنڈت یا نیوگی کو ہادی مراحل خداشناس کہنا اسی
صورت سے صحیح ہو سکتا ہے کہ چونکہ وہ نیوگ خانہ کی کوٹھڑی کا پتہ بتاتا ہے اس لئے
وہ ہادی مراحل نیوگ خانہ ہی ہے ورنہ اور کسی طرح اسکا ہادی ہونا درست نہیں ہو سکتا
دراصل اس نیوگی بچے کا قصور نہیں یہ صرف نیوگی خاندانوں کی فطرت کا قصور ہے
کہ جنسے ایسے ایسے نتائج برآمد ہوتے ہیں بہرحال ہم اس نیوگی پنڈی طفل نوآموز
کو نیوگ خانہ کی اندھیری کوٹھڑی کی سیر کراتے ہیں اور اسے دکھاتے ہیں کہ ہمارے بیان کردہ
جوابات اصل اسلامی تعلیم ہے نہ کہ ویدک نیوگی - اگر نیوگی بچہ اسے ویدک تعلیم بتاتا ہے
تو اپنے ثبوت میں وید کے منتروں کے حوالے دے ورنہ اسلام سے چرائی ہوئی تعلیم کو وید

کی تعلیم تہانا نیوگی نکشدہ ہے اب ذیل میں نیوگی بچہ کی بکواس سنئے :-
سوال اول اسنے ۲۲- اپریل کے نیوگی بازاری پرچہ میں یہ کیا تھا کہ آنحضرت صلعم کا ختنہ ہوا تہا یا نہیں اگر ہوا تہا تو کس عمر میں- اسکا جواب ہمنے ۸ مئی کے نیوگی کے ذریعہ سے دیا تہا- کہ آنحضرت صلعم کا ختنہ بچپن میں ہوا تہا- کیونکہ قریش جو سُنت ابراہیمی کے تابع تہے اسی پر عمل کرتے تہے یعنی بچپن میں اپنے بچوں کا ختنہ کیا کرتے تہے مگر اب نیوگی بچہ ۱۵ جون کے نیوگی پرچہ میں ہم سے حوالہ کتاب مانگتا ہے اور عمر کا حال دریافت کرتا ہے جس کے جواب میں عرض ہے کہ آپ مسلمانوں کی کوئی سی مستند تواریخ یا حدیث کی کتاب دیکھ لیں آپکو سب حال معلوم ہوجائیگا۔ آپ نے اب بہی کسی جگہ سنا ہوگا کہ فلاں لڑکے کی سنت ہونیوالی ہے یعنی ختنہ ہونے والا ہے سنت نام ہی فعل آنحضرت صلعم کا ہے -

سوال دوم میں نیوگی بچہ نے ہجری کے معنے پوچھے تہے جس کا جواب بحوالہ ستیارتھ پرکاش دیا گیا تہا- کہ گو خدا تعالی دیالو نیکوں کا محافظ اور بدوں کو ضرر پہونچانے والا ہے مگر وہ ہر ایک نیک انسان کی حفاظت اسی طرح کرتا ہے جیسا قانون انسان کے لئے مقرر ہے یعنی انکو قبل از وقت اُس امر سے جو اُس کے حق میں نقصان دہ ہو مطلع کردیتا ہے جس سے وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کرلیتے ہیں۔ لالہ جی کہتے ہیں کہ اگر آنحضرتؐ خدا کے سچے جان نثار تہے تو وہ اُن کی گہر میں حفاظت کرسکتا تہا پہر ہجرت کے کیا معنی نیوگی بچہ کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ نیک انسانات پر اگر کوئی دشمن حملہ آور ہو تو وہ دوائی ہرگز نہ کرے گویا اس قانون کے روسے ایک بہی ویدک رشی نیک کہلانے کا مستحق نہیں چونکہ لالہ نیوگی یہ معیار مقرر کرکے نیکوں اور بدوں کا فرق بیان کرنا چاہتے ہیں- اس لئے ہم اسی معیار پر وید کے بڑے سے بڑے رشی کو پرکہنے کی استدعا کرتے ہیں تاکہ معلوم ہوجاوے کہ ویدک ایشور کا قانون نیکوں کو بچانے کا کیا ہے- سیتا کو راون لے اُڑا-

تو رام چندر جی کو اُس کے بچانے کے لئے راون پر چڑہائی کرنی پڑی - یہ کیوں ؟ اس لئے کہ گو سیتا نیک تھی مگر اُس کے بچاؤ کا اسی طرح انتظام ہو سکتا تھا - اسی طرح ہزار ہا مثالیں اس بارہ میں مل سکتی ہیں - نیوگی بچہ کہتا ہے کہ دیانند خدا کا دوست و رسول نہیں تھا اچھا یونہی سہی وہ خدا کا دشمن اور راندہ ہی سہی مگر خدا اپنے دوستوں کو ایسا ہی بچاتا ہے جیسا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اکیلے تھے ہزار ہا دشمنوں کے درمیان سے صاف بچا دیا - شکر ہے کہ دیانند کو نیوگی بچہ نے خدا کی دوستی سے جدا ہی رکھا - گو نیوگی بچہ کٹر یا رتے اُسے ایشور کا چھوٹا بھائی اور بے غلط لکھا ہے مگر یہاں بھائی بننا تو درکنار وہ خدا کا پیارا ہی نہ رہا بلکہ راندہ درگاہ ثابت ہوا -

سوال سوم اُسکا نزول جبرئیل پر تھا جیکے سے کتاب کا حوالہ دیا گیا تھا مگر بغیر کتاب دیکھے ہی نیوگی بچہ کہنے لگا - کہ ہم نزول جبرئیل اسلام کے خلاف مانتے ہیں - حالانکہ جس کتاب کا حوالہ دیا گیا تھا اُس میں قرآنی آیات کے رو سے صحیح صحیح حقیقت درج تھی - مگر بقول دیانندی وہ جو ضد نہ ہو نیوگی بچہ بجا اس کرنے سے باز نہ آیا - ہم نے بطور الزامی جواب کے لکھا تھا کہ ایشور تو بقول دیانند ایسا ہی کہ جو جسم نہیں رکھتا - پھر دیانند کی اُس کے درشن کیسے کر لئے - اسپر نیوگی بچہ درشن کرنے کا جواب نہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ اور چیز ہے حالانکہ آپکو ضروری تھا کہ آپ اس ایشوری درشن کی حقیقت بیان کرتے اور پھر ہر دو کا مقابلہ کرتے تو معلوم ہوتا کہ سچا کون ہے مگر نری بکواس کر دیا کہ یہ اور ہے اور وہ اور ہے قابل سماعت نہیں آپکو کونسی قرآنی آیت میں تین دفعہ جسم سے لگا کر بھینچا دیکھا ہے ذرا سچے ہو تو وہ آیت نقل کرنا - خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ نزل به الروح الامین علے قلبك لتکون من المنذرین - یعنی روح الامین (جبرئیل) اسکو لیکر تیرے قلب پر اترا ہے تاکہ تو ڈرانیوالوں میں سے ہو جائے اسکے خلاف نیوگی بچہ ہے کہ بلا حوالہ بکتا اور جھک مارتا چلا جاتا ہے - اب ہم نے نیوگی

بچہ کے کہنے کے مطابق قرآن کی آیت پیش کر دی ہے اگر یہ معترض جو بد انسبت خود بڑے عالم بنے پھرتے ہیں کم از کم ترجمہ قرآن ہی دیکھ لیا کریں تو انکو اس قسم کی شرمندگی نہ اٹھانی پڑے جو جھوٹ کی گندگی پر منہ مار کر اُن کو حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف کی تعلیم ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ جس بات کا اس میں دعویٰ کیا گیا ہے اُسکے دلایل بھی ساتھ دیئے ہیں وید کی نجس تعلیم کی طرح محض دعویٰ ہی دعویٰ نہیں اسی لئے یہ تعلیم پہاڑی محض پہاڑیوں کو تسکین دینے والی ہے اس روشنی کے زمانہ میں وید کے منہ پر سے پردہ اٹھانا دیانندی گندگی کے گڑھے کا منہ کھولنا ہے۔ اس لئے ہم ویدیوں کو یہی رائے دینگے کہ اس نجس اور غیر مہذبانہ تعلیم کو ہرگز عام زبان میں ترجمہ نہ کریں ورنہ لینے کے دینے پڑ جاوینگے۔ لالہ جی کی بچہ کہتا ہے کہ قرآن شریف میں خدا مجسم بیان ہوا ہے اور کہ وہ عرش پر مقیم ہے جواباً عرض ہے کہ جب عرش ہی کوئی مجسم چیز ثابت نہ ہو سکا تو بیٹھنے والا مجسم کیسے ہو سکتا ہے اسکا ثبوت دیانندی لونڈے کے ذمہ ہے کہ وہ قرآن مجید سے عرش کا مجسم ہونا ثابت کر دے پھر سچ جھوٹ معلوم ہو جائے گا۔ نری بکواس کرنا بے عقلی کی دلیل ہے البتہ ویدوں پر کے اعتراضات سے بچنے کے لئے یہ بہت عمدہ ڈھکوسلا ہے کہ قرآن مجید پر اعتراض لا یعنی جڑ دیا۔ جس کی کوئی اصلیت نہ ہو۔ ذرا یجر وید کا پرش سوکت عقل کی عینک سے دیکھ لیں علاوہ ویدک ایشور کے تمام اعضا بیان کرنے اور اُس کا جسم بیان کرنے کے اُس کی دو بیویوں شری اور لکشمی کے حال بیان کئے گئے ہیں یہ ظاہر ہے کہ بیوی بھی مجسم ہے اُس کے رکھنے والا بھی مجسم ہوگا۔ ایسے مدلل اعتراضات سے بچنے کے لئے یہ خوب ڈھکوسلا ہے کہ اسلام پر اعتراض کر کے جان چھڑالی جو بھی کسی صورت چھوٹ نہیں سکتی۔ بھلا آپ تو جیسے حوالہ قرآن مانگا کرتے ہیں ذرا براق کی سواری کر کے ملاقات کے لئے جانا کسی قرآنی آیت سے ثابت تو کریں چونکہ ہم وید کی فضول تعلیم کا پردہ کھولتے رہتے ہیں

دیانندی شیطان

سلسلہ کے لئے دیکھو انوارالاسلام جلد ۹ نمبر ۱۳ صفحہ ۱

ایک لالہ بدری سنگھ آگرہ کے بیوگی بازاری پرچے میں پاپڑ بیل رہے ہیں اور ایسی رندگی سے اسلام کے خلاف بکواس کر رہے ہیں کہ گویا انکو بھی ویدک بدتہذیبی سی کافی حصہ مل چکا ہے اسلئے آج ہم اُسی دیانندی شیطان کا کچا چٹھا سُناتے ہیں اور اُس کی بیوگی بکواس کی قلعی کھولتے ہیں۔

پیارے ناظرین دیانندی مانتے ہیں کہ ویدک خدا کا دشمن وید کا ناش کرنے والا راکشش لالہ دیانند کو ہر جگہ اپنے سجدے کراتا پھرا اور لالہ دیانند اُسکے دھوکے میں آکر ایشور کے خلاف عمل کرتا رہا یہانتک کہ اپنے پاگلانہ خیالات کی بدولت گھر سے بذریعہ جوتوں کے نکالا گیا۔ پھر پھاوسنی بنکر لوگوں سے گداگری کر کے کہانا رہا وہاں سے دیکھا کہ کئی راجے شومنی ہیں اسپر ویدک شیطان کے اغوا سے شومنی بن گیا

وہاں سے شیطان نے اُسے ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں جہاں رام جنیاں بکثرت پائی جاتی ہیں جا چھوڑا جہاں وہ بھنگ پیکر عیاشی سے دن رات بسر کرتا رہا۔ آخر شیطان کے ایما سے بتوں کا بچھڑا واجی کہا یہ۔ مُردے بھی چیرے۔ گائے کا گوشت جائز کردیا۔ مدعا یہ کہ جتنے ایک چالاک و دنیا پرست پاکھنڈ بیلنا ہے وہ بھی بیلتا رہا۔ جب ہم دیانندی صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ بھائی صاحب وہ راکشس کون تھا تو جواب ملتا ہے کہ وہ لالہ دیانند کا اُستاد۔ یار غمگسار تھا جس کی ہدایت پر دیانند کاربند تھا۔ اور جو اُسوقت نیوگیوں کا لیڈر رمپال بنا پھرتا ہے اور آگرہ کی بازاری نیوگی پرچہ کا مہتمم بکر دیدگی سے منہ پر جھاگ لا رہا ہے اور جس کی سرکوبی کیلئے ہم مامور ہوئے ہیں اب اسوقت ویدک شیطان اور اسلامی پہلوان کا جنگ ہے۔ بیچارے ویدک شیطان کا قافیہ تنگ ہے اور وہ اسلامی پہلوان کے دلایل بینہ سے دل تنگ ہے مگر اسپر بھی ہم اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے۔ جبتک کہ اُسے ویدک تعلیم کا پورا پورا نقشہ نہ دکھاوینگے۔ دنیا دیکھے گی کہ ویدک نیوگی شیطان کیسی سیدھا ہوکر حلال زادہ بنتا ہے۔

محمد منظور الٰہی سوہدروی

نیوگی پھکڑ

آگرہ کا نیوگی پرچہ ۵ اجون کی اشاعت میں کسی مسلمان اخبار کے مضمون سے بہت پھڑ پھڑایا ہے اور دلیل تو کوئی نہ مل سکی مگر نیوگی وید سے بد تہذیب پھکڑ بازی کا خاصہ طومار یا مدعہ دیا ہے اور پنجاب کے زر پرست نیوگ کے دلدادہ جو لالے کی حمایت میں بڑی سرگرمی دکہائی ہے اور لکھتا ہے کہ وہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کا ہیڈ ماسٹر تھا۔ لالہ نیوگی صاحب بھلا اُس سے دیانت تو کیجیے کہ کتنا عرصہ اُس نے ہیڈ ماسٹری کی اور پھر نیوگ کا دلدادگی کا بھانڈا پھوٹنے پر کس عزت سے آپکو کان سے پکڑ کر باہر

دھکیل دیا گیا۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ شرم شانے کے ایک بد تہذیب قوم میں شامل
ہو کر اسلام پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ نیوگی صاحب جو لالہ ہے کو شیخ ذو الکرام
بتاتے ہیں جیسے مجہول المکان دیانند کو برہمن کا بیٹا بنا دیا۔ حالانکہ آجتک اسبات کا
ثبوت نہیں ملا کہ دیانند کس کا لڑکا کس قوم میں سے تھا اور اسکا بہلا چال چلن کیسا تھا
تاہم اُسے برہمن کا بیٹا بنا ہی دیا۔ ثبوت مانگو تو کہتے ہیں ہمارے منتھ اور وید کے تمام
رشی اسی طرح مجہول الاسم ہو گذرے ہیں لالہ جی ہم سے مرتد کا شجرہ نسب مانگتے ہیں
جس کے جواب میں عرض ہے کہ شیخ ذو الکرام آپ نے اُسے بنایا ہے۔ اس لئے اُس کا
بار ثبوت آپکے ذمہ ہے ہماری طرف سے اتنا ثبوت کافی ہے کہ مرتد خود کہدے کہ
اُسکے باپ دادا جو لاہے نہ تھے بلکہ پٹھان یا راجپوت تھے۔ پھر دیکھیں کہ لعنت
کی جوتی آپکے سر پر پڑتی ہے یا نہیں۔ دیگر مہاشے جی کو یوگی نہیں بلکہ نیوگی کا منصب
سماج سے ملا ہے۔ کاتب کی غلطی سے گیا معلوم ہوتا ہے اس لئے اس بات سے
انکار کرنا آپکی جہالت و خباثت دیانندی پر دال ہے۔ آگے چلکر نیوگی پھکر یا زمرتد کی
غلطیوں کی حمایت کرنا لکھتا ہے کہ اس کھچڑی زبان (اردو) میں محاورات فارسی زبان
بھی بہت سے ملکر غلط العام ہو گئے ہیں۔ مگر لالہ نیوگی کو یہ معلوم نہیں کہ وہ اپنی کا تبہ
سے مرتد کے اعتراضات لایعنی کے گلے پر چھری پھیر رہا ہے۔ مرتد نیوگی نے اصل
عربی الفاظ کو جو اردو میں آکر غلط العام ہو گئے تھے خیال نہ کر کے قرآن مجید
پر اعتراض کئے ہیں اگر وہ تمہاری یہ بات مدنظر رکھ لیتا کہ اس کھچڑی زبان (اردو)
میں عربی و فارسی محاورات آکر غلط العام ہو گئے ہیں تو اُسکے دماغ سے اتنی گندگی بھری
تحریر نہ نکلتی جتنی اب اس نے کی ہے۔ چونکہ اب آپ نے خود ہی اسے سمجھا دیا ہے
اُمید ہے کہ وہ نیوگی کا کہنا ہی مان کر اردو میں غلط العام الفاظ عربی کا خیال کر کے
اپنی تسلی کر لیگا۔ اُمید ہے کہ نیوگی پھکر یا زچاہ ضلالت سے اپنے آپکو اور مرتد کو

بچاپیگا اور خون شہیداں دیکھکر ہچوں مختتاں غش نہ کھائیگا -
پھر نیوگی لکھتا ہے کہ آریہ ہنود میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا - ارے بے وقوف
بھکر باز ہم کیوں فرق رکھیں جبکہ خود دیانندی ہی آریہ ہنود کو ایک مان رہے ہیں
ملاحظہ ہو تواریخ آریہ سماج و دیگر کتب مصنفہ لاجپت رائے دیانندی - اس سے آگے
لالہ نیوگی نے دو ہتھ عورتوں کی طرح یکو اس کی ہو اور بہت کچھ وید کی بھونڈی تعلیم
پر پردہ ڈالا ہے اور پہاڑی کوؤں کے ساتھ ہو کر بہت کچھ کائیں کائیں کی ہے اور
ایک بزدل نیوگی کافر مشرک بندۂ شکم شاگرد رشید شیطان ملعون کی طرح مقتول
کے لئے بہت رونا رویا ہے جو نیوگ کی بھینٹ چڑھا - نہ کسی نے مارا نہ کچھ کیا - نہ
نیوگ ہوتا اور نہ مقتول مارا جاتا - کسی نیوگی کو غیرت نے دبا کر اس سے یہ حرکت
کروائی جسپر تمام نیوگی ہمدردی فنانی النیوگ مقتول مکذب وصول اڑا کر شل گریہ
اپنی نجاست آپ چھپانے لگے جس سے انکی روباہ بازی کا اظہار متعصب ذلیل وخوار
بنے چونکہ یہ نیوگی اپنی دیانندی پنتھ کی شکستہ دیگچی کی قلعی کروانا چاہتا ہے اور اپنے
منہ پر سے سیاہی کا داغ اتروانا چاہتا ہے اس لئے ہم اسے اسلام کے منور چہرہ
سے صفا کرنے کو تیار ہیں فی الحال ہم ایسے مکار عیار باطل نابکار پر جو منہ پر جھوٹ
بولے لعنت ولعن ہزار بار نہیں کروڑ ہا بار کرتے ہیں - اور اس نیوگی کو نیوگ خانہ
کار ستہ دکھاتے ہیں تا کہ وہاں جا کر اپنا بھونڈا چہرہ دیکھ لے اور اپنی زبان پر لگام
تہذیب چڑھوا لے - مر

ایسے کو تیسا ملے

دیانندیوں کی ماس پارٹی کا پرچہ جو لالہ دیانند کو غلطی سے مہرا تسلیم نا تم اپنے کسی پرچہ
میں آگرہ کے نیوگی پرچے کی تعریف کرتا ہے جیسے کہ زہرو آدمی کسی بازاری آدمی

کو دیکھکر اُس سے اپنی عزت بچانے کے لئے اُس کی ذراسی تعریف کر دیتا ہو۔ اسپر
آگرہ کا بازاری بھڑباز اپنے سے باہر ہو رہا ہے اور اپنی تعریف کے بڑے گن گا رہا
ہے گویا کہ اُس نے اپنی ہف ہف سے کئی شریفوں کو کاٹ دیا ہے۔ پنجابی میں
ایک مثل ہے کہ ...... کو ...... دس کوس کا پھیر بھی مل جاتا ہے یہی حال
ہمارے نیوگی صاحبان کا ہے۔ اس پارٹی کا پرچہ لکھتا ہے کہ آگرہ کا بازاری نیوگی بڑی
دلیری سے اپنے فرض یعنی غوغو ہف ہف کو انجام دے رہا ہے اور مقتول مکذب
کے طرز عمل سے عاریت لی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ہم بھی اسپر صاد کرتے ہیں۔ کہ
جیسا سماج کا محلی مقتول مکذب تھا اسی طرح آگرہ کا یہ نیوگی بھی ہے اور جیسے وہ
پاگل پن کی حد تک (بقول آریہ مسافر) پہونچا ہوا تھا۔ یہ اس سے کم نہیں اور جیسا
وہ مخالفین کو سخت سے سخت گالیاں نکالا کرتا تھا۔ اسی طرح یہ بھی کم نہیں کرتا
ہاں اگر آگرہ تو اسی نیوگی اور مکذب مقتول میں فرق ہو تو صرف یہ کہ وہ موخر الذکر نیوگ
کا بڑا دلدادہ تھا اور نیوگ کی ہی تائید و حمایت میں اُسنے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں
بلکہ اپنی جان کو نیوگ پر تصدق کر دیا۔ اول الذکر بھی نیوگ کی گو تائید بہت کرتا ہے
مگر معلوم نہیں کہ وہ اس پوتر مسئلہ پر عمل بھی کرتا ہے یا نہیں۔ یہ ہم اسکی زبانی سننے کے
خواہشمند ہیں کیونکہ ہم نے آجتک نیوگ کی صفات اسکی زبانی نہیں سنیں۔ اور نہ
کوئی اسکا سرٹیفکیٹ اس بارہ میں دیکھا ہے"

نیوگی کی کھوپڑی

آگرہ کا نیوگی پرچہ بھی عجب کوڑ مغز ہے تڑا تڑ ...... پڑتے جاویں۔ مگر لالہ جی سر
بچا کر ...... نہیں ہونے دیتے اور جھٹ سے نیوگ خانہ کی کوٹھڑی
سے مُنہ نکالکر کہہ دیتے ہیں کہ آپکے ...... مگر ہم ہیں کہ ...... ہی دیتے ہیں آپکو

چاہئے تو بہتر ہوتا کہ جاپان کو معلوم ہو جاوے کہ اس نیچہ کا پوتر مسئلہ کیا ہے اور
اس پر عملدرآمد کہاں تک ہوا ہے۔ ناظرین ہمنے ہی نیوگ کو پوتر مسئلہ نہیں کہا بلکہ
دیانندیوں کا مہاشہ منشی رام اپنے اخبار ست دھرم پرچارک ۹- اساڑھ سنہ ۱۹۶۳
مٹ میں اس مسئلہ کو پوتر بتلاتا ہے اس لئے سب سے پہلے اس پوتر مسئلہ کی عملدرآمد کا
حال دیانندیوں کو بذریعہ اخبار شایع کرنا چاہئے کیونکہ بیاہ کی طرح مانا گیا ہے حالانکہ
بیاہ کے عام اشتہار دیتے ہیں۔ کئی سو سا بیٹیاں بیاہونکی فہرست دیتی ہیں
مگر نیوگ کی فہرست نکالنا سماج کا سب سے پہلا فرض ہے۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ
کوشش آگرہ کے نیوگی پرچے کو کرنی چاہئے۔ الراقم محمد منظور الٰہی سوہدروی

دیانندی فتح کا ڈنکا

نیوگی صاحبان جہاں جاتے ہیں اس پوتر مسئلہ نیوگ کی برکت سے فتح کا ہی
نقارہ بجاتے آتے ہیں۔ اصل میں ہے بھی سچ۔ نیوگ فتح کا مترادف لفظ ہے کیونکہ
نیوگ کے لئے ایسے آدمی کو منتخب کیا جاتا ہے۔ جو ودوان شاستروان۔ بہادر
ہٹا کٹا ہو۔ پھر اگر اسکی اولاد فتحمند نہ ہو تو اور کیا ہو۔ آگرہ کا نیوگی لکھتا ہے کہ گذشتہ
سال نیوگیوں نے پسرور میں فتح پائی تھی۔ ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ کونسا نیوگی قلعہ انہوں نے
فتح کیا تہا۔ ہاں انکی شیخی تو کرکری ہو گئی تہی۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو نیوگیوں کو
مبارک ہو۔ رر

دیانندی جہالت

۲۴- جون کا ست دھرم پرچارک لکھتا ہے کہ اس دیس میں پرانے زمانے میں
یہ قاعدہ تہا کہ ... جیسے ہوئے برہمن ہی راج منتری ہوتے تھے اور برہمنوں کے

لئے ستیہ وادی ہونا لازمی تھا۔ دیانندی صاحبان جب تنقیح میں آتے ہیں تو جھوٹ کے طومار باندھ دیتے ہیں بہتر ہوتا کہ دیانندی صاحب کوئی حوالہ بھی اپنی تائید میں پیش کرتے کہ فلاں راجہ کے وقت میں ایسا ہوا کیونکہ ہمیں تواریخ بتاتی ہے کہ سوائے معدودے چند راجوں کے باقی سب قدیم زمانے کے راجہ اول درجہ کے عیاش طبع تھے اور ان کے وزیروں اور رشیوں کا بھی یہی حال تھا دیانندی صاحب کا باحوالہ جواب نکلنے پر ہم ان کی فہرست پیش کرینگے۔

بید کی بید

یا

آریوں کی خاطر داری

(شرح بید کے منتروں کی)

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ ص ۲۳)

جیسا کہ اگلے زمانے میں اکثر منی اور رشی غرق ہو جانے کو ہی عبادت تصور کرتے تھے۔ برف میں گلنا۔ زندہ آدمیوں حیوانوں مویشیوں کا قربانی میں چڑھانا۔ جیتے جی آگ میں جلانا۔ اس سے کون آریہ انکار کر سکتا ہے۔

(۴۸) ایسا ہو کہ دھرتی وسیع ہو جاوے اب پرشنوی سے مخاطب ہوئے ہو اگر مراد پرمیشور سے ہے تو وہ کیا وسیع ہوگا اللہ اگر زمین ہی مراد ہے تو کیا وہ خود وسیع ہونے کی طاقت رکھتی ہے وید ایسی پر علمی خزانہ ہے۔ یہ علمی خزانہ تو اُس وقت تک کہا گیا تھا کہ جب تک چار بیدوں کا ترجمہ ہوا نہ تھا اب کیا ہے سے شنم گیا راز کھل گیا چھپاتے چھپاتے خبر ہو گئی

(۴۱) بہلا اشتری دیوتا اور اسکی جورو کیا سفارش کرے کیا سب خدائی کے دیوتاؤں کے یہاں یہ دیوتا صاحب اپنی جورو کو لیجا کر سفارش کرینگے۔

(۴۲) اگنی دیوتا کی اب تک تو خیر جو ہتک تھی وہ تھے ہی اب دیکھئے کیا صاف صاف بیان ہی ہم اس اگنی کی پرستش کرنے ہیں جو مذہبی رسوم میں روشن کی جاتی ہے نہ معلوم یہاں کون کس سے کہتا ہے کیا پرمیشور کسی دیوتا کی جو اس سے بڑا ہے پرستش کرتا ہی اب اگر کوئی کہے کہ یہاں بہی مطلب ہمارا مدہی ہے تو ہم تسکین کی غرض سے کہتے ہیں لو سنو۔

(۴۳) آریو میں اپنے یگ میں کیوں اگنی کو قابل پرستش سمجھکر رکھا اے اگنی تجکو بیوقوف موحد اہل اسلام) لوگوں نے نہیں بلکہ عقلمند ہوشیار بت پرست آتش پرست مشرک پیغمبر خدا (نعوذ باللہ) دولت کا بخشنے والا جلد دعاؤں کا سننے والا اور بہت مشہور پایا ہی تب تجکو اپنے یگ میں جگہ دی ہے۔ اگر تو ایسی دہونی تو پانی ڈال علیحدہ ہو جاتی پھر دیکھیں کیا بات بنتی ہے۔

(۴۴) ایسے ایسے عقلمند آریہ ودت کی عالم فاضل نہ معلوم کیوں ایسی فضول باتیں لکھ گئے۔ جواب ہر ایک پہلو سے بیچارے اُن غلط کاریوں کو درست کرتے ہیں۔ مگر پھر بہی کیا ہوتا ہے۔ کوئلہ کو کتنا ہی دہو یا جائے سفید کیا جائے مگر وہی کالے کا کالا۔ ملمع چڑہانے سے بہی کہیں اصلیت چھپتی ہے وہ زمانہ جاہلیت کا اب نہیں ہے کہ ہر ایک عجائبات پر جاہلوں اور بیوقوفوں کا سر جھک جائے اسکی کیا حاجت تہی۔ کہ آگ اگنی ہونے سے بھڑک کر مشتعل ہو کر لکڑیوں میں بآسانی گھس جاتی ہے۔

گر خیال کیا جائے تو اس بیان میں بہی غلطی ہوئی۔ کیا ہوا سے بھڑک کر گیلی لکڑیوں میں بہی گھس جاتی ہے اور وہ بہی جلد۔ غلط محض غلط ہی ہے۔

لے اگر یہ معنی اگنی ہوتے سے لیکر اشویدھ تک کا کرتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۳

(۳۵) محض فضول لغو خبط بے ربط یہ عالی دماغی حضرات آریہ کے ہی پیشواؤں کو مبارک اور ڈبل مبارک اُنہیں کو نصیب ہو۔

(۳۶) اب تو ثابت ہو گیا کہ آگ ہی کی پوجا کرنی آریوں کو فرض ہے اگرچہ ھوم کے نام سے آگ کو پوجتے ہیں مگر ظاہرا اپنے آپکو موحد مشہور کرتے ہیں اے آریہ صاحبو کیا نیم ستیارتھ کے خلاف نہیں ہے کہ ست کو گرہن کرنا اور اسَت کو چھوڑنا سیرود ا۔ اوپت ہی اب بھی شاید متعصب آریہ صاحب کہہ اٹھیں کہ ہر قسم کی دولت دینے والا ایشور ہی ہے اسی کی ہم پوجا کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ذرا انصاف کرو اول اور آخر کی عبارت ملا کر و یہاں اگنی سے کیا مراد ہے نمبر ۳ دیکھو۔

(۳۷) کیا ایشور بن میں پیدا ہوا ہے اگر کہا جاوے کہ یہاں تو آگ ہی اگنی سے مراد ہے تو غلط اور محض غلط ہے کیونکہ یہ آگ کیا مہربانی کرتی ہے جیسے راجہ لیش آدمی پر مہربانی کرتا ہے یہ بھی ایسی ہی لایق پوجاری پر مہربانی کرتی ہے سہ اگر صد سال گبر آتش فروزد بہ چو یکدم اندراں افتد بسوزد۔

(۳۸) آریو توحید دیکھو وید کی پہ کہتا ہوں ہیں باث تم سے بھید کی شرک کی کیا اچھی رسم ہے بہ رسم آتش پرستی (ہوم) جب ہی اول ہوتی ہے کہ یہ اگنی خشک لکڑی کے رگڑنے سے پیدا ہو۔ یہ آگ بغیر دیا سلائی یا گہر کی چنگاری سے نہیں ہو اس سے تو یہ بھی پاک ہے ہر ایک قسم کے رنگ کے شعلے بھی نکلتے ہیں بھلا یہ کوئی عقلمندی کی بات ہے کہ اے اگنی تو پوجاری کی خواہشوں کو فورًا سے سُن کوئی آریہ صاحب آگ کے شعلے کے پاس کانا باتی کرے تو فورًا ہی خواہشیں پوری ہو جاویں کیا اچھے آریوں کی انگلیاں اپنی پیلی سی اگنی سے ایسی ہی محبت رکھتی ہیں جیسے نیک عورت خاوند سے

(۳۹) اس اشلوک کا ایک ایک لفظ شرک سے بہرا ہوا ہے دینی اور دنیاوی چاہ خواہشیں آگ سے ہی [illegible]

کیا بھی تاویل ہمکے ہی مطلب کے موافق نکتے دیتے ہیں اسپر بھی اگر احسان فراموش ہو جائ
تو تمکو بھی اگنی دیوتا سمجھے اور سمجھاوے - سنئے - اگر کوئی مسلمان اعتراض کرے تو کہہ دینا
کہ وید کلام الٰہی ہے الفاظ قلیل مطالب کثیر کا مجموعہ ہے جمیع علوم کا مخزن ہے اسمیں
اشلوک بیں آگ کی صنعت و حرفت جو بذریعہ ایجادات مختلفہ کلوں کے ایجاد ہوئیں سب
اسی بید کی بیدائی ہے بابیہ لحد لوگ اسی سے بید ہو گئے جتنی کلیں افریقہ امریکہ
یورپ میں ایجاد ہوئیں سب بید کی ہی نقل ہیں ہیں لو صاحب لاکھ جوانوں
کا ایک جواب تو ہمنے آپکو بتا دیا اور اگنی کی پوجا کیا ہے اسکو حسب موقعہ کام میں
لانا یہی پھر کیا ہے سب کچھ حاصل ہے - کیوں اگنی دیوتا سے بڑھ کر ہوا کہ تمہیں سے
عدو شود سبب رزق گر خدا خواہد ÷ خمیر بود کان شیشہ گر سنگ است -

(۴۰) جب اگنی کی تعریف سے فارغ ہوئے تو جل کی تعریف شروع ہوئی کچھ بیان
[illegible] میں ہو اب بیان ہوتا ہے -

جل کی تعریف اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ اس میں بوٹیاں اگتی ہیں - اور ان
بوٹیوں کو اسے جل پکا دے کہ وہ ہمارے بدن کی بیماریوں کو دور کریں -

(۴۲) ہے اندر دیوتا تم اس شراب کو خوب پیتے ہو جو سوم کے بودے میں سے بنائی جاتی
ہے اس شراب کے نشہ میں اگر ہمکو ہزاروں گھوڑے اور گائیں دے خود بھی دیگر ہم مستحق بھی
ہوں ان کو بھی دے -

(۴۳) اندر کی تعریف سنئے - خوبصورت - طاقتور - خوراک کا مالک کچھ مطلب
تو عکسہ کا ہے اور بانی یہ کہ جو ایسوں لوگوں کو دیتا اسے غارت کر اور جو نقصان پہونچاتا
ہے اسے قتل کر اور ہمکو ہزاروں ہی گائے اور گھوڑے دے - یہی باعث ہے جو آریہ لوگوں نے
ہندو اور مسلمانوں کے درمیان جو ایک مدت مدید سے اتفاق و اتحاد چلا آتا تھا اسمیں
[illegible] سے بلی بغض و عناد پیدا ہوتا جاتا ہے گویا دنیا میں سوائے ان

آریہ لوگوں کے جو انکے دشمن ہیں سب غارت اور قتل ہو جاویں تاکہ بے خوف آتش پرستی کریں اور تثلیث کی زنجیر میں ہمیشہ جکڑے رہیں۔

(۴۴) اب وہی اندر دیوتا جو خوبصورت۔ طاقتور خوراک کا مالک ہے اور جو کہ آریوں کی بہتری میں راضی ہوتا ہے باقیوں سے ناراض ایسا کرے کہ بس آریوں کو ہی خوراک با فراط ملے۔ ہاتھ پاؤں کچھ نہ ہلاویں مندروں میں بیٹھ پوجا کریں بھجن منڈلی میں بھجن گانے پہریں عیش و نشاط کے مزے اڑیں ایسا ہو کہ جو کوئی دان دے۔ گئو ماتا دودھ دینے والی جوان دیکر خوب دودھ پیئیں مزے لوٹیں پوجاری استریوں سے پوجا کرائیں ؎

صبح کو جام سے گذرتی ہے + شب دلارام سے گذرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہے

(۴۵) آریو خدا کا خوف کرو کچھ تو دل میں انصاف کرو ضد اور تعصب کو چھوڑو۔ بید نے تمکی آس نہ کرو پکے مسلمان بن جاؤ۔ اس منتر میں تو وہ غضب ڈھایا ہے کہ جس کی آریہ لوگ کچھ تاویل ہی نہیں کر سکتے۔ اندر اور اگنی جو دو ایشور تھے اب رشتہ داری باہمی ہو گئی۔ اگر آگ نہ ہو تو آریہ ورت میں کھائیں کیا۔ اگر مینہ نہ برسے تو اگے کیا۔ رشتہ داری ایسی ہی چاہیئے جیسے کہ دولت کا خواہشمند اپنے دل میں تصور کرتا ہے۔ صاحبو ناراض نہ ہو بالخطا معاف صبر کرو کیا اچھا بیان ہے کہ سوئے تم ہو کے اور کس نے مجھے ادراک عطا کیا ہے ایسی ناشکری بھی کس کام کی کہاں کسی کا اور گائیں کسی کا ؎

نار دوزخ کے ارادی بن گئے + جو کوئی ہندو کے بندے بن گئے

جب اس طرح سے بہرہ مند آریہ صاحب ہوگئے تو پرمیشور کی تعریف میں منتر بنایا کیوں صاحبو کیا اب بھی بید کلام الٰہی رہا۔

(۴۶) اندر اور اگنی جو نعمت کے عطا کرنے والے ہیں اب تقسیم ہو گئے۔ تین لوگ ہیں سے تم دونو خواہ کہیں ہو میرے پاس چلے آؤ میں نے تمہارے واسطے

کُچلا ہوا رگ نیار کیا ہے پی جاؤ۔

(۴۷) کیا خوب وہی اندر اور اگنی اب بجر گھمانیوالے اور شہروں کے غارت کرنے والے بھی ہو گئے۔ آریوں کو نہ تو بجر گھما کر لڑائیوں میں ماریں نہ ان کے شہر غارت کریں بلکہ یہ جس سے لڑیں فوراً انکی مدد کریں دشمن غارت اور برباد ہوں آریہ دولتمند مالک ملک ہوں۔ ان کے دشمنوں کو زمین۔ آسمان۔ سمندر۔ غرض سب غارت اور تباہ کریں کوئی انکے دشمن کو پناہ نہ دیوے خدا بچے کو ناخن نہ دے جو گنج کھجاوے

(۴۸) سے لیکر ۹۳ تک وہ کفر اور شرک کی باتیں جاہلانہ ہیں کہ جنکے کہنے سے طبیعت پریشان ہوتی ہے نہ معلوم ایسی خراب ماہیات تعلیم میں کیا کچھ نکات و دقایق پوشیدہ ہیں جن پر آریہ اڑے ہوئے ہیں اور دعوی بے دلیل کے واسطے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کرتے۔

آریو انصاف کی گردن پر تیغ دو دم نہ پھیرو کیا گئو رکھشا ہو اور انصاف کا خون پیؤ۔ سوچو سمجھو عقل سے کام لو ہٹ دھرمی نہ۔ دیکھو اندر مخلوق ہے مگر بے نظیر نعوذ باللہ لیس کمثلہ شیئی ۲؎ وہی سب کا سہارا دینے والا ۳؎ دیوتاؤں میں سب سے اول ۵؎ کارساز ۶؎ تندرست ۷؎ بُرے کاموں سے بچانے والا ۸؎ آریوں کا لڑائیوں میں مرتبہ بڑھانیوالا ۹؎ بہت سی مہمات کا سر کرنے والا ۱۰؎ سب دیوتاؤں سے اچھا ۱۱؎ نعمتوں کا عطا کرنے والا ۱۲؎ بہادر شجاع حقیقی ۱۳؎ دولتمند کا دوست۔ غریب کا دشمن ۱۴؎ یگیہ نہ کرنیوالے سے دولت کا چھین لینے والا ۱۵؎ یگیہ کرنے والے کو دولت کا دینے والا ۱۶؎ مینہہ کا برسانے والا ۱۷؎ مجیب الدعوات ۱۸؎ پوجاری کی رکھشا کرنے والا ۱۹؎ لازوال دولت کا بخشنے والا ۲۰؎ پوجاری کے حالات کا علیم و خبیر ۲۱؎ مرگوید اور شام وید پڑھنے والوں کا ممدوح و موصوف وغیرہ وغیرہ۔ جب ایسے اوصاف اندر کے ہیں تو کہو قائل ہے کہ مخلوق اچھے اندر دیوتا ہیں کہ جنکی تعریف کرنے سے زیادہ طاقت ہوتی ہے

اور بتا ہی گمراہ الاہے عابد اپنے معبود کو کھلا پلا کر طاقت بخشتا ہے ۔
(۶۲) اے اگنی آریہ لوگ کس منت اور خوشامد سے ہوم کر کے ایک مدت دراز سے تجکو بلا رہے ہیں کہ تو آکر ہمارے دشمنوں کو جلا دے معلوم ہوا کہ آریہ ہوم اسی لئے کرتے ہیں"۔ اگر آریوں کا بس چلے تو سوامی دیانندی چیلوں کے آریہ ورت میں کسی کو نہ رکھیں مسلمان اور انگریز تو کتو ہتیا کرتے ہیں اور گئو ماتا ۔ اگنی ۔ اندر سوریہ وغیرہ سے آریوں نے بہت کچھ مانگیں مگر زمین کی پیداوار کے باعث روز بروز گئوئیں فنا ہی ہوتی جاتی ہیں آجتک کیا کسی آریہ دیانندی کی کسی دیوتا نے نہ سنی مسلمان اور انگریز نا پید ہو جاتے اور بجائے تمام مخلوقات کے آریہ ورت گئو ورت ہو جاتا ۔
(۶۳) اس اگنی کی تعریف آریہ ہی لوگ کریں جو بڑے عاقل اور روشن اور واقع الامر ہیں ۔ خالق کو چھوڑ کر ہم تو مخلوق کا خیال ہی نہ کرینگے ۔ ایسی واحدانیت ہی کو مبارک ۔
(۶۴) تک سب واہیات خرافات مکرر سہ کرر خبط بے ربط ہے ۔
(۶۵) وید کلام الٰہی ہرگز نہیں اگر کلام الٰہی ہے تو یہ منتر بالکل غلط ہے ۔ سوچو اور غور کرو ۔ (۶۶) کیا اگنی پاس نہیں کسکو بلاتے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ یہاں بموجب دیانندی کوش کے اگنی ایشور سے ہی مراد ہے ۔ آریو خوش ہو جاؤ ۔ مگر لب تک اگنی مع دیوتا کے آوے ۔ اب دیوتا کون ہیں ۔
(۶۸) دیوتا کون ہیں ۔ نیک کاموں کے ترقی دینے والی یہ سب اپنی بی بیوں سمیت اس نذر میں شریک ہوں کیوں آریو دیانندی کوش میں یہاں دیوتا کے کیا معنے لکھے ہیں خوب انہی دیوتاؤں کی جو کہ مع بی بیوں کے نذر میں شریک ہوا کرتے ہیں آریہ عابد اور یہ دیوتا معبود ہوئے اب ہی موحد بنے رہو ۔
(۶۹) کیا اجتماع نقیضین نقل کے پتلوں نے جمع کی ہے اگنی ہی تو العام کی دینے والی

اور تھوڑے دیوتاؤں کے ساتھ یگیہ میں حصہ لینے والی گھر کی آگ ہوکر پوجاری کی دیوتاؤں کی پرستش کر۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۷۰) یہاں اگنی کے بل سے آکاش اور دھرتی سب لرزاں ہیں شاید کوئی مہاشے آریہ کہہ اٹھے کہ یہاں اگنی ایشور سے مراد ہے مگر غلط محض غلط ہے۔ کیونکہ اسکی صفت بھی تو بیان ہو گئی کہ ہوا پر فوقیت رکھنے والی ہے جتنی مرتوں ہوا میں سنہاہرا رنگ دیوتا کی پرستش کی ہے۔

(۷۱) بالکل غلط اور شرک آمیز جاہلانہ تعلیم ہے اپنے پوجاریوں کی خواہش پوری کرنے والا وہی ایک معبود حقیقی ہے۔ آریو اسپر ایمان لاؤ وید کی تعلیم ہرگز قبول نہ کرو

کارساز ما بفکر کار ما ۔ فکر ما در کار ما آزار ما۔

(۷۲) بت پرستی کفر یاں دل کی گرفتاری ہے درد مد چاہیے جسکو گے اسکو صنم کہنے لگو۔ اگنی دیوتا کی بہی آپ صاحب جو پوجا کرتے ہیں وہ خلوص نیت سے ہرگز نہیں۔ وید مقدس کا مصنف خود بیان کرتا ہے کہ ہم دولت کی خاطر دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔ اے اگنی میں جو ہوم کر رہا ہوں تو اس لئے کہ میری تمام میں شہرت ہو جائے۔ یہ صاحب شہرت پسند ہیں۔ سوامی جی نے بھی یہی چاہا۔ اگر تمہارے اولاد ہو تو رسم ہوم کی ادا کریں بغرض کہ خواہان دولت کو دولت خواہان اولاد کو اولاد اگ ماتا دے (نوبہ)

(۷۳) اے اگنی ہمکو آکاش اور دھرتی اور سب دیوتاؤں سمیت ہمیں بچا۔ توبہ صریح کفر بلکہ پرمیشر سے جان بوجھ کے لڑائی کرنا ہے مخلوق پرستی یہی ہے۔

(۷۴) اب اگنی دیوتا سے مناجات ہو رہی ہے کہ ہمیں دولت مند کر۔ نیک دے اور بہت خوراک دے۔ پوجاری جی خوراک کیا ہے۔ بیوتا جیپا اگر کوئی عزیز کے وقت پوجاری جی کے یہاں کہہ آوے کہ کل نیوتا ہے بس پھر کیا ہو رت کا

شرما کی بےشرمی

ہمنے اس امرکو کہ ویدک ایشور مجسم بالغرض ہے ذیل کے نظم میں ثابت کر دیا ہے قطع نظر اسکے یہ بات دیکھنے کے قابل ہے کہ ویدک ایشر مجسم ہو یا غیر مجسم اُس میں کوئی جوہر کمال بھی ہے یا نہیں وہ اپنی قدرت کا ملہ سے کوئی روح حیوانی یا انسانی یا کوئی دنیاوی اشیاء پیدا کرسکتا ہے تا سلسلہ دنیا کے چلانے میں دوسرے کا محتاج ہے وہ یکتا اور عظمت و قدرت والا ہے یا دوسرے کے سہارے کام چلانے والا ۔ افسوس ہے کہ ویدوں سے نہ توحید کا پتہ چلتا ہے نہ قدرت و عظمت کا دیکھو مضمون جس کی سُرخی یہ ہے

ویدک ایشور آریوں سے منحرف کیوں ہے یا آریہ پتھ ویدک ایشور سے

اور رسالہ انوار الاسلام میں غور سے پڑھو ۔ اس پر پنڈت جی کی کرتوت پر اور ویدوں پر نازاں ہونا نادانی نہیں تو اور کیا ہے ۔ حق پسندی کی وہ نظم جو رسالہ انوار الاسلام میں ملیگی جس میں وید کی حقیقت اور کلام پاک کی عظمت بیان کیگئی ہے پڑھ کر شرما کو سب سے زیادہ شرمانا چاہئے اور اپنی کم عقلی پر پشیمان ہونا چاہئے ۔ شرما کی بےشرمی اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ نیوگ جیسے مسئلہ پر نازاں ہے ۔ اور ویدیوں کے افعال مسلمانوں پر تھوپتے ہیں اور ویدی کفر ۔ شرک ۔ زناکاری وغیرہ نعوذ باللہ کلام پاک کے ساتھ منسوب کرنا چاہتے ہیں لیجئے ہم ایک اور نظم شرما کی نذر کرتے ہیں ۔

نظم

مسلے وید کے کہتے ہیں کہ چل جا شرما — میرے مضمون اور اسلام کو شرما شرما

تیرے مضمون سے یہی آتی ہے صدا یہ پیہم — چھوڑ ہٹ دھرمی خدا کے لئے شرما شرما

وید کہنے میں ہیں ملکا یا اگر خواہش ہے — لالی کہتی ہے اسی واسطے لالہ شرما

بجتا ہے تیری ہٹ دھرمی پہ خود تیرا لقب — دیکھ اللہ سے ڈر دل میں تو شرما شرما
شرما خود کہتا ہی پر شرم سے کچھ کام نہیں — نیوگ کے مسئلے کو سمجھا ہے اچھا شرما
جورو بلوائے خصم لائی بلا کر سندا — ناز کرتا ہے اسی بات پہ لالہ شرما
سوچ تو کچھ تو اری دل میں ذرہ تو شرما — ایسی بے شرمی ہی کس کام کی شرما شرما
عیب و بیدوں کے لگاتا ہی کلام حق کو — شرم کر شرم نہ بے شرمی پہ اترا شرما
بجتی مضمون پہ جھنجلا کو حسد انت لکہا — تو نے غیرت کو عبث ہاتھ سے کھویا شرما
ہائی افسوس تجھے شرم نہیں آتی ہے — کہہ رہا ہے تجھے سب اپنا پرایا شرما
ویدک الیشر نے تمہاری تو کریں دو چار دو — دست و پا سینہ و گوش سبکو ملاتا شرما
جسا ثابت ہوا بیدوں سے مجسم ہونا — اپنے الیشر کا سنا تو نے سراپا شرما
دس کئے یار مگر پاک ہی دامن اب تک — یہ اصول آپکو ویدوں کا ہے بجا با شرما
دس کرا یا زنا باقی ہے عصمت عفت — سوچ لو دل میں نہیں عقل کا اندھا شرما
ذات میں تیری اگر مادۂ غیرت ہے — تو و کہا مانہ کبھی منہ تو ہمیں جا شرما

راقم حق پسند علی گڈھ خریدار ۵۴۶۱

ایڈیٹر صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مزاج مبارک

مضمون ہذا جو کہ فی البدیہہ ایک آریہ کے تکرار پر فقیر نے لکھا ہے ارسال خدمت ہے امید ہے کہ درج رسالہ **انوار الاسلام** فرما کر آریہ دھرم کی قلعی کھولی جاویگی جس کو فدایان اسلام زبانی یاد کر کے آریہ لوگوں کی منہ زوریوں سے پناہ پکڑ سکیں نیز ایک پرچہ انوار الاسلام بنام منشی شیخ عبد العزیز صاحب محرر چونگی بورڈ بہ شایع فرماویں اور اس کی قیمت تفسیر پارہ عم فیروزی و ہلیوپیے ایل بھیجکر وصول کرلیویں ایک کارڈ پہلے ہی روانہ کیا جا چکا ہے - مگر آنکہ تفسیر فیروزی پارہ عم جسکا نمونہ آپنے شایع کیا

ہے بذریعہ ویلیو پے ایبل قیمت طلب بنام شیخ منشی عبدالعزیز صاحب محرر چونگی ضرور جاری کریں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ خریداران انوار الاسلام کی تعداد بڑھانے میں ہمیشہ کوشش کی جاویگی۔ یہ خریدار نیا پیدا کیا گیا ہے۔

خفر العباد مولوی فقیر عبدالغفور قیس عفی اللہ عنہ ۵۲۹۰

ایسی اُلجھی ہے نیوگ کی تانی

بھید اُلجھن کا نیوگ کی پایا
ایسی اُلجھی ہے نیوگ کی تانی
ہے بڑا راچھ برج دانا بھی
بیٹھ کرگہ پہ اک نیوگن کی
اینٹو بیلن بھی کھڑکھڑاتے ہیں
کپڑے آنے لگے بلا درزی
اگنی ہوتر نے آگ دی ہے لگا
بیج دانے نے تھوتھیاں کردی
خوب چلتے ہیں اینٹو ناف تلے

کوچ کرتا ہے ایک جلھایا
کب سلجھتی ہے لاکھ سلجھایا
گھتنی[1] نیوگن کو جس نے گھسوایا
نالِ شہوت کو خوب لپکایا
نال چلتی ہے جان بھی آیا
بُرقعہِ بے حیائی سلوایا
گیارہ پرشوں سے جس کو بجھوایا
جب نلوں میں سنگھے[2] کو پہونچایا
قابلہ چیں[3] سے سُوت ٹٹوایا

[1] گھتی نیوگن یعنے نیوگن گھٹنے والی جو ہر کسی سے گھٹ جاوے۔

[2] تھوتھیاں وہ لکڑیاں ہوتی ہیں جس میں سوتی نلی وار ڈالکر تانی تنی جاتی ہے اور تھوتھیاں تھوتھی کی جمع ہے یعنی خالی کردی۔

[3] قابلہ چیں یعنے چیں چینوں سے سوت کتکرا آتا ہے جس کا دھاگا خوب چلتا ہے ٹوٹتا نہیں۔ نیز ایک بے حیا نیوگن نے بازاری عورتوں کی طرح متعدد گیارہ مردوں کی جستری کی جس سے اُنتی کی نلی گلگئے تانی لگتے اور حیائی کے جانے کی صفت محسوس ہوتی۔ قابلہ دانی کو کہتے ہیں۔

شست ہوئے پتی گر زن کا
یا کہ زحمت رسا ہو زن ہو کوئی
تیز جاوے اگر پتی پردیس
ایسی عورت کو سمجھو جلہائی
ہے حیا سوز واقعی یہ دھرم
اپنا سر تو منڈا بنے عاقل

نیوگ اُس کے لئے ہے فرمایا
اُس کی زن کو بھی نیوگ بتلایا
بیج داتا کو چاہئے آیا
بیج داتا کو کہئے جلہا بھا
آریہ پھر بھی کچھ نہ شرمایا
بے عقل زن کا سر نہ منڈوایا

باقی آئندہ

۹۸۶

حامی اسلام ممدوح انام سلمہ اللہ تعالیٰ الی یوم القیام
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بالفعل ایک لطیفہ ابطال تناسخ میں ارسال ہے مہربانی فرماکر پرچہ انوار الاسلام میں اسکو جگہ دیکر مجھے مشکور فرماویں میں اُسکی اشاعت کی ترقی کی کوشش کر رہا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ آجکل میں ضرور کوئی خریدار بہم پہنچا کر اطلاع دونگا اب تک تو میں بیسیوں خریدار بہم پہنچا دیتا مگر افسوس کہ میرا یہ شہر دینی مذاق سے بالکل بے مذاق ہے اللہ تعالیٰ اپنے اسلام کا حامی و مددگار اور وہی اُمت محمدیہ صلعم کی حالت زار پر رحم کرنے والا ہے۔ اب وہ لطیفہ سنئے۔

باپ بیٹا بیٹا باپ ہوجاتا ہی

حضرات ناظرین آپکو یہ سرخی دیکھکر تعجب ہوگا کہ باپ بیٹا اور بیٹا باپ کیونکر ہوسکتا ہے سلتمہی اس معمہ کے حل کی بہی فکر ہو گی۔ لیکن اگر آپ مذہب آریہ سماج کے اصول پر نگاہ ڈالیں گے تو کوئی حیرت نہ ہوگی مذہب آریہ سماج کا مسلہ مسلہ ہے کہ روح ایک دفعہ پیدا کردی گئی اب وہی روح مختلف قالبوں میں مبدل ہوا کرتی ہے مثلاً پہلے روح انسانی قالب میں آئی اگر انسان نے اپنی زندگی میں

اچھے اعمال کئے تو بعد مرنے کے وہ روح پھر انسانی ہی قالب میں داخل ہوگی ورنہ حیوانی شکل میں اگر اپنے اعمال زشت کی سزا پائے گی۔ اس مسئلہ تناسخ کے ماننے پر نیز اس مسئلہ پر کیا کیا نقص وارد ہوتے ہیں اسکے بیان کو کسی اور موقعہ پر اٹھا رکھتا ہوں اسوقت مسئلہ تناسخ کے رو سے باپ کے بیٹا ہونے پر ایک لطیفہ جو مجھے یاد آیا ہے آپ لوگوں کی دلچسپی اور حضرات آریہ سماج کی غیرت کے لئے لکھتا ہوں ایک میرے ہندو دوست فارغ البال اپنے باپ کے انتقال کے بعد باپ کے گدی نشین ہوئے نوجوان طبیعت اسپر امنگ ثروت دو چار مصاحبین ہندو و مسلمان ہر دم ہم پہلو رہا کرتے تھے خوش قسمتی سے ان کے گھر لڑکا پیدا ہوا مصاحبین صاحب کے اقبال کا ستارا چمکا (مگر حقیقتاً گم ہوگیا) پھر اور تو اسکر آئے اور کچھ دیکھ بھال کر خوش آئندہ بہت کچھ باتیں بنائیں اور کہا کیوں نہ ہو دیکھئے تو شکل ہی بالکل بڑے سرکار کی ہے اسپر ہاں میں ہاں ملانے والوں نے اور بھی رونق خاص بلا۔ بابو تھے کہ مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے تھے ایک مسلمان ظریف طبیعت شوخ مزاج بابو کے منہ لگو جب سب کی سن سنا چکے تو نہایت متانت سے بابو کے ساری خوشیوں کو غیر فعلی کی طرح یہ کہکر مٹا دیا کہ بڑی سرکار تھے ہی بڑے نیک اس لئے یہ تو آپ کی شکل میں آکر جنم لیا ہے یہ سنکر بھابن بھبیا تک ہوکر اول فول بکنے لگا بابو نے ڈانٹ کر نکال باہر کیا اور یہ کہا کہ یا تو باپ کا بیٹا ہونا مانو یا مسئلہ تناسخ کو غلط سمجھو (واہ بھائی تھے تو ایک فقرہ میں مسئلہ تناسخ کو باطل کر دکھایا سبحان اللہ) اگر میرے آریہ سماج دوست کو عقل سلیم و طبع مستقیم ہوتی تو ہرگز ایسے لغو مسئلہ کے قایل نہ ہوتے جس کی وقعت تار عنکبوت سے بڑھ کر ہرگز نہیں۔ والسلام علے من اتبع الہدے۔

۵۵۱۸

راقم مزید اور رسالہ انوار الاسلام

از مظفر پور

۷۸۶

جناب اڈیٹر صاحب رسالہ انوارالاسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
قطعہ تاریخ وفات جناب منشی کریم بخش صاحب مرحوم از نتائج فکر جناب مولوی محمد عزیز فنا لعنوی
عزیز متوطن قصبہ چھبانی جو برادر معظم اس خاکسار کے ہیں اور مجکو حامیان دین سے
ہمیشہ محبت رہی خصوصاً جناب منشی صاحب مرحوم سے تو کمال ہی محبت سی بذریعہ
کارڈ ہذا ہدیہ ناظرین کرتے ہیں مرغوب خاطر ہو تو رسالہ انوارالاسلام میں طبع کرا دیجئے گا

قطعہ تاریخ وفات منشی کریم بخش صاحب مرحوم

جناب شیخ محمد کریم بخش ادیب | کہ بود نیکدل نیک بخت نیک نہاد
دریغ و درد کزیں عالم فنا انجام | بسوئے عالم باقی بشوق رخ بنہاد
خدائے خیر دہد اجر دش کہ تا دم زیست | بجاں حمایت دیں کرد و ہم بریں جاں داد

عزیز مصرعش شد چو سال او تلف
بگفت جائے مقامش بہشت اعلے باد

۲۴ ہجری ۱۳

(از دفتر انجمن اشاعت اسلام شہر چنیوٹ)

بجناب حامی اسلام وناصر ملت خیر الانام جناب اڈیٹر صاحب رسالہ انوارالاسلام۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ سطور ذیل کو اپنے ہاں کے مشہور پرچہ انوارالاسلام
میں درج کروا کر ممنون فرماویں امید کہ بعید از عنایت نہ ہوگا۔

انجمن اشاعت اسلام شہر چنیوٹ کو چھوٹے چھوٹے

رسایل اور ٹریکٹوں کی ضرورت ہے جس میں مذاہب باطلہ کا ذبہ کا پول ہو!

اور مقدس اسلام کی صداقت پر برجستہ دلایل - یہ ٹریکٹ اور رسالجات حسبتہ اللہ غیر مذاہب و مذبذب اصحاب میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں - اُمید کہ اہل مطابع و مولف صاحبان اسلامی ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب تخفیف پر انجمن ہذا سے خط و کتابت فرماوینگے - اور بہتر و انسب ہو کہ فی الحال ایک کاپی بطور نمونہ جناب مولانا مولوی محمد رحمت اللہ صاحب جنرل سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام شہر جیند کے نام پر بھیج دی جاویں تاکہ بعد پسندیدگی مطلوبہ تعداد میں خرید کیا اطراف جوار میں حسب ضابطہ انجمن تقسیم ہوں اسوقت ذی ثروت اصحاب سے بھی توقع کی جارہی ہے کہ وہ جلد ہمکو ان علمی خیرات میں امداد فرماویں - اور مختلف رسالجات و کتب و اخبارات سے ہماری معونت کریں جو مذہبی غیرت و حمیت رکھنے والے اصحاب صداقت اسلام کے برجستہ دلایل رکھنے والی کتب ہمارے پاس بھیجینگے ہم فوراً اپنے واعظین کے ذریعہ جو محض ترقی اشاعت اسلام کے لئے اضلاع میں گھوم رہے ہیں اُن کی طرف سے وہ تمام کتابیں مناسب اور ضروری مقامات پر تقسیم کرا دینگے - افسوس آریہ اور عیسائیوں کی طرف سے ہزارہا مسلسل رسالجات تحقیر اسلام لئے ہوئے مفت تقسیم ہوتے رہتے ہیں - الا ہمارے مسلمان تاہم خواب غفلت میں ہیں - مسلمانو! جاگو امداد کا وقت ہے - **تمام خط وکتابت** بنام مولوی محمد رحمت اللہ جنرل سیکرٹری انجمن **اشاعت اسلام شہر جیند** ہونی چاہئے -

راقم

خادم اسلام محمد سرورالدین اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام شہر جیند

اڈیٹ - اہل اسلام و جانثاران خیر الانام ص انجمن اشاعت اسلام شہر جیند کی اعانت میں سعی بلیغ سے کام لینگے اور ذی مقدرت اہل اسلام اس کار خیر سے پہلو تہی نہ کرینگے - ایڈیٹر

خبریں

...کم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

شیخ عبد العزیز رسالہ جگدمبا پرشاد نے شملہ میں آریہ سماج کو زبردست چیلنج دیا تھا ... موقع دیئے مگر آریہ کسی جگہ نہ پہونچے ان میں سے ایک جلسہ مہاراجہ صاحب ... کے ایما سے خود انکی کوٹھی میں قرار پایا تھا ۔ شیخ صاحب اور مسلمان وقت معینہ پر پہونچ گئے ۔ مگر دو گھنٹوں کے انتظار کے باوجود جب کوئی آریہ نہ آیا تو مہاراجہ صاحب نے سو روپیہ کا خلعت دیکر شیخ صاحب کو رخصت کیا ۔

ایک برائے نام غازی ۔ قریبا ۱۲ بجے دن کے ایک غازی سید حمید ... اسٹیشن ... آیا اسٹیشن کے قریب مزدوروں کی ایک جھونپڑی ہے اس کے اندر چلا گیا ۔ سب آدمی باہر کام پر گئے ہوئے تھے صرف ایک بیچاری عورت اکیلی اس مکان میں بیٹھی ہوئی تھی اس نے تلوار لیکر اس عورت پر وار کیا ۔ لیکن عورت نے اسکو ایک دھکا دیکر زمین پر گرا دیا ۔ پھر وہ اٹھا اور اس کے سر پر تلوار ماری عورت نے اپنے ہاتھوں کو سر کے بچانے کے لئے اوپر اٹھایا تو اس بیچاری کی ایک انگلی اور تھوڑا سا سر زخمی ہو گیا اور بچ گئی ۔ وہ وہاں سے بھاگا اور اسٹیشن پر آیا اور وہاں آدمیوں پر وار کرنا چاہا لیکن ایک خاکسار نے پکڑ لیا اور پولیس کے حوالے کیا ۔

اجمیر شریف حسب دستور قدیم یہاں عرس حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ یکم رجب سے شروع ہوکر ۶ رجب کو ختم ہوا ۔ امسال خلایق کا بکثرت ہجوم تھا جس کا تخمینہ قریب چار لاکھ کے کیا جاتا ہے ۔ سنا جاتا ہے کہ امسال حکام ریلوے نے عازمان عرس کو ٹکٹ دینے کی ممانعت کردی تھی جس کی وجہ سے اکثر مسافر شریک نہ ہوسکے ۔

ایڈیٹر صاحب وکیل ہی ۱۸۸۲۱ روپیہ چاند کے ... فراہم کرکے معائنہ کرچکے ہیں جو ...

اور تقدس مآب اس کی سعی کرتے رہے ... ہیں آپس میں نفاق اور تنازعہ پھیلا ہوا ہے مذاہب و مذہب اصحاب ملی گئی کہ آپس میں اتفاق پیدا ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ مؤلف صاحبان اسلامیہ صاحب سیکرٹری اشاعت اسلام نے تمام ان کی جمع سے خط و کتابت فرما ... اور پند و نصیحت سے جو انہیں تفہیم کیا تو فیصلہ کے تمام مولانا مولوی محمد ... ۔

راجہ ... محمد تصدق رسول خان بہادر سی۔ ایس آئی تعلقدار جہانگیر آباد نے بیس ہزار دو سو روپیہ گورنمنٹ کو دیا ہے تاکہ اس کے سود سے ان مسلمان طلباء کو وظیفے دیئے جائیں جو علیگڑھ کالج میں ایم۔ اے کا امتحان عربی میں دینا چاہیں کالج کے سیکرٹری اس فنڈ کا انتظام کرینگے اور ایک یا ایک سے زیادہ وظیفے ہر سال ایم۔ اے کے عربی خوان طلبا کو دیئے جائینگے۔ ان طلبا کو ترجیح دی جائیگی جو کہ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ کے رہنے والے ہونگے۔ وطن

پہاڑ سے ایک نوجوان عورت رات کو لاہور کو آ رہی تھی پھلور کے اسٹیشن پر زنانہ درجہ میں اسے تنہا دیکھکر ایک شیطان سیرت پولیس مین کے جذبات شیطنت ابھرے اور اس تاک میں لگا کہ گاڑی چلے تو اس نیک بخت کی عصمت میں خلل انداز ہو پاس کی گاڑی میں ایک نیک نفس کا تستہ مسافر اسکی نظروں کو بھانپ گیا تھا۔ اس نے وہ بھی چپکے چپکے اس خبیث کو دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر میں گاڑی چلی اور وہ شیطان مجسم اچک کر اس زنانہ گاڑی میں ہو رہا۔ عورت نے شور و غوغا مچانا شروع کیا۔ مسافر پہلے سے دیکھ ہی رہا تھا۔ اس نے جھک کر گاڑی کو جھانکا۔ دیکھا کہ وہ خبیث بزور اس نیک بخت کی عصمت کے درپے ہو رہا ہے۔ اس نے للکارا روکا۔ مگر جب باز آتا نہ دیکھا تو جرات کر کے اپنے درجہ سے نکل کر زنانہ گاڑی کی تختی پر آیا اور دھینگا مشتی سے شیطان کو اسکی شیطنت سے روکا اور جوں توں کر کے دوسرے اسٹیشن تک پکڑ لایا۔ اسٹیشن کے آتے ہی

مجرم اپنے آپ کو چھڑا کر بھاگا۔ سٹیشن سے ایک آدمی نے تعاقب کیا [illegible]
نکل گیا۔ فوراً عملہ کو تار دیا گیا۔ سنا گیا ہے کہ مجرم گرفتار ہوا اور اس کا اظہار ہو گیا ہے اب تک
کیا سزا پاتا ہے۔ گوروں کی ریاست ہیوں کا تو تماشا ہی کرتا ہے۔ یہ کمبخت کیسی [illegible]
تک ننگ و ناموس کا خیال نہیں کرتے۔

بمبئی میں ایک یہودن لڑکی نے جامع مسجد میں آ کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کا پہلا نام جمیلہ ہے اور یہی نام بحال رکھا گیا تھا۔ اُس کا باپ ابراہیم نامی ہے ۲۵ جنوری والا جو اس لڑکی نے جامع مسجد میں اسلام قبول کیا تھا جس وقت اُس کے ماں باپ کو خبر ہوئی اُنہوں نے دعویٰ کیا کہ لڑکی نابالغ ہے۔ اس کو مذہب کے بدلنے اور کوئی آزادانہ کارروائی کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ یہ بھی ظاہر کیا کہ یہودی دین میں ۲۰ برس کی لڑکی خود مختار ہوتی ہے حالانکہ اس کی عمر صرف ۱۵ برس کی ہے لڑکی نے اپنے بیان میں لکھایا کہ میری عمر ۲۰ سال کی ہے۔ اور میں عاقل و بالغ ہوں ہوں۔ کسی کی ترغیب وغیرہ سے میں نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ میرے دل نے چاہا اور مسلمان ہو گئی۔ میں اپنے والدین کے گھر رہنا نہیں چاہتی۔ پولیس نے ڈاکٹری معاینہ کرایا جس میں ۱۷ سال کی عمر ثابت ہوئی اور وہ قانوناً بالغ قرار پائی۔ اس لئے لڑکی بری ہوئی۔ مگر بعد ازاں پھر اُس کے متعلقین اُسکو پھسلا کر لے گئے اور اب اُس کو بند کر رکھا ہے وہ ہر چند نکلنا چاہتی ہے مگر وہ جانے نہیں دیتے۔ اُس کے والدین اسکو جبراً یہودی رکھنا چاہتے ہیں۔ نیز اُن کی رائے ہے کہ جلدی کسی یہودی نوجوان سے اس کی شادی کی جاوے۔ مگر وہ بیچاری نہ تو یہودی مذہب کو پسند کرتی ہے۔ اور نہ یہودی سے شادی کرنا چاہتی ہے۔

ولایت اٹلانٹا میں ایک رانگ کی کان تحقیق ہوئی ہے جس میں چاندی کے ذرات بھی آمیزش ہیں۔ لیون برنوئیک کو اس کان کا ٹھیکہ دیا گیا ہے ف

نیکی کرنے کے بجائے اول درجہ کی برائی کی گئی ہے اور قرآن شریف کی اس آیت شریف کی طرف ذرا غور نہیں کی وآتوا الیتمی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم انہ کان حوباً کبیراً۔ مگر یہاں تو ۶ ارسالے ہضم کرکے ڈاکا ژتک نہ لیا اور نہ قیمت بھیجی نہ رسالے واپس فرمائے۔ اب نادہند خریداروں کی خدمت میں آخری گذارش ہے کہ براہ مہربانی یا تو قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ فرماویں یا دوبارہ وی پی کی اجازت دیں یا ہمارے وہ رسالے ہی واپس فرماویں۔ ایسا ظلم نہ کریں کہ رسالوں سے فایدہ اٹھا کر قیمت بھی ہضم کر جائیں۔ بہرحال مذہب اسلام بلکہ تمام مذاہب اور سب اخلاق کی کتابیں اس ظلم اور دھوکہ کی سخت مخالف ہیں اور ایسا کرنے والوں پر نفرین بھیجتے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ نادہند خریدار اس رسالہ کے پہونچنے پر نادہند کی ٹیکا اپنے اوپر سے دور کر دیں گے۔ مینجر

شکریہ

ان خریداران کا شکریہ تہ دل سے ادا کیا جاتا ہے کہ جنہوں نے وی پی کی دوبارہ درخواستیں دفتر میں روانہ کر دی ہیں اور متواتر آ رہی ہیں اسی طرح سب صاحبان جنہوں نے وی پی واپس کر دیئے دوبارہ درخواستیں ارسال فرماویں اور یتیموں کے مال کی نگہداشت کریں۔ ایڈیٹر

پرحسد، تنگدل، خسیس العقل، دہرم سے بے بہرہ - بیوقوف - اس قسم کے الفاظ اور
اس سے زیادہ سخت وید میں جابجا مخالفوں کے بارہ میں آتے ہیں - اگر ہم ایک ایک
منتر کی پڑتال شروع کریں تو ویدک جھگڑالو بازی کا ایک نیا وید بن سکتا ہے یہ جھگڑالو بازی
کا ہی نتیجہ تھا کہ ویدیوں کو بدزبانی کی طفیل تبت سے نکال دیا گیا - یہ بدزبانی کا ہی
نتیجہ تھا کہ وید کے رشی مہارشی اول درجے کے گندہ دہن نکلے جس نے زیادہ وید پڑھا
اتنا ہی وہ جھگڑالو بازبنا - ثبوت کے لیئے دیانند کی ہجو اس ملاحظہ ہو -

دیانندیوں کا پرمیشور

یوں تو نیوگی صاحبان زور شور سے اپنے آپکو موحد یعنی ایک خدا کو ماننے والا بتاتے
ہیں مگر جب اُن کے اعمال پر نظر کی جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک ایک
انسان بھی اُن کا پرمیشور ہو سکتا ہے ہمنے آجتک کوئی بات بلا حوالہ نہیں لکھی
کیونکہ ہمارا مقصد سچائی کی اشاعت سے ہے - ان نیوگی صاحبان نے لالہ دیانند
کو چڑھاتے چڑھاتے ایشور کا درجہ دیدیا ہے حالانکہ اُن کے اس ایشور نے ایسے
ایسے بھیس لے کر بڑے بڑے چالبازوں کے کان کترو الے مدت تک آپ اروتی
رہے اُن سے نکلکر آپ شوبھتی بن گئے اور رودراکش کی مالا پہنتے رہے جب
وہاں بھی حلوا مانڈا میسر آیا تو اپنی علیحدہ سماج قایم کر کے ایشور بن بیٹھے - ۸ - جون کا
آگرہ کا نیوگی بازاری پرچہ مہرشی کی تعریف اپنے گندے دماغ سے یوں کرتا ہے -
"کہ چونکہ سوامی جی مہرشی تھے اور مہرشی سے آجتک کوئی سہو ہوئی اور نہ ہوگی
اسلئے سوامی جی بھی غلطی سے مبرا تھے" - مہرشی کی بابت نیوگی دماغ سے نکلی ہوئی تعریف
دیکھکر ہمیں سخت حیرت ہوئی اور تعجب ہوا کہ پھر انسان اور ایشور میں فرق ہی کیا رہ گیا
کیونکہ دیانندی یعنی نیوگیوں کا ایشور بھی وید استھیار تھ پرکاش سملاس ۷ دفعہ ۶۲

چھپ چکے ہیں کلام الٰہی ہیں ہٰ لاہل عقلیہ دنیا کو آسمانی کتاب کی ضرورت - وید اور مروجہ انجیل کا آسمانی نہونا اور صرف قرآن مجید آسمانی ہونا ثابت کیا گیا ہے - اور حاشیہ پر ایک بہت بڑے پادری کے اعتراض کا دندان شکن جواب بھی دیا گیا ہے سچی وہ مانند لشتی میں براہل [illegible] مذہب کی پابندی اور شخصی الہام کی ضرورت اور اسلام کا سچا مذہب ہونا ثابت کیا گیا ہے - اور حاشیہ پر انجیل و توریت سے آنحضرت صلعم کی رسالت ثابت کی گئی ہے کلید جنت میں دریا کوزہ میں بند کیا گیا ہے یعنے ایک نہایت عمدہ تمہید کے ساتھ صوم و صلوٰۃ و طہارت کے سارے ضروری مسائل جدول میں لکھ دیئے گئے ہیں اور نیز نماز اور دعاؤں کا ترجمہ بھی درج کر دیا گیا ہے اس کی قیمت [illegible] پائی ہے - مگر مسجدوں کو اور مفت چاہنے والوں کو [illegible] ہی مل سکتا ہے اور محصول ڈاک انہی کے ذمہ ہوگا لیکن یہ بھی یاد رہے کہ جو رقم لاگت سے زیادہ وصول ہوگی وہ انشاء اللہ صرف اسلام کے کاموں میں صرف ہوگی لہٰذا خریدار کو مصداق ہم خرما و ہم ثواب تحفہ بھی ملیگا اور ثواب بھی ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر نمونہ پیش کے چند اردو اور انگریزی نسخے مفت ارسال ہونگے تا ہمدردان اسلام کلام الٰہی اور رسالت محمدیہ علیہ افضل السلام میں ان مسلمانوں میں جنکو ان کا وعظ سننے کا اتفاق ہوتا ہو اور نیز معاندین میں جا بجا سب میں تقسیم کر کر اجر عظیم حاصل کریں - ہنیئاً و مریئاً نسخہ طبع کرانیکا حق ہر ایک کو حاصل ہے - فروخت کریں یا مفت تقسیم کریں -

المشتہر محمد عثمان شریف مدرس نمبر ۲ نیا پیٹھ حیدرآباد دکن -

عام اخلاق اور نصیحت کی باتیں

سلسلہ کے لئے دیکھو الانوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۲ صفحہ ۱۸

اور فرمایا کہ بد خلقی سے بچو - بد خلق بہت بری بات ہے - وائلہ سے روایت ہے

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کی بدحالی پر اپنے جی میں خوش نہ ہو کہ اللہ اسپر رحم کرے گا اور تجھ کو اس حال میں مبتلا کرے گا۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو فحش گالی۔ بُری بات کہنی اور بُری بات کا جواب بڑھا کر دینا پسند نہیں ہے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا جس میں نرمی نہیں اُس میں کوئی بھلائی نہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ ہے جس کی زبان درازی اور بے حیائی سے لوگ اُس کا ملنا چھوڑ دیں۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جو شخص ضامن ہو میرے لئے اُس چیز کی محافظت کا جو اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے (یعنے زبان کا کہ اُس سے کوئی خلاف شرع بات نہ نکالے) اور اُس چیز کا جو اُس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنے شرمگاہ کا کہ اس کو کسی قسم کی بدکاری میں استعمال نہ کرے) میں اُس کے لئے جنت کا ضامن ہوں گا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نہ جھگڑ اپنے بھائی سے اور نہ ٹھٹھا کر اُس سے اور نہ وعدہ خلافی کر اُس سے۔

اور آپ نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ گالیاں دینے والے اور بکواس کرنیوالے کو دشمن رکھتا ہے۔

اور فرمایا کہ مومن آدمی کی شان نہیں ہے کہ لعن طعن کرنے والا گالیاں دینے اور بیہودہ بکنے والا ہو۔

حذیفہ رضؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا چغل خور اور لترا بہشت میں نہیں جائیگا اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے بدتر دورویہ منافق ہے جو کسی جماعت کے پاس کسی طرح کی اور کسی گروہ کے پاس کسی طرح کی بات کیا کرتا ہے۔

اور آپ صلعم نے فرمایا دو آدمیوں کے درمیان دشمنی ڈالنا انسان کی دنیا و آخرت کو تباہ کر دیتا ہے۔

اور فرمایا کہ حیا اور نرمی ایمان کا نشان ہے اور سخت گو اور سخت خو بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور اللہ کا سب سے بڑا دشمن لڑاکا جھگڑالو ہے اور قرآن شریف میں ہے اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا بغیر اجازت کے کسی گھر میں داخل ہو۔ اگر اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ اجازت ملے تو پہلے سلام کرو پھر داخل ہو۔ جب اپنے گھروں میں جاؤ تو اپنے گھر والوں پر سلام کرو۔

(۲) لوگوں کو صدقہ اور خیرات دو۔ نیکی کے کاموں میں روپیہ خرچ کرو۔ اور قرض حسنہ دیا کرو۔

(۳) ہمیشہ اچھا مشورہ کرو۔ صدقہ دینے کا یا کسی کے ساتھ بھلائی کرنے کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا۔

(۴) اللہ سے ڈرو اور آپس کے معاملات ٹھیک کرو۔

(۵) اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھو۔

(۶) لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرو۔ کبھی بے انصافی نہ کرو۔

(۷) نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی امداد کرو۔ گناہ اور تعدی پر کبھی کسی کی مدد مت کرو۔

(۸) جھوٹی گواہی [illegible]

(۹) ہمیشہ نیک کام کا حکم دیتے رہو اور بُرے کام سے منع کرتے رہو۔

(۱۰) حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ [illegible] کو اسلام کی طرف بلاؤ۔

(۱۱) ناپ تول ٹھیک رکھو۔ نہ کم تول کر دو۔ نہ زیادہ لو۔

(۱۲) ہر ایک کام باہمی [illegible] کرو [illegible]

خبریں

گورنمنٹ آف انڈیا کی وہ چٹھی جو انڈر سیکرٹری نے وائسرائے کے حسب ارشاد مولانا عبدالقیوم صاحب آنریری سیکرٹری سنٹرل کمیٹی حجاز ریلوے فنڈ کے نام شملہ سے ۶ جولائی ۱۹۰۶ء کو لکھی نقل بعینہ درج اخبار کرتے ہیں اور وہ یہ ہے آپکی چٹھی نمبری ۹۴۳ مورخہ ۱۱ مارچ کے جواب میں جس میں حضور وائسرائے سے حیدرآباد دکن حجاز ریلوے فنڈ ایسوسی ایشن کے مربی و سرپرست بننے کی درخواست کی گئی ہے آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہز ایکسیلنسی اہل اسلام کی اس خواہش سے کہ انکی اعلیٰ عبادت گاہوں (مکہ مدینہ) کا راستہ بہ نسبت حال کے سہل تر ہو جائیگا۔ دلی خواہش اور ہمدردی ظاہر فرماتے ہیں بلکہ گورنمنٹ اس سہولت کے سرانجام کے متعلق ہر قسم کی امداد دینے کو تیار ہے۔ مگر افسوس کہ گورنمنٹ اس درخواست کے قبول کرنے سے بدیں وجہ معذور ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند کسی ایسی ریلوے فنڈ کی سرپرستی قبول کرنے کی مجاز نہیں ہے جو ہندوستان کی حدود سے باہر ہو۔

دستخط میجر ایل انڈر سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا

نواب صاحب بہاولپور وسط نومبر میں زیارت مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہونگے۔ مولوی حاجی رحیم بخش وزیر [illegible] جو حج سے مشرف ہو چکے ہیں ہز ہائینس کی معیت میں ہونگے۔ ریاست میں اعلان ہو گیا ہے کہ جو لوگ قلت خرچ کی وجہ سے مکہ معظمہ نہ جا سکتے ہوں۔ وہ اس موقعہ سے فایدہ اٹھائیں۔

ایک چمار آریہ سماج ہو گیا تھا اور راجپوتانہ میں اسے پولیس کی نوکری بھی مل گئی متعصب صاحب اسپر یہ جرم لگایا گیا تھا کہ اسنے بھرتی ہونے کے وقت یہ اطلاع نہیں دی کہ میں چمار ہوں اس لئے دوسری ذات کے لوگوں کے ساتھ کھاتا پیتا رہا۔ مقدمہ عدالت میں جانے پر صاحب مجسٹریٹ نے مقدمہ اس بنا پر خارج کر دیا کہ بھرتی کے وقت اس سے یہ نہیں پوچھا گیا تھا کہ آیا [illegible]

ضلع راولپنڈی میں ایک سکھ نوجوان نے جو ایک سکھ رجمنٹ میں گرنتھی ہے منسوبہ کو چھوڑنا منظور کیا۔ مگر سکھ ریتی کے بجائے برہمنی طریقہ پر شادی کرنا گوارا نہ کیا۔ چنانچہ برات خالی واپس آئی اور لڑکی والوں نے لڑکی وقت مقررہ پر ایک اور شخص کو بیاہ دی۔

ریاست نیپال نے جو چھ نوجوان سرکاری خرچ پر صنعتی تعلیم کے لئے جاپان بھیجے تھے وہ فارغ التحصیل ہو کر واپس آ گئے ہیں۔

بلوچستان کے تمام محکموں میں مسلمانوں کی قلت کی شکایت مدت دراز سے چلی آتی ہے پچھلے دنوں ایک انصاف پسند ایجنٹ کی طفیل کہیں کہیں اب مسلمان دکھائی دینے لگے ہیں لیکن جیسا کہ معزز ہمعصر سول ملٹری گزٹ کے ایک نامہ نگار کی تحریر سے ثابت ہو رہا ہے وہ ابتک بھی آٹے میں نمک کی مثال ہیں۔ ایک خالص اسلامی علاقہ میں اور علاقہ بھی ایسا جو فتح نہیں کیا گیا بلکہ ایک اسلامی ریاست سے اجارہ پر حاصل کیا گیا ہے اور جہاں کے تمام باشندے مسلمان ہیں سرکاری ملازمت میں غیر مسلموں کا اس قدر غلبہ مصالح ملکی کی نقیض ہے۔

جلالت مآب حضرت سلطان المعظم نے عبدی پاشا کی مسجد واقعہ شہر ودینہ کی مرمت کے لئے جیب خاص سے ۱۷۳ پونڈ عثمانی مرحمت فرمائے اور تمور غون کی مسجد کی مرمت کے لئے بھی بعتدبہ رقم عنایت کی۔

دمشق میں ٹریمے اور برقی روشنی کا افتتاح ہو گیا۔

خدیو مصر واپس اپنے ملک میں پہونچ چکے ہیں۔ اس ہفتہ آپ نے طنطنہ میں مصر کی مختلف اقسام کپاس کی نمائش گاہ کا افتتاح کیا۔ لارڈ کرومر بھی ۱۳ اکتوبر کو ولایت سے مصر کی جانب روانہ ہو گئے۔

ہانگ کانگ کے نزدیک تارسکان جلن کا جہاز کسی چٹان سے ٹکرا کر ڈوب گیا کپتان اور ساٹھ مسافر ہلاک ہوئے چیف انجینیر ۲۳ ملاح اور دو عورتیں ایک بیڑے پر بچا لئے گئے

مغربی یا جنوبی برطانیہ میں سخت طوفان اور باراں ہوا جس سے سخت نقصان ہوا ہے کئی جگہ آمد و رفت بند ہے۔

انوار الاسلام سیالکوٹ (سلسلہ کے لیے دیکھو (۱) انوار الاسلام جلد نمبر۲ صفحہ) جلد نمبر ۱

آئے دن جھگڑے کیا ہیں۔ یہ مذہبی فسادات ہیں تواریخ اول سے اخیر تک یہی ثابت کرتی ہے کہ جو کچھ جنگ و جدل قتل عام ہوا ہے۔ اس میں ضرور مذہبی دخل تھا۔ فرانسیسیوں اور انگریزوں کی لڑائیاں اور گاؤں کی دیہاتی کا پیدا ہونا اور حضرت مسیح کی روح اس میں حلول ہونا اور منجملہ فرانسیسیوں کا کٹ کر مرنا کیا تھا۔

صرف لفظ جہاد یا تلوار کو سن کر چلا اٹھنا کہ اسلام تلوار سے پھیلا سراسر غلطی ہے اور عدم واقفیت تواریخ۔

عدم ثبوت جہاد۔ کیا اسلام تلوار سے پھیلا۔

اگر فرض کیا جائے کہ اسلام تلوار سے پھیلا جو کوئی بشر بھی ثابت نہیں کر سکتا تو اس پر کیا نقصان ہے۔

رگوید منڈل سکت ۱۰۳ کا منتر ۳۔ دشٹ لوگوں کو امن قائم کرنے کے واسطے سزا دلاتا ہے۔ زیادہ دیکھو سندیارتھ پرکاش ترجمہ دشٹ یا باغیان سلطنت آسمانی مشرک منکر و ملحد۔ کافر۔ خداوند کریم کی منکر۔

پر اگر تلوار چلائی گئی تو کیا برا ہوا۔ تلوار ہمیشہ حفاظت دین کے واسطے اٹھائی گئی ہے نہ اشاعت دین کی خاطر۔ مثلاً سے موٹی مثال ہے کہ اگر کوئی کسی کو مارنا چاہتا ہو تو بچاؤ کی خاطر اپنا ہاتھ آگے کرتا ہے۔

امثال (۱) جب کوئی بدن کا عضو سڑ جاتا ہے تو اسکو قطع کروا لیتے ہیں تاکہ دوسرا عضو خراب نہ ہو۔

(۲) جب کوئی پھوڑا پک جاتا ہے اور اس کا مواد پھیلنا شروع ہوتا ہے تو اسکو نشتر سے کھلوا لیا جاتا ہے۔

(۳) جب انسان کی آنکھ خراب ہو جاتی ہے تو اسکو نکال ڈالتے ہیں تاکہ دوسری

آنکھ خراب نہ ہو۔
(۴) جب کہ مرض طاعون یا ہیضہ یا چیچک پھیل جائے تو جابجا کوارنٹین قائم کر دیتے ہیں اور آدمیوں کی آمد و رفت بالکل بند تاکہ دوسرے صحیح سالم تک نوبت نہ پہونچے گھروں۔ اسبابوں کو جلا یا جاتا ہے یا دھونی دی جاتی ہے۔
(۵) ہمیشہ چور۔ اچکا۔ ڈاکو۔ مفسد۔ زانی۔ بدمعاش کو سزائیں دی جاتی ہیں تاکہ دوسرے لوگ اس سے عبرت پکڑیں اور امن عام میں خلل واقع نہ ہو۔
(۶) جب رعیت باغی ہو جاتی ہے تو اس فساد کو روکنے کے واسطے پولیس یا فوج کی ضرورت پڑتی ہے۔ ڈرا کر سمجھا کر یا توپ و بندوق سے اڑا کر تسلط بٹھایا جاتا ہے۔
(۷) ہمیشہ استاد بچے کو کان گوشی۔ یا مار کر سمجھاتا ہے۔ کیا وہ برا کرتا ہے۔
(۸) ایک حکیم کسی مریض کو دوائی تلخ دیتا ہے کیا وہ برا کرتا ہے۔
(۹) کوئی ڈاکٹر ہیضہ و طاعون زدہ اسباب کو جلا کر پھینک دیتا ہے۔ کیا وہ دشمنی کرتا ہے۔ ایسی ہزاروں مثالیں ہیں تو باغیان سلطنت آسمانی یعنی مشرکوں کافروں ملحدوں اور ابن اللہ کہنے والوں کو دس سال کامل بلکہ زیادہ تک سمجھایا گیا ان کی تمام اذیتیں سہی گئیں وطن سے ہجرت کی گئی۔ ملک سے باہر حبش میں چلے گئے۔ مگر کفار نے پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا تب تنگ آمد بجنگ آمد حفاظت دین و جسم کی خاطر مجبوراً تلوار کو ہاتھ میں لینا پڑا (دیکھو تواریخ اسلام)

مختصر حالات جناب خاتم النبیین شفیع المذنبین مقدس نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جناب سرور کائنات سردار دو جہان کی پیدائش سے پہلے اول تمام دنیا میں جہالت و کفر و شرک و بت پرستی۔ ستارہ پرستی۔ سورج پرستی۔ مہادیو پرستی

رام پرستی۔ گنگا پرستی۔ جمنا پرستی۔ دختر کشی ستی کی رسم۔ بردہ فروشی۔ زنا لواطت
جنگ وجدال۔ فسادات جن پرستی۔ شیطان پرستی۔ دشمنی و بغض عداوت شراب
خوار کی کثرت۔ رشوت خوری عام ظلم وستم۔ چوری سینہ زوری پھیلی ہوئی تھی۔
ہندوستان میں گائی کی پوجا ہوتی تھی۔ گھر بہ گھر بت رکھے جاتے تھے۔ گھر گھر کا
راجہ الگ تھا۔ گریٹ برٹن کے لوگ روم (اٹلی) کے بازاروں میں بکتے تھے۔
صرف سلطنت رومتہ الکبرے تھی۔ ہرقل عیسائی مذہب تھا۔ نجاشی بھی حضرت
مسیح کو ابن اللہ مانتا تھا۔ یہودی لوگ کتابوں کو تحریف کرتے جاتے تھے مالکے عالم
رسول بن بیٹھے تھے۔ زمانہ جاہلیت (دیکھو انوار القرآن)

غرض اس اندھا دھندی اور تاریکی شرک کفر کو مٹانے اور ان لوگوں کو راہِ
مستقیم کی طرف لانے کیلئے۔ سب سے بڑے مشرکوں اور کافروں ملحدوں کے شہر میں
خداوند کریم قادر مطلق نے فاران کے پہاڑوں سے نور آفتاب محمدی
صلعم جلوہ گر کیا۔ کہ یکایک تاریکی ظلمات دور ہوگئی۔ یعنی فخر رسل رحمتہ اللعالمین
شفیع المذنبین امام المتقین۔ رہبر مومنین پیدا ہوئے (مرحبا بک یا رسول اللہ)
عرب کی رسم ورواج کے موافق سات روز کے بعد دائی حلیمہ کو واسطے پرورش مقرر کیا آپ
عرب کے کل قبائل میں سے اعلے ومعزز خاندان ہاشمی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی چھ سال
کی عمر کے اول ہی والدین سر سے گذر گئے۔ آپ اپنے دادا عبد المطلب کی
سرپرستی میں آئے۔ ۹ برس کی عمر میں عبد المطلب کا انتقال ہوگیا۔ انکی وفات
کے بعد حضرت ابی طالب نے ذمہ پرورش کا لیا جو جناب مقدس نبی کے
حقیقی چچا تھے۔ اور حضرت علی کے والد شریف۔ ۲۵ برس کی عمر میں آپکا نکاح ہوا
جو جناب صدیقہ امہات المومنین رضی اللہ عنہا۔ جناب سردار عالم کے چالیس سال
زمانہ نبوت تک زندہ رہیں پورے چالیس برس کی عمر میں حضرت اقدس واطہر کو

وحی نازل ہُوا اور الہام ہونا شروع ہوا۔ جناب نے مجمع عام میں جبکہ کل اکابرین عرب موجود تھے۔ بڑے بڑے سردار حاضر تھے جاکر پکارا۔ کہ اے بھائیو۔ میں تم لوگوں کو کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن ہے تو اُسکو مانو گے؟ سب پکار اُٹھے آپ امین ہیں سچ کہنے والے ہیں آپکی عمر گذشتہ سے ہم بخوبی واقف ہیں سب عیبوں سے مبرا ہیں آپ عالی خاندان سے ہیں۔ آپ کی شرافت و نجابت اظہر من الشمس ہے۔ جناب اقدس نے فرمایا:۔

یا ایہا الناس ان اللہ یامرکم ان تعبدوہ ولا تشرکوا به شیئا۔ ترجمہ۔ اے لوگو خدا تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ اُسی کی عبادت کرو اور اُس کی عبادت میں شریک نہ کرو۔ بتوں کو نہ پوجو۔ پس یہ کیا صدا الٰہی بجلی کا سا اثر رکھتی تھی۔ کہ یکایک اُسنے تمام حاضرین کو ہکا بکا و حیران کر دیا۔ سب ششدر رہ گئے۔ سالہا سال سے صرف اکیلے خدا کی پوجا کو نہ سنا تھا۔ بتوں کی مذمت سنکر سب کے سب جوش میں آگئے۔ چاروں طرف سے کفار۔ صرف اکیلے تن تنہا بے مددگار بغیر مونس و یار جناب پیغمبر برحق کرو گار تھے۔ ہزاروں گالیاں سنائیں سینکڑوں نے توتو میں میں کہا۔ بہتوں نے دھینگا مشتی تک نوبت پہونچائی۔ بیسیوں نے پتھر پھینکے۔ اُس رسول برحق و ناصح مطلق کو اکیلا سمجھکر جبکے سر پر نہ والدین رہے اور نہ دادا عبدالمطلب اگرچہ چچا غمگسار تھے تو موجود نہ تھے۔ ہزارہا تکالیف دیں کہ قلم تحریر کرنے سے کانپ اُٹھتا ہے۔ کوئی منکر رسالت کوئی آریہ۔ کوئی عیسائی کہہ سکتا ہے کہ آپ نے ان لوگوں کا کیا قصور کیا تھا۔ ہادی راہ مستقیم اور رہبر راہ سلیم کیا نہ ایسا ہی کرنا چاہئے۔

غرض اس آواز نے تو ہزاروں کو سنسان کر دیا۔ یہ آواز تمام عرب میں پھیل گئی۔ ہر گھر چرچا ہوا۔ یہودی و نصارا اپنی کتب سے جناب اقدس صلعم کی

پیشگوئیاں دیکھکر زیارت کو آنے لگے - حضرت علیؓ - حضرت صدیق اکبرؓ
حضرت بلال حبشیؓ حضرت زیدؓ حضرت عثمان ابن عفانؓ
عبد الرحمن بن عوفؓ - سعد بن ابی وقاص - زبیر بن عوامؓ
سب نے لعل ایمان لائے اور کلمہ کہلائے - یہ حضرات دولتمند رئیس متمول شریف تھے - یہ
حضرات صداقت اولوالعزمی ثروت اور دولت میں تمام رئیس تھے - غرض صداقت
اپنا راستہ خود کر لیتی ہے کیا یہ بڑا معجزہ نہیں ایک بے سروسامان یتیم مسکین اکیلے بن تنہا
رسول پر ایمان لائیں - انہوں نے جناب اقدسؐ کے پاس کونسی زیادہ دولت دیکھی
تھی جو اپنی دولت کو لات ماری انکو کیا حکومت کی طمع تھی یا کسی عورتوں یا لوٹ
غنیمت کی حرص تھی - آریہ صاحبان ذرا غور سے سوچنا - کچھ تو خوف خدا کہا و
بالخصوص یہ بات ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے انہی سرداران قریش کے سامنے پرورش پائی - چھوٹے سے بڑے ہوئے - پھر
انہی لوگوں کے آگے دعوی نبوت اور جس دعوی کو شروع کیا تھا اسکو پورا کر دکھایا
سرداران قریش کے مسلمان ہوتے ہی جماعت قریش میں کھلبلی مچ گئی -
اب مخالفت پر کمر باندھ لی - ادہر جناب رسالتمآب نے اپنا وعظ جاری رکھا - کہ
خدا کو واحد جانو - بت پرستی کو چھوڑو - اپنے خالق حقیقی کے سامنے جھک جاؤ -
پتھروں میں عمر مت گنواؤ - اعمال صالحہ پر دل لگاؤ - مگر بت پرستی - سو شیطانی
شرک کفر انکے دلوں میں گھر کر گیا تھا پھر تو کیا تھا چاروں طرف سے بھڑک اٹھی
جناب رسالتمآب کو ہزاروں گالیاں دیں - مسلمانوں کو ستایا - کہیں پتھروں
سے سر توڑا - کہیں چلتے عبادت میں کانٹے بچھائے - اونٹوں کی اوجھڑیاں
پھینکیں گلے گھونٹے - کہیں راستہ جاتے خاک دھول پھینکی - مسلمانوں کو
پکڑ پکڑ کر مارا - ان کو گرم ریت پر سلایا - گرم پتھر کر کے جسم پر لگاتے - کسی نے کہا نہیں

سر پر لادیں۔ کسی نے نیزے چبھوئے۔ کسی نے برچھی ماری۔ غرض دنیاوی تکالیف کی کوئی حد یا کسر نہ رہی۔ اِدھر صبر و استقلال ہے۔ گالیوں کے عوض دعائیں دیجاتی تھیں۔ تکلیف کے بدلے برکت۔ یہ تھی شان نبوت۔ یہ ہے شان اسلام

اے مقدس نبی قربان جاؤں میں آپ پر آپنے کیا کیا تکالیف اُٹھائیں مگر توحید کو نہ چھوڑا۔ اے برگزیدہ رسول مقبول فداک امی و ابی آپ کو کیا کیا اذیتیں قریش نے دیں مگر جنابنے اپنے وعظ سے منہ نہ موڑا۔ پر نہ موڑا۔ ضرور آپ رسول خدا ہیں بیشک آپ پیغمبر رب العلی ہیں آپکی پاک زندگی صاف ثابت کرتی ہے کہ آپ صلعم مقبول الہ ہیں آپ کو نہ زر کی ضرورت تھی نہ ملک کی نہ عورت کی آپ معزز شاہی خاندان قریش تھے۔ آپ کو ان تکالیف کے سامنے کی کیا ضرورت تھی۔ ضرور بلا ریب تائید آسمانی و ظل الٰہی شامل جناب تھے کہ جس نے آپ تنہا کے سامنے تمام دنیا کا سر جھکا دیا۔

جب قریش کی اذیتیں و تکالیف جناب سرور کائنات پر حد تک پہنچ گئیں اور آپنے اپنا مشن نہ چھوڑا تو سب ملکر سردار دوجہان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تمام تواریخ گواہ ہیں اور عرض کیا کہ اگر آپ کو ملک و عزت درکار ہے تو ہم سب آپکو سردار بنانے ہیں۔

اگر آپ کو عورتیں درکار ہیں تو ہم خوبصورت سے خوبصورت عورتیں حاضر کر دیتے ہیں۔

اگر آپ کو زر درکار ہے تو توڑے کے توڑے لاکر رکھ دیتے ہیں اونٹ اور باغات وغیرہ۔

جواب سردارِ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلّم۔ مجکو خداوند کریم نے نبی مبعوث کیا ہے اس دنیائے دون کی مجھے کچھ ضرورت نہیں نہ ان اشیاء

کی مجھے حاجت ہے ۔ میرا یہی کام کہنا اور سنانا اور اللہ

کی سیدھی راہ چلانا اگر نہ مانو گے تو میں صبر کرونگا جبتک

خداوند کریم واحد لاشریک میرا اور تمہارا فیصلہ نہ کردے ؛

ہجرت اولےٰ

جب حضور پر نور کے معتقدین و موحدین پر تکالیف و مصایب کا کوئی حد و

حساب نہ رہا تو ان اصحاب کو نجاشی بادشاہ کے ملک حبش میں جانے کا حکم ہوا

نبوت کے پانچویں سال ۶۱۵ء میں یکے بادیگرے ۸۳ - آدمی اور ۱۸ مستورات

کے زیر سایہ حضرت جعفر طیار و حضرت عثمان غنی رضوان اللہ

تعالی عنہم اجمعین روانہ ہوئیں یہ چھوٹا سا موحدین کا قافلہ اپنے

وطن مالوف ۔ جایداد ۔ اسباب ۔ مال و دھن ۔ مویشی مال و متاع کو لیکر مسافر ہوگیا

مسافر کا حال پوچھو صابر کے حال سے

آریہ صاحبان غور کی جا ہے ۔ انصاف کرنا روا ہے ۔ کہ ان

لوگوں نے کیوں وطن سے منہ موڑا ۔ کیوں جایداد کو چھوڑا ۔

شب و روز کی تکالیف کو سر پر اٹھالیا ۔ دشمن کا ملک دور

درازی سفر ۔ اللہ رے صداقت و موحدین کا ایمان کامل

آجکل تو کوئی گز تہ ہی نہیں چھوڑتا ۔ یہہ تھی حقانیت اور

توحید الٰہی کے انوار ؛

غرض یہ چھوٹا سا قافلہ موحدین کا نور وانہ ہوا مگر کفار نے اُن کا بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ اور بادشاہ نجاشی کے پاس تحایف لیکر غلط ملط سمجھایا اور اُن کو باغیان سلطنت مکذبان ولات وعزےٰ قرار دیا۔ مگر سیدنا حضرت جعفرؓ ابن ابیطالب کی تقریر دلپذیر نے سبکو شرمندہ کر دیا۔ اور وہ واپس لوٹائے گئے۔

مکہ شریف کے مشرکین ابوسفیان۔ ولید اور ابوجہل علیہ اللعنۃ الی یوم القیامہ نے جناب حضور اقدس صلعم کے چچا حضرت ابی طالب کے پاس گروہ کے گروہ سردار بھیجے کہ اپنے بھتیجے کو منع کرو کہ وعظ نہ کیا کرے۔ جب حضرت ابی طالب نے جناب سردار دو جہان کے آگے عرض کیا کہ آپ کھلم کھلا انکے بتوں کی مذمت نہ کیجئے کہ دن بدن فساد اور شرارت بڑھتی جاتی ہے۔ مگر واہ رے شان نبوت اور تائید قدرت رب۔ جناب صلعم نے فرمایا۔ اے چچا جان آپکے احسان مجھ پر بہت زیادہ ہیں آپ نے میری پرورش کی ہے۔

"اگر قریش کرۂ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ پر اور کرۂ ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھدیں اور پھر یہ زور ڈالیں کہ میں اپنے واحد لاشریک کی تبلیغ کو روک دوں اور ایک مالک کی عبادت کی منادی نہ کروں تو یہ بالکل ناممکن ہے کہ میں اپنے کام سے باز آؤں جس امید کے لئے میں پیدا ہوا ہوں جب تک اُس کا کوئی نتیجہ نکل نہ آئے اور واحد لاشریک خدا تعالیٰ کا سچا جلال دنیا میں نہ چمک جائے یا میں اس مشن میں نیست و نابود نہ ہو جاؤں۔ ہرگز باز نہیں آسکتا۔ ہرگز باز نہیں آسکتا۔"

اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب باقی آئندہ

بعید کی لبید

یا

آریوں کی خاطر داری

جوتش پترا

نمبر ۵ (از انوار الاسلام سیالکوٹ) مضمون نمبر ۲ گیا

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴ موسموں کی تبدیلی کے وقت اُن کے دوروں کے تعلق سے انسان پر اُس کے اپنے مزاج کے مطابق اُسکے سکھ یا دُکھ کا باعث ہوتے ہیں اُسیکو منڈو برہمونی مانا ہے[ا] جب ایک برج سے دوسرے برج میں کوئی گرہ ہوتی ہے تو اثر بدلتا ہے۔ سنسکار ودھی کے صفحہ ۱۳ سطر ۱ میں سوامی جی تحریر فرماتے ہیں:۔ جس عورت کے حمل قایم ہونا ہو اُسکو تین بار سپنٹوں پلانا چاہئے جس سے لڑکا پیدا ہو اور پھر اُسکے ہی صفحہ ۱۵ سطر ۵ میں لکھتے ہیں کہ جس روز پچھ۔ پونرلس شرون نذر کچھتر کا چندرمان ہو اُس روز نیسوں پلانا چاہئے جس سے کہ لڑکا ہی پیدا ہو۔

ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے سطر ۱۸ پورنماشی اشٹمی کرنے مندرجہ بالا طریق کے مطابق اولاد پیدا کرنے ...... کیا نامرد اور بانجھ عورت سے بھی اس طریق کے مطابق دیانندی اولاد اور خاصکر لڑکا پیدا کرسکتے ہیں۔ یہ دیانندی ویدک ہی ہاں البتہ اول نامرد کو مرد اور بانجھ عورت کو قابل اولاد کرلینے بعدہ اس دوا کا استعمال کرتے پھر جو چاہئے سو کرتے۔

اب ہم موافق علم نجوم کے تاثیرات قمر کا بیان کرتے ہیں جس کا بیان سوامی جی نے پورنماشی کی خصوصیت سے کیا ہے اور مترجم ستیارتھ نے اسکو مانا ہے کہ اس سے

[ا] بیوش بہرشتی جلد دوم ۱۲ فرخ آباد

چندر ہان یا اور کوئی گرو مراد نہیں ہے جبکہ تمام بید کے معنے اور مطلب اور ہی ہیں جو ہر ایک کی سمجھ سے باہر ہیں تو نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ اسکو سوائے دیانند جی کے اور کوئی سمجھا ہی نہیں۔

تاثیرات قمر حکماء ہیئت کا اتفاق ہے کہ تاثیر قمر کی اس دنیا پر کئی وجہ سے ہے منجملہ اُن کے یہ کہ مجملہ سیارگان و اقمار سے یہ زمین کے نزدیک ہے اور ان سیاروں و اقمار میں مثل کرۂ ارضی کے آبادی بھی ہے لیکن بوجہ قرب و بُعد نیر اعظم کی ہیئت و شکل وغیرہ میں فرق ہے اور سب نیر اعظم کی روشنی سے فیضیاب ہیں اُنمیں جان اور رسائی بھی ہوتی ہے مگر قمر اور زمین کے درمیان کوئی دوسرا قمر یا سیارہ حایل نہیں جو اس کی تاثیر و خواص کو جو کہ نیر اعظم کے نور کے باعث ہیں بھی نہیں روک سکتا۔ پس ایام زوائد النور و نواقص النور کا اثر زمین پر اظہر من الشمس ہے۔

زوائد النور (شکل بخش) میں زیادہ کی حرارت اور مادہ تر کی طرف طبعی رجوعات کرتی ہے جس سے سلسلہ توالد و تناسل ترقی پذیر ہوتا ہے۔ حیوانات کی چربی کا اثر بھی نور قمر کی کمی و بیشی پر ہے۔ ایام زائد النور میں شیر کی چربی کا استعمال اکثر اسی باعث سے کیا جاتا ہے۔ تمام جانوروں کے انڈوں میں نور قمر کے ہی باعث سفیدی پیدا ہوتی ہے۔ تمام بری اور بحری حیوانات نور قمر میں کلولیں کرتے ہیں اور اُن میں ایک خوش مسرت فدرتی پیدا ہوتا ہے۔ ایام ناقص النور (کرشن پکش) میں اسکے برعکس اثر ہوتا ہے۔ جو درخت ایام زائد النور میں اُگتے ہیں خوب پھل لاتے ہیں تمام معدنیات حیوانات سب پر اسی طرح کا اثر ہے۔ جیسا الشمس جو نیر اعظم ہے دریائی اور بری اور معدنی چیزوں کو اضطراب میں ڈال دیتی ہے۔ کون ہے اسکی حدت حرارت کا متحمل ہو سکے اِلّا وہی کہ جنکے مزاج اسکے موافق ہیں۔

ایک حکیم نے ایام زائد النور کے ۱۵ دنوں کو اس طرح تقسیم کیا ہے۔ کہ ان

رانوں میں عورتوں کی خواہش نفسانی جانب چپ ہوتی ہے۔ (۱) بائیں پاؤں کا انگوٹھا (۲) کفِ پا (۳) ٹخنہ (۴) زیر زانو (۵) مقام۔۔۔۔ (۶) ناف (۷) سینہ (۸) پستان (۹) بغل (۱۰) گلو (۱۱) رخسارہ (۱۲) لب (۱۳) چشم (۱۴) زلف (۱۵) سر۔ کرشن پکش میں اسکے برخلاف جانب راست۔

ناظرین انصاف پسند اب آپ ملاحظہ فرمایئے کہ صفحہ میں جوتش کا انکار صفحہ میں اقرار بلکہ پڑھنے کا حکم سنسکار بدھی کے صفحہ ۱۳۱ پر نازل قمر کی تاثیر کا اقرار۔ بھلا ایسے پنڈت و دوان سنیاسی کو کیا یہ ضروری امر تھا کہ اپنشد سرب سکیتمان کو اس قابل بھی نہ جانا کہ وہ اولاد دے سکتا ہے۔ پھر بھی کیا انہیں کمنتروں کچھ پونرسن شروں میں جو کہ مذکور ہیں یہ اسی غرض سے کہ لڑکا پیدا ہو۔ پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ جوتش جھوٹا کتا ہیں اسکی جھوٹی جنم پتر شو کھ پتر ہے اور اگر اعتراض کیا جاتا ہے تو کہدیتے ہیں کہ سوامی جی نے جوتش پڑھنے کی آگیا دی ہے پھلت کی نہیں۔ ملکہ گنت کی۔

یہ سب عیاریاں دیانندی عیاروں کی ہیں تاکہ کسی طرح معترضین انصاف بین سے پیچھا چھوٹے۔ بھلا یہ عقل اور علم کے پتلے اتنا نہ سوچے کہ اگر منتروں کے زمین یا رپلانے سے خاص انہیں نچھتروں میں پلانے سے لڑکا پیدا ہو سکتا ہے تو آریہ صاحبوں میں سے ہر ایک کے بغیر نیوگ کئے ہی کم از کم دس دس لڑکے تو ضرور ہی ہوتے۔ افسوس اور تعجب آریوں پیاریوں پر کہ اپنے محسن گرو سنیاسی کی عدول حکمی کرتے ہیں نہ تو عورتیں ہی اور نہ مرد ہی نیوگ سے دس لڑکے حاصل کرتے ہیں اور نہ منتروں ہی کا استعمال

کچھ پنربس شروع میں کرتے ہیں۔ رنڈوے۔رنڈی کنواری۔ مرد اور عورتیں اب بھی ان گنت ہندوؤں آریوں میں ہیں جو نیوگ کرے گا بیاہ نہ کرے گا نرک کو جاویگا۔

دیانندی بھید گروجی نے اگرچہ بہت ہی کوشش کی کہ کسی طرح اس آفت سے اپنے قدیمی سادہ لوح ہندوؤں کو بچائیں جو دھڑا دھڑ مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں اور یہ سب خرابی ویدکی ہے۔ بھلا پوران اور شاستر تو نش کرتے ہی یہ کہکر چھوٹ گئے۔ ان ویدوں کو کیا کریں کہ جنمیں صریح شرک اور کفر اور ملحدانہ مضامین کثرت سے بھرے پڑے ہیں تو نئے من گھڑت معنی اور تفسیر لکھی مگر پھر بھی عیب نہ چھپا سکے۔ بیچارے ہندو۔ برہمن جوتشی کیا کریں۔ جب الیشور کو سرشٹکیمان جانا اور اُسکے نام چندرمان منگل۔بدھ۔برہسپت شکر۔شنیچر۔راہو۔کیتو وغیرہ جو نام سیاروں ستاروں اقمار کے ہیں وہی اُس الیشور کے ہیں اور جس اسم صفاتی الیشور کو جس مقام مخصوص صفت پر پایا۔ اُسی کے اعتبار سے اُس ستارہ کا بھی خواص اور اثر جانکر جوتش کے علم کی رو سے جیسا کہ اب ہی موثر بالذات حقیقی تصور کرکے بروج مقرر کرکے ہر ایک کی روش مقرر کی پھر اُسپر عمل کرنے لگے اگر فی الواقعہ یہی نام الیشور کے ہیں اور یہی معنے جو آریوں کے گروجی نے لکھے ہیں تو کیا اعتراض کیوں نہ کہدیں کہ جوتش ٹھیک ہے اور اگر اسکے برخلاف ہے تو ستاروں سیاروں اقمار کے نام بدل دیئے ہوتے کیا خوب میٹھا ہپ ہپ کڑوا تھو تھو دیانندی اندھکار ستیارتھ پرکاش کے ملا ۱۶۲ پر سنیاسی کا دھرم لکھا ہے کہ تعصب سے پاک ہونا۔ انصاف پر چلنا۔ راستی کا قبول کرنا۔ جھوٹ کا ترک کرنا۔ وید کت

ایشور کے احکام کی پیروی۔ دوسروں کی بھلائی کرنا راستگوئی وغیرہ دھرم کے اوصاف تو سب آدم صورتوں یعنی بنی نوع انسان کے لئے ایک ہی ہیں اور صفحہ ۶۵ میں لکھتے ہیں کہ جس طرح میں تعصب سے پاک ہو کر اپنے یا غیر مذہب کے نقص ظاہر کرتا ہوں۔ اسی طرح اگر سب عالم کیا کریں تو لفین والی ہے کہ آپس کی مخالفت دور ہو جائے اور اسی صفحہ میں اس عبارت سے اوپر آپ فرماتے ہیں کہ جو چند ایک باتیں اس میں قرآن شریف صحیح اور راست ہیں وہ تو وید وغیرہ مستند کتابوں کے مطابق ہونے سے جیسا اور مذہب کے راستی پسند علماء کے لئے قابل تسلیم ہیں ویسا ہی ہمیں بھی ہیں۔

ایسی عبارتوں کو سنکر اور دیکھکر غیر مذہب والے ضرور دھوکے میں آ جانے ہونگے اور خاصکر اپر دیانندی پنتھ ملمع سازی ایک ہی ہیں مگر بڑی انصاف کی بات یہی کہ ایسے سنیاسی برہم چاری کو بھی تعصب نے راہ حق سے ہٹا دیا نہ معلوم قرآن مجید و فرقان حمید کی کونسی باتیں وید کے مطابق پاکر مان لی گئیں۔ یہ صرف کہنے کی ہی بات ہے ورنہ اول ہی اول بسم اللہ شریف پر جو اعتراض کیا ہے کیا تعصب سے پاک ہے۔ بھلا جس پاک اور موحد مذہب میں شرک فی الاسماء تک ناجائز رکھا گیا ہو اور اللہ جل جلالہ کو ہمہ اوصاف جلیلہ موصوف بیان کیا ہو اس کی نسبت صفحہ ۶۸۰ پر لکھ دیا کہ مسلمانوں کا خدا رحیم بھی نہیں اور آگے لکھتے ہیں رحمٰن بھی نہیں۔ آپ صفحہ ۶۷۹ پر لکھتے ہیں کہ (تعصب نے دنیا میں جو جو غضب کیا ہے وہ تو سب پر عیاں ہی ہے)

صفحہ ۲۴۲ پر ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ جیو اور ایشور دونوں چتن سروپ ہیں خاصہ دونوں کا پاک اور غیر فانی دہارمک وغیرہ ہے۔ لیکن پرمشیور کے ذاتی کام یہ ہیں دنیا کی پیدایش۔ قیام۔ فنا (آریہ فنا کو مانتے ہی نہیں) سب قانون کے اندر رکھنا جیوؤں کو نیک و بد اعمال کی جزا و سزا دینا وغیرہ اور جیو کے اولاد پیدا کرنا ان کی پرورش کرنا

صنعت وحرفت وغیرہ اچھے برے کام ہیں ایشور کے صفات یہ ہیں - علم جاودانی راحت جاودانی اور لاانتہا طاقت وغیرہ -

صفہ ۲۶۴ پر لکھا ہے کہ ایشور جیو پرکرتی یعنی ایشور روح مادہ ازلی ہیں -

صفہ ۳۱۳ پر لکھتے ہیں کہ مسلمان ساتویں آسمان پر نجات مانتے ہیں -

انصاف پسند صاحبو غور کرنے کا مقام ہے دیکھا کسقدر تعصب اور اختلاف اور شرک اس عبارت میں بھرا ہوا ہے تعصب آدمی کو ایسا اندھا کر دیتا ہے کہ اصل حقیقت خواہ کیسی ہی عمدہ ہو مگر وہ بری دکھائی دیتی ہے - دیکھو اسماء باری تعالی کی ہی متعلق کلام مجید میں ولله الاسماء الحسنی آیا ہے بھلا ایشور کے ناموں کے متعلق ایسی شرتی کوئی دکھا تو دیوے - اور لیجئے رحمن اور رحیم پر بڑا بھاری اعتراض کر ڈالا ہے نہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا اور آریوں کا کیا جدا جدا خالق ہے سوامی جی نے مطلب دلی جو اُن کے دل میں تھا لکھا تو لیکن صاف طور پر بیان نہ کیا فی الواقع یہ تحریر کرنا اُن کا ایک طرح درست ہی کہ مسلمانوں کا خدا اور ہے اور آریوں کا ایشور سرب شکتیمان - اور سنو ہمارا اللہ قادر مطلق خالق حقیقی وحدہٗ لاشریک ہی اور اُن کا سرب شکتیمان نعوذ باللہ محتاج غریب کنگال یہ سنکر آریہ صاحب چونک پڑینگے کہ بھلا ایشور باوجود یکہ سرب شکتیمان ہے پھر بھی محتاج اور غریب کنگال کیونکر ہے یہ مسلمانوں کی من گھڑت یونہی جھوٹی بات ہے -

صاحبو یہ بات تو آریوں کے کہنے کی ہے کہ وہ قادر مطلق ہے اور یہ صرف ایک دھوکا ہی دیا ہے - مگر خیال تو فرمایئے کہ ایشور جیو - پرکرتی تینوں نہیں بذات خاص اپنے اپنے خالق ہیں کہ نہیں وہ سرب شکتیمان اتنی بھی سکت نہیں رکھتا - کہ ان کی تخلیق میں کچھ بھی دخل رکھے - پنڈت جی نے ایشور جیو - پرکرتی کے بارہ میں اگرچہ ۷ و ۸ و ۹ باب میں بہت کچھ آپ ہی سوال و جواب کے طور پر بحث کی ہے اور

سمجھایا مگر پرمیشور کو سرب شکتیمان ہی ثابت نہ کر سکے۔ اچھا ہم اب بھی کہتے ہیں کہ کوئی
دیانندی چیلا ثابت کر دے تو ہم جانیں۔ اگر کوئی ثابت کر بھی دیگا
تو بیشک وہ پکا مسلمان ہو جاویگا۔ آواگون کی قید سے چھوٹ جاویگا
مسئلہ تثلیث کو ترک کریگا۔ نیوگ جو زناکاری کا پہلا
زینہ ہے نہ چڑھے گا۔ ایشور کے نام جو اسماء الحسنیٰ ہیں
انکو یاد کریگا۔ رحمان اور رحیم کی صفت سنو پارہ (۲) رکوع 14 سورہ بقر دیکھو
والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم یعنی تمہارا معبود صرف
ایک ہی ہے جسے اللہ کہتے ہیں وہ ہر ایک اوصاف کاملہ سے موصوف ہر ایک برائی
سے پاک بن مانگے احسانات کا کرنے والا۔ مانگنے والوں کے سوال و محنت پر عنایت
فرما۔ اس اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں۔ اب لفظ اللہ کے اوصاف سنو جو کہ
ہمنے بے عیب معبود کہا ہے۔ پارہ (۳۰) سورہ اخلاص)
قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ
کفواً احد۔ اللہ جل جلالہٗ کی ذات و صفات کے پہچاننے میں بڑے بڑے
حکما اور فلاسفر قاصر رہے ان آریوں کو ہی نہ دیکھو کہ اربوں برس سے بید وید پکار
رہے ہیں مگر اس کی ذات کو نہ پہچانا مشرک کے مشرک ہی رہے۔ اسی طرح اہل عرب بھی
اس کی ذات و صفات کے بارہ میں گمراہ تھے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ جب یہ سوال
ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
بھی کیا گیا تو آپ پر وحی نازل ہوا اور حکم ربانی ہوا کہ (اے محمد کہدی کہ اصل بات تو یہ
ہے کہ خود بخود موجود جس کا نام ہے اللہ عبادت کے لائق فرمانبرداری کا مستحق وہ ایک
ہے اپنی ذات میں یکتا صفات میں بے ہمتا ترکیب و تعدد سے پاک اللہ جس کا نام

ہے وہ اصل مقصود بالذات ہر کمال میں بڑھا ہوا جس کے اندر نہ کچھ جاوے۔ کہ کھانے پینے وغیرہ کا محتاج نہ اُسکے اندر سے کچھ نکلے کہ کسی کا باپ بنے پس وہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا اُسکے وجود میں اُسکے بقا میں اسکی ذات میں اس کی صفات میں کوئی بھی اُس کے جوڑ کا نہیں۔

ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ کوئی صاحب بھی وید سے اس مضمون کی پاک تعلیم دکھادیں یا کہ صرف یہی کہہ دینگے ہیں مسلمانوں کا خدا رحمان نہیں رحیم نہیں۔

آریوں کا مسلمانوں کا احسان مند ہونا چاہئے جن کے اولوالعزم بادشاہوں نے ان کی مذہبی کتابوں کی حفاظت اور ترجمے کرائے

گیا ایام غدر کے بعد ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ تھوڑا تھوڑا ظلم کیا گیا اب بھی بعض رجواڑوں میں مسلمانوں کی خوراک پوشاک عبادات معاملات میں رحم دلی اور انصاف ہو رہتا ہے۔ ایشور بھجن میں جو منتر لکھے ہیں فرمادیجئیں جو دشمنوں کے حق میں کیا کیا دعائیں مانگی ہیں بس اگر یہی بات ہی تو آریوں کا ایشور رحیم ویالو پرمیتما پتامہ۔ دیاوان وغیرہ کچھ بھی نہیں اگر ہم یہ نہیں کہتے۔ صرف پنڈت جی کے لکھے کے بموجب کہا ورنہ ہمارا اور اُنکا اور سب مخلوقات کا وہی ایک خدا ہے۔

یہ بد تہذیبی۔ بد اخلاقی بزرگان دین کی شان میں گستاخی ان ہی حضرات آریہ مہذبوں اور ان کے پیشواؤں کو ہی مبارک ہو اصل تہذیب اور اخلاق اہل اسلام میں ہی ہے دیکھو پیشوا آریہ نے اپنا عیب نہ دیکھا دوسرے کی خوبی کو عیب سمجھا۔ کہ مسلمان جانوروں کو اسی بسم اللہ سے ذبح کرتے ہیں تو اُن کا خدا رحمان اور رحیم نہیں رہا۔ باقی آئیندہ

کیا وید الہامی ہیں؟

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۱۶ صفحہ ۲۶)

الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ باقی رہے باوا صاحب کے وہ شلوک جن سے وید کے الہامی ہونیکا ثبوت ملتا ہے۔ سو آپ لوگ ان شلوکوں کا مطلب ہی نہیں سمجھے اور ایسے شلوکوں میں وید سے مراد علم الٰہی ہے نہ یہ پستک جو دیوتا پرستی سکھاتے ہیں بھی خدا کے کلام میں یہ ممکن ہے کہ وہ دیوتاؤں کی پرستش سکھاوے حالانکہ لایق عبادت سوائے خدا کے کوئی نہیں اور سوامی جی بھی ستیارتھ پرکاش میں مانتے ہیں کہ ویدوں میں دیوتا پرستی ہے۔ لیکن اُنکی پرستش تاویلاً مانتے ہیں یعنی ان دیوتوں سے مراد دیوتا نہیں لیتے بلکہ کہتے ہیں کہ اگنی پرمیشر کا ہی نام ہے حالانکہ وید کے منتروں میں اگنی کی تعریف یہ کی گئی ہے جو لکڑی سے پیدا ہوتی ہے وغیرہ بھلا پرمیشر بھی لکڑیوں کے رگڑنے سے ہی نکلا کرتا ہے۔ آخر میں میں اپنے مسلمان دوست کے سوال کی طرف توجہ دلاتا ہوں کیونکہ تمام بات اس ایک ہی سوال سے حل ہو سکتی ہے۔

آریہ۔ وید کے معنے ہر جا علم کے لینے نامناسب ہیں اور باوا صاحب کے کلام میں وید سے علم کے معنے لینا غلطی ہے اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ وہ ہندو نہ ہو۔ ہندوؤں کے گھر جنم لیا اور ہندوؤں کے گھر پرورش پائی۔ اب بتاؤ یہ ہندو نہیں تو کیا ہے کوئی مسلمان کہتا ہے کوئی سکھ کوئی ہندو۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ہندو تھے۔ ویدوں میں دیوتا پرستی بالکل نہیں ہے ہاں منتروں کے شروع میں دیوتا کا نام ہے جس سے مراد یہ ہے کہ اس منتر میں کسی دیوتا کا ذکر ہے تاکہ پڑھنے والا صاحب سمجھ لے کہ منتر کا مطلب کیا ہے ہم جب کبھی کسی نیک اور بزرگ آدمی کو دیکھتے ہیں تو اسے دیوتا کہتے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم اسے پرمیشر ہی مانتے ہیں اور ویدوں کو دیوتا

ہیں جن کی تشریح سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں کر دی ہے۔ باقی رہا مسلمانوں کا
سوال سو اسکی نسبت میری یہ عرض ہے کہ یہ کرموں سے الہام اور الہام سے کرم
(Reasoning in a circle) دور تسلسل نہیں ہے
جس کو محال کہا جا سکے۔ اصل میں مسلمان انادی وغیرہ الفاظ کی تشریح سے بےخبر ہیں اگر
وید کی انادیت پر اعتراض کرتے ہیں چاہئے تھا کہ وہ پہلے قرآن کے حدوث کو مان کر اسکے
غیر الہامی ہونے کے قایل ہو جاتے۔

اب اسکے بعد یہ خاکسار پھر اُٹھا اور کچھ بولنے کو تھا۔ کہ پردھان سبھا نے مجھے روکا
کہ تم مت آؤ اور کوئی آدمی میں نے کہا کہ اور کوئی آنیوالا نہیں ہے مجھے اجازت دیں جو ان
کر کے آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی اور میں نے کہا:۔

"جہانتک اب تک بحث ہوئی ہے ہمارے دوستوں نے میرا سوال کا جواب نہ دیتے
ہوئے ثابت کر دیا ہے کہ واقعی میرا اعتراض سچا ہے اور وہ اُسے اُٹھا نہیں سکتے۔ دیکھئے
ہمارا دوست دور تسلسل کو باطل تو خود مان گیا ہے۔ جبکہ اُس نے یہ کہا کہ کرموں سے الہام
الہام سے کرم (Reasoning in a circle) یعنی دور تسلسل
نہیں ہے اور یہ کہنے کی ضرورت اس لئے پڑی ہے کہ انہیں ایسا ہونا مشکل نظر آیا
اور پھر ساتھ ورشن کا نازیا نہ سامنے تھا۔ سوچا کہ اب یہی علاج ہے کہ کہدو کہ یہ دور
تسلسل ہی نہیں۔ اب میں ناظرین پر اس بات کا فیصلہ چھوڑتا ہوں کہ کیا یہ دور تسلسل
ہے کہ نہیں اگر کرموں سے الہام۔ الہام سے کرموں کا ہونا دور تسلسل نہیں تو دور تسلسل
کیا ہے۔

ہمارے دوست کا یہ کہنا کہ انادی کی تشریح مسلمان نہیں جانتے بیجا ہے کیونکہ وہ
خدا کے سوائے کسی کو انادی جانتے ہی نہیں۔ کیونکہ انکا خیال ہے کہ جو انادی ہے
اسکا فاعل کوئی نہیں ہو سکتا اور کرم ہمیشہ کسی جیو کے افعال ہونگے اور جیو انکا فاعل ہوگا

گر نادی کی یہ صفت نہیں لہذا کرم حادث ہوئے اور پھر کرم یا بُرے ہونگے یا بھلے ہونگے اور اس لحاظ سے ماننا پڑے گا کہ جو جس کے کرم بھلے ہیں وہ ہمیشہ سے ہی آرام میں ہے اور جس کے بُرے ہیں وہ ہمیشہ سے کیڑے مکوڑے کی جون میں ہوگا جس کے خود سماجی قایل نہیں۔ جب کرم ناش ہوتے ہیں وہ قدیم کیونکر ہوئے۔ فتدبر۔"

اَب رہا قرآن پاک پر بار بار حملہ کرنا سو میں بتا دیتا ہوں کہ قرآن شریف اسی طرح قدیم ہے جیسے وید قدیم ہے یعنے اگرچہ وید قدیم ہے پر اسکا نزول تو خاص وقت میں ہوا۔ اگرچہ وہ ابتدائے سرشٹی میں ہی ظاہر رہا۔ لیکن چونکہ سرشٹی خود حادث ہے اس کا تعلق بھی حادث ہوا۔ اسی طرح سمجھ لو کہ قرآن پاک نزوہ ہی جو خدا کا علم قدیم ہے لیکن آج سے ۱۳ سو برس پہلے دنیا میں اسکا ظہور ہوا۔ اور قرآن مجید میں صاف لکھا ہے بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ یعنی یہ قرآن وہ ہے جو خدا کے علم قدیم کے لوح محفوظ میں ہے یعنی یہ قدیمی ہے حادث نہیں۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو بات سچی ہے اگرچہ وہ آج معلوم ہو وہ قدیم ہو گی۔ اگر آدم کے وقت میں دو اور دو چار تھے تو آج بھی دو اور دو چار ہی ہونگے اگرچہ تھوڑے عرصہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ زمین گھومتی ہے مگر یہ ماننا پڑے گا کہ جب سے زمین ہے تب سے ہی وہ گھومتی ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ راستی قدیم ہوتی ہے۔ اب ویدوں کی قدامت میں کوئی تخصیص نہ رہی۔ اس شرط کے لحاظ سے تمام راستی کی باتیں الہامی ہوئیں اور یہی حق ہے۔ اب اگر اس شرط کو مانکر قرآن پر کبھی اعتراض ہو تو کر لو میں جواب دونگا۔"

آریہ۔ ہمارے مسلمان دوست نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ قرآن میں تمام قصے کہانیاں ہیں وہ الہامی نہیں ہو سکتا اور وید ایسی باتوں سے بری ہے۔ اگر وید کے الہام کو قدیم اور مخلوقات کو قدیم نہیں مانتے تو کیا احد میاں آدم سے پہلے سویا

رہتا تھا یا کیا قیامت کے بعد سو رہے گا۔ یہ خدا کی ہتک ہے اور ہم لوگ ایسا نہیں مانتے
ہم یہ مانتے ہیں کہ ایشور ہمیشہ سے ہے اور اس کے صفات بھی ہمیشہ سے ہیں اور دنیا
کا سلسلہ پیدائش بھی ازلی ہے یہ پرماتما کی شان ہے کہ ہمیشہ وہ دنیا کو پیدا کرتا رہا ہے
اے مسلمانوں انصاف سے کہو کہ پرماتما کی عظمت کا ہمارے عقیدے کی رو سے
کتنا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ اعتراض کہ وید دیوتا پرستی سکھاتے ہیں۔ اس لئے وہ
شرک کا منبع ہے محض سنسکرت کی ناواقفی سے کیا جاتا ہے سوامی جی نے ثابت کر دیا
ہے کہ ویدوں میں دیوتا پرستی نہیں ہے۔

اسکے بعد خاکسار پھر اٹھا مگر پریذیڈنٹ صاحب نے روک دیا اور کہا کہ کوئی اور
صاحب آویں پھر ویش برجان ورویش کیکر میں بیٹھ گیا اور ایک سکھ سردار صاحب
بولے :-

سکھ سردار۔ چونکہ آریہ صاحبان مسلمان دوست کے سوال کی طرف رجوع نہیں
لاتے اور باتوں میں وقت ٹالنا چاہتے ہیں۔ میں بھی اب اپنا پہلو بدلتا ہوں
ویدوں کو دیوتا پرستی سے بری ٹھہرایا جا رہا ہے۔ لیکن سوامی جی تو ستیارتھ پرکاش
سوم دیوتا کو مانتے ہیں جو نادیلیوں نے کہیں وہ غلط ہیں وید میں جابجا عناصر
اور چاند سورج سے دعائیں مانگی گئیں ہیں پھر نہیں معلوم چاند اور سورج پرماتما کیونکر
بن گئے۔ آجتک تمام ہندو یہی مانتے آئے کہ ویدوں میں دیوتا پرستی ضرور ہے۔ اور قدیم
زمانہ کے مندر اور رامائن مہابھارت کے قصے پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں
میں بت پرستی قدیم سے چلی آتی ہے اور اب تک سناتنی پنڈت بڑے زوروں سے
چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی آریہ سماجی ثابت کر دے کہ ویدوں میں دیوتا پرستی نہیں +

آریہ۔ سناتنیوں کا ہمیں چیلنج کرنا کہ ہم ویدوں سے یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ
اس میں دیوتا پرستی نہیں بالکل لغو ہے اور یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہر ایک شخص اپنے

دوسرے مذہب کو یونہی چیلنج کرتا ہے۔ تو کیا سب مذہب باطل ہیں اور یہ آپ کو بتا دیا گیا کہ دیوتا سے کیا مراد ہے۔ ہم ایک بزرگ آدمی کو دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ وہ دیوتا ہے تو کیا اس سے دیوتا پرستی ثابت ہو گئی۔ ہرگز نہیں۔ ہم دیوتا پرمیشر کو ہی مانتے ہیں اور کسی کو نہیں

اب پھر میں ہی گیا۔ اگرچہ مجھے روکا گیا مگر میں نے کہا کہ اندر آدمی نہیں ہے جو بولی مجھے اجازت دی جاوے تو پریزیڈنٹ صاحب نے جبر و اکراہ سے اجازت دی۔ تو میں نے کہا:۔

"جو کچھ اب تک کہا جا چکا ہے اسکو سب صاحب جانتے ہیں مجھے ضرورت نہیں کہ میں کہوں کہ میرے سوال کا جواب دینے سے بالکل پہلو تہی کی جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ ویدوں میں دیوتا پرستی نہیں ہے لیکن اسکا ثبوت فقط یہ دیا ہے۔ کہ سوامی جی نے ثابت کر دیا ہے کہ اس میں دیوتا پرستی نہیں ہے بلکہ دیوتا تو ہم خدا کو ہی سمجھتے ہیں میرے خیال میں اسکا آسان فیصلہ یوں ہو سکتا ہے کہ ہم سوامی جی کی تاویلوں پر غور کریں۔ سوامی جی فرماتے ہیں کہ اگنی پرمیشر کا نام ہے کیونکہ جیسے آگ روشنی دیتی ہے اور جہان کو منور کرتی ہے ویسے ہی پرماتما بھی کرتے ہیں۔ پھر آریہ استری کے تیسرے نیوگی خاوند کو بھی اگنی کہتے ہیں کہ اس میں اگنی زیادہ ہو۔ اب اس تاویل کی حقیقت پر غور کیا جاوے۔ تو صاف کھل جاتا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔

اگر آپ نے وید کی شرتیوں کی تاویلوں کی قلعی کھلی ہوئی دیکھنی ہے تو بہتر ہے کہ آپ ماسٹر عبدالرحمن صاحب نومسلم سکھ سردار کی کتاب

اختیار الاسلام و تعلیم الاسلام بجواب تہذیب الاسلام

کا ملاحظہ کریں ماسٹر صاحب نے اختیار الاسلام میں وید کی تعلیم کا پورا پورا فوٹو کھینچا ہے

اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ پرمیشر کا کلام تو کیا کسی عقلمند کا بھی کلام نہیں ہے اور بہ
نہایت متانت سے اپنے اسلام کے اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے اور تمام مباحثات
جو انہیں وقتاً فوقتاً کرنے پڑے اس میں درج کئے ہیں اور آریہ سماج سے آجتک
اسکا جواب بن نہیں پڑا اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آریہ سماج قیامت تک بھی
جواب طبع نہ کر سکے گی - افسوس تو یہ ہے کہ آریہ سماجیوں کے لئے باوجودیکہ فقط
ایک روپیہ میں تینوں حصّے دینے کا ماسٹر صاحب وعدہ کرتے ہیں کوئی خرید کر
پڑھنا ہی نہیں چاہتا خرید کرنا بھی ہے لیکن ہی پڑھ لیں مگر وہ جانتے ہیں کہ بہتر
یہی ہے کہ اسکو دیکھا ہی نہ جاوے - شرم! شرم! -

یقین ہے اگر وہ کتاب کو از اول تا آخر پڑھیں ہدایت پاویں جیسے کہ
ابھی ایک اور سکھ سردار نے اس کتاب کو پڑھکر اسلام کو قبول کیا ہے - نمونہ کے
طور پر سماجی دوستوں کو میں اس اختیار الاسلام میں سے ہی کچھ سناتا
ہوں جو عین مناسب موقعہ بھی ہے -

مذکورہ بالا ویل پر ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ اگر اگنی پرمیشر کا نام
اسلئے ہے کہ وہ دنیا کو روشنی دیتا ہے جیسے آگ دیتی ہے تو یہی کہتا ہوں کہ تمام جہان
کی چیزیں پرمیشر کا ہی نام ہے جتنے کہ سل بٹے کو بھی ہم پرمیشر کہہ سکتے ہیں کیونکہ دنیا میں
جس قدر چیزیں ہیں وہ کسی نہ کسی کام میں آتی ہیں اور اس فایدہ کے لحاظ سے جو کسی
چیز سے حاصل ہوتا ہے -

ہم یہ کہکر کہ پرمیشر بھی فایدہ رساں ہے یہ چیز بھی فایدہ بخش ہے لہذا یہ بھی خدا ہوئی
یا خدا کا نام سل بٹہ بھی ہے - پھر ماسٹر صاحب پوچھتے ہیں کہ ہمیں بتا دیا جاوے کہ آریہ عورت
کے تیسرے نیوگی خسم میں کیوں زیادہ حرارت ہوتی ہے" (یہ الفاظ میری اپنی
عبارت ہے اصل کتاب میں فصاحت سے درج ہے) -

اب میں اسی اصول کی بنا پر سوال کرتا ہوں کہ کیوں لنگ پوجا جائز نہیں کیونکہ جیسے پرماتما پیدا کرتا ہے ویسے ہی لنگ سے بھی پیدائش ہوتی ہے۔ پس جیسا پیدا کرنیوالا لنگ ہو ویسے ہی . . . . ہے۔ پس لنگ بھی پرمیشر کا ہی نام ہوا (معاذ اللہ۔ الامان ایسے عقیدے سے الامان)۔

المختصر میرا مطلب یہ ہے کہ اس تاویل کے قاعدے کے رو سے تمام جاندار اور بیجان پرمیشر ہو سکتے ہیں اور پھر ہمہ اوست کا مسئلہ صحیح ماننا پڑے گا جس کی تردید خود سوامی جی کرتے ہیں۔"

اس بیان پر آریہ سماجی جھنجھلا گئے اور بجائے جواب کے سکھوں پر اعتراض شروع کر دیئے اور وہ بھی اناپ شناپ اور کہا کہ ہم مسلمان دوست کے سوال کا کافی جواب دے چکے ہیں اب اور جواب کی ضرورت نہیں۔ ہم نے جب یہ کہدیا کہ کرم انادی ہیں جیو انادی ہیں وید انادی ہے تو کرموں سے وید کا الہام کہنا تو سراسر غلطی ہے۔

یہ کہکر وہ تو بیٹھ گئے اور میں اس بات کو سنکر رہ نہ سکا اور چاہا کہ کچھ کہوں لیکن ابھی میں نے جا کر تقریر شروع ہی کی تھی کہ پردہان صاحب جو ایک وکیل ہیں غصے میں آ گئے اور کہنے لگے کہ یہ بحث تناسخ پر نہیں ہے۔ ویدوں کی الہامی اور غیر الہامی ہونے پر ہے ثابت کرو کہ وید الہامی ہیں یا نہیں نہ یہ کہ آپ امکان الہام سے ہی بحث کریں میں نے کہا کہ مہربان یہ آپ جانتے ہیں کہ درخت پھلوں سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ پھر وید کو اگر اس کے اپنے اصول کے ذریعہ ہی پرکھا جاوے تو کیا ہرج ہے۔ آخر بحث کے لئے کوئی اصول تو پیش کرنا ہی ہوگا۔ جو کچھ آپ پیش کرینگے وہ یہ ہوگا۔ کہ وید کی تعلیم کو دیکھا جاوے اگر وہ سچی ہے تو مان لیا جاوے ورنہ چھوڑ دیا جاوے۔ پس جو کچھ میں نے کہا وہ بھلا ہی ہے۔ پھر اعتراض کیا ہے اسپر پریذیڈنٹ صاحب نے جھنجھلا کر کہا ہم آپکو بولنے ہی نہیں دیگے۔ میں نے

کہا بہت اچھا اور واپس چلا آیا۔ اور حیثیت بند ہو گئی۔ ناظرین اب یہ
سمجھ لیں کہ وید الہامی ہیں کہ نہیں جو اصول ہم نے پیش کیا ہے اسکو ہمارے
ودیانندی درست نہیں توڑ سکے کیا اسی لیاقت پر ہر مذہب وملت کو یہ
لوگ برا بھلا کہتے ہیں ان لوگوں کا سب سے بڑا فخر یہی ہے کہ ہر شخص کو گالیاں دیں
جو سب سے بڑا گالیاں دینے والا ہے وہ اُن کا پردھان ہوتا ہے۔ افسوس
اس تہذیب پر!

اے وہ آریو جو **انوار الاسلام** کو پڑھتے ہو ورا دھرم پال کو ہی کہو کہ
اس معمہ کا حل کردے اور یاد رکھو کہ نہ کوئی کر سکا ہے نہ دھرم پال میں لیاقت ہی
کہ وہ سمجھ بھی سکے۔ **فتدبروا وبیّنوا وتوجروا**؎

الراقم خاکسار عمر الدین خریدار رسالہ۔

عنایت فرمائے اڈیٹر صاحب انوار الاسلام سلمہ ربہ
السلام علیکم۔ براہِ مہربانی ان چند سطور کو اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر
ممنون ومشکور فرماویں۔
جن مولوی رحمت اللہ صاحب کے بارہ میں وطن ودیگر اخبار میں کسی شخص نے مضمون
شائع کرایا ہے وہ مولانا صاحب موصوف نمبر گذشتہ میں ہمارے یہاں کلانور میں
تشریف لائے تھے آپکی تقریر نہایت دلچسپ ووعظ بہت باثر ہے۔ یہاں کے
رؤسا وعوام اصحاب بڑے شوق سے وعظ سنتے رہے ہیں اسی اثنا میں
مولوی صاحب موصوف نے انجمن اشاعت اسلام کے لئے ہم سے امداد طلب کی تحریک
لہٰذا میں نے (یعنی حافظ عبد الرحمان خان) نے مبلغ صہ روپیہ سالانہ میری اہلی
اور ایک گھوڑا الیتی صلہ اور ایک بھینس قیمتی صہ یا للعہ

نے کوئی جواب قابل اطمینان نہیں دیا۔ بلکہ پھر بھی یہی لکھا کہ مولوی صاحب عیسیٰ بن اللہ ہیں (العیاذ باللہ) اس عرصہ میں ایک خط ملفوف جیند سے آیا جس کے بھیجنے والے مسٹر مرزا ذوالفقار بیگ صاحب رئیس اعظم جیند تھے اور اس میں تصدیق مولانا مولوی محمد یوسف صاحب مفتی ریاست جیند جناب میر اعظم خان صاحب ضلعدار نہر جیند چودہری شیخ محمد اسمٰعیل صاحب درگر جیند منشی حفیظ اللہ صاحب کلرک دفتر نہر رئیس جیند شیخ اعظم صاحب خالدی جاگیر دار شہر جیند وغیرہ وغیرہ کے تھے کہ مولانا رحمت اللہ صاحب لائق اور شریف اور فاضل ابن فاضل ہیں انہیں صاحب انجمن کے بانی مبانی ہیں اور جو کچھ احمد الدین سگ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط اور محض اسکی عداوت قلبی پر منحصر ہے اور ایسی حرکات سے یہاں کے لوگوں نے بھی بابو احمد الدین کو جواب دیدیا۔ فقط والسلام۔ حافظ عبد الرحمن خاں رئیس کلانور۔ حاجی محمد مراد علی رسالدار میجر رئیس کلانور۔ سید حسام الدین رئیس کلانور۔ از کلانور ضلع رہتک ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء مکرر یہ ہے کہ مولانا صاحب یہاں کلانور میں بدستور تشریف لاتے ہیں اور ہمارے بھائی خوشی کو چندہ دیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از سوجان پور

قبول اسلام — قبول اسلام

دین برحق کے سرگرم حامی مددگار اسلام کے باہمت جان نثار وفادار ایڈیٹر غازی اسلام آپکے سر پر خدا کا ہاتھ اور خدا آپکے ساتھ ہو۔

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار آپکے رسالہ صداقت مقدار نے چاردانگ عالم میں چکاچوند کا نقشہ دکھا دیا ہے مخالفین مادہ پرست بنوگی روگی منہ چھپاتے پھرتے ہیں مسلمانوں پر بزور شمشیر اشاعت اسلام کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں اسلامی شمشیر زبان کا وہ کاٹ ہے کہ گوشت و پوست و استخوان سے گذر کر دلوں میں جس کا اثر ہے ہمکو اشاعت اسلام

ابھی تو اسکی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ اس نے سو سائٹی کی۔ اضطراب حالت میں
جوق جوق اسلام کے دعا دینے والوں سے چاروں طرف سے قبول اسلام کی صدا بلند ہو رہی
ہے اگر کان رکھنے والے ہیں تو سنیں کہ فخر العلماء زبدۃ الواعظین حامی دین متین مولانا مولوی
عبد السبحان صاحب نقشبندی دہلوی عرف مولوی سبحان اللہ مدظلہ پٹھان کوٹ سے
سوجان پور تشریف لائے۔ سبحان اللہ شہر میں دین کی رونق ہو رہی ہے۔ شائقین نزدیک و دور
سے کیا ہندو کیا مسلمان جوق جوق چلے آ رہے ہیں فقیر محمود داروغہ صفائی کے اہتمام سے
میدان شہر میں مجمع ہوا۔ اس خوش الحانی سے آپنے وعظ فرمایا کہ نعرۂ مرحبا سے ہال گونج
اٹھا۔ اسی طرح دو تین جگہ میدانوں میں آپکا وعظ ہوا۔ وعظ ہے یا سحر بیانی جس کے اثر نے
بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملوا دیا۔ اہل حدیث و حنفی باتفاق ایک جگہ مولانا صاحب
کے اقتدا میں جمعہ پڑھتے ہیں آپکا وعظ سنتے ہیں اثناء وعظ میں فرما دیا۔ اسرار قرانی
و نکات معانی بیان ہوتے ہیں کہ قرآن شریف کا زندہ معجزہ پیش نظر ہو جاتا ہے
چنانچہ چوہدری دیوی دتا و چودھری گوپال سنگھ متاثر ہوئے۔ جو کئی جلسوں میں شریک ہو چکے
تھے۔ چوہدری حسن خان کے باغ میں وعظ ہو رہا ہے۔ آم پکے جاتے ہیں۔ وعظ میں
میوہ ہائے جنت کا بیان شروع ہو گیا۔ مولوی صاحب نے وعظ کہتے ہوئے منبر پر سے
ہاتھ بڑھایا تو ہاتھ میں آم آ گیا۔ ودانیۃ علیھم ظلالھا وذللت قطوفھا
تذلیلا۔ اس وقت کا سماں جنت کا نقشہ دکھا رہا تھا۔ چوہدری دیوی دتا
عرف مبو ولد نہال سنگھ عرف چوہدری نہالا راجپوت موضع ساکن موضع شیر پور نے
صدق دل سے اسلام قبول کیا۔ اسکے ساتھ ہی گوپال سنگھ ولد دیدار سنگھ راجپوت میرا
ساکن تروٹ مہر نے اظہار اسلام کیا مولانا صاحب نے دونوں کو مشرف باسلام کر کے
فرمایا کہ بموجب حدیث شریف (۱) من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ
(۲) ثم مات دخل الجنۃ (۳) مستیقنا بھا قلبہ دخل الجنۃ

پھر جنت مباح ہو گئی۔ دونوں آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ سابقہ اعمال شرک و بت پرستی
کی سزا جہنم ہے۔ مولوی صاحب نے اُن کی تسکین کی کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سابقہ گناہوں کو اسلام دور کر دیتا ہے۔ انّ الاسلام
یہدم ما کان قبلہ۔ غرض اُس وقت کا سماں صداقت اسلام کی شان کا
ایک نمونہ تھا۔ کیا آریوں میں کوئی انصاف پسند طبیعت رکھنے والا بھی ہے۔ جو
انصاف سے یہ کہے کہ ان ہر دو دل بے اسلام دین قبول کر لینے والوں کی گردن پر
کسی نے آرہ رکھا تھا یا تلوار کا وار کیا تھا۔ یہ زندہ معجزہ قرآن کا ہے کہ چاروں طرف
سے پھر پھرا کر ٹھوکریں کھا کر قرآن کے حضور سر جھکاتے ہیں اور شمع اسلام کے پر عشق ہوتے
نور پر پروانہ وار نثار ہوتے جاتے ہیں دشمن اسلام جلنے میں جلتے ہی رہیں گے واللہ
متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ہدایت رسالہ انوار الاسلام کی روشنی تاریکی
کفر و ضلالت کو دور کرتی بڑھتی جاتی ہے۔ اے عالی ہمت جوانمردو۔ اے دین اسلام
کے ہمدردو یہ ایک رسالہ اپنی شان کا نرالا آریوں اور عیسائیوں کے واہی خیالات
رد کرنے والا۔ آپ کی امداد کا انتظار کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کی حمایت رسالہ
انوار الاسلام کی اعانت کی ہمت عطا کرے آمین۔ اسلامی نام اول کا عبداللہ
دوم کا عبدالرحیم رکھا گیا اور سند کا کاغذ دیا گیا فقط

راقم منشی عبداللہ مدرس معلم مدرسہ سرکاری سوہان پور خادم
مولانا صاحب دام فیضہٗ

سیالکوٹ۔ ۱۸۔ اکتوبر۔ ایک عورت قوم کی سیکھ معہ ایک لڑکے اور لڑکی
کے مولوی حاجی حافظ محمد ابراہیم صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی
لڑکے کا نام رحمت اللہ اور لڑکی کا نام مریم اور اُس عورت کا نام [illegible] رکھا
گیا۔

ماء اللحم انگوری

دو آتشہ

یہ ماء اللحم بازاری اور اشتہاری نہیں ہے یہ ماء اللحم ہم نے خاص طور پر برائے استعمال خود نکلوایا ہے چونکہ استعمال سے زاید ہے اس لئے ہم عام اعلان کرتے ہیں کہ جن صاحبوں کو موسم سرما میں طاقتور یا جوان بننے کا شوق ہو وہ ضرور ہی اسے استعمال کریں قیمت فی شیشی دو روپیہ علاوہ محصول بذمہ خریدار ہوگا

حلوائے بیضہ عنبری

اس حلوا کے نام سے ہی آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کن کن لذیذ اشیاء کا ساختہ ہوگا۔ موسم سرما میں اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں قیمت فی سیر للعہ

حلوائے بیضہ سادہ فی سیر ۶ع

دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو